2025 میں
انسانی حقوق کی صورتِ حال

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق

2026 © پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق

جملہ حقوق محفوظ ہیں۔ اس اشاعت کا کوئی بھی حصہ ماخذ کا اقرار کرتے ہوئے دوبارہ شائع کیا جا سکتا ہے۔

اس اشاعت کے اجزا کی درستی کو یقینی بنانے کی ہر ممکن کوشش کی گئی ہے۔ پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کسی بھی قسم کی نادانستہ فروگزاشت کی ذمہ داری نہیں لیتا۔

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق نے اس اشاعت میں شامل کی گئی تصاویر جائز استعمال کی پالیسی کے تحت، کاپی رائٹ کی خلاف ورزی کے ارادے کے بغیر دوبارہ شائع کی ہیں اور اس نے تمام ماخذوں کے کردار کو تسلیم کیا ہے۔

ISBN 978-627-7602-74-1

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق

ایوانِ جمہور

107 ٹیپو بلاک، نیو گارڈن ٹاؤن

لاہور 54600

فون: 35869969 ,3586 4994 ,3583 8341 (042) 92+

فیکس: 3588 3582 (042) 92+

ای میل: hrcp@hrcp-web.org

ویب سائٹ: www.hrcp-web.org

مدیر: فرح ضیا

ترتیب و تدوین: رِدا فضل

ذرائع کے متعلق بیان

جہاں متن میں کوئی حوالہ نہیں دیا گیا، ایچ آر سی پی کے جائزے پر مبنی رپورٹس، نامہ نگاروں اور عام شہریوں کے ساتھ خطوط کے تبادلے، سرکاری گزٹ، اقتصادی اور قانونی دستاویزات اور دیگر سرکاری اطلاعات اور بیانات، قومی اور علاقائی ذرائع ابلاغ میں شائع ہونے والی رپورٹوں اور بین الاقوامی انسانی حقوق اور ڈویلپمنٹ ایجنسیوں کی مطبوعات پر مبنی ہیں۔ ایچ آر سی پی خاص طور پر پنجاب، سندھ، خیبر پختونخوا، بلوچستان، دارالحکومت اسلام آباد، اور گلگت۔ بلتستان کے محکمہ پولیس اور جیل خانہ جات کا ممنون ہے جنھوں نے امن عامہ کی صورتحال اور جیلوں اور قیدیوں سے متعلق اعداد و شمار فراہم کیے۔

ایچ آر سی پی امن و امان، جیلوں اور قید خانوں، اور سائبر کرائم سے متعلق ڈیٹا کی فراہمی کے لیے سندھ، بلوچستان اور گلگت بلتستان کے پولیس محکموں اور نیشنل پولیس بیورو؛ سندھ، خیبر پختونخوا، بلوچستان اور گلگت بلتستان کے محکمہ جیل خانہ جات؛ اور نیشنل سائبر کرائم انویسٹی گیشن ایجنسی کا خاص طور پر ممنون ہے۔

سرکاری رپورٹوں، پریس کے جائزوں اور این جی اوز کے نمونے کی سروے رپورٹوں کو ان کے محدود وسائل کے پیشِ نظر صورت حال کی مکمل یا حتمی تصویر نہیں سمجھا جانا چاہیے۔ یہ صرف سال کے دوران میں سامنے آنے والے رجحانات کی عکاسی کرتی ہیں۔

تصاویر قومی اور علاقائی اخبارات اور دیگر آن لائن ذرائع سے لی گئی ہیں۔

فہرست

7	تعارف
11	ادارتی نوٹ
18	اہم نکات
35	اسلام آباد دارالحکومت کا علاقہ
71	پنجاب
107	سندھ
139	خیبر پختونخوا
172	بلوچستان
202	گلگت بلتستان
227	آزاد جموں وکشمیر
251	ضمیمہ 1: 2025 میں منظور کیے گئے انسانی حقوق سے متعلق قوانین
258	ضمیمہ 2: ایچ آر سی پی کی اہم سرگرمیاں
271	ضمیمہ 3: ایچ آر سی پی کے بیانات
350	ضمیمہ 4:

اختصارات

اے اے سی	عوامی ایکشن کمیٹی
اے جے کے	آزاد جموں و کشمیر
اے این پی	عوامی نیشنل پارٹی
اے کیو آئی	ایئر کوالٹی انڈیکس
اے ٹی سی	انسداد دہشت گردی کی عدالت
بی ایل اے	بلوچ لبریشن آرمی
بی ایچ سی	بلوچستان ہائی کورٹ
بی این پی ایم	بلوچستان نیشنل پارٹی (ایم)
بی وائی سی	بلوچ یکجہتی کمیٹی
سی سی ڈی	کرائم کنٹرول ڈیپارٹمنٹ
سی سی آئی	مشترکہ مفادات کی کونسل
سی ڈی اے	کیپٹل ڈویلپمنٹ اتھارٹی
سی او آئی ای ڈی	جبری گمشدگیوں سے متعلق تحقیقاتی کمیشن
ای سی پی	الیکشن کمیشن آف پاکستان
فافن	فری اینڈ فیئر الیکشن نیٹ ورک
ایف آئی اے	وفاقی تحقیقاتی ادارہ
ایف آئی آر	ابتدائی معلوماتی رپورٹ
جی بی ایل اے	گلگت بلتستان قانون ساز اسمبلی
جی ایل او ایف	برفانی جھیل کا سیلاب
ایچ آر سی پی	ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان
آئی سی ٹی	اسلام آباد کیپٹل ٹیریٹری

اختصارات

آئی ڈی پی	اندرونی طور پر بے گھر شخص
آئی ایچ سی	اسلام آباد ہائی کورٹ
جے اے اے سی	جوائنٹ عوامی ایکشن کمیٹی
جے یو آئی ف	جمعیت علمائے اسلام (ف)
ایل ایچ سی	لاہور ہائیکورٹ لاہور
این سی سی آئی اے	نیشنل سائبر کرائم انویسٹی گیشن ایجنسی
این جی او	غیر سرکاری تنظیم
این ٹی یو ایف	نیشنل ٹریڈ یونین فیڈریشن
پی ای سی اے	الیکٹرانک جرائم کی روک تھام کا ایکٹ
پی ای آر اے	پنجاب انفورسمنٹ اینڈ ریگولیشن اتھارٹی
پی ایچ سی	پشاور ہائی کورٹ
پی ایل ڈبلیو ڈی	معذوری کے ساتھ رہنے والا شخص
پی ایم اے پی	پشتونخوا ملی عوامی پارٹی
پی ایم ایل–این	مسلم لیگ ن پاکستان مسلم لیگ (ن)
پی پی سی	پاکستان پینل کوڈ
پی پی پی	پیپلز پارٹی پاکستان پیپلز پارٹی
پی ٹی آئی	پاکستان تحریک انصاف
پی ٹی ایم	پشتون تحفظ موومنٹ
ایس ایچ سی	سندھ ہائی کورٹ
ایس ایس ڈی او	سسٹین ایبل سوشل ڈیولپمنٹ آرگنائزیشن
ٹی ایل پی	ٹی ایل پی تحریک لبیک پاکستان

تعارف

سال 2025 میں پاکستان میں انسانی حقوق کی صورتحال آئین میں دی گئی ضمانتوں اور زمینی حقائق کے درمیان بڑھتے ہوئے فاصلے سے عبارت تھی۔ اگرچہ قانون سازی اور ادارہ جاتی حوالے سے کچھ پیش رفت بھی ہوئی، جیسے قومی اقلیتی کمیشن کا قیام اور مقدمات کے انبار میں کمی۔ ان اقدامات سے بتدریج بہتری کی نشاندہی ہوتی ہے لیکن ایک ایسے گورننس فریم ورک کی موجودگی نے اس پیش رفت کو گہنا دیا جو روز بروز مرکزیت پسند اور انتظامیہ کے زیرِ اثر ہوتا چلا گیا۔ 27ویں آئینی ترمیم کی منظوری، وسیع اختیارات پر مبنی امتناعی حراست کے قوانین اور ڈیجیٹل ذرائع پر اظہار رائے کی پابندیوں ایسے اقدامات کیے گئے جن کے باعث عدلیہ کی خودمختاری، قانونی تقاضوں کی پاسداری اور اختلافِ رائے کے لیے محدود ہوتی گنجائش کے حوالہ سے سنگین خدشات پیدا ہوئے۔ جبری گمشدگیوں کے واقعات مسلسل ہوتے رہے، پُرامن اجتماعات پر پابندیاں لگائی گئیں اور سیاسی کارکنوں کو نشانہ بنایا گیا۔ ان واقعات کی وجہ سے بنیادی آزادیوں کی گراوٹ مزید نمایاں ہوگئی۔

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) نے انسانی حقوق کی نمایاں اور آزاد و خودمختار ملکی تنظیم کے طور پر اپنے 40 برس مکمل کر لیے ہیں۔ ہم سوچتے ہیں کہ ہماری چھوٹی اور بڑی کامیابیوں کے باوجود ہمیں ابھی بہت طویل سفر طے کرنا ہے تاکہ وفاقی جمہوریت، ادارہ جاتی احتساب اور ہر فرد کے باوقار زندگی گزارنے کے حق کے تحفظ کو یقینی بنایا جاسکے۔

اسی اثنا میں کمزور، پسماندہ طبقات کی روزمرہ زندگیوں کی بنیادی حقیقت وہی رہی جو چلی آرہی ہے یعنی وہ منظم طور پر عدم مساوات کا شکار اور آسان ہدف بنے رہے۔ خواتین، مذہبی اقلیتوں، بچوں اور متجنس افراد کو بدستور تشدد اور امتیازی سلوک کا سامنا رہا جبکہ جنس کی بنیاد پر تشدد اور مذہبی بنیادوں پر ظلم و ستم وسیع پیمانہ پر موجود رہا۔ بڑھتی ہوئی شدت پسندی اور پولیس مقابلوں پر زیادہ انحصار سے قانون نافذ کرنے والے اداروں اور احتسابی نظام میں موجود بنیادی خامیوں کی عکاسی ہوتی ہے۔ معاشی اور سماجی اشاریے اچھے نہیں ہیں جن میں بڑھتی ہوئی بے روزگاری، کم از کم اجرت کے قوانین پر وسیع پیمانے پر عملدرآمد نہ ہونا اور تعلیم و صحت تک محدود رسائی شامل ہیں۔ یہ اشاریے اس بات کا مظہر ہیں کہ ریاست عوام کے معاشی اور سماجی حقوق کے تحفظ میں ناکام ہے۔

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) نے انسانی حقوق کی نمایاں اورآزاد و خود مختار ملکی تنظیم کے طور پر اپنے 40 برس مکمل کر لیے ہیں۔ ہم سوچتے ہیں کہ ہماری چھوٹی اور بڑی کامیابیوں کے باوجود ہمیں ابھی بہت طویل سفر طے کرنا ہے تا کہ وفاقی جمہوریت، ادارہ جاتی احتساب اور ہر فرد کے باوقار زندگی گزارنے کے حق کے تحفظ کو یقینی بنایا جاسکے۔ اسی مناسبت سے 2025 میں ایچ آر سی پی نے مختلف مسائل پر کام کیا اور نگرانی، دستاویز بندی (ڈاکیومینٹیشن) اور ایڈوکیسی پر مشتمل ایک وسیع پروگرام کے ذریعے ان مسائل کو زیرِ بحث لایا گیا۔ اس سلسلہ میں خاص طور پر شواہد اور ثبوت پر مبنی سرگرمیوں پر زور دیا گیا۔

ہم نے مختلف معاملات پر فیکٹ فائنڈنگ مشن انجام دیے، جن میں مارگلہ پہاڑیوں میں غیر قانونی تعمیرات کے ماحولیاتی اثرات، چولستان میں زمین کے حقوق، بلوچستان اور پنجاب میں محدود ہوتی شہری آزادی، خیبر پختونخوا میں امن و امان کے مسائل اور آبی وسائل کے تنازعات سے منسلک مظاہرین کی مبینہ ہلاکتیں شامل تھیں۔ کمیشن نے مذہبی اقلیتوں سے متعلق معاملات پر تحقیقات کیں جن میں گھروں سے بے دخلی، جبری تبدیلیِ مذہب اور توہینِ مذہب سے متعلق الزامات شامل تھے۔ اس کے علاوہ پبلک کی جانب سے پر تشدد واقعات اور جسمانی تشدد کے معاملات پر بھی فوری نوعیت کی تحقیقات کیں۔

تحقیقی کام کے ساتھ ساتھ، پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق نے متعدد کانفرنسیں، مشاورتی نشستیں اور عوامی مکالمے منعقد کیے جن میں سول سوسائٹی، ریاستی اداروں اور انسانی حقوق کے دفاع کاروں کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کیا گیا۔ خاص طور سے ایک بین الاقوامی کانفرنس جنوبی ایشیا برائے انسانی حقوق کے اشتراک سے 'رابطے، نہ کہ حدیں' کے عنوان کے تحت منعقد کی گئی۔ خطہ بھر میں شہری آزادیوں پر بڑھتی ہوئی پابندیوں اور پاکستان کے ہمسایہ ممالک کے ساتھ شدید کشیدگی کے ماحول میں اس کانفرنس نے سرحد پار یکجہتی اور حکمتِ عملی پر غور و فکر کے لیے ایک پلیٹ فارم مہیا کیا۔ کمیشن کی ایک اور اہم اور بروقت سرگرمی قانون کو نوآبادیاتی اثرات سے آزاد کرنے کے موضوع پر کانفرنس کا انعقاد تھا کیونکہ نوآبادیاتی دور کے قانونی ڈھانچے اب بھی ملک میں پولیسنگ، فوجداری انصاف اور حکمرانی کے نظام پر اثر انداز ہو رہے ہیں۔

زیر نظر سال میں ہم نے بڑھتی ہوئی مہنگائی اور گہری ہوتی معاشی غیر یقینی صورتحال کے تناظر میں 'کفافی اُجرت کا حق' کے عنوان سے ایک ملک گیر مہم بھی چلائی۔ اس مہم میں پالیسی دستاویزات، دستاویزی فلموں کی نمائش، تربیتی نشستوں اور مختلف شہروں میں عوامی مکالموں کا اہتمام کیا گیا۔ یوں کوشش کی گئی کہ منصفانہ اجرت کو ایک بنیادی

انسانی حق کے طور پر پیش کیا جائے۔ مزدوروں کے حقوق کو وسیع تر معاشی و سماجی بحران کے تناظر میں رکھتے ہوئے، کمیشن نے زور دیا کہ مزدوروں کے استحصال سے تحفظ اور باوقار روزگار کو یقینی بنانے کے لیے فوری طور پر ضرورت ہے کہ قانون سازی اور پالیسی سازی سے متعلق اصلاحات کی جائیں۔

ایچ آر سی پی کا اپنا معلومات جمع کرنے کا نظام، نالج مینجمنٹ سسٹم، ہے جس میں سنہ 1990 سے اب تک انسانی حقوق سے متعلق خبریں شامل ہیں۔ انہیں 20 وسیع موضوعات اور 130 ذیلی موضوعات کے مطابق ڈیجیٹل صورت میں محفوظ کرکے ان کی درجہ بندی کی گئی ہے۔ حسب سابق یہ نظام انسانی حقوق سے متعلق امور پر ہماری تحقیقات اور وکالت کے لیے ثبوت فراہم کرتا رہا۔ ہمارا شکایات ڈیسک اور مددگار رابطہ مراکز تمام علاقائی دفاتر میں کام کرتے رہے، جنھوں نے حقوق کی خلاف ورزیوں کے متاثرین کو مدد اور دادرسی کے حصول میں معاونت فراہم کی۔

ایچ آر سی پی نے متعدد ممتاز انسانی حقوق کے دفاع کاروں، دانشوروں اور عوامی شخصیات کے انتقال پر تعزیت کا اظہار کیا۔ یہ وہ لوگ تھے جن کی خدمات نے ملک اور وسیع خطے میں حقوق کے بیانیے کو نمایاں طور پر متاثر کیا۔ ان میں فلم ساز اور امن کے کارکن تپن کمار بوس، سماجی انصاف کے لیے غیر متزلزل عزم رکھنے والے ڈاکٹر سید ہارون احمد اور جمہوری حکمرانی اور ثقافتی حقوق کے مستقل حامی تاج حیدر شامل تھے۔ ماما عبدالقادر کے انتقال پر گہرا دکھ ہوا۔ ان کی جبری گمشدگیوں کے خلاف انتھک جدوجہد مزاحمت اور ثابت قدمی کی علامت بن چکی تھی۔

گزشتہ برسوں کی طرح، انسانی حقوق کی صورتحال پر مبنی اس رپورٹ میں بھی چاروں صوبوں اور تین وفاقی علاقوں پر توجہ مرکوز کی گئی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ سال بھر میں ایچ آر سی پی کے ادارہ جاتی مؤقف کو بھی دستاویزی شکل میں پیش کیا گیا ہے۔ اس کے آن لائن ڈیجیٹل نسخے میں سنہ 2025 میں ایچ آر سی پی کے کام، انسانی حقوق سے متعلق قانون سازی اور بین الاقوامی انسانی حقوقی نظام کے تناظر میں پاکستان کی پیش رفت سے متعلق پرنٹ ایڈیشن کی نسبت زیادہ تفصیلات اور مفید معلومات موجود ہیں۔

میں اس رپورٹ کی تیاری میں حصہ لینے والے تمام معاونین کی کاوشوں کو سراہنا چاہوں گا۔ ان میں دیگر افراد کے علاوہ عدنان رحمت، الیفیا ٹی حسین، بلال عباس، اسرار الدین اسرار، شجاع الدین قریشی اور سماتا عالم شامل ہیں۔ ڈائریکٹر فرح ضیا کا خصوصی شکریہ جنھوں نے رپورٹ کی تدوین کی جبکہ سینئر منیجر برائے کمیونی کیشنز و تحقیق ماہین پراچہ نے ان کی معاونت کی۔ میں اردو ایڈیشن کی تدوین کے لیے عدنان عادل اور اس کے ترجمے کے لیے عدنان

عادل اور عدیل احمد کا شکر گزار ہوں۔ ہمارے ساتھی عائشہ ایوب، علی حیدر، خوشحال خان، سنی ضیا اور زوبیہ امین بھی رپورٹ کی تیاری میں شریک رہے۔ میں خاص طور پر سیکریٹری جنرل حارث خلیق کا ممنون ہوں جنھوں نے رپورٹ کا جائزہ لیا اور ہمیں اپنی قیمتی آراء سے نوازا۔

اسد اقبال بٹ

چیئرمین

اداراتی نوٹ

’یہ مان لینا کہ بعض باتیں نہیں کہی جا سکتیں، دراصل یہ تسلیم کرنا ہے کہ طاقت کی بعض صورتوں کو چیلنج نہیں کیا جا سکتا۔‘
کنعان ملک، مصنف، مقرر، اور براڈکاسٹر

اظہارِ رائے کی آزادی کے بغیر جمہوریت کا تصور ممکن نہیں اور جمہوریت کے بغیر انسانی حقوق کا وجود ممکن نہیں۔ 2025 میں یہی آزادی سب سے زیادہ دباؤ کا شکار رہی۔ علاوہ ازیں، قانون کی حکمرانی کو محدود کیا گیا اور عدلیہ کی آزادی میں نمایاں گراوٹ نظر آئی۔

اظہارِ رائے کی آزادی—درسی تعریف

درسی تناظر اہم ہے۔ اظہار رائے کی آزادی وہ بنیادی حق ہے جو دیگر تمام انسانی حقوق کے حصول کے لیے ضروری ہے۔ اس میں بولنے اور سنے جانے کا حق، معلومات حاصل کرنے کا حق، سماجی، ثقافتی اور سیاسی طور پر اپنے خیالات کے اظہار کا حق، حکومت سے سوال کرنے اور اسے جواب دہ بنانے کا حق، پُرامن احتجاج میں شرکت، مکالمہ اور مباحثہ میں حصہ لینے اور عوامی شعور کو بہتر بنا کر معاشرے کی اصلاح کرنے کا حق شامل ہے۔

اختلافِ رائے کو دبانے اور پسندیدہ سیاسی نتائج حاصل کرنے کے لیے نئے قوانین بنائے گئے اور پرانے قوانین بھی استعمال کیے گئے۔ کبھی سلامتی کے نام پر اور کبھی کسی عذر کے بغیر۔

اظہار رائے کی آزادی ایک بنیادی حق ہے مگر غیر مشروط حق نہیں۔ لہٰذا ایسی تقریر پر پابندیاں لگائی جا سکتی ہیں جو تشدد اور امتیاز کو فروغ دے لیکن ایسی بات پر پابندی نہیں لگائی جا سکتی جو موجودہ نظام کو چیلنج کرے۔ چونکہ انسانی حقوق کا مقصد افراد کا تحفظ ہے، نہ کہ نظریات، ریاستوں یا مذاہب کا، اس لیے اظہارِ رائے کی آزادی پر پابندیوں کا مقصد ”لوگوں کو نقصان سے بچانا ہونا چاہیے، حکومتوں کو تنقید سے بچانا نہیں۔“ ”وہ لوگ“ جن کے پاس سب سے کم طاقت ہو، انہیں سب سے زیادہ تحفظ کی ضرورت ہوتی ہے۔“

اظہارِ رائے کی آزادی کے ساتھ کیا ہوا۔ زمینی حقائق

اظہارِ رائے کی آزادی کے وسیع دائرہ کار کے باعث اس سال یہ سب سے زیادہ غیر محفوظ اور کمزور حق بنا رہا۔ اس کا براہِ راست اثر قانون کی حکمرانی پر پڑا کیونکہ قوانین اور قانونی نظام کو اظہار رائے اور اختلافِ رائے دبانے کے لیے بطور ہتھیار استعمال کیا گیا، گو پاکستان میں یہ پہلی بار نہیں ہوا۔

سال کا آغاز ہوا تو اس وقت حقوق کی تنظیمیں الیکٹرانک جرائم کی روک تھام کے قانون پیکا کی پہلے سے موجود متنازع شقوں کے خلاف احتجاج کر رہی تھیں۔ پھر اس قانون میں ایک ترمیم جلد بازی میں پارلیمان سے منظور کرائی گئی۔ ماہرین نے متفقہ طور پر کہا کہ یہ ترمیم ”انسانی حقوق، اظہارِ رائے کی آزادی، نجی زندگی کے تحفظ اور منصفانہ قانونی کارروائی سے متعلق آئینی ضمانتوں اور بین الاقوامی قانونی معیارات کی خلاف ورزی“ ہے۔ اس سے متعلق بدترین خدشات کہ یہ ترمیم سیاسی اختلافِ رائے کو دبانے اور صحافیوں کو خاموش کرنے کے لیے استعمال ہوگی سال بھر درست ثابت ہوئے کیونکہ متعدد سیاسی کارکنوں، انسانی حقوق کے کارکنوں، صحافیوں اور حتیٰ کہ وکلا کے خلاف بھی ترمیم شدہ قانون کے تحت مقدمات درج کیے گئے۔

زیرِ نظر رپورٹ میں تفصیل سے ریکارڈ کیا گیا ہے کہ ریاستی اداروں پر تنقید کرنے والے صحافیوں پر اس قانون کے تحت جھوٹی معلومات پھیلانے کے الزامات لگائے گئے، ان کے بینک کھاتے منجمد کیے گئے اور ان کی نقل و حرکت کی آزادی محدود کی گئی۔

مرکزی دھارے کے میڈیا پر ریاستی کنٹرول اس مالی دباؤ اور جبر سے واضح طور پر ہمارے سامنے تھا جو ڈان میڈیا گروپ جیسے تنقیدی میڈیا ہاوسز پر ڈالا گیا۔ ان میڈیا گروپس کو پورے سال 2025 کے دوران اشتہارات سے محروم رکھا گیا۔

جبری گمشدگیوں کے خلاف آواز اٹھانے والے افراد بشمول وکلا پر حملے کیے گئے اور انہیں خاموش کرنے کی کوششیں کی گئیں نیز معروضی رپورٹنگ کرنے والے صحافیوں کو اغوا یا لاپتہ کیے جانے کے واقعات ہوئے۔ اس باعث انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کی رپورٹنگ میں کمی آئی۔ قابل فہم طور پر یہ پابندیاں اور جبر خود پر عائد کی گئی سنسر شپ پر منتج ہوئیں۔

ادارتی نوٹ

بدترین بات یہ تھی کہ یہ سب کچھ جابرانہ قوانین (انسدادِ دہشت گردی اور بغاوت کے قوانین سے لے کر الیکٹرانک جرائم کی روک تھام کے قانون پیکا تک) اور ایک کمزور عدلیہ کے ذریعے کیا گیا۔

آئینی ترمیم اور دیگر قانونی ذرائع کے ذریعے جمہوری پسپائی

اختلافِ رائے کو دبانے اور پسندیدہ سیاسی نتائج حاصل کرنے کے لیے نئے قوانین بنائے گئے اور پرانے قوانین بھی استعمال کیے گئے۔ کبھی سلامتی کے نام پر اور کبھی کسی عذر کے بغیر۔ یہ کام دو طریقوں سے انجام دیا گیا۔ ایک عدلیہ کو من پسند فیصلے حاصل کرنے کے لیے استعمال کرکے اور دوسرے، الیکشن کمیشن آف پاکستان کے ذریعے منتخب ارکانِ پارلیمان کو نااہل قرار دلوا کر۔

بلوچستان اسمبلی کی جانب سے انسدادِ دہشت گردی قانون میں ایسی ترمیم منظور کی گئی جس کے تحت کسی بھی قانون نافذ کرنے والے ادارے کو اختیار دے دیا گیا کہ وہ کسی بھی شخص کو بغیر فردِ جرم اور عدالتی نگرانی کے تین ماہ تک حراست میں رکھ سکے۔ اس ترمیم کو اختلافِ رائے دبانے اور جبری گمشدگیوں کو قانونی شکل دینے کی ایک اور کوشش تصور کیا گیا۔ اس کے بعد اسی نوعیت کی ترمیم قومی اسمبلی سے بھی منظور کی گئی۔ پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) اور دیگر حقوق کی تنظیموں نے نشاندہی کی کہ ان ترامیم میں امتناعی حراست کے وسیع اختیارات دے دیے گئے ہیں جس کے باعث آزادی، منصفانہ قانونی عمل اور صوابدیدی حراست سے تحفظ جیسے بنیادی حقوق خطرے میں پڑ سکتے ہیں۔

پاکستان کی سپریم کورٹ کے دو اہم فیصلوں نے جمہوری فضا کو محدود کر دیا اور حکمران اتحاد کی اقتدار پر گرفت برقرار رکھی۔ پہلا فیصلہ مئی میں آیا، جس میں سپریم کورٹ کے ایک آئینی بینچ نے عدالت کے اکتوبر 2023 کے اس فیصلہ کو کالعدم قرار دیا جس میں شہریوں کے فوجی ٹرائل کو ”غیر آئینی“ قرار دیا گیا تھا۔ بینچ نے 9 مئی 2023 کے ہنگاموں میں ملوث شہریوں کے خلاف پاکستان آرمی ایکٹ مجریہ 1952 کے تحت مقدمات چلانے کی اجازت دے دی، جس سے منصفانہ ٹرائل، منصفانہ قانونی عمل اور عدلیہ کی آزادی سے متعلق تمام آئینی ضمانتیں خطرے میں پڑ گئیں۔ بین الاقوامی کمیشن برائے ماہرینِ قانون نے اس کی مذمت کرتے ہوئے اسے ”انسانی حقوق

> اس سال تقریباً تمام صوبوں نے معدنیات اور کانوں سے متعلق نئے قوانین متعارف کروائے یا موجودہ قوانین میں ترمیم کی۔ اس اقدام سے معدنیات پر وفاقی تجاوز کے تناظر میں صوبوں کے اپنے قدرتی وسائل پر حق کے بارے میں تشویش پیدا ہوئی اور یہ سب کچھ خصوصی سرمایہ کاری سہولت کونسل (ایس آئی ایف سی) کے زیرِ اثر تھا۔

کے سامنے کھلا ہتھیار ڈالنے" کے مترادف قرار دیا۔ جون میں، سپریم کورٹ کے ایک آئینی بینچ نے 2024 کے ایک مکمل بینچ کے اکثریتی فیصلے کو کالعدم قرار دیتے ہوئے پاکستان تحریکِ انصاف کو مخصوص نشستوں کی مستحق ایک جائز پارلیمانی جماعت تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ اس کے نتیجے میں حکمران اتحاد کو دو تہائی اکثریت حاصل ہو گئی اور سینیٹ کی نشستوں میں اس کا حصہ بڑھ گیا۔

ریاستی پالیسیوں کے خلاف آواز اٹھانے والوں کو ہراساں کرنے کے لیے ریاست کس قدر تیار تھی اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ وفاقی تحقیقاتی ادارے (ایف آئی اے) نے مالی بدعنوانی کے الزامات کے تحت فرحت اللہ بابر کے خلاف تحقیقات شروع کر دیں جو انسانی حقوق کے ایک ممتاز دفاع کار، سابق سینیٹر اور دیانت داری کی جیتی جاگتی مثال سمجھے جاتے ہیں۔

تاہم، 2025 میں عدلیہ کی آزادی پر سب سے بڑا اور تباہ کن حملہ 27 ویں آئینی ترمیم تھی، جس نے انتظامی اور فوجی اختیارات کو وسعت دی۔ اس ترمیم کو غیر معمولی عجلت کے ساتھ اور عوامی مباحثہ کے بغیر پارلیمان سے منظور کرایا گیا اور اس کے ذریعے بہت بڑی تبدیلیاں کی گئیں جو مندرجہ ذیل تھیں: سپریم کورٹ کے اوپر کام کرنے کے لیے ایک نئی وفاقی آئینی عدالت قائم کی گئی۔ پاکستان کے عدالتی کمیشن کی تشکیلِ نو کی گئی تاکہ اعلیٰ عدلیہ کے ارکان کے انتخاب کا اختیار اب انتظامیہ اور پارلیمان کے پاس ہو۔ اعلیٰ عدالتوں کے ججوں کو ان کی رضامندی کے بغیر ایک صوبے سے دوسرے صوبے منتقل کرنے کی اجازت دی گئی اور انکار کی صورت میں ان کے خلاف تادیبی کارروائی کی شق رکھی گئی۔ نیز فوجی کمان کے ڈھانچہ میں بڑی تبدیلی کرتے ہوئے دفاعی افواج کے سربراہ کا نہایت بااختیار نیا عہدہ چیف آف ڈیفنس فورسز (سی ڈی ایف) تخلیق کیا گیا اور اس عہدے کے حامل کو گرفتاری یا مقدمہ سے تاحیات استثنا فراہم کیا گیا۔

اس ترمیم کے بعد سپریم کورٹ کے دو سینئر ججوں نے احتجاجاً استعفیٰ دے دیا، جن میں سینئر ترین جج بھی شامل تھے۔ انہوں نے عدلیہ سے متعلق آئینی ترمیم کو آئین اور جمہوریت پر حملہ قرار دیا۔ انسانی حقوق کے لیے اقوامِ متحدہ کے ہائی کمشنر نے قانون کی حکمرانی اور جمہوریت کے اصولوں پر اس ترمیم کے دوررس اثرات پر تنقید کی۔

وفاقیت دباؤ کا شکار

گزشتہ برس کی طرح اس سال بھی شدت پسندی اور اس پر ریاستی ردِ عمل نے دو صوبوں کو غیر متناسب طور پر متاثر کیا۔ ایک رپورٹ کے مطابق 2025 میں 1,272 دہشت گرد حملے اور انسدادِ دہشت گردی کارروائیاں ہوئیں جن کے نتیجے میں تقریباً 3,417 افراد ہلاک ہوئے۔ ان حملوں میں سے 96 فیصد خیبر پختونخوا اور بلوچستان میں ہوئے۔ خیبر پختونخوا سب سے زیادہ متاثر ہوا اور سینکڑوں شہریوں اور قانون نافذ کرنے والے اہلکاروں نے شدت پسندی کے باعث جانیں گنوائیں۔

بلوچستان میں شورش نے اس وقت نیا رخ اختیار کر لیا جب علیحدگی پسند بلوچ لبریشن آرمی نے جعفر ایکسپریس مسافر ریل گاڑی کو اغوا کر لیا اور تقریباً 400 مسافروں کو، جن میں سیکیورٹی اہلکار بھی شامل تھے، یرغمال بنا لیا۔ اقوامِ متحدہ نے اس کی مذمت کرتے ہوئے اسے ”ایک ہولناک دہشت گرد کارروائی“ قرار دیا۔ ایک اور تشویشناک پیش رفت یہ تھی کہ علیحدگی پسند گروہوں نے غیر بلوچ آبادکاروں اور مزدوروں کو 21 مہلک حملوں میں نشانہ بنایا۔ خضدار میں ایک اسکول بس پر حملے میں 8 بچے ہلاک ہوئے۔

2004 کے عام انتخابات میں قوم پرست جماعتوں کے نمایاں طور پر کمزور ہونے کے بعد، ڈاکٹر ماہ رنگ بلوچ اور بلوچ یکجہتی کمیٹی کے دیگر کارکن، جن میں گلزادی بلوچ اور بیبو بلوچ شامل ہیں، مارچ کے مہینہ سے جیل میں قید رہے۔

اس سال تقریباً تمام صوبوں نے معدنیات اور کانوں سے متعلق نئے قوانین متعارف کروائے یا موجودہ قوانین میں ترمیم کی۔ اس اقدام سے معدنیات پر وفاقی تجاوز کے تناظر میں صوبوں کے اپنے قدرتی وسائل پر حق کے بارے میں تشویش پیدا ہوئی اور یہ سب کچھ خصوصی سرمایہ کاری سہولت کونسل (ایس آئی ایف سی) کے زیرِ اثر تھا۔ خیبر پختونخوا میں حکمران جماعت اور حزبِ اختلاف دونوں کی مخالفت کے باعث یہ بل منظور نہ ہو سکا۔

خصوصی تشویش کا باعث حقوق کی خلاف ورزیاں

جبری گمشدگیوں سے متعلق تحقیقاتی کمیشن نے تسلیم کیا کہ 2025 میں جبری گمشدگی کے 273 نئے کیسز رپورٹ ہوئے۔ بلوچستان میں جبری گمشدگیوں کے الزامات پورے سال سامنے آتے رہے۔ ان میں خواتین کی گمشدگی بھی

شامل تھی۔ جرائم پر قابو پانے کے لیے نام نہاد پولیس مقابلے کرنے کی روش ملک بھر میں جاری رہی، جبکہ پنجاب میں اس نے نئی شدت اختیار کی، جہاں کرائم کنٹرول ڈیپارٹمنٹ (سی سی ڈی) نے 8 ماہ میں 707 مقابلے کیے، جن کے نتیجہ میں 977 مشتبہ افراد ہلاک ہوئے۔

اسلام آباد ہائی کورٹ نے ایک حکم دیا تھا جس کے تحت جعلی آن لائن توہینِ مذہب مقدمات میں سینکڑوں افراد کو پھانسنے کے مبینہ معاملے کی تحقیقات کے لیے کمیشن بنانے کی ہدایت دی گئی تھی لیکن اسی عدالت نے نظرِ ثانی کرتے ہوئے پہلے حکم کو کالعدم قرار دے دیا۔ احمدیہ برادری کے خلاف ظلم و ستم بغیر کسی رکاوٹ کے جاری رہا۔ کراچی میں عبادت گاہ کے باہر تحریکِ لبیک پاکستان کی قیادت میں ایک ہجوم نے ایک احمدی شخص کو تشدد کا نشانہ بنا کر قتل کر دیا۔ پنجاب میں جب پولیس اور رینجرز نے اکتوبر میں تحریکِ لبیک پاکستان کے خلاف آدھی رات کو کارروائی کی تو ایچ آر سی پی ان چند آوازوں میں شامل تھا جس نے کارروائی میں غیر شفافیت کی نشاندہی کی اور فوری تحقیقات کا مطالبہ کیا تاہم، ایچ آر سی پی نے یہ بھی واضح کیا کہ مذکورہ تنظیم کی نفرت انگیز تقاریر اور تشدد پر اکسانے کی ایک تاریخ ہے۔

سیاسی قیدی خواتین، خواہ ان کا تعلق پاکستان تحریکِ انصاف سے ہو یا بلوچ یکجہتی کمیٹی سے، انسانی حقوق کی برادری کے لیے انتہائی تشویش کا باعث بنی رہیں۔ خواتین کے خلاف تشدد کی صورتحال نہایت افسوسناک رہی۔ قومی پولیس بیورو کے مطابق کم از کم 470 خواتین نام نہاد "غیرت" کے نام پر قتل ہوئیں، جبکہ ملک بھر میں کم از کم 19 متجنس (ٹرانس جینڈر) افراد قتل کیے گئے۔ مزدور طبقہ بدستور کمزور اور غیر محفوظ رہا، اور انہیں مطلوب تحفظ فراہم کرنے کے لیے پالیسی میں حقیقی تبدیلی کے آثار نظر نہیں آئے۔ پالیسی سازوں کی فوری توجہ کے متقاضی سب سے تشویشناک حقیقت یونیسیف کی وہ رپورٹ ہے جس کے مطابق پاکستان میں ایک کروڑ بچے ناقص غذا کے باعث نشوونما کی کمی کا شکار ہیں۔

مثبت پہلوؤں پر پیش رفت

اس سال ایک اہم پیش رفت "قومی کمیشن برائے اقلیتیں" کے قانون کی منظوری تھی۔ اس قانون کی منظوری سے 2014 کے تاریخی جیلانی فیصلہ کا وژن اور سول سوسائٹی کا دیرینہ مطالبہ پورا ہوگیا۔ پارلیمان نے اسلام آباد دارالحکومت کے لیے کم عمری کی شادی کی روک تھام کا قانون منظور کیا۔ امید کی جاتی ہے کہ جن صوبوں میں ایسا قانون موجود نہیں وہ بھی اس کی پیروی کریں گے۔ اعلیٰ عدالتوں نے وراثت، نکاح کی تنسیخ اور جہیز سے متعلق

دعوؤں جیسے معاملات پر خواتین کے حقوق کو فروغ دینے والے فیصلے دیے۔ پنجاب میں حکومت نے دیہی اور شہری دونوں خواتین کی فلاح کے لیے منصوبے شروع کیے۔ اسی طرح پورے پاکستان میں ادارہ جاتی اصلاحات اور اہداف کا تعین کرکے فلاحی اقدامات کیے گئے۔

اظہارِ رائے کی آزادی کی طرف مراجعت

اظہارِ رائے کی آزادی کی درسی تعریف کو اگر تمام دیگر حقوق کا محور سمجھا جائے اور اوپر بیان کردہ انسانی حقوق کی صورتحال کو سامنے رکھا جائے تو اس میں کوئی شک نہیں کہ سب سے کم طاقت رکھنے والوں کو سب سے زیادہ تحفظ کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس لیے حیرت کی بات نہیں کہ جمہوریتیں اسی بنیادی حق پر قائم ہوتی ہیں۔ اظہار رائے کی آزادی کا حق شہریوں کو اجازت دیتا ہے کہ وہ اپنے بنیادی حقوق بشمول پانی، صاف ہوا، خوراک، رہائش، صحت، تعلیم، روزگار، اور ڈیجیٹل حقوق کا مطالبہ کریں۔ جب شہری حکومت کو جوابدہ بنانے کی کوشش کرتے ہیں تو یہ حق انہیں حکومتی زیادتیوں سے تحفظ فراہم کرتا ہے۔ اگر یہ مانا جائے کہ اظہارِ رائے کی آزادی کی حالت سے ہی جمہوریت کی صورتحال کا اندازہ ہوتا ہے، تو دبے لفظوں میں بھی کہا جائے تو اس بابت ہمارا ریکارڈ نہایت افسوسناک ہے۔

فرح ضیا
ڈائریکٹر

ادارتی نوٹ

اہم نکات

قوانین اور قانون سازی

- 27 ویں آئینی ترمیم کو شمولیتی جمہوری عمل کی بجائے اکثریتی انداز میں منظور کیا گیا۔ ترمیم نے عدلیہ کی آزادی اور اعلیٰ عدلیہ کے معاملات میں انتظامیہ کی مداخلت کے حوالے سنگین تحفظات کو جنم دیا۔
- منظور کیے گئے قوانین میں قومی کمیشن برائے اقلیتی ایکٹ 2025 بھی شامل ہے، جس کے تحت مذہبی اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کے لیے ایک قانونی ادارہ قائم کیا۔
- دارالحکومت اسلام آباد کم عمری کی ممانعت کا ایکٹ 2025 نے وفاقی دارالحکومت میں شادی کی کم از کم قانونی عمر 18 سال مقرر کی۔
- انسداد دہشت گردی (ترمیمی) ایکٹ 2025 نے قانون نافذ کرنے والے اداروں اور مسلح افواج کو مشتبہ افراد کو تین ماہ تک امتناعی حراست میں رکھنے کا اختیار دیا۔
- فافن کی رپورٹ کے مطابق، 2025 کے آخر تک صدارتی منظوری ملنے کے بعد 41 قوانین نافذ کیے گئے۔ تاہم، ان قوانین کو جلدبازی میں منظور کیا گیا جسے حزبِ اختلاف کے اراکین اور سول سوسائٹی نے تنقید کا نشانہ بنایا۔ انہوں نے قانون سازی کے عمل کو پارلیمان کی بجائے 'انتظامیہ کی کارروائی' قرار دیا۔

انصاف کی فراہمی

- قانون کی حکمرانی پر پاکستان کی کارکردگی کے حوالے سے ورلڈ جسٹس پروجیکٹ کی رپورٹ کے مطابق، ملک کو بنیادی حقوق کے تحفظ میں شدید مشکلات درپیش رہیں۔ ملک نے بنیادی حقوق کے زمرے میں 0.54 کی عالمی اوسط کے مقابلے میں 0.37 اسکور کیا، اور یہ 2024 میں 124 ویں نمبر کے مقابلے میں 143 ممالک میں سے 130 ویں نمبر پر رہا۔

اہم نکات

- پاکستان کمیشن برائے قانون و انصاف کے مطابق، 2025 کے آخر تک عدالتِ عظمیٰ میں زیر التوا مقدمات کی تعداد کم ہو کر 33,787 رہ گئی تھی، جو کہ 2024 میں 57,000 سے زائد تھی۔ یوں، ان میں 40.7 فیصد کمی ہوئی ہے۔ اِسی طرح عدالتِ عالیہ میں زیر التوا مقدمات کی تعداد 39.1 فیصد کم ہو کر 212,537 ہو گئی۔

سزائے موت

- ایچ آر سی پی کی میڈیا مانیٹرنگ رپورٹس کے مطابق، 2025 میں سزائے موت میں نمایاں اضافہ ہوا، کم از کم 225 (بنیادی طور پر ماتحت عدالتوں کی طرف سے) افراد کو سزائے موت سنائی گئی، جبکہ 2024 میں یہ تعداد 174 تھی۔ توہینِ مذہب سے متعلق جرائم میں کم از کم 15 افراد کو سزائے موت سنائی گئی۔
- قابلِ ذکر بات یہ ہے کہ سال کے دوران کسی بھی شخص کو پھانسی دیے جانے کی اطلاع نہیں ملی، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ 2020 میں سزائے موت پر عملی لحاظ سے جو پابندی عائد ہوئی تھی وہ 2025 تک جاری تھی۔

امنِ عامہ

- سینٹر فار ریسرچ اینڈ سیکیورٹی اسٹڈیز نے رپورٹ کیا کہ 2025 میں تقریباً 1,272 دہشت گرد حملے اور انسداد دہشت گردی کی کارروائیاں ہوئیں، جس کے نتیجے میں اندازاً 3,417 افراد ہلاک اور 2,134 زخمی ہوئے، جن میں عام شہری، سیکیورٹی اہلکار اور مشتبہ افراد شامل تھے۔ ان اعدادوشمار سے 2024 کے مقابلے میں اموات میں 34 فیصد اضافے کی نشاندہی ہوئی ہے۔
- خیبر پختونخوا اور بلوچستان دیگر صوبوں کی نسبت شدت پسندی سے زیادہ متاثر ہوئے، مجموعی طور پر 96 فیصد ہلاک افراد اور 90 فیصد زخمیوں کا تعلق انہیں دو صوبوں سے تھا۔

- بلوچستان میں، مارچ میں مسافروں کی یرغمالی کا بحران سامنے آیا جو 36 گھنٹے جاری رہا جب بی ایل اے کے عسکریت پسندوں نے جعفر ایکسپریس کو ہائی جیک کرنے کے لیے مشکاف ٹنل کے قریب ریل کی پٹریوں کو بم سے اڑا دیا اور 400 سے زائد مسافروں کو یرغمال بنا لیا۔ اس کے بعد فوجی آپریشن اور فائرنگ کے تبادلے میں کم از کم 33 عسکریت پسند اور 26 مسافر مارے گئے۔

- اکتوبر میں، پنجاب اور وفاقی حکومت نے ٹی ایل پی کے خلاف بڑے پیمانے پر کریک ڈاؤن شروع کیا، جس میں لاہور، راولپنڈی اور اسلام آباد میں دفاتر، مساجد اور مدارس کو بند کرنا، بینک اکاؤنٹس کو منجمد کرنا، اور ملک بھر میں طے شدہ مظاہروں اور مذہبی پلیٹ فارمز کے غلط استعمال کو روکنے کے لیے انسداد دہشت گردی کے قوانین کے تحت متعدد مقدمات کا اندراج شامل ہے۔

- پولیس کے مجموعی جرائم میں کمی کے دعووں کے باوجود، کراچی میں 2025 میں 64,000 سے زیادہ سٹریٹ کرائم کے واقعات اور 70 سے زیادہ اموات رپورٹ ہوئیں۔

- ایچ آر سی پی نے کم از کم نو ایسی اموات ریکارڈ کیں جن میں عام شہریوں نے قانون کو اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے مبینہ مجرموں کو تشدد کا نشانہ بنا کر ہلاک کیا؛ ان میں سے سات اموات صرف کراچی میں ہوئیں، اور زیادہ تر واقعات شہری جرائم کے تناظر میں پیش آئے۔

- ایچ آر سی پی کی میڈیا مانیٹرنگ کے مطابق، ملک بھر میں 1,155 پولیس مقابلوں میں کل 1,696 مشتبہ افراد مارے گئے۔ ان میں سے زیادہ تر ہلاکتیں پنجاب میں محکمہ انسداد جرائم کے ہاتھوں ہوئیں، جس نے 707 مقابلے کیے جن کے نتیجے میں 977 مشتبہ افراد ہلاک ہوئے۔ پنجاب میں مجموعی طور پر 826 پولیس مقابلوں میں 1,128 افراد ہلاک ہوئے۔ اس کے علاوہ، خیبر پختونخوا میں 162 پولیس مقابلوں اور سی ٹی ڈی کی کارروائیوں میں 289 ملزمان مارے گئے، جبکہ سندھ میں 137 مقابلوں میں 205 ملزمان ہلاک ہوئے۔

قید خانے اور قیدی

- تین صوبائی جیلوں کے محکمہ جات کے اعداد و شمار کے مطابق پنجاب، سندھ اور خیبر پختونخوا کی جیلوں میں مجموعی طور پر 110,402 قیدی موجود تھے، جبکہ گنجائش صرف 64,550 قیدیوں کی تھی۔ اس طرح جیلوں میں گنجائش سے زائد قیدیوں کی شرح تقریباً 171 فیصد رہی، جو 2024 کی 228 فیصد شرح سے کم ہے۔
- پی ٹی آئی سے وابستہ متعدد خواتین 9 مئی 2023 کے فسادات سے متعلق الزامات میں زیر حراست رہیں۔ ان میں کینسر کے مرض میں مبتلا عمر رسیدہ ڈاکٹر یاسمین راشد بھی تھیں، جن کی صحت مبینہ طور پر سال کے دوران بگڑ گئی تھی۔
- وزارتِ خارجہ کے مطابق، 21,600 پاکستانی شہری بیرونِ ملک جیلوں میں قید تھے۔ ان میں سے 74 فیصد متحدہ عرب امارات اور سعودی عرب کی جیلوں میں تھے۔
- ماہی گیروں سمیت تقریباً 738 پاکستانی شہری ہندوستانی جیلوں میں قید تھے۔
- سرکاری اعداد و شمار کے مطابق، پاکستان نے 257 ہندوستانی قیدیوں کو اپنی تحویل میں رکھا ہوا تھا، جن میں 58 عام شہری اور 199 ماہی گیر شامل ہیں۔

جبری گمشدگیاں

- جبری گمشدگیوں سے متعلق تحقیقاتی کمیشن کو 273 نئے کیسز موصول ہوئے۔ سب سے زیادہ کیسز خیبر پختونخوا سے رپورٹ ہوئے۔ تحقیقاتی کمیشن کے مطابق 32 لاپتہ افراد جیلوں اور 13 حراستی مراکز میں پائے گئے۔ مزید برآں، 230 افراد اپنے گھروں کو لوٹ آئے اور 16 کی لاشیں برآمد ہوئیں۔ تاہم، ایچ آر سی پی کے مطابق یہ اعداد و شمار اصل تعداد سے کہیں کم ہیں، اور اس نے مجرموں کو جوابدہ ٹھہرانے میں ناکامی پر سی او آئی ای ڈی کو مسلسل تنقید کا نشانہ بنایا۔

جمہوری پیش رفت

- 27ویں آئینی ترمیم کی منظوری کے نتیجے میں وفاقی آئینی عدالت کے قیام کے ذریعے پاکستان کے نظامِ حکمرانی کی نمایاں طور پر ازسرِنو تشکیل ہوئی۔ اس ترمیم کے تحت آئینی معاملات میں وفاقی آئینی عدالت کو عدالتِ عظمیٰ کے فیصلوں پر فوقیت حاصل ہو گئی۔ عدالتی تقرریوں پر انتظامیہ کو براہ راست اثر و رسوخ سونپا گیا؛ اور صدر اور دفاعی افواج کے سربراہ کو تاحیات قانونی استثنیٰ فراہم کیا گیا۔
- عدالتِ عظمیٰ کے 2023 کے فیصلے کو کالعدم قرار دیتے ہوئے جس میں شہریوں کے فوجی ٹرائل کو غیر آئینی قرار دیا گیا تھا، اعلیٰ عدالت کے آئینی بنچ نے پاکستان آرمی ایکٹ 1952 کی دفعات کو بحال کر دیا جس کے تحت اب عام شہریوں پر فوجی عدالتوں میں مقدمہ چلایا جا سکتا ہے۔
- عدالتِ عظمیٰ کے آئینی بنچ نے مخصوص نشستوں کے معاملے میں پی ٹی آئی کی درخواستیں خارج کر دیں اور عدالت عالیہ پشاور کا 2024 کا فیصلہ بحال کر دیا۔ آئینی بنچ کے اس فیصلے نے پارٹی کو قومی اور صوبائی اسمبلیوں میں خواتین اور اقلیتوں کی مخصوص نشستیں رکھنے سے عملی طور پر نااہل کر دیا۔
- پلڈاٹ کی ایک رپورٹ کے مطابق، پاکستان میں مخلوط نظامِ حکومت کو معمول کا درجہ مل گیا ہے کیونکہ سیکیورٹی اسٹیبلشمنٹ کا اثر تمام سرکاری اداروں میں سرایت کر چکا ہے۔

مقامی حکومت

- الیکشن کمیشن آف پاکستان کے اعلان کے باوجود کہ پنجاب میں بلدیاتی انتخابات دسمبر میں ہوں گے، انتخابات مقررہ وقت پر نہیں ہوئے۔
- پنجاب حکومت نے پنجاب لوکل گورنمنٹ ایکٹ 2025 کا باضابطہ اعلان کیا، جس پر ای سی پی پر آئندہ بلدیاتی انتخابات کے لیے حلقہ بندی کا عمل دوبارہ شروع کیا۔ اس قانون پر تنقید کی گئی کہ یہ غیر جماعتی بنیادوں پر انتخابات کی راہ ہموار کرے گا، مقامی کونسلرز کو بےاختیار کرے گا جبکہ بیوروکریسی اور صوبائی حکومت کو بااختیار بنائے گا۔ جمہوریت کی روح کو مجروح کرنے کی بنیاد پر ایکٹ کو عدالت میں چیلنج کیا گیا تھا۔

- دارالحکومت اسلام آباد کا علاقہ چوتھے سال بھی منتخب مقامی حکومت سے محروم رہا۔
- سندھ میں مقامی حکومتیں محدود مالی خود مختاری کے ساتھ کام کرتی رہیں، جس سے خدمات کی فراہمی اور میونسپل نظم ونسق متاثر ہوا۔
- عدالتِ عالیہ پشاور نے خیبرپختونخوا سٹی/تحصیل لوکل گورنمنٹ رولز آف بزنس 2022 کے کچھ حصے کو ختم کر دیا جس کے نتیجے میں تحصیل اور سٹی لوکل کونسل کے سربراہان کے اختیارات کم ہو گئے۔
- ایک عدالتی اپیل جس میں 2017 کی مردم شماری کی بنیاد پر ہونے والی حلقہ بندیوں کو چیلنج کیا گیا تھا، کے بعد پولنگ کے دن سے تین دن قبل وفاقی آئینی عدالت کے حکم پر کوئٹہ میں بلدیاتی انتخابات ملتوی کر دیے گئے۔
- گلگت بلتستان میں بلدیاتی انتخابات ملتوی کر دیے گئے اور بعد ازاں کہا گیا کہ یہ انتخابات 2026 میں قانون ساز اسمبلی کے انتخابات کے ساتھ ہی منعقد ہوں گے۔

اظہارِ رائے کی آزادی

- الیکٹرانک جرائم کی روک تھام (ترمیمی) ایکٹ 2025 کی قومی اسمبلی سے منظوری نے اختلاف رائے رکھنے والے صحافیوں، کارکنوں اور سیاسی کارکنوں کو نشانہ بنائے جانے اور سزا دینے کے امکانات سے متعلق خدشات کو جنم دیا۔
- 2025 کے ورلڈ پریس فریڈم انڈیکس میں پاکستان کی رینکنگ چھ درجے گر کر 180 ممالک میں سے 158 پر آ گئی۔ انسانی حقوق کی تنظیموں نے الیکٹرانک جرائم کی روک تھام کے ایکٹ 2016 میں متنازع ترامیم، منظم سنسرشپ اور صحافیوں پر بڑھتے ہوئے معاشی اور قانونی دباؤ کو اس کمی کی وجہ قرار دیا۔
- کونسل آف پاکستان نیوز پیپر ایڈیٹرز کے مطابق ملک بھر میں پانچ صحافی ہلاک ہوئے، چھ کو مقدمات، گرفتاریوں، یا دیگر سرکاری کارروائیوں کا سامنا کرنا پڑا، اور تین کو ہراساں کیا گیا یا ڈرایا دھمکایا گیا۔ کونسل کی رپورٹ کے مطابق، دو پریس کانفرنسوں کو منعقد ہونے سے روکا گیا اور میڈیا کے دفاتر پر دو حملے کیے گئے۔

- فروری 2024 کے عام انتخابات کے بعد مہینوں کی پابندیوں کے بعد مئی میں ایکس (سابقہ ٹویٹر) تک رسائی جزوی طور پر بحال کر دی گئی۔

پرامن اجتماع کی آزادی

- 2025 کے دوران پنجاب میں اجتماعات کو محدود کرنے کے لیے متعدد بار دفعہ 144 نافذ کی گئی، اس طرح کے واقعات فروری، اگست اور اکتوبر میں عروج پر تھے، جن میں اکثر توسیع کی جاتی رہی۔ صرف نومبر اور دسمبر میں ہی، راولپنڈی اور صوبے بھر میں مظاہروں کو روکنے کے لیے پیشگی اقدامات کے طور پر پابندی میں کئی بار توسیع کی گئی۔

- سندھ میں سال بھر کے دوران دریائے سندھ سے چھ نئی نہروں کے منصوبے کے خلاف عوامی مظاہرے دیکھے گئے۔ سندھ کے مقامی لوگوں اور سندھی قوم پرستوں نے خدشات کا اظہار کیا کہ یہ منصوبہ پانی کی موجودہ کمی کو بڑھا دے گا، خاص طور پر کھیتی باڑی کے اہم ادوار میں۔ مورو میں متعلقہ احتجاج پُرتشدد ہو جانے سے کم از کم ایک شخص ہلاک اور پولیس اہلکاروں سمیت ایک درجن افراد زخمی ہوئے۔

- کوئٹہ پولیس نے مارچ میں جبری گمشدگیوں کے خلاف بی وائے سی کے دھرنے کو منتشر کرنے کے لیے آنسو گیس، واٹر کینن اور خالی گولیوں کا استعمال کیا۔ بی وائے سی نے دعویٰ کیا کہ تین مظاہرین ہلاک اور 13 زخمی ہوئے، جبکہ پولیس نے تقریباً 10 اہلکاروں کے زخمی ہونے کی اطلاع دی۔

- بی وائے سی کی رہنما ڈاکٹر ماہرنگ بلوچ اور تقریباً 150 دیگر افراد کو مارچ میں گرفتار کیا گیا، جس کے نتیجے میں بلوچستان میں ہڑتالیں ہوئیں۔ کراچی میں بی وائے سی کی رہنما سمیع دین بلوچ کو بھی متعلقہ احتجاج کے دوران حراست میں لیا گیا۔ سال کے آخر تک، بی وائے سی کی کم از کم تین خواتین رہنما (بشمول ماہرنگ بلوچ) قید تھیں۔

مذہب یا عقیدے کی آزادی

- اپریل میں، کراچی میں ایک عبادت گاہ کے باہر ایک احمدی شخص کو ٹی ایل پی کی زیرِ قیادت ہجوم نے تشدد کرکے ہلاک کر دیا۔ یہ حملہ ایک احتجاج کے دوران ہوا جس کا مقصد کمیونٹی کی مذہبی رسومات میں رکاوٹ ڈالنا تھا، جس کے نتیجے میں ایک شخص ہلاک ہوا جبکہ 40 دیگر افراد کو پولیس نے ہنگامی طور پر وہاں سے نکالا۔
- 2025 میں احمدیہ کمیونٹی کو مسلسل ظلم و ستم کا سامنا کرنا پڑا، جس میں عبادت گاہوں پر 21 حملے، 381 قبروں کی بے حرمتی، اور مذہبی جرائم کے الزام میں 56 گرفتاریاں شامل ہیں۔ سال کے دوران عقیدے کی بنیاد پر کم از کم چارافراد قتل ہوئے اور ایک پر قاتلانہ حملہ ہوا۔
- جڑانوالہ، پنجاب میں مسیحی برادری نے دعویٰ کیا کہ انہیں 2023 میں ان کے گھروں اور گرجا گھروں پر متشدد ہجوم کے حملوں کے دو سال گزرنے کے باوجود مناسب معاوضہ نہیں ملا۔
- محکمہ جیل خانہ جات پنجاب نے رپورٹ کیا کہ جون تک توہین مذہب کے الزام میں 729 افراد قید تھے، جن میں 51 خواتین اور دو بچے بھی شامل تھے۔
- ایچ آر سی پی کو جبری تبدیلی مذہب کی کم از کم دس شکایات موصول ہوئیں جن کا تعلق ہندو لڑکیوں اور ایک ہندو لڑکے کی مبینہ جبری تبدیلی مذہب سے تھا۔

نقل و حرکت کی آزادی

- حکام سیاسی کارکنوں کی نقل و حرکت اور شہری آزادیوں کو سلب کرتے رہے، بالخصوص بلوچستان میں۔ حَب میں کم از کم 64 کارکنوں کو انسداد دہشت گردی ایکٹ 1997 کے فورتھ شیڈول میں ڈال دیا گیا، جو پولیس کی سخت نگرانی اور سفری پابندیوں کا اختیار دیتا ہے۔ اس سے ان پابندیوں میں نمایاں توسیع کا نشاندہی ہوتی ہے۔

- وفاقی تحقیقاتی ایجنسی (ایف آئی اے) نے ہوائی اڈوں اور سرحدوں پر 8,149 مسافروں کو روکا جن کا نام 'اسٹاپ لسٹ' میں شامل کیا گیا تھا۔ اس اقدام نے ملکی سرحدی کنٹرول اور ایجنسیوں کے درمیان ہم آہنگی کو بڑھانے کے لیے ایسے افراد کو نشانہ بنایا جو مجرمانہ سرگرمیوں اور سیکورٹی خدشات کے حوالے سے زیر نگرانی تھے ۔
- کُل 66,000 مسافروں کو بیرون ملک سفر کرنے سے روکا گیا، جن میں 51,000 ایسے تھے جن کی دستاویزات ناکافی یا غیر تصدیق شدہ تھیں۔

انجمن سازی کی آزادی

- فروری میں، بلوچستان حکومت نے دس بڑی مزدور یونینوں اور انجمنوں کی رجسٹریشن منسوخ کر دی۔ ناقدین نے اس اقدام کو اختلافِ رائے اور اجتماعی سودے بازی کو دبانے کی ایک کوشش قرار دیا۔ اس سے صوبے میں ممنوعہ مزدور تنظیموں کی کُل تعداد 63 ہو گئی۔
- ستمبر اور اکتوبر کے درمیان، جوائنٹ عوامی ایکشن کمیٹی نے آزاد جموں و کشمیر بھر میں بڑے پیمانے پر ہڑتال کی، جس سے تمام بڑے اضلاع میں نظام زندگی مفلوج ہو گیا۔ حکومتی اصلاحات کا مطالبہ کرنے والے مظاہرے کے دوران پولیس کے ساتھ جھڑپوں کے نتیجے میں کم از کم نو افراد ہلاک اور 200 سے زیادہ زخمی ہوئے۔
- اکتوبر 2024 میں پشتون تحفظ موومنٹ پر پاکستانی حکومت کی باضابطہ پابندی کے بعد، 2025 تک اس کے اراکین کے خلاف شدید کریک ڈاؤن جاری رہا۔ پشتون اور بلوچ کارکنوں پر بلا وجہ دہشت گردی کے الزامات عائد کرنے حکومتی اقدام کی وجہ سے مارچ میں CIVICUS مانیٹر نے پاکستان کو اپنی 'واچ لسٹ' میں شامل کر لیا۔

خواتین

- عالمی معاشی فورم کے عالمی صنفی تفاوت اعشاریے میں پاکستان 148 ممالک میں سے 145 ویں نمبر پر رہا۔

- این جی او ساحل کے اعداد و شمار کے مطابق 2025 کے پہلے 11 ماہ میں صنف کی بنیاد پر تشدد میں تقریباً 25 فیصد اضافہ ہوا۔ کُل 6،543 واقعات رپورٹ ہوئے، جن میں سے زیادہ تر پنجاب (78 فیصد) اور متاثرین کے گھروں (60 فیصد) میں پیش آئے۔
- قومی محکمہ پولیس کے اعداد و شمار کے مطابق، سال بھر میں کم از کم 470 خواتین غیرت کے نام پر قتل ہوئیں۔ ان میں سے پنجاب میں 189، سندھ میں 126، خیبرپختونخوا میں 116، بلوچستان میں 29 اور 10 کیسز گلگت بلتستان سے رپورٹ ہوئے۔ گھریلو تشدد میں قتل کے کم از کم 1,332 واقعات اور مارپیٹ کے 2,912 واقعات پیش آئے۔
- جنسی زیادتی کے واقعات عام رہے، اور پولیس کے اعداد و شمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ جنسی زیادتی کے 3,815، اجتماعی جنسی زیادتی کے 983، حراستی جنسی حملوں کے 69، اور محرم کی جانب سے جنسی حملوں کے 223 واقعات پیش آئے۔
- ڈیجیٹل رائٹس فاؤنڈیشن کو سائبر ہراسانی کی 2,586 اطلاعات موصول ہوئیں جو زیادہ تر پنجاب میں خواتین سے متعلق تھیں۔

بچے

- این جی او ساحل نے سال کے دوران بچوں پر تشدد کے 3,600 سے زیادہ واقعات رپورٹ کیے۔ ان میں بچوں سے جنسی زیادتی کے 2,003، اغوا کے 1,107، گمشدگی کے 365 اور کم عمری کی شادی کے 53 واقعات شامل ہیں۔
- ساحل نے فحش نگاری کے حوالے سے بچوں کے جنسی استحصال کے 52 کیسز قلمبند کیے جس سے ایک تشویش ناک رجحان کی نشاندہی ہوتی ہے۔
- یہ واقعات محض انفرادی سطح پر نہیں بلکہ منظم جرائم، بالخصوص اغوا اور گروہی جنسی تشدد جیسے سنگین نیٹ ورکس سے جڑے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ اس سے یہ تاثر پیدا ہوتا ہے کہ یہ استحصال انفرادی فعل کے بجائے ایک باقاعدہ مجرمانہ ڈھانچے کے تحت کیا جا رہا ہے۔

متجنس (ٹرانس جینڈر) افراد

- کم از کم 19 متجنس افراد ہلاک اور دو تیزاب گردی کا نشانہ بنے۔ خیبر پختونخوا میں سب سے زیادہ ہلاکتیں ہوئیں جہاں ایسے دس واقعات پیش آئے۔
- ایچ آر سی پی کی میڈیا مانیٹرنگ سے یہ بات سامنے آئی کہ سال کے دوران کم از کم 13 متجنس افراد جنسی تشدد کا نشانہ بنے۔

محنت کش

- قومی اعداد و شمار ظاہر کرتے ہیں کہ 97 مزدور کام کے دوران پیش آنے والے حادثات میں ہلاک یا زخمی ہوئے، جن میں صنعتی دھماکے اور کرنٹ لگنے کے واقعات شامل ہیں۔ زیادہ تر واقعات (73) واقعات پنجاب میں پیش آئے۔
- محنت کشوں کی کثیر تعداد کے لیے پیشہ ورانہ حفاظت اور صحت کے مناسب اقدامات کی عدم موجودگی میں، سال کے دوران کام کی جگہ پر ہونے والے حادثات میں کم از کم 52 کان کن اور صفائی ستھرائی کے کام پر مامور 13 مزدور ہلاک ہوئے۔
- پنجاب، سندھ اور خیبر پختونخوا میں غیر ہنر مند محنت کشوں کی ماہانہ کم از کم اجرت 40,000 روپے مقرر کی گئی، جب کہ بلوچستان اور اسلام آباد دارلحکومتی علاقہ میں یہ 37,000 روپے رہی۔ اگر اسے عالمی بینک کی طرف سے یومیہ 4.20 امریکی ڈالر کی خط غربت کے تناظر میں دیکھا جائے تو اجرت کی یہ حد تقریباً یومیہ 4.40 سے 4.76 کے درمیان بنتی ہے، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ملک میں لاکھوں افراد خطِ غربت سے نیچے ہیں۔
- سندھ اسمبلی کی پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کے مطابق، 80 فیصد سے زائد نجی صنعتی یونٹ کم از کم اجرت پر عمل درآمد کرنے میں ناکام رہے، جبکہ ٹریڈ یونین رہنماؤں کا اندازہ ہے کہ 95 فیصد فیکٹریاں کم از کم اجرت ادا نہیں کرتیں۔

- اگست میں فیصل آباد میں ہزاروں ٹیکسٹائل اور پاور لوم ورکرز نے ایک ریلی نکالی جس میں انہوں نے اجرتوں میں 8.4 فیصد اضافے اور فیکٹریوں کی بندش کے فوری خاتمے کا مطالبہ کیا۔

- لیبر فورس سروے 25/2024 کے مطابق، پاکستان میں بے روزگاری کی شرح 7.1 فیصد کے ساتھ 21 سال کی بلند ترین سطح تک پہنچ گئی۔ بے روزگار افراد کی کُل تعداد بڑھ کر 59 لاکھ ہو گئی۔ نمایاں علاقائی تفاوت کے ساتھ ۔ بے روزگاری کی سب سے زیادہ شرح خیبر پختونخواہ میں 9.6 فیصد ریکارڈ کی گئی۔

- نوجوانوں (15 سے 24 سال کی عمر) میں بے روزگاری کی شرح 12.8 فیصد تھی؛ تقریباً دس لاکھ سند یافتہ نوجوابے روزگار رہے، جو تعلیمی پیداوار اور مارکیٹ کی طلب کے درمیان نمایاں عدم توازن کو ظاہر کرتا ہے۔

- اگرچہ افرادی قوت میں خواتین کی شمولیت انتہائی کم یعنی تقریباً 22.4 فیصد رہی، تاہم افرادی قوت سروے نے بلا معاوضہ مزدوری کے ایک حیران کن بوجھ کا انکشاف کیا۔ ایک اندازے کے مطابق، کام کرنے کی عمر کے 11 کروڑ 74 لاکھ افراد، جن میں زیادہ تر خواتین شامل ہیں، بلا معاوضہ گھریلو اور دیکھ بھال کے کام میں مصروف تھے۔

- عالمی ادارہ برائے نقل مکانی نے رپورٹ کیا کہ 2025 میں کم از کم 109 پاکستانی غیر قانونی طور پر نقل مکانی کی کوشش کے دوران ہلاک یا لاپتہ ہو ئے۔ یوں، ان ہلاکتوں کے حوالے سے پاکستان ایشیا پیسیفک خطے میں تیسرے نمبر پر رہا۔

معذوری کے ساتھ جیتے افراد

- معذوری کا شکار افراد کے لیے خاص طور پر سندھ اور خیبر پختونخوا میں فلاح و بہبود کے اقدامات کا ایک سلسلہ دیکھنے میں تو آیا تاہم اس کا دائرہ کار بہت محدود تھا، جس سے واضح ہوتا ہے کہ ریاست حقوق کی بنیاد پر مکمل شمولیت کو یقینی بنانے کی بجائے ٹکڑوں میں امداد تقسیم کرنے کی پالیسی پر گامزن ہے۔

- ایمنسٹی انٹرنیشنل نے بی وائے سی کے معذور کارکن بیبرگ زہری کی حراست کے حوالے سے تشویش کا اظہار کیا۔ تنظیم کے مطابق، حراست کے دوران بیبرگ کی صحت 'شدید خراب' ہونے کے باوجود انہیں ضروری طبی امداد نہیں دی گئی۔

مہاجرین اور اندرونِ ملک بے گھر افراد

- جنوری سے دسمبر کے درمیان پاکستان میں مجموعی طور پر 157,298 افغان شہریوں کو گرفتار کر کے حراست میں لیا گیا۔

- اقوامِ متحدہ کے ادارہ برائے مہاجرین (یو این ایچ سی آر) کے مطابق، غیر قانونی غیر ملکیوں کی واپسی کے منصوبے کے مرحلہ 2 اور 3 کے نفاذ کے بعد دس لاکھ سے زائد افغان شہری پاکستان سے واپس گئے۔ نومبر تک سرحدی گزرگاہوں پر بڑی تعداد میں کمزور خاندان فوری انسانی امداد اور تحفظ کے منتظر رہے۔

تعلیم

- پاکستان انسٹی ٹیوٹ آف ایجوکیشن کی ایک رپورٹ کے مطابق 5 سے 16 سال کی عمر کے 2 کروڑ 50 لاکھ سے زائد بچے اسکول سے باہر تھے۔

- وزیرِ اعلیٰ بلوچستان نے اعلان کیا کہ ایک سال کے اندر صوبے میں 3,200 غیر فعال اسکول دوبارہ کھول دیے جائیں گے، جبکہ 16,000 اساتذہ کی میرٹ پر بھرتی مکمل کی گئی۔

- حکومتِ سندھ نے 8 کروڑ ڈالر کے "سندھ اسکولز نورشمنٹ پروگرام" کا اعلان کیا، جس کے تحت 1,400 اسکولوں میں 2 لاکھ سے زائد طلبہ کو روزانہ غذائیت سے بھرپور کھانا اور گھر لے جانے کے لیے راشن فراہم کیا جائے گا۔

- پنجاب کے وزیرِ تعلیم کے مطابق سیلاب نے صوبے میں 3,000 سے زائد اسکولوں کو تباہ یا شدید متاثر کیا، جس کے باعث ہزاروں عمارتیں غیر محفوظ یا زیرِ آب آ گئیں۔

- سرکاری تعلیم پر قومی اخراجات میں مسلسل کمی آئی جبکہ شرحِ خواندگی 60.6 فیصد پر جمود کا شکار رہی۔

صحت

- انسانی حقوق پر کام کرنے والی تنظیموں جیسے کہ ایچ آر سی پی کے مطالبات کے باوجود صحت کے حق کو بنیادی حق کے طور پر تسلیم نہیں کیا گیا۔

- پاکستان کے انسدادِ پولیو پروگرام کے مطابق ملک بھر میں پولیو کے 31 کیسز رپورٹ ہوئے، جو 2024 کے 74 کیسز کے مقابلے میں نمایاں کمی کو ظاہر کرتے ہیں۔ زیادہ تر کیسز خیبر پختونخوا (20) اور اس کے بعد سندھ (9) میں رپورٹ ہوئے جبکہ پنجاب اور گلگت بلتستان میں ایک ایک کیس کی اطلاع ملی۔

- یونیسف کے مطابق تقریباً ایک کروڑ پاکستانی بچے ناقص خوراک کے باعث نشوونما کی کمی (stunting) کا شکار تھے؛ 10 میں سے 8 بچوں کو مناسب خوراک نہیں مل رہی تھی اور پانچ سال سے کم عمر نصف سے زائد بچے ضروری وٹامنز کی کمی سے متاثر تھے۔

- عالمی ادارہ صحت کے مطابق روزانہ تقریباً 675 نومولود بچے اور 27 مائیں قابلِ انسداد پیچیدگیوں کے باعث جان کی بازی ہار جاتی ہیں۔

رہائش، عوامی سہولیات اور شہری ترقی

- 2025 کے اوائل میں گلگت بلتستان میں شدید برفباری کے باعث روزانہ 20 سے 22 گھنٹے کی لوڈشیڈنگ اور سڑکوں کی بندش دیکھنے میں آئی۔

- دریائے سوات میں ایک افسوسناک واقعے کے بعد، جس میں ایک درجن سے زائد سیاح جاں بحق ہوئے تھے، خیبر پختونخوا میں دریا کے کناروں پر بڑے پیمانے پر تجاوزات کے خلاف آپریشن شروع کیے گئے۔

- لاہور میں شہری سماجی کارکنوں اور طلبہ نے تاریخی ناصر باغ میں 123 درختوں کی کٹائی اور منتقلی کے خلاف احتجاج کیا۔ ان کا یہ موقف تھا کہ اس منصوبے سے شہر کے اہم سبز علاقوں میں سے ایک متاثر ہو گا۔

- اگرچہ پنجاب انفورسمنٹ اینڈ ریگولیشن اتھارٹی نے تجاوزات جیسے شہری مسائل کے حل کے لیے گرفتاری اور نگرانی کے اختیارات کے حامل ایک متوازی ادارے کے طور پر کام کیا، تاہم تاجروں کے احتجاج اور عدالتی نگرانی سے متعلق خدشات ظاہر کرتے ہیں کہ اس ادارے کی کارروائیاں اکثر قانون کے معین طریقہ کار کو نظرانداز کرتی ہیں۔

- کراچی میں ٹریفک حادثات میں 800 سے زائد افراد ہلاک ہوئے، جس سے شہری نظم و نسق میں سنگین خامیوں کی عکاسی ہوتی ہے۔

ماحولیات اور موسمیاتی تبدیلی

- 2025 کے مون سون نے تباہ کن اثرات مرتب کیے، جس کے نتیجے میں ملک بھر میں 1,037 افراد ہلاک اور 1,067 زخمی ہوئے۔ خیبر پختونخوا میں سب سے زیادہ 509 اموات ہوئیں، جبکہ پنجاب میں 322 افراد جاں بحق ہوئے۔

- خیبر پختونخوا میں شدید سیلاب کے باعث 323 افراد ہلاک اور 156 زخمی ہوئے، جبکہ ضلع بونیر میں 850 کامیاب ریسکیو آپریشنز کے باوجود 217 اموات رپورٹ ہوئیں۔

- پنجاب میں سب سے زیادہ 665 افراد زخمی ہوئے اور بڑے پیمانے پر نقل مکانی ہوئی، جبکہ 3,900 سے زائد دیہات زیر آب آ گئے۔ ملک بھر میں 2 لاکھ 29 ہزار سے زائد مکانات کو نقصان پہنچا اور 22 ہزار سے زائد مویشی ہلاک ہوئے۔

- تقریباً 30 لاکھ افراد کو محفوظ مقامات پر منتقل یا ریسکیو کیا گیا۔ ان میں سے 1 لاکھ 52 ہزار سے زائد بے گھر افراد امدادی کیمپوں میں مقیم رہے۔ پنجاب میں سب سے زیادہ 28 لاکھ افراد متاثر ہوئے، جبکہ سندھ میں تقریباً 1 لاکھ 83 ہزار افراد محفوظ مقامات پر منتقل کیا گیا۔

- محکمہ موسمیات کے مطابق گلگت بلتستان میں درجہ حرارت کے ریکارڈ ٹوٹ گئے اور چلاس میں 48.5 اور بونجی میں 46.1 ڈگری سینٹی گریڈ درجہ حرارت ریکارڈ کیا گیا۔
- ہنزہ میں گلیشیائی جھیل کے پھٹنے سے آنے والے سیلاب نے شاہراہِ قراقرم، زرعی زمین اور بنیادی ڈھانچے کو نقصان پہنچایا اور قریبی گھروں کو خطرے سے دوچار کیا۔
- آئی کیو ایئر کے مطابق 2025 میں پاکستان دنیا کا سب سے آلودہ ملک قرار پایا، جہاں پی ایم 2.5 کی سطح عالمی ادارہ صحت کی مقررہ حد سے 13 گنا زیادہ رہی۔

پاکستان اور انسانی حقوق کے عالمی معاہدے

- اکتوبر میں اقوامِ متحدہ کی جنرل اسمبلی نے پاکستان کو تین سالہ مدت، جو یکم جنوری 2026 سے شروع ہونا تھی، کے لیے انسانی حقوق کونسل کا رکن منتخب کیا۔ ایسا چھٹی بار ہوا ہے کہ پاکستان اس عہدے کے لیے منتخب ہوا۔
- ہیومن رائٹس واچ، ایچ آر سی پی اور تشدد کے خلاف عالمی ادارہ سمیت کئی تنظیموں نے تشدد کے خلاف کمیٹی کو اپنی رپورٹس جمع کرائیں، جن میں پولیس کی جانب سے تشدد، جبری اعترافِ جرم اور شکایات کی مؤثر تحقیقات نہ ہونے کی نشاندہی کی گئی۔

انسانی حقوق کے قومی ادارے

- انسانی حقوق کے قومی ادارے مجموعی طور پر تقرری کے غیر شفاف طریقۂ کار، غیر محفوظ مدتِ ملازمت اور مالی مسائل جیسے ادارتی مسائل کا شکار رہے، جو ان کی خودمختاری اور کارکردگی کو متاثر کرتے ہیں۔
- گلوبل الائنس آف نیشنل ہیومن رائٹس انسٹی ٹیوشنز نے قومی کمیشن برائے انسانی حقوق کی 'A' درجہ بندی برقرار رکھی۔ تاہم، کمیشن کو فنڈز میں تاخیر اور بعض اہم عہدوں پر عبوری تقرریوں کی وجہ سے انتظامی مشکلات کا سامنا رہا۔

- قومی کمیشن برائے حقوقِ نسواں پورا سال عبوری چیئرپرسن کے تحت کام کرتا رہا اور مستقل چیئرپرسن کی تقرری نہ ہو سکی۔
- دسمبر میں منظور ہونے والے نیشنل کمیشن فار مائنارٹی رائٹس ایکٹ کے تحت اس ادارے کو وزارت کے ماتحت کمیٹی سے ایک خودمختار قانونی ادارے میں تبدیل کر دیا گیا۔ اس پیش رفت کے باوجود سول سوسائٹی نے بورڈ میں بعض کمیونٹیوں کی عدم شمولیت پر تحفظات کا اظہار کیا۔

اسلام آباد دارالحکومت کا علاقہ

عمومی جائزہ

پارلیمنٹ، وفاقی حکومت اور اعلیٰ عدلیہ کا مسکن ہونے کی بنا پر اسلام آباد ہی وہ بڑا مرکز تھا جہاں 2025 میں اہم واقعات رونما ہوئے: عدلیہ کی آزادی میں بڑے پیمانے پر کمی کی گئی، آزادی اظہار کو جرم قرار دیا گیا اور جمہوریت کے تحفظ میں منتخب نمائندوں کی ناکامی سامنے آئی۔

پارلیمنٹ میں حکمران اتحاد کے ارکان کی تعداد بڑھ گئی کیونکہ سپریم کورٹ کے فیصلہ کے تحت پاکستان تحریک انصاف (پی ٹی آئی) کی مخصوص نشستیں انہیں دے دی گئیں۔ حکمران اتحاد نے مسلمہ اصولوں اور روایات کی خلاف ورزی کرتے ہوئے دونوں ایوانوں میں اہم قانون سازی کو بلڈوز کیا اور قوانین منظور کرا لیے۔

الیکٹرانک جرائم کے انسداد کے لیے پریوینشن آف الیکٹرانک کرائمز (ترمیمی) ایکٹ (پیکا) جنوری میں کئی متنازع ترامیم اور تبدیلیوں کے ساتھ منظور کیا گیا۔ اس نئے قانون کے نفاذ کے بعد سینکڑوں مقدمات درج کیے گئے۔ ان مقدمات کا نشانہ بننے والوں میں صحافی اور خاص طور پر انسانی حقوق کی معروف وکیل ایمان مزاری شامل تھیں۔ مزاری اس ایکٹ کے شدید ترین مخالفین میں سے ایک ہیں۔

سال 2025 میں پارلیمنٹ کی طرف سے سب سے زیادہ دوررس اثرات کی حامل قانون سازی شاید 27ویں آئینی ترمیم تھی۔ اس ترمیم نے سخت جدوجہد سے حاصل کی گئی عدالتی آزادی کو ختم کر دیا۔ اس ترمیم کے تحت وفاقی آئینی عدالت کے قیام اور جوڈیشل کمیشن آف پاکستان کی ایگزیکٹو کے حق میں تشکیل نو کر کے سپریم کورٹ کو کمزور کر دیا گیا اور ہائی کورٹ کے ججوں کا ان کی رضامندی کے بغیر دوسرے صوبوں میں تبادلہ کرنے کی اجازت دے دی گئی۔

گزشتہ سال 26ویں ترمیم کی منظوری کے بعد ایک جج کا لاہور ہائی کورٹ سے اسلام آباد ہائی کورٹ میں تبادلہ کر دیا گیا۔ اس جج کو پھر سنیارٹی لسٹ میں سرفہرست رکھا گیا اور سینئر پیونی جج کی جگہ چیف جسٹس مقرر کر دیا گیا۔ اس تقرری کی وجہ سے ہائی کورٹ کے پانچ ججوں نے غیر معمولی طور پر کھلے عام احتجاج کیا اور ایک انتہائی منقسم ہائی کورٹ نظر آئی۔

اعلیٰ عدلیہ کی اکھاڑ پچھاڑ کے نتیجہ میں ملک اپنے چند انتہائی ذہین قانون دانوں سے محروم ہو گیا، جنہوں نے یا تو احتجاجاً استعفیٰ دے دیا یا وہ ملازمت سے ہٹا دیئے گئے۔

منصفانہ ٹرائل کے حق کو ایک بڑا دھچکا اس وقت لگا جب مئی میں سپریم کورٹ کے آئینی بنچ نے عدالت کے سابقہ اکثریتی فیصلے کو کالعدم قرار دیتے ہوئے قرار دیا کہ فوجی عدالتوں میں عام شہریوں کا ٹرائل آئینی تھا۔

امن و امان کے حوالے سے شہر میں خواتین کے خلاف تشدد کے خوفناک واقعات دیکھنے میں آئے جیسا کہ 17 سالہ سوشل میڈیا اسٹار ثنا یوسف کو قتل کیا گیا۔ طاقت کا مسلسل غلط استعمال بھی ہوتا رہا کیونکہ لوگوں کو مہلک طریقے سے گاڑی کے نیچے کچلنے اور پھر بھاگ نکلنے کے واقعات میں ملوث بااثر افراد قانون کی گرفت میں نہ آئے۔

17 سالہ سوشل میڈیا اسٹار ثنا یوسف کو اسلام آباد میں قتل کر دیا گیا۔

سیکیورٹی اداروں کے ہاتھوں لوگوں کو اغوا اور لاپتہ کرنے کا غیر قانونی عمل بھی بلا روک ٹوک جاری رہا۔ کئی صحافی اور ان کے اہل خانہ کسی صحافتی سرگرمی کے خمیازے میں دنوں اور ہفتوں تک لاپتا رہے۔

پی ٹی آئی کے خلاف ریاستی کریک ڈاؤن میں کمی کے آثار نظر نہیں آئے۔ پارٹی کو نہ صرف مخصوص نشستوں کے اپنے حصے سے محروم کر دیا گیا بلکہ سینٹ اور قومی اسمبلی میں پی ٹی آئی کے اپوزیشن لیڈرز بھی ان عہدوں پر نہ رہے کیونکہ انہیں 9 مئی 2023 کے فسادات کیس میں سزا سنائے جانے کے بعد ایوانوں کی نشستوں سے محروم کر دیا گیا۔ اپوزیشن جماعتوں نے مسلسل یہ مطالبہ کیا کہ سیاست میں فوج کے اثر و رسوخ کو ختم کیا جائے اور حکومت کے ہائبرڈ ماڈل پر تنقید کی۔

وفاقی دارالحکومت چوتھے سال بھی ایک منتخب مقامی حکومت سے محروم رہا حالانکہ یہ ادارہ جمہوریت کے استحکام اور نظام حکمرانی میں شہریوں کی شمولیت کا ایک اہم جزو ہے۔

افغان مہاجرین کے خلاف حکومت کا کریک ڈاؤن جاری رہا۔ 2025 میں دس لاکھ سے زیادہ افغانوں نے پاکستان چھوڑ دیا۔

ایک خوش آئند پیش رفت یہ ہوئی کہ اقلیتوں سے متعلق نیشنل کمیشن فار منیار ٹیز بل آخر کار قانون کی شکل اختیار کر گیا، جس کے بعد امید ہے کہ کمیشن کو تمام مذہبی اقلیتوں کو یکساں طور پر تحفظ فراہم کرنے کا اختیار دیا جائے گا۔

اسی طرح انتہائی مخالفت کے باوجود حکومت نے اسلام آباد میں شادی کی کم از کم عمر 16 سے بڑھا کر 18 سال کر دی۔ اس پیشرفت کو بچوں کے حقوق کے تحفظ اور صنفی مساوات کو فروغ دینے کی جانب تاریخی قدم قرار دیا گیا۔

سپریم کورٹ کے متعدد فیصلوں کی وجہ سے خواتین کے حقوق کے معاملے میں بھی خاطر خواہ بہتری دیکھی گئی۔ یہ فیصلے وراثت، تنسیخ نکاح، مردوں پر عدم انحصار اور جہیز کے دعووں سے متعلق تھے۔

قوانین اور قانون سازی

فری اینڈ فیئر الیکشن نیٹ ورک (فافن) کے مطابق 2025 میں پارلیمنٹ نے دونوں ایوانوں کی منظوری اور صدر کی توثیق کے ذریعے مجموعی طور پر 41 قوانین بنائے۔ تاہم، ان اعداد و شمار سے ہٹ کر دیکھا جائے تو پارلیمنٹ کا طرزِ عمل مطلوبہ معیار کے مطابق نہیں تھا کیونکہ اہم قوانین کو پارلیمنٹ سے بلڈوز کرتے ہوئے منظور کرایا گیا اور اس عمل میں پریشان کن طور پر اہم نوعیت کے چیک اینڈ بیلنس کو نظر انداز کر دیا گیا۔ قوانین کی منظوری سے متعلق پارلیمان کے کئی اجلاس اراکین کی عدم دلچسپی یا حکومتی بے حسی سے عبارت تھے۔ متعدد مواقع پر، پی ٹی آئی کی زیر قیادت اپوزیشن نے کارروائی کا بائیکاٹ اور احتجاج کیا۔ اپوزیشن نے ایک مرتبہ پارلیمنٹ کے باہر علامتی طور پر عوامی اسمبلی منعقد کی۔

اگرچہ بے حسی اور قواعد کی دھجیاں اڑانا پچھلی حکومتوں کی بھی روایت رہی ہے لیکن اس سال یہ طرز عمل اس وقت انتہا کو پہنچ گیا جب جنوری میں پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس میں دس منٹ سے کم وقت میں 4 بل منظور کر لیے گئے۔

جنوری میں ہی پارلیمنٹ نے عجلت میں متنازع پیکا ایکٹ یعنی پریوینشن آف الیکٹرانک کرائمز (ترمیمی) ایکٹ کو منظور کیا۔ دیگر دفعات کے علاوہ، قانون کی دفعہ 26اے کے تحت فیک نیوز (جعلی خبر) کو جان بوجھ کر پھیلانے کو جرم قرار دیا گیا اور سزا کو بڑھا کر تین سال تک قید اور 20 لاکھ روپے تک جرمانہ کی سزا رکھی گئی۔ ماہرین نے خبردار کیا کہ اس ترمیم سے انسانی حقوق، آزادی اظہار، پرائیویسی اور منصفانہ طریقہ کار کو نقصان پہنچا کر آئینی ضمانتوں اور بین الاقوامی قانونی معیارات کی خلاف ورزی کی گئی ہے۔ حزب اختلاف کی جماعتوں، انسانی حقوق کے لیے سرگرم تنظیموں اور صحافیوں، بشمول ایچ آر سی پی نے اس قانون کو منسوخ کرنے کا مطالبہ کیا کیونکہ اس بات کا خدشہ تھا کہ یہ قانون سیاسی اختلاف رائے اور عوامی مباحثے کو دبانے کے لیے استعمال کیا جائے گا اور صحافیوں کو خاموش کرانے کے لیے ایک قانونی حربے کے طور پر استعمال ہو گا۔

اگست میں، پارلیمنٹ نے انسداد دہشت گردی (ترمیمی) ایکٹ منظور کیا، جس سے پولیس اور سیکورٹی ایجنسیوں کو قومی سلامتی اور عوامی تحفظ کے لیے خطرہ بننے والے مشتبہ افراد کو تین ماہ تک ''امتناعی حراست'' میں اور بعض صورتوں

میں اس سے بھی زیادہ عرصہ تک حراست میں رکھنے کی اجازت دے دی۔ لوگوں کو حراست میں رکھنے کا یہ اختیار 2014 میں پشاور میں آرمی پبلک اسکول پر عسکریت پسندوں کے حملہ کے بعد دو سال کے لیے دیا گیا تھا اور حکومت کا اب دعویٰ ہے کہ سکیورٹی کی موجودہ صورت حال اس کے دوبارہ اطلاق کی متقاضی ہے اور پہلے کی طرح یہ شق محدود مدت یعنی تین سال کے لیے ہو گی۔

حکومت نے اگرچہ حزب اختلاف کی جماعتوں کو یقین دلایا ہے کہ زیر حراست افراد کو آرٹیکل 10 کے تحت تحفظ فراہم کیا جائے گا، جس میں قانونی دفاع کا حق اور مجسٹریٹ کے سامنے 24 گھنٹے کے اندر پیشی ضروری ہے۔ تاہم اس یقین دہانی کے باوجود انسانی حقوق کی تنظیموں بشمول پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق نے ترامیم پر نظرثانی کرنے کا مطالبہ کیا۔ کمیشن نے اپنے ایک بیان میں کہا کہ کسی الزام یا قانونی کارروائی کے بغیر، مبہم قسم کی صورتحال میں امتناعی حراست سے یہ خدشہ جنم لیتا ہے کہ آئین کے آرٹیکل 10 اور 10 اے میں مذکور ضروری قانونی کارروائی نظرانداز ہو جائے گی اور قانون کے غلط استعمال کا راستہ کھل جائے گا۔

نومبر میں 27ویں ترمیم عدلیہ کی آزادی کو ختم کرنے کے ساتھ ساتھ ملک کے آئینی ڈھانچے میں سب سے زیادہ اثرات کی حامل تبدیلی کا باعث بنی۔ ترمیم پر بہت ہی کم عوامی مباحثہ ہوا اور اسے بہت عجلت میں منظور کیا گیا۔ مسودے کی کابینہ سے منظوری ہوئی جس کے اجلاس کی صدارت وزیراعظم نے بیرون ملک دورے کے دوران کی۔ پھر پارلیمنٹ سے اور اس کے بعد صدر کی منظوری ہوئی اور یہ سارا عمل چند دنوں میں ہی مکمل ہو گیا۔

اس ترمیم نے سپریم کورٹ سے بالاتر ایک نئی وفاقی آئینی عدالت تشکیل دی، جو آئینی تشریح کے مقدمات اور وفاقی و صوبائی تنازعات کے معاملات پر خصوصی دائرہ اختیار کی حامل ہے۔ ان تبدیلیوں نے جوڈیشل کمیشن آف پاکستان کی تشکیل نو کے ذریعے اعلیٰ عدلیہ کے ججوں کی تقرری کا اختیار بھی ایگزیکٹو اور پارلیمنٹ کو دے دیا۔ مزید برآں، ترمیم نے ہائی کورٹ کے ججوں کا ان کی رضامندی کے بغیر دیگر صوبوں میں تبادلہ کرنے کی اجازت دی اور اگر وہ جج تبادلے کو قبول نہ کریں تو ان کے خلاف تادیبی کارروائی کی جاسکے گی۔ ایچ آر سی پی نے ترمیم کی منظوری کے بعد گہری تشویش کا اظہار کیا اور کہا کہ یہ ترمیم ایگزیکٹو کے اختیارات میں توسیع کے ذریعے عدالتی آزادی کو مجروح کرے گی۔

آئینی تبدیلیوں نے فوجی کمان کے ڈھانچے کو بھی ازسرنو ترتیب دیا جس کے تحت مکمل اختیارات رکھنے والا چیف آف ڈیفنس فورسز (سی ڈی ایف) کا ایک طاقتور نیا عہدہ تخلیق کر دیا گیا۔ اس عہدے کو بری فوج، بحریہ اور فضائیہ کے

ساتھ ساتھ ملک کے جوہری ہتھیاروں کی آپریشنل کمانڈ دی گئی۔ اس عہدہ پر موجودہ آرمی چیف، فیلڈ مارشل عاصم منیر تعینات ہوئے اور یہ عہدہ رکھنے والے شخص کو گرفتاری یا قانونی چارہ جوئی سے تاحیات استثنا بھی دیا گیا۔ اسی طرح ملک کے صدر کو فوجداری مقدمات اور گرفتاری سے تاحیات استثنا دیا گیا۔

انصاف کی فراہمی

27ویں ترمیم کے بعد ملک کی اعلیٰ عدلیہ کی ساخت میں بہت بڑے پیمانے پر تبدیلیاں کی گئیں۔ اس ترمیم کے نتیجے میں 13 رکنی وفاقی آئینی عدالت کا قیام عمل میں آیا۔ سپریم کورٹ کے جسٹس امین الدین خان کو حکومت نے آئینی عدالت کا پہلا چیف جسٹس مقرر کیا۔ اس سے قبل جسٹس امین الدین خان نے 2024 میں سپریم کورٹ کے آئینی بنچ کی سربراہی کی تھی جو متنازع 26ویں ترمیم کے بعد تشکیل دیا گیا تھا۔ سپریم کورٹ آف پاکستان کے سینئر پیونی جج جسٹس سید منصور علی شاہ اور سپریم کورٹ کے ایک اور جج جسٹس اطہر من اللہ نے ستائیسویں ترمیم کو آئین اور جمہوریت پر حملہ قرار دیتے ہوئے احتجاجاً استعفا دے دیا۔

وفاقی آئینی عدالت کی تشکیل کے بعد فوری طور پر اس بارے میں سوالات پیدا ہوئے، کیونکہ حکومت نے اہلیت کے کسی واضح اور مساوی معیار کے بغیر ججوں کا انتخاب کیا تھا۔ اقوام متحدہ کے ہیومن رائٹس آفس نے سخت تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اس ترمیم سے خدشہ پیدا ہو گیا ہے کہ عدلیہ سیاسی مداخلت کے تابع اور ایگزیکٹو کے کنٹرول میں جاسکتی ہے۔ اسی طرح، انٹرنیشنل کمیشن آف جیورسٹس نے خبردار کیا کہ عدالتی تقرری کے نئے نظام نے عدلیہ کی آزادی پر منظم حملہ کیا ہے۔ حکومت نے وفاقی آئینی عدالت کے ججوں کی ریٹائرمنٹ کی عمر بھی بڑھا کر 68 سال کر دی جبکہ سپریم کورٹ کے ججوں کے لیے 65 سال کی حد برقرار رکھی۔ وفاقی آئینی عدالت کی تشکیل کے بعد 18 رکنی سپریم کورٹ کی سربراہی جسٹس یحیٰی آفریدی کرتے رہے۔ وہ پردے کے پیچھے ہونے والی مبینہ کھینچا تانی کے بعد چیف جسٹس آف پاکستان کے عہدہ پر برقرار رہے۔ اگرچہ چیف جسٹس آفریدی بظاہر کچھ معاملات میں اپنے ججوں کے درمیان اختلافات کو پسند نہیں کرتے تھے لیکن کئی ججوں کی درخواستوں کے باوجود وہ اپنی عدالت کو متحد کرنے اور ایگزیکٹو کی مداخلت کے خلاف کھڑے ہونے میں ناکام رہے۔ دسمبر میں وفاقی آئینی عدالت نے قرار دیا کہ تمام عدالتیں بشمول سپریم کورٹ، اس کے فیصلوں کی پابند اور تابع ہوں گی۔

مئی میں، سپریم کورٹ کے آئینی بنچ نے عدالت کے اکتوبر 2023 کے اُس فیصلہ کو کالعدم قرار دے دیا جس میں عام شہریوں کے فوجی ٹرائل کو "غیر آئینی" قرار دیا گیا تھا۔ دو کے مقابلے میں پانچ ججوں کی اکثریت سے جسٹس امین الدین خان کے تحریر کردہ فیصلہ میں بینچ نے پہلے کے فیصلے کو مہلک قسم کے قانونی نقائص سے بھرپور قرار دیا اور قرار دیا کہ پاکستان آرمی ایکٹ 1952 کے تحت شہریوں کے ٹرائلز انصاف، غیر جانبداری اور مطلوبہ طریقہ کار کے تقاضوں کو پورا کرتے ہیں جس کی ضمانت آئین کی دفعہ 10 اے میں دی گئی ہے۔

اسلام آباد ہائیکورٹ کو بھی اس وقت بحران کا سامنا کرنا پڑا جب اس کے چیف جسٹس عامر فاروق سمیت 2 ججوں کو سپریم کورٹ کا جج بنا کر ترقی دے دی گئی۔ ان ترقیوں سے پہلے فروری میں حکومت نے پنجاب، سندھ اور بلوچستان سے ہائی کورٹ کے تین ججوں کا اسلام آباد ہائیکورٹ تبادلہ کیا تھا۔

ان میں لاہور ہائی کورٹ کے جسٹس سرفراز ڈوگر کو حیران کن طور پر سنیارٹی لسٹ میں سرفہرست رکھا گیا، جس سے وہ چیف جسٹس ان وٹینگ اور اسلام آباد ہائیکورٹ کے سینئر پیونی جج جسٹس محسن اختر کیانی کی جگہ لے گئے۔ نتیجے کے طور پر، جسٹس کیانی سمیت اسلام آباد ہائیکورٹ کے پانچ ججز نے اس عمل کو عدالتی قوانین کی خلاف ورزی قرار دیتے ہوئے جسٹس ڈوگر کی تقرری کو چیلنج کیا لیکن سپریم کورٹ کے آئینی بنچ نے ان کی درخواست کو خارج کر دیا۔ ستمبر میں اسلام آباد ہائیکورٹ نے پریکٹس اینڈ پروسیجر رولز 2025 کو متنازعہ طور پر اپنالیا تو اس سے چیف جسٹس کو وسیع انتظامی اختیارات مل گئے اور عدالت عالیہ کا اندرونی تنازع شدت اختیار کر گیا۔ اختلاف کرنے والے پانچ ججوں نے سپریم کورٹ سے رجوع کرتے ہوئے چیف جسٹس پر الزام لگایا کہ انہوں نے عدلیہ کو ایک رجمنٹ میں تبدیل کرنے کی کوشش میں اپنے عہدہ کو آمریت میں بدل دیا ہے۔ اسلام آباد ہائی کورٹ میں ہونے والی تبدیلیوں میں قانون کی جعلی ڈگری کی بنیاد پر ایک جج جسٹس طارق محمود جہانگیری کی برطرفی بھی شامل تھی۔ یہ جج اختلاف کرنے والے پانچ ججوں میں سے ایک تھے۔ جسٹس طارق کی ڈگری کا سوال 2024 میں مشکوک حالات میں سامنے آیا تھا اور اسلام آباد ہائی کورٹ میں اسے زیر سماعت لایا گیا۔ انہیں دسمبر میں چیف جسٹس سرفراز ڈوگر نے ملازمت سے برطرف کر دیا۔ جسٹس جہانگیری کا اس سے قبل الیکشن ٹریبونلز کے سربراہ کی حیثیت سے الیکشن کمیشن آف پاکستان کے ساتھ تنازع چل رہا تھا۔ یہ ٹریبونلز اسلام آباد سے تحریک انصاف کے قومی اسمبلی کے تین امیدواروں کی درخواستوں کی سماعت کر رہے تھے جن میں مبینہ دھاندلی کی شکایت کی گئی تھی۔

ایمان مزاری اور ہادی علی چٹھہ کیس۔ انسانی حقوق کے لیے سرگرم وکلاء ایمان مزاری حاظر اور ہادی علی چٹھہ (مزاری کے شوہر) ریاستی تشدد کا شکار افراد کا دفاع کرنے والوں کے طور پر معروف ہیں۔ ان پر پریوینشن آف الیکٹرانک کرائمز ایکٹ یعنی پیکا کی خلاف ورزی کا الزام لگایا گیا۔ یہ الزامات انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں میں فوج کے کردار پر تنقید کرنے اور دیگر معاملات کے ساتھ ساتھ کالعدم عسکریت پسند گروہوں کی مبینہ طور پر ستائش و حمایت کرنے کی بنا پر عائد کیے گئے۔ انہوں نے یہ حمایت جبری گمشدگیوں کے متاثرین سے یکجہتی کے دوران کی تھی۔ جب ان دونوں میاں بیوی نے 2025 میں عدالتوں کا سامنا کیا تو اس موقع پر ایچ آر سی پی نے سائبر کرائم قوانین اور عدالتی کارروائی کے غلط استعمال پر تنقید کی کیونکہ یہ سب کارروائی جائز اختلاف رائے پر سزا دینے کے لیے تھی۔ ایچ آر سی پی نے مطالبہ کیا کہ ان دونوں کے خلاف بے بنیاد الزامات کو واپس لیا جائے اور انہیں دھمکانے کا عمل بند کیا جائے۔

انسانی حقوق کے وکلاء ایمان مزاری حاضر اور ہادی علی چٹھہ (مزاری کے شوہر)، جو ریاستی تشدد کا شکار ہونے والوں کے دفاع کے لیے جانے جاتے ہیں، پر پریوینشن آف الیکٹرانک کرائمز ایکٹ (پیکا) کی خلاف ورزی کا الزام عائد کیا گیا۔

زیر التوا مقدمات کے حوالے سے سرکاری اعداد و شمار بتاتے ہیں کہ جنوری سے نومبر کے درمیان سپریم کورٹ میں 19,370 نئے مقدمات دائر کیے گئے جب کہ 20,665 مقدمات کو نمٹا دیا گیا۔ نئے دائر مقدمات کی نسبت نمٹائے جانے والے مقدمات تھوڑے سے زیادہ ہونے کے باوجود، نومبر تک مجموعی طور پر زیر التوا مقدمات کی تعداد 56,608 تھی۔ تاہم، 27ویں ترمیم کے بعد 22,910 مقدمات وفاقی آئینی عدالت میں منتقل کیے گئے، جس سے سپریم کورٹ میں زیر التواء مقدمات کی تعداد کم ہو کر 33,698 ہو گئی۔ دسمبر میں اسلام آباد ہائیکورٹ کی جانب سے بتایا گیا کہ اس نے سال کے دوران 15,805 مقدمات نمٹا دیے تھے۔

امن عامہ

وفاقی دارالحکومت اسلام آباد میں سال بھر کے دوران اسٹریٹ کرائم سب سے زیادہ رپورٹ ہونے والا جرم رہا۔ اس کے بعد اغوا برائے تاوان یا بہلا پھسلا کر اغوا کرنا ایسے جرائم شامل ہیں۔

ٹیبل 1: اسلام آباد میں 2025 میں جرائم کے اعداد و شمار

جرم	مقدمات کی تعداد	متاثرہ خواتین	متاثرہ مرد	متاثرہ ٹرانس جینڈر فرد
اسٹریٹ کرائمز	1,409	117	1,292	0
اغوا	904	684	224	0
قتل	146	42	111	0
ریپ / جنسی حملہ	100	90	20	1
بچوں پر جنسی تشدد	38	9	29	0
گھریلو تشدد	32	31	1	0
اجتماعی جنسی زیادتی	14	12	2	0
بچوں پر جسمانی حملہ	9	2	7	0
غیرت کے نام پر قتل	3	3	0	0
تعزیرات پاکستان کی مختلف دفعات کے تحت توہین مذہب	3	0	2	0
تیزاب گردی	2	2	0	0
زیرِ حراست اموات	1	1	1	1
زیرِ حراست تشدد	0	0	0	0

ماخذ: ایچ آر سی پی کی درخواست پر اسلام آباد پولیس کا جواب۔

اپریل میں انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد کی 22 سالہ طالبہ ایمان افروز کو اس کے ہاسٹل کے اندر گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا۔ ملزم کی گرفتاری میں تاخیر کے باعث پولیس تنقید کا نشانہ بنی۔ تاہم اس نے جون میں ملزم محمد فیروز کو گرفتار کر لیا۔ ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن عدالت نے دسمبر میں اس پر فردِ جرم عائد کی اور اس وقت مقدمہ چل رہا ہے۔

گھریلو تشدد کا ایک ہولناک واقعہ جون کے مہینہ میں دارالحکومت کے مضافات میں پیش آیا۔ ایک شیر خوار بچے کی 28 سالہ ماں ثانیہ بی بی کو مبینہ طور پر اس کے شوہر اور سُسر نے اپنے گھر کے اندر جلا ڈالا۔ ثانیہ ایک ماہ تک ہسپتال میں زیر علاج رہی اور پھر زخموں کی تاب نہ لا کر چل بسی۔ تاہم اس نے پولیس کو مجرموں کے بارے میں آگاہ کر دیا تھا۔ ملزمان کا دعویٰ تھا کہ یہ واقعہ سوئی گیس خارج ہونے پر آگ لگنے سے پیش آیا۔ اکتوبر میں مقدمہ کی آخری سماعت پر ملزمان کی ضمانت مسترد کر دی گئی اور وہ اڈیالہ جیل میں عدالتی تحویل میں ہیں۔

جون میں، 17 سالہ سوشل میڈیا انفلوئنسر ثنا یوسف کو اس کے گھر کے اندر گھس کر ایک ایسے شخص نے گولی مار کر ہلاک کر دیا۔ یہ شخص بظاہر اس لڑکی کے ساتھ دوستی کرنے کے جنون میں مبتلا تھا۔ پولیس نے 22 سالہ ملزم عمر حیات کو چند روز بعد گرفتار کر لیا اور ستمبر میں اس پر فردِ جرم عائد کر دی گئی۔

دسمبر میں ایک ہائی پروفائل ہٹ اینڈ رن کیس ہوا۔ اس واقعہ میں اسلام آباد ہائیکورٹ کے ایک جج کے نوعمر بیٹے نے اپنی ایس یو وی گاڑی سکوٹر پر جانے والی دو لڑکیوں پر چڑھا دی اور موقع سے فرار ہو گیا۔ اگرچہ مشتبہ شخص کو جلد ہی گرفتار کر لیا گیا اور اس نے کچھ دن حراست میں گزارے۔ تاہم جلد ہی مقتولین کے ورثا نے ملزم کو معاف کر دیا، جس کے نتیجے میں اسے بری کر دیا گیا۔ اس کے بعد جج کے خلاف سپریم جوڈیشل کونسل میں عہدے کے غلط استعمال کی شکایت درج کرائی گئی۔

اس طرح کے معاملات میں طاقتور شخصیت کا اثر و رسوخ کوئی نئی بات نہیں جیسا کہ فروری میں بھی ایک اور مقدمے میں یہی ثابت ہوا جب ایک عدالت نے 2022 میں اسی طرح کے ہٹ اینڈ رن کیس میں ملوث سپریم کورٹ کے ایک جج کی بیٹی کو بری کر دیا۔ اس واقعہ کے نتیجے میں معمولی اجرت پر کام کرنے والے دو افراد کی موت واقع ہوئی تھی۔ ایک دن کے لیے بھی حراست یا ریمانڈ میں نہ رہنے کے بعد ملزمہ کو فروری میں بری کر دیا گیا تھا۔ یہ مقدمہ حادثے میں ہلاک ہونے والے ایک شخص کے والد کی جانب سے دائر کیا گیا تھا جو عدم ثبوت اور ناقص تفتیش کی وجہ سے خارج کر دیا گیا۔ مئی میں اس والد نے ملزمہ کی بریت کے خلاف اسلام آباد ہائیکورٹ میں دائر کی گئی اپنی اپیل واپس لے لی۔

جولائی میں، سپریم کورٹ نے پولیس حکام کی طرف سے فرسٹ انفارمیشن رپورٹس (ایف آئی آرز) کے اندراج میں تاخیر پر تنقید کی اور قرار دیا کہ اس سے فوجداری نظام انصاف پر لوگوں کا اعتماد ختم ہوتا ہے۔ جسٹس اطہر من اللہ نے 2018 کے قتل کے ایک مقدمہ میں عمر کوٹ، سندھ سے ایک مجرم کو بری کرنے کا حکم دیا اور ریمارکس دیے کہ مقدمے کے اندراج میں تاخیر کو طاقت اور اثر ورسوخ رکھنے والوں کی جانب سے پولیس فورس اور فوجداری نظام انصاف پر قبضہ تصور کیا جائے گا۔

جولائی میں، وفاقی حکومت نے ایک صدارتی آرڈیننس کے ذریعے تقسیم ہند سے پہلے کی فرنٹیئر کانسٹیبلری کو ایک توسیع شدہ، ملک گیر فیڈرل کانسٹیبلری میں تبدیل کرکے اس کا ہیڈ کوآرٹر اسلام آباد میں بنادیا۔ قبل ازیں، یہ کانسٹیبلری قبائلی علاقوں میں سرحد کے ساتھ خیبرپختونخوا میں تعینات تھی۔ اب اس فورس کی ذمہ داریوں میں فسادات پر قابو پانا، داخلی سلامتی، انسداد دہشت گردی اور عوامی تحفظ شامل ہیں۔ اس توسیع کے نتیجے میں کانسٹیبلری کے حراستی اختیارات میں اضافہ کے امکانات کے پیش نظر قانونی اور انسانی حقوق کے ماہرین کی طرف سے تنقید کی گئی۔ پی ٹی آئی کی زیر قیادت اپوزیشن نے اس کی مذمت کرتے ہوئے اس اقدام کو صوبائی خودمختاری کی خلاف ورزی قرار دیا اور خدشہ ظاہر کیا کہ اس کو اختلافی آوازوں کو دبانے کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے۔

اسلام آباد پولیس کے اعداد وشمار کے مطابق سال بھر میں 35 پولیس مقابلے ہوئے جن میں 8 مرد ملزمان مارے گئے، 36 مرد ملزمان اور 4 خواتین ملزمان، ایک خاتون پولیس افسر زخمی ہوئی۔ پولیس اہلکاروں کی کوئی ہلاکت نہیں ہوئی۔ رپورٹس کے مطابق ایک پولیس مقابلے کے بعد ضابطہ فوجداری کی دفعہ 176 کے تحت صرف ایک انکوائری کی گئی۔ اسلام آباد پولیس نے اپنے افسران کی تعداد 9,957 بتائی جن میں 515 خواتین بھی شامل تھیں۔ نئی تشکیل شدہ نیشنل سائبر کرائم انویسٹی گیشن ایجنسی (این سی سی آئی اے) نے سال کے دوران ملک بھر میں سائبر جرائم کے 2,104 واقعات رپورٹ کیے جن میں سائبر ہراسمنٹ اور بچوں کے ساتھ بدفعلی کے واقعات بھی شامل ہیں۔ (ٹیبل 2)

ٹیبل 2: پیکا ایکٹ کے تحت 2025 میں درج مقدمات

جرم	مقدمات کی تعداد	متاثرہ خواتین	متاثرہ مرد	متاثرہ ٹرانس جینڈر فرد	متاثرہ بچے
سائبر کرائم (تمام مقدمات)	2,107	580	1,384	177	66
سائبر ہراسانی	545	360	110	0	15
بچوں سے بدسلوکی / بدفعلی	58	4	18	0	49

ماخذ: نیشنل ایچ آر سی پی کی جانب سے معلومات کی فراہمی کی درخواست پر سائبر کرائم انویسٹی گیشن ایجنسی کا جواب۔

جیلیں اور قیدی

اکتوبر میں، سپریم کورٹ کے جسٹس اطہر من اللہ نے قرار دیا کہ جبری گمشدگیاں، ماورائے عدالت قتل، حراست میں تشدد یا قتل اور طاقت کا بے تحاشا استعمال جمہوری معاشرے میں ناقابل برداشت جرائم ہیں اور یہ آئین اور بنیادی حقوق کی خلاف ورزی کی بدترین شکلیں ہیں۔ اسی طرح نومبر میں سپریم کورٹ نے اس بات کا اعادہ کیا کہ یہ ریاست کی ذمہ داری ہے کہ وہ لوگوں کے جینے کے حق کا تحفظ کرے اور زیر حراست تشدد اور ہلاکتوں کو روکے۔

دسمبر میں وزیر خارجہ اسحاق ڈار نے قومی اسمبلی کو بتایا کہ اس وقت 21,647 پاکستانی شہری بیرون ملک قید ہیں۔ (ٹیبل 3)۔

ٹیبل 3: بیرون ملک پاکستانی قیدی

ملک کا نام	پاکستانی قیدیوں کی تعداد
سعودی عرب	10,754
متحدہ عرب امارات	5,297
بھارت	738
چین	652
قطر	599
عمان	578
اٹلی	363

ملک کا نام	پاکستانی قیدیوں کی تعداد
بحرین	218
ترکیے	190
امریکا	141
افغانستان	91

ماخذ: وزارت خارجہ کی طرف سے نومبر 2025 میں سینیٹ میں پیش کردہ اعداد و شمار

دریں اثنا، اسلام آباد کی واحد جیل کی تعمیر آخری مراحل میں تھی جس کی ایک ماڈل جیل کے طور پر تشہیر کی گئی ہے۔ 2026 میں اس جیل کے فعال ہونے کی توقع ہے۔

سزائے موت

جنوری میں، ایک ضلعی اور سیشن عدالت نے دو افراد کو سوشل میڈیا پر توہین آمیز مذہبی مواد شیئر کرنے پر سزائے موت سنائی۔ ملزمان کو 2021 میں فیڈرل انویسٹی گیشن ایجنسی (ایف آئی اے) کی جانب سے دائر کیے گئے ایک مقدمہ میں تعزیرات پاکستان کی دفعہ 295 سی سمیت توہین مذہب اور دیگر الزامات کے تحت مجرم قرار دیا گیا۔

مئی میں، سپریم کورٹ نے 2021 میں اسلام آباد میں نور مقدم کے وحشیانہ قتل پر ظاہر جعفر کی اپیل مسترد کرتے ہوئے اس کی سزائے موت برقرار رکھی۔ تاہم عدالت نے ریپ پر دوسری سزائے موت کو عمر قید میں تبدیل کر دیا اور اغوا کے جرم میں قید کی مدت بھی کم کر دی۔ ستمبر میں ظاہر جعفر نے اس فیصلے کے خلاف نظر ثانی کی درخواست دائر کی۔ مئی کی سماعت کے دوران، بینچ نے ایک پریشان کن تبصرہ کرتے ہوئے سوال اٹھایا کہ نور مقدم جعفر کے ساتھ اکیلے وقت کیوں گزار رہی تھیں؟ اس تبصرے کو وکلاء اور انسانی حقوق کے کارکنوں نے تنقید کا نشانہ بنایا اور کہا کہ یہ ظلم کا شکار ہونے والے کو الٹا مورد الزام ٹھہرانے کے مترادف ہے۔

ستمبر میں، فوجداری قوانین میں ترمیمی ایکٹ نے ہائی جیکروں کو پناہ دینے اور کسی خاتون کو سرعام برہنہ کرنے پر سزائے موت کو عمر قید میں تبدیل کر دیا۔ اس قانون کا مقصد یورپی یونین کے ساتھ جی ایس پی پلس تجارتی معاہدے کے تحت ملکی قانون سازی کو پاکستان کی بین الاقوامی ذمہ داریوں سے ہم آہنگ کرنا ہے۔

اکتوبر میں، سپریم کورٹ نے ایک 74 سالہ ذہنی طور پر بیمار مسیحی شخص کو توہین مذہب کے الزامات سے بری کر دیا اور اس کو 2001 میں سنائی جانے والی سزائے موت کو کالعدم قرار دے دیا۔

جبری گمشدگیاں

اداروں کی جانب سے لوگوں کو اغوا کرنے کا غیر انسانی اور غیر قانونی عمل 2025 میں بھی تواتر سے جاری رہا۔ مارچ میں امریکا میں مقیم جلاوطن صحافی احمد نورانی کے دو بھائیوں کو نامعلوم افراد نے رات گئے ان کی رہائش گاہ پر چھاپہ کے دوران اغوا کر لیا۔ یہ واقعہ احمد نورانی کی جانب سے اس خبر کی اشاعت کے ایک دن بعد پیش آیا جس میں انہوں نے آرمی چیف کے خاندان پر تعلقات کی بنیاد پر فائدہ لینے کے الزامات لگائے تھے۔ اغوا ہونے والوں کا ہفتوں تک اتا پتا معلوم نہ ہوا۔ ان کے اہل خانہ نے الزام لگایا کہ انہیں سیکورٹی ایجنسیوں نے اٹھایا ہے جبکہ وزارت دفاع کے حکام نے اس کی تردید کی۔ ایک ماہ بعد، دونوں بھائیوں کو مبینہ طور پر جنوبی پنجاب میں ایک پولیس آپریشن کے دوران بازیاب کرا لیا گیا، جو ریاستی اداروں کی طرف سے اسی طرح کے معاملات میں اکثر استعمال ہونے والا بیانیہ ہے۔ نورانی خاندان کی مشکلات یہیں ختم نہیں ہوئیں۔ مبینہ طور پر دونوں بھائیوں کی ملازمتیں چلی گئیں اور ان کے لیے بیرون ملک سفر ممنوع قرار دے دیا گیا جبکہ دونوں بھائیوں اور ان کی والدہ کے بینک اکاؤنٹس بغیر کسی وجہ کے منجمد کر دیے گئے۔

مارچ میں صحافی وحید مراد کو نقاب پوش افراد نے اغوا کر لیا جنھوں نے صبح سویرے ان کی رہائش گاہ پر دھاوا بولا۔ اس کا اتا پتا اس وقت تک نہ چلا جب تک یہ انکشاف نہ ہو گیا کہ اسے سائبر دہشتگردی اور جھوٹی و جعلی معلومات پھیلانے پر پیکا ایکٹ کے تحت گرفتار کیا گیا تھا۔ صحافیوں اور انسانی حقوق کی تنظیموں بشمول ایچ آر سی پی کی تنقید کے بعد انہیں ضمانت پر رہا کر دیا گیا۔

جولائی میں قائد اعظم یونیورسٹی کے طالب علم سعید اللہ بلوچ کو سیکورٹی اداروں نے مبینہ طور پر اسلام آباد ٹال پلازہ سے کوئٹہ جاتے ہوئے اغوا کیا، ابھی تک یہ معلوم نہیں کہ وہ کہاں ہے، اس کے ساتھی طلباء اور کارکنوں نے نومبر کے آخر تک اس کی رہائی کے لیے احتجاج جاری رکھے ہوئے تھے۔ عدالتیں بھی پروڈکشن آرڈر جاری کرنے میں ناکام رہیں۔

لاپتا افراد کے کئی دیگر مقدمات قانونی نظام میں سست روی سے چلتے رہے۔ اعلیٰ عدالتوں نے اغوا کیے گئے ان افراد کی بازیابی میں ناکامی پر حکومت کی سرزنش کی جن میں سے بیشتر دہائیوں سے لاپتا ہیں۔ تاہم عدالتیں پھر بھی کسی حل کے انتظار میں سائیڈ لائن پر محض تماشائی بنی رہیں۔

قانون نافذ کرنے والے اداروں نے یہ حربہ اپنے اداروں کے لوگوں پر بھی استعمال کیا۔ اکتوبر میں این سی آئی اے کے ایک ڈپٹی ڈائریکٹر کو کرپشن کے الزام میں ایف آئی اے کی تحویل میں قرار دیا گیا لیکن اس سے پہلے دو ہفتوں تک وہ لاپتا رہے۔

2025 میں، جبری گمشدگیوں سے متعلق تحقیقاتی کمیشن نے ملک بھر میں 273 نئے کیسز درج کیے۔ کمیشن کے سال بھر کے ریکارڈ سے 33 افراد کے مختلف جیلوں میں موجود ہونے کی تصدیق ہوئی۔ 13 افراد کے بارے میں پتہ چلا کہ وہ حراستی مراکز میں ہیں اور 16 لاپتا افراد ہلاک پائے گئے۔ انکوائری کمیشن نے 2025 کے دوران 706 مقدمات کو نمٹانے کا دعوی کیا ہے۔ (ٹیبل 4 دیکھیں)

ایک لاپتا شخص کی اہلیہ آمنہ مسعود جنجوعہ کی سربراہی میں قائم غیر سرکاری تنظیم، ڈیفنس آف ہیومن رائٹس لاپتا افراد کی بازیابی کے لیے سرگرم ہے۔ اس تنظیم نے انکوائری کمیشن کو تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے کہا کہ یہ ادارہ جبری گمشدگیوں کے مقدمات کو نمٹانے کے دوران ذمہ داری کا تعین کرنے یا اس جرم کا ازالہ کرنے میں ناکام رہا۔

ٹیبل 4: سال 2025 میں جبری گمشدگیاں

صوبہ/علاقہ	2025 میں درج مقدمات	گھروں میں واپسی	حراستی مراکز میں قید	جیل میں قید	مردہ حالت میں ملے	بازیاب کرائے گئے افراد	نمٹائے گئے مقدمات
پنجاب	68	57	2	12	6	77	56
سندھ	28	12	0	4	0	15	46
خیبر پختونخوا	101	31	11	8	3	49	393
بلوچستان	56	122	0	6	7	135	184
اسلام آباد	17	8	0	2	0	10	23
آزاد کشمیر	3	0	0	1	0	1	4
گلگت بلتستان	0	0	0	0	0	0	2
مجموعی	273	230	13	33	16	287	706

جبری گمشدگیوں سے متعلق تحقیقات کمیشن

بنیادی آزادیاں

اظہارِ رائے کی آزادی

متنازعہ پیکا قوانین میں جنوری میں ترمیم کی گئی تھی جن کا اوپر ذکر کیا گیا ہے (دیکھیے قوانین اور قانون سازی)۔ ریاست کی جانب سے دیگر طریقوں کے ساتھ ساتھ نو تشکیل شدہ این سی سی آئی اے کے ذریعے ان قوانین کا استعمال ایک ایسا ہتھیار بن گیا جس کے ذریعے صحافیوں کے خلاف مشتبہ بنیادوں پر شکنجہ کسا جاسکے۔ رپورٹرز وِدآؤٹ بارڈرز نامی بین الاقوامی تنظیم نے عالمی پریس کی آزادی کا جو اشاریہ جاری کیا اس میں پاکستان کی درجہ بندی 180 ممالک میں 152 تھی جو اب گر کر 158 درجہ پر آگئی۔

وہ صحافی جنہیں ریاست کا ناقد سمجھا جاتا تھا، ریاستی جبر کا نشانہ بنے۔ اسد علی طور سوشل میڈیا پر نمایاں اثر و رسوخ رکھنے والے صحافی ہیں۔ انہیں اپریل میں پتا چلا کہ ان کا بینک اکاونٹ، ان کے خاندان کے افراد کے بینک اکاونٹس اور ملک بھر میں کئی پرندے فروخت کرنے والوں کے بینک اکاونٹس (جن سے انہوں نے پالتو پرندے خریدے تھے) ایف آئی اے نے منجمد کر دیے ہیں۔ ادارے نے اسلام آباد ہائی کورٹ کو بتایا کہ اسے اسد طور کی آمدنی کی تحقیقات درکار ہیں، جو مبینہ طور پر ''ریاست مخالف'' سرگرمیوں کے ذریعے حاصل کی گئی تھی۔ عدالت کے احکامات پر بعد میں یہ اکاونٹس بحال کر دیے گئے۔ پھر جولائی میں اسد طور کو مزید کارروائی کا سامنا کرنا پڑا جب ان کا یوٹیوب چینل مختصر مدت کے لیے ان 27 دیگر چینلوں کے ساتھ معطل کر دیا گیا جن کے بارے میں حکام کا دعویٰ تھا کہ وہ ''ریاست مخالف'' مواد پھیلا رہے تھے۔

صحافی احمد نورانی کے خاندان کو نشانہ بنایا گیا۔ اس کے ساتھ ساتھ مارچ میں این سی سی آئی اے نے ان کے خلاف مقدمہ درج کیا، جس میں جعلی خبریں پھیلانے، ریاست مخالف پراپیگنڈا کرنے اور قومی اداروں کے خلاف عوامی نفرت بھڑکانے کی کوشش کے الزامات شامل تھے۔ بعد میں اسی ادارے نے انہی مشتبہ بنیادوں پر ان کے خلاف مزید کئی مقدمات درج کیے، جبکہ مئی میں نورانی کا یوٹیوب چینل بھی پاکستان کے اندر بند کر دیا گیا۔ دسمبر میں ایک عدالت نے این سی سی آئی اے کے الزامات پر مبنی مختلف طلبی نوٹسز کا جواب نہ دینے پر نورانی کے گرفتاری وارنٹ جاری کیے۔

مارچ میں صحافی وحید مراد کو مبینہ طور پر نامعلوم افراد نے اسلام آباد میں ان کے گھر سے اغوا کر لیا۔ ان کے خاندان نے اسلام آباد ہائی کورٹ میں درخواست دائر کی تو اس کے بعد ایف آئی اے نے انہیں عدالت کے سامنے پیش کیا اور پیکا کی مختلف دفعات کے تحت اپنی تحویل میں لے لیا کیونکہ ان پر مبینہ طور پر حکومتی اہلکاروں کے خلاف "انتہائی دھمکی آمیز مواد" اور "جھوٹی معلومات" شیئر کرنے کا الزام تھا۔

سہراب برکت آن لائن نیوز بلاگ سیاست ڈاٹ پی کے سے وابستہ تھے۔ اس بلاگ پر کئی سال قبل پاکستان میں پابندی لگا دی گئی تھی۔ برکت کو نومبر میں ایف آئی اے نے اسلام آباد ہوائی اڈے سے گرفتار کر لیا۔ این سی سی آئی اے نے ان پر مختلف جرائم کے الزامات عائد کیے، جن میں ریاستی اداروں پر تنقید اور جھوٹی معلومات پھیلانا شامل تھا۔ وہ اب بھی عدالتوں میں اپنے مقدمے کی پیروی کر رہے ہیں۔ اگست میں صحافی خالد جمیل کو این سی سی آئی اے نے جھوٹی معلومات پھیلانے کے الزامات میں گرفتار کیا۔ لیکن انہیں ایک دن بعد مجسٹریٹ کے احکامات پر رہا کر دیا گیا۔ تاہم جنوری 2026 میں ان کے خلاف مقدمہ دوبارہ اس وقت بحال کر دیا گیا جب این سی سی آئی اے نے فیصلہ کے خلاف اپنی اپیل جیت لی۔ خالد جمیل نے قبل از گرفتاری ضمانت حاصل کر لی۔ انہیں ستمبر 2023 میں بھی ایف آئی اے نے اسی نوعیت کے الزامات کے تحت گرفتار کیا تھا۔

صحافی مطیع اللہ جان کو دہشت گردی اور منشیات اسمگلنگ کے متنازع الزامات کا بدستور سامنا رہا جو اصل میں 2024 میں ان کے خلاف درج کیے گئے تھے۔ اپریل میں مطیع اللہ جان نے یہ دعویٰ بھی کیا کہ ان کی اہلیہ اور بہن کے بینک اکاؤنٹس ریاست کے کہنے پر منجمد کر دیے گئے تھے۔ ایچ آر سی پی نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ قانون کے معین طریقہ کار کو یقینی بنایا جائے اور صحافیوں کو ہراسانی اور دھمکیوں سے آزاد ماحول میں کام کرنے دیا جائے۔ اکتوبر میں پولیس نے اسلام آباد میں نیشنل پریس کلب کے احاطے پر چھاپہ مارا اور مبینہ طور پر ان صحافیوں کے ساتھ بدسلوکی کی جو آزاد جموں و کشمیر سے آئے ہوئے مظاہرین کے احتجاج کی رپورٹنگ کر رہے تھے۔ ایچ آر سی پی اور بین الاقوامی فیڈریشن آف جرنلسٹس نے اس چھاپہ اور صحافیوں پر حملہ کی سخت مذمت کی۔

ریاست نے تنقید کرنے والے میڈیا اداروں کے خلاف اپنا مالی اثر و رسوخ بھی استعمال کیا، جیسے ڈان میڈیا گروپ کے سرکاری اشتہارات روک دیے گئے۔ اس امر پر شدید تشویش کا اظہار کرتے ہوئے، ایچ آر سی پی نے اپنا موقف دہرایا کہ جہاں معاشی دباؤ کے ذریعے ذرائع ابلاغ کو قابو میں رکھنے کی کوشش کی جائے وہاں اظہارِ رائے کی آزادی اور

جمہوری جوابدہی برقرار نہیں رہ سکتی۔ کمیشن نے حکومت پر زور دیا کہ ایسی امتیازی کارروائیوں کا خاتمہ کیا جائے اور آزاد، خود مختار اور ذمہ دار صحافت کے لیے سازگار ماحول بحال کیا جائے۔

ٹیبل 5 ظاہر کرتا ہے کہ 2025 میں این سی سی آئی اے نے پیکا کے تحت ملک بھر میں 322 مقدمات درج کیے (بشمول کم عمر افراد کے خلاف مقدمات)، جن میں غلط معلومات پھیلانے کے الزامات کا سب سے زیادہ استعمال کیا گیا۔ ایچ آر سی پی نے نوٹ کیا کہ اگرچہ این سی سی آئی اے کا کہنا ہے کہ اس کے پاس 552 اہلکار ہیں اور انہیں 14 تربیتی اور ریفشر کورسز کرائے گئے ہیں، تاہم ان میں سے کسی کورس میں بھی انسانی حقوق کی تعلیم شامل نہیں تھی۔

ٹیبل 5: 2025 میں این سی سی آئی اے کی جانب سے پیکا کے تحت درج کیے گئے مقدمات

جرم	کیسز کی تعداد	ملزم خواتین	ملزم مرد	کم سن ملزم
پیکا کے تحت جرائم	322	42	273	5
غلط معلومات پھیلانا	187	21	180	1
نفرت انگیز تقریر	173	89	200	2
سائبر دہشت گردی	99	11	94	0

ماخذ: نیشنل سائبر کرائم انویسٹی گیشن ایجنسی کا ایچ آر سی پی کی درخواست کا جواب

پرامن اجتماع کی آزادی

تعزیرات پاکستان کے قانون کی متنازع دفعہ 144 نقل و حرکت کی آزادی کو محدود کرتی ہے۔ اسے دارالحکومت اسلام آباد میں متعدد بار نافذ کیا گیا۔ یہ اقدام زیادہ تر اگست اور دسمبر میں پی ٹی آئی کی جانب سے متوقع احتجاجی مظاہروں کے پیشِ نظر کیا گیا۔ ان مظاہروں میں جیل میں قید پارٹی رہنما عمران خان کی رہائی کا مطالبہ کیا گیا تھا۔

جولائی میں پولیس نے نیشنل پریس کلب کے گرد رکاوٹیں کھڑی کر کے بلوچستان سے آنے والے پُرامن مظاہرین کو اس مقام پر احتجاجی کیمپ قائم کرنے سے روک دیا۔ ان مظاہرین میں خواتین اور بچے بھی شامل تھے۔ ایچ آر سی پی نے مظاہرین کے ساتھ کیے گئے سلوک پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے ریاست سے مطالبہ کیا کہ پُرامن اجتماع کے حق کو برقرار رکھا جائے۔ بعد ازاں متاثرہ خاندانوں کو کیمپ لگانے کی اجازت دے دی گئی۔

یہ کیمپ ایک ماہ سے زائد عرصے تک قائم رہا۔ تاہم جبری گمشدگیوں کے خاتمے اور اپنے پیاروں کی رہائی کے لیے ان کے مطالبات بدستور نظر انداز کیے گئے۔

سوچ، ضمیر اور مذہب کی آزادی

توہینِ مذہب کے مقدمات میں بے گناہ افراد کو مبینہ طور پر پھنسائے جانے کا معاملہ اسلام آباد ہائی کورٹ میں گونجتا رہا۔ ہائی کورٹ نے ایک درخواست کی سماعت کی جس میں اس معاملے کی تحقیقات کے لیے ایک کمیشن قائم کرنے کی درخواست کی گئی تھی۔ ہائی کورٹ نے کمیشن بنانے کا حکم بھی جاری کر دیا لیکن جولائی میں کمیشن بنانے کا عدالتی حکم نظرِ ثانی کی درخواست میں کالعدم قرار دے دیا گیا۔ اس معاملہ میں یہ الزامات بھی شامل تھے کہ بھتہ خوری کے لیے آن لائن توہینِ مذہب کرنے کے جھوٹے مقدمات کا اندراج کیا گیا۔ توہینِ مذہب کے الزامات سے جڑے لازمی خطرات کے باعث یہ معاملہ فوری تحقیقات کا متقاضی ہے۔

دسمبر میں نیشنل کمیشن فار منارٹیز ایکٹ بالآخر منظور کر لیا گیا۔ اس کی ابتدائی منظوری مئی میں دی گئی تھی۔ اس کمیشن کا تصور پہلی بار 2014 کے جسٹس جیلانی کے تاریخی فیصلہ میں اقلیتوں کے تحفظ کے حوالے سے پیش کیا گیا تھا۔ یہ کمیشن مذہبی اقلیتی برادریوں، انسانی حقوق کے اداروں اور ماہرین کی نمائندگی پر مشتمل ہوگا۔ افسوسناک طور پر، پارلیمان میں قانون کی دوبارہ منظوری کے دوران قانون سازوں نے ایک بار پھر مشکلات میں گھری ہوئی احمدی برادری کے خلاف سخت توہین آمیز زبان استعمال کی۔ ایچ آر سی پی نے اس قانون کا خیر مقدم کیا لیکن اس بات پر زور دیا کہ "مجوزہ کمیشن کو تمام مذہبی اقلیتوں کو بغیر کسی استثنا یا درجہ بندی کے مساوی تحفظ فراہم کرنا چاہیے" اور اس کا دائرہ کار "مذہب اور عقیدہ کی" آزادی کی آئینی ضمانتوں کے عین مطابق ہونا چاہیے۔

نقل و حرکت کی آزادی

ریاست کی جانب سے نقل و حرکت محدود کرنے کے لیے ایگزٹ کنٹرول لسٹ اور اسی نوعیت کے دیگر اقدامات کا بلاجواز استعمال 2025 میں بھی جاری رہا۔ ایف آئی اے کے ڈائریکٹر جنرل نے سمندر پار پاکستانیوں سے متعلق قومی اسمبلی کی قائمہ کمیٹی کو بتایا کہ ملک کے مختلف ہوائی اڈوں پر مجموعی طور پر 66 ہزار مسافروں کو سفر سے روکا گیا، جن میں سے 51 ہزار کو ان کے سفری دستاویزات کے مشتبہ ہونے کی بنیاد پر روکا گیا۔ اگست میں اسلام آباد ہوائی اڈے

ملک کے مختلف ہوائی اڈوں پر 66,000 سے زائد مسافروں کو آف لوڈ کیا گیا۔

پر امیگریشن حکام نے صحافی اسد طور کو امریکہ جانے سے روک دیا کیونکہ ان کا نام پرواز سے روکنے والی "نو فلائی فہرست" میں شامل تھا اور انہیں اس کی کوئی وجہ بھی نہیں بتائی گئی۔ ایچ آر سی پی نے اس واقعہ اور لوگوں کے آئینی حقِ نقل و حرکت کو محدود کرنے کے بڑھتے ہوئے رجحان کی شدید مذمت کی۔ صحافیوں کے تحفظ کی کمیٹی (کمیٹی ٹو پروٹیکٹ جرنلسٹس) نے بھی اس اقدام کی مذمت کی۔

فروری میں اسلام آباد ہائی کورٹ نے وزارتِ داخلہ اور آئی ایس آئی کے کردار پر تنقید کی، جنھوں نے ایک سابق لاپتا فرد کے آٹھ اہلِ خانہ کے نام ایگزٹ کنٹرول لسٹ میں ڈال دیے تھے۔ عدالت عالیہ نے ان کے نام فہرست سے نکالنے کا حکم دیا۔ مارچ میں ایک اور مقدمے میں اسلام آباد ہائی کورٹ نے قرار دیا کہ ٹھوس شواہد کے بغیر کسی شہری کو بیرونِ ملک سفر سے روکنا غیر قانونی اور غیر آئینی ہے۔ اسی نوعیت کے مقدمات پورا سال ہوتے رہے۔

اکتوبر میں دارالحکومت کے رہائشی اُس وقت کئی دنوں تک تقریباً محصور رہے جب حکام نے تحریک لبیک پاکستان کے لاہور سے اسلام آباد آنے والا احتجاجی مارچ شروع ہونے کے بعد اسلام آباد کے تمام داخلی راستے بند کر دیے۔

انجمن سازی کی آزادی

تحریکِ لبیک پاکستان ایک انتہائی دائیں بازو کی مذہبی و سیاسی جماعت ہے۔ اکتوبر میں وفاقی حکومت نے اس تنظیم کو "دہشت گرد" تنظیم قرار دے کر اس پر پابندی لگا دی۔ یہ فیصلہ تحریکِ لبیک پاکستان کے اسرائیل مخالف احتجاجی مارچ کے دوران پولیس کے ساتھ ہلاکت خیز جھڑپوں کے بعد کیا گیا، خصوصاً مریدکے میں قانون نافذ کرنے والے اداروں کی آدھی رات کو کی گئی کارروائی کے دوران۔ ماہرین کا خیال تھا کہ اگرچہ حکومت نے تنظیم پر پابندی عائد کر دی ہے، تاہم وہ اب بھی ایک سیاسی جماعت کے طور پر موجود ہے جس کے لیے دیگر قانونی پہلوؤں پر غور کرنا ضروری ہے۔

ایچ آر سی پی کو خود بھی اُس وقت دھمکی کا سامنا کرنا پڑا جب دو مرتبہ اس کے اجتماعات روکے گئے۔ ایک تو اسلام آباد میں شدت پسندی اور پسماندہ علاقوں میں انسانی حقوق پر اس کے اثرات سے متعلق ایک کانفرنس اور دوسرے، گلگت میں مقامی برادریوں کے قدرتی وسائل پر حقوق سے متعلق ایک کانفرنس کا انعقاد روک دیا گیا۔ مبینہ طور پر سکیورٹی اداروں سے تعلق رکھنے والے حکام نے کانفرنس کے مقام کے منیجرز کو بتایا کہ اجتماع منعقد کرنے کی غرض سے عدم اعتراض کا سرٹیفکیٹ (این او سی) درکار ہے حالانکہ یہ کوئی قانونی تقاضا نہیں تھا۔ ایک بیان میں ایچ آر سی پی نے اپنے اراکین اور عملے کو ہراساں کرنے اور دھمکانے کے عمل کو اجاگر کیا اور حکام سے مطالبہ کیا کہ ”انسانی حقوق کے محافظوں کو انتقامی کارروائی یا غیر ضروری مداخلت کے خوف کے بغیر کام کرنے دیا جائے۔“

جمہوری پیش رفت

سیاسی شرکت

جنوری میں الیکشن کمیشن آف پاکستان نے ملک میں رجسٹرڈ ووٹروں کی مجموعی تعداد 132.6 ملین ریکارڈ کی، جن میں 71.2 ملین مرد اور 61.3 ملین خواتین ووٹر شامل تھیں۔ اسلام آباد میں رجسٹرڈ ووٹروں کی مجموعی تعداد 1.17 ملین بتائی گئی۔ دسمبر میں الیکشن کمیشن نے دعویٰ کیا کہ 2018 میں پاکستان کی انتخابی فہرستوں میں مرد اور خواتین ووٹروں کا صنفی فرق 11.8 فیصد تھا جو 2025 میں کم ہو کر 7.1 فیصد رہ گیا ہے۔ الیکشن کمیشن کے سیکریٹری نے بتایا کہ گزشتہ پانچ برسوں میں خواتین ووٹروں کی رجسٹریشن مردوں کے مقابلے میں زیادہ بڑھی۔ خواتین کی رجسٹریشن بڑھنے کی شرح 27 فیصد جبکہ مردوں کی 17 فیصد رہی۔

ستمبر میں دولتِ مشترکہ (کامن ویلتھ) کے مبصر گروپ نے 2024 کے عام انتخابات سے متعلق اپنی حتمی رپورٹ خاصی تاخیر کے بعد جاری کر دی۔ مبصرین نے ایک "انتخابی ماحول" کی نشاندہی کی "جس میں اہم اداروں کے فیصلوں نے مسلسل ایک مخصوص جماعت، پی ٹی آئی، کی انتخابات میں حصہ لینے کی صلاحیت کو محدود کیا۔" اس رپورٹ نے ان اقدامات و واقعات کی طرف بھی اشارہ کیا جن کے بارے میں مبصرین کا کہنا تھا کہ ممکن ہے انہوں نے "انتخابی عمل کی ساکھ، شفافیت اور شمولیت کو متاثر کیا ہو۔" 2025 کے واقعات میں بھی اسی پالیسی کا تسلسل نظر آیا۔

جون میں، پارلیمان میں پی ٹی آئی کی حیثیت کو ایک دھچکا لگا جب سپریم کورٹ کے آئینی بینچ نے جولائی 2024 کے فُل بینچ کے اُس اکثریتی فیصلے کو کالعدم قرار دے دیا جس میں پی ٹی آئی کو ایک پارلیمانی جماعت تسلیم کیا گیا تھا اور قومی و صوبائی اسمبلیوں میں مخصوص نشستوں میں اس کے جائز حصے کا حق تسلیم کیا گیا تھا۔ قانونی ماہرین نے مؤقف اختیار کیا کہ جون کا یہ فیصلہ جمہوریت کو کمزور کرنے کا باعث بنا۔ یہ فیصلہ متنازع 26ویں آئینی ترمیم کے تحت تشکیل دیے گئے بینچ نے دیا۔ اس حکم کے بعد الیکشن کمیشن آف پاکستان نے قومی اسمبلی میں پی ٹی آئی کی مخصوص نشستیں پاکستان مسلم لیگ (ن)، پاکستان پیپلز پارٹی اور جمعیت علمائے اسلام (ف) میں تقسیم کر دیں، جس سے حکومتی اتحاد کو دو تہائی اکثریت حاصل ہوگئی۔ اس اقدام سے صوبائی اسمبلیوں میں اسی نوعیت کی تقسیم کے باعث سینٹ میں بھی حکمران اتحاد کا حصہ بڑھ گیا۔

اگست میں الیکشن کمیشن آف پاکستان نے پی ٹی آئی کے 9 ارکان پارلیمان کو نااہل قرار دے دیا، جن میں قومی اسمبلی میں قائدِ حزبِ اختلاف عمر ایوب خان اور سینٹ میں قائدِ حزبِ اختلاف شبلی فراز شامل تھے۔ یہ اقدام 9 مئی 2023 کے ہنگاموں میں ان کے کردار پر انسدادِ دہشت گردی عدالت کی جانب سے سزا سنائے جانے کے بعد کیا گیا۔ اس فیصلے پر گہری تشویش کا اظہار کرتے ہوئے ایچ آر سی پی نے کہا کہ سیاسی شرکت کا حق کسی بھی جمہوریت کا بنیادی ستون ہے اور ریاست پر زور دیا کہ سیاسی مقابلے کو جمہوری ذرائع سے حل کیا جائے نہ کہ شہری اور سیاسی فضا کو محدود کر کے۔ آئینی طور پر اہم یہ دونوں عہدے حکومتی اتحاد کی تاخیری حربوں کے باعث باقی سال خالی رہے۔

کم ہوتی سکڑتی ہوئی جمہوری گنجائش اور منتخب اسمبلیوں کا کردار

پاکستانی تحقیقاتی ادارے پلڈاٹ کی ایک تحقیقی رپورٹ میں پاکستان میں جمہوریت کے معیار کا جائزہ لیا گیا۔ اس رپورٹ کے مطابق 2025 میں حکمرانی اور سیاست پر فوج کا اثر و رسوخ غیر معمولی حد تک بڑھ گیا ہے۔ یہ رجحان خاص طور پر مئی میں ہونے والی بھارت، پاکستان جنگ کے بعد زیادہ نمایاں ہوا، جس سے فوج کی حیثیت مزید مضبوط ہوئی۔ یہ تبدیلی اس وقت اور بھی واضح ہوگئی جب چیف آف آرمی اسٹاف جنرل عاصم منیر کو پانچ ستارہ فیلڈ مارشل اور پھر چیف آف ڈیفنس فورسز کے عہدے پر ترقی دی گئی اور ان کی مدتِ ملازمت میں توسیع کر دی گئی۔ نیز انہیں عمر بھر کے لیے قانونی کارروائی سے استثنا دے دیا گیا، جس سے طاقت کے توازن کی سمت واضح ہوگئی۔

نومبر میں اپنے 39ویں سالانہ عمومی اجلاس کے اختتام پر ایچ آر سی پی نے کہا کہ عوامی عہدوں کے حامل افراد کو عمر بھر کے لیے استثنا دینے سے اختیار چند ہاتھوں میں مرتکز ہو گیا ہے، جس سے پارلیمانی بالادستی کمزور ہوئی ہے۔

حیرت انگیز طور پر یا شاید پی ٹی آئی کے خلاف مشترک مخالفت کے باعث متوقع طور پر حکومتی اتحاد نے فوج سے اپنی قربت کو کھلے عام قبول کیا۔ یہ روّیہ 2018 کے انتخابات کے بعد پی ٹی آئی حکومت کے طرزِ عمل سے مشابہ تھا، جب کردار الٹ تھے۔ وزیرِ دفاع خواجہ آصف نے تو اس نام نہاد "ہائبرڈ ماڈل" کی تعریف کرتے ہوئے اسے "اقتدار کے ڈھانچہ میں مشترکہ ملکیت" قرار دیا۔ پی ٹی آئی کے زیرِ حکومت خیبر پختونخوا میں گورننس اور سکیورٹی صورتحال پر فوج کی بار بار تنقید نے بھی فوج کی وابستگی کو مزید واضح کر دیا۔

اگست میں تحریکِ تحفظِ آئینِ پاکستان کی جانب سے کل جماعتی کانفرنس منعقد کی گئی جس میں پی ٹی آئی سمیت اپوزیشن اتحاد شامل تھا۔ اس کانفرنس نے سیاسی جماعتوں کے درمیان ایک نئے سیاسی میثاق کا مطالبہ کیا۔ اس میں کہا گیا کہ "ہائبرڈ نظام کے حملوں" نے آئین اور پارلیمان کو بے معنی بنا دیا ہے۔ اپوزیشن جماعتوں نے ملک میں پھیلتے ہوئے "فاشزم اور سیاسی جوڑ توڑ کی لہر" کے خاتمے کا بھی مطالبہ کیا۔

اس اثر و رسوخ کی شاید بہترین مثال بزرگ سیاست دان اور حکومت کی اکثر حمایت کرنے والے رہنما مولانا فضل الرحمٰن تھے۔ انسدادِ دہشت گردی قانون کی منظوری پر تنقید کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ "یہ پارلیمان اشاروں پر قانون بناتی ہے۔" اس بیان میں قانون سازوں پر فوج کے اثر و رسوخ کی طرف اشارہ کیا گیا تھا۔ اسی طرح پی ٹی آئی کے سینیٹر سیف اللہ ابڑو تھے جنھوں نے اپنی نشست کھونے کے خطرے کے باوجود 27ویں ترمیم کے حق میں ووٹ دینے کے لیے دو بار اپنی پارٹی کے مؤقف سے انحراف کیا۔ انہوں نے نومبر میں سینٹ کو بتایا کہ انہوں نے "صرف جنرل سید عاصم منیر کے لیے ووٹ دیا تھا۔" پی ٹی آئی کے انہیں نااہل قرار دینے کے مطالبے کے باوجود وہ بدستور سینیٹر ہیں۔

مقامی حکومت

زیر نظر سال میں اسلام آباد میں مقامی حکومت کے انتخابات میں تاخیر چوتھے سال میں داخل ہوگئی۔ مئی میں الیکشن کمیشن آف پاکستان نے ایک بار پھر اس تاخیر کا الزام آئین کے آرٹیکل 140 اے پر ڈالنے کی کوشش کی۔ یہ آرٹیکل حکومتوں کو مقامی انتخابات کے مختلف پروسیجرز تبدیل کرنے کا اختیار دیتا ہے۔ تاہم قانونی ماہرین نے اسے محض الزام تراشی قرار دیا اور کہا کہ الیکشن کمیشن حکومتوں کو قانون میں ترمیم اور تاخیر پیدا کرنے سے روکنے کا اختیار رکھتا تھا کیونکہ انتخابات کا انعقاد مکمل طور پر اسی کے دائرہ کار میں آتا ہے۔

2021 سے متعدد بار حکومتی تاخیر کے بعد، الیکشن کمیشن نے دسمبر میں ایک بار پھر انتخابی شیڈول جاری کیا اور 15 فروری 2026 کو پولنگ کا دن مقرر کیا۔ دارالحکومت کی 125 یونین کونسلوں کے تحت 1,125 وارڈز میں انتخاب لڑنے کے لیے ہزاروں افراد نے کاغذات نامزدگی جمع کرائے۔

پس ماندہ افراد کے حقوق

خواتین

ملک کی اعلیٰ عدالتوں نے خواتین کے حقوق سے متعلق کئی فیصلے جاری کیے۔ بعض فیصلوں نے اس مقصد کو آگے بڑھایا جبکہ بعض عدالتی فیصلے پسپائی ثابت ہوئے۔

مارچ میں سپریم کورٹ نے ایک سرکاری اسکول کی خاتون ٹیچر کی درخواست کی سماعت کی۔ اسے ہمدردی کی بنیاد پر دی گئی ملازمت سے شادی کرنے پر فارغ کر دیا گیا تھا۔ عدالت نے قرار دیا کہ شادی کے بعد عورت کے شوہر پر مالی طور پر انحصار کرنے کا مفروضہ "قانونی طور پر ناقابلِ قبول، مذہبی طور پر بے بنیاد اور اسلامی قانون کی مساوات پسند روح کے خلاف ہے۔" جسٹس منصور علی شاہ نے زور دیا کہ خواتین خود مختار اور حقوق رکھنے والی شہری ہیں اور ان کی حیثیت کسی مرد سے تعلق کے باعث نہیں۔ عدالت نے حکام پر یہ بھی زور دیا کہ "صنفی طور پر حساس اور صنفی غیر جانبدار زبان" اختیار کی جائے، بجائے ان پدرشاہی جملوں کے جو فرسودہ تصورات کو تقویت دیتے ہیں۔

اپریل میں، جہیز اور شادی سے متعلق ایک مقدمے کی سماعت کے دوران جسٹس منصور علی شاہ نے قرار دیا کہ دلہن کو ملنے والی کوئی بھی جائیداد مکمل طور پر اسی کی ملکیت ہوگی اور دولہا یا اس کے خاندان کا اس پر کوئی دعویٰ یا اختیار نہیں ہوگا۔ جون میں، اسی نوعیت کے ایک مقدمہ میں سپریم کورٹ نے حکومت کو حکم دیا کہ نکاح ناموں کو سادہ بنایا جائے اور یہ یقینی بنایا جائے کہ نکاح رجسٹرار اتنے اہل اور باخبر ہوں کہ دُولہا اور دلہن دونوں کے حقوق کا تحفظ کر سکیں۔

عورت کے حقِ وراثت کے حوالے سے وفاقی شرعی عدالت نے مارچ میں تمام قبائلی اور دیگر رسوم ورواج کو غیر قانونی قرار دیا جو خواتین خاندان کے افراد کو ان کے جائز حصہ سے محروم کرتے ہیں۔ اسی طرح نومبر میں 2002 کے ایک جائیداد کے تنازعہ کی سماعت کے دوران جسٹس اطہر من اللہ نے قرار دیا کہ "ریاست پر لازم ہے کہ خواتین کے حقِ وراثت کے مؤثر اور بلا رکاوٹ حصول کو یقینی بنائے۔"

اکتوبر میں سپریم کورٹ نے قرار دیا کہ خاندانی عدالتیں بیوی کی واضح اور باخبر رضامندی کے بغیر نکاح کی تنسیخ کے مقدمہ کو خلع کے مقدمہ میں تبدیل نہیں کر سکتیں۔ ایک عورت کے شادی ختم کرنے کے حق سے متعلق مقدمے کی

سماعت کرتے ہوئے، جسٹس عائشہ ملک نے قرار دیا کہ شادی کے اندر ظلم صرف جسمانی تشدد تک محدود نہیں بلکہ اس میں نفسیاتی، زبانی اور جذباتی بدسلوکی بھی شامل ہے، نیز ایسا رویہ بھی جو عورت کے لیے اپنے گھر میں عزت اور تحفظ کے ساتھ زندگی گزارنا ناممکن بنا دے۔

مارچ میں اسلامی نظریاتی کونسل نے سپریم کورٹ کے 2024 کے ایک فیصلے کو غیر مؤثر اور "غیر اسلامی" قرار دیا۔ اس فیصلہ میں سپریم کورٹ نے مسلم عائلی قوانین آرڈیننس 1961 کے تحت شوہر کی دوسری شادی کے بعد بیوی کی نکاح ختم کرنے کی درخواست کو منظور کیا تھا۔ مشاورتی ادارہ نظریاتی کونسل نے دعویٰ کیا کہ اسلامی قانون کے مطابق شوہروں کو بعد کی شادیوں کے لیے اپنی موجودہ بیوی یا بیویوں کی اجازت درکار نہیں ہوتی۔

دسمبر میں ایک اور تشویشناک پیش رفت ہوئی جب سپریم کورٹ نے ریپ کے جرم میں ایک شخص کی قید کی سزا کو زنا بالرضا کے جرم میں تبدیل کر دیا اور اس کی وجہ طریقہ کار سے متعلق مسائل کو قرار دیا۔ اگرچہ جسٹس ملک شہزاد احمد نے زنا بالرضا کے جرم میں عورت کو سزا نہیں سنائی، تاہم حقوق کے کارکنوں اور قانونی ماہرین نے اس فیصلہ کو "انصاف کا قتل" قرار دیتے ہوئے اس کی مذمت کی۔ اختلافی نوٹ لکھنے والے جسٹس صلاح الدین پنہور نے نشاندہی کی کہ عصمت دری اور جنسی ہراسانی کے مقدمات اکثر رپورٹ نہیں کیے جاتے کیونکہ متاثرین رپورٹ کرنے کے نتائج سے خوفزدہ ہوتے ہیں۔ انہوں نے مزید زور دیا کہ متاثرہ کے جسم پر نشانات کا نہ ہونا ملزم کے حق میں نہیں جاتا۔ حقوق کے کارکنوں نے اس فیصلہ کو واپس لینے کا مطالبہ کیا کیونکہ یہ "خواتین کے لیے ایک نہایت خطرناک مثال قائم کرتا ہے۔"

بچے

مئی میں وفاقی دارالحکومت علاقہ میں کم عمری کی شادی روک تھام کا قانون نافذ العمل ہو گیا۔ ایچ آر سی پی نے اس قانون کا خیر مقدم کیا، جو 18 سال سے کم عمر افراد کی شادی کو جرم قرار دیتا ہے اور خلاف ورزی کی صورت میں والدین، سرپرستوں، مذہبی پیشواؤں اور نکاح رجسٹراروں کے لیے سزائیں مقرر کرتا ہے۔ ایچ آر سی پی نے اسے "بچوں کے حقوق کے تحفظ کی جانب ایک اہم قدم" قرار دیا۔ تاہم اس نے اسلامی نظریاتی کونسل کی جانب سے ابتدائی مراحل میں قانون کو روکنے کی کوششوں پر گہری تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ بچوں کے تحفظ کو مذہب سے متصادم قرار دینے سے ہر بچے کے حقوق کو نقصان پہنچتا ہے۔

اکتوبر میں اسلام آباد ہائی کورٹ نے اس قانون میں ”تضادات“ کی نشاندہی کی۔ عدالت عالیہ ایک مقدمہ سُن رہی تھی جس میں ایک کم عمر لڑکی کو والدین کے گھر واپس لے جایا گیا تھا لیکن عدالت نے لڑکی کو اس کی خواہش کے مطابق اس کے شوہر کے ساتھ رہنے کی اجازت دے دی۔ جسٹس اعظم خان نے سوال اٹھایا کہ کیا ”اسلامی قانون / شریعت کے تحت درست شادی کو ملکی قانون کے تحت باطل قرار دیا جا سکتا ہے“ خصوصاً نئی قانون سازی کی روشنی میں۔ جج نے کہا کہ کم عمری کی شادی سے متعلق قانون ”خود شادی کو باطل قرار نہیں دیتا“ بلکہ اسے ”صرف اس فریق کو سزا دینے کے لیے نافذ کیا گیا ہے جو کسی بچے کے ساتھ شادی کرے، اس کا انتظام کرے یا اسے منعقد کرے“۔ جج نے حکومت کو ہدایت دی کہ اس ”قانونی تضاد“ کو دُور کیا جائے۔

ستمبر میں وفاقی ایجوکیشن ڈائریکٹوریٹ نے دارالحکومت کے تعلیمی اداروں میں جسمانی سزا پر پابندی کا اعادہ کیا اور اس عزم کا اظہار کیا کہ خلاف ورزی کرنے والوں کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔ یہ پابندی تمام سرکاری، نجی، مذہبی اور بچوں کی نگہداشت کے اداروں پر لاگو ہوتی ہے۔

متجنس (ٹرانس جینڈر) افراد

اپریل میں میڈیا کی رپورٹس کے مطابق ایک متجنس فرد کو مبینہ طور پر اسلحہ کے زور پر ایک گھر میں قید رکھا گیا۔ وہاں اسے اجتماعی جنسی زیادتی کا نشانہ بنایا گیا اور لوٹ لیا گیا۔ متاثرہ فرد نے پولیس کو بتایا کہ ایک شخص اسے شادی کی تقریب میں شرکت کے بہانے ساتھ لے گیا تھا لیکن اسے ایک گھر میں لے گیا جہاں اس نے اور اس کے ساتھی نے اس پر جسمانی اور جنسی تشدد کیا۔

محنت کش

جون میں وفاقی بجٹ پر اپنے ردِعمل کے طور پر ایچ آر سی پی نے وفاقی کم از کم اجرت میں اضافہ نہ کرنے کے حکومتی فیصلے کو ”پریشان کن“ قرار دیا۔ اجرت 37,000 پاکستانی روپے ماہانہ پر برقرار رہی۔ ”یہ ایسی رقم ہے جو چھ افراد کے خاندان کے بنیادی اخراجاتِ زندگی پورا نہیں کر سکتی۔“

اکتوبر میں بین الاقوامی محنت تنظیم (آئی ایل او) نے رپورٹ کیا کہ پاکستان میں 66.7 ملین خواتین اور 50.7 ملین مرد کسی اُجرت کے بغیر لوگوں کی دیکھ بھال اور گھریلو کام کاج میں مصروف تھے۔ آئی ایل او نے مطالبہ کیا کہ ملک میں افراد کی دیکھ بھال کرنے کی معیشت کو مضبوط اور بہتر بنانے کے لیے مربوط کوششیں کی جائیں اور زیادہ سرمایہ کاری کی جائے۔

معمر افراد

اکتوبر میں سپریم کورٹ نے صوبائی حکومتوں کو معمر شہریوں کی فلاح و بہبود اور تحفظ کے لیے ٹھوس اقدامات کرنے کی ہدایت کی۔ اس ہدایت نے خاندانی زندگی، وقار اور سماجی تحفظ کے تحفظ سے متعلق آئینی ذمہ داری کو اجاگر کیا۔ ایک بزرگ والد اور ان کے بچوں کے درمیان جائیداد کے تنازعہ کے مقدمہ میں جسٹس صلاح الدین پنہور نے اس بات پر زور دیا کہ پاکستان کے آئینی ڈھانچہ میں "خاندان کو سماجی زندگی میں مرکزی مقام حاصل ہے۔"

معذوری کے ساتھ جیتے افراد

خصوصی تعلیم کا ڈائریکٹوریٹ جنرل معذوری کے ساتھ زندگی گزارنے والے طلبہ کے لیے تقریباً ایک درجن اداروں کا انتظام چلاتا ہے۔ جنوری میں اس محکمہ نے دوپہر کے مفت کھانے کے اپنے پروگرام کا دائرہ کار دارالحکومت کے تمام سرکاری خصوصی تعلیمی مراکز تک وسیع کر دیا۔

جون میں حکومت نے اعلان کیا کہ خصوصی صلاحیتوں کے حامل بچوں کو جلد پاکستان اسپورٹس کمپلکس میں سہولیات تک رسائی حاصل ہوگی۔ حکام نے بتایا کہ کمپلکس کو بہتر بنانے کے ضروری کام مکمل کیے جائیں گے جس کے بعد خصوصی ضروریات رکھنے والے پانچ ہزار تک رجسٹرڈ طلبہ اس سے فائدہ اٹھا سکیں گے۔

مہاجرین اور اندرونِ ملک نقل مکانی پر مجبور افراد

افغان مہاجرین کی ریاست کی جانب سے متنازع اور غیر انسانی بے دخلی سختی سے جاری رہی جبکہ طالبان حکومت کے ساتھ سرحدی جھڑپوں کے بعد افغان مہاجرین کے خلاف چلنے والا پروپیگنڈا مزید زہریلا ہو گیا۔

جنوری میں وزارتِ داخلہ نے افغان شہریوں کو حکم دیا کہ وہ اسلام آباد سے چلے جائیں ورنہ انہیں بے دخل کر دیا جائے گا۔ غیر دستاویزی افراد اور افغان شہری کارڈ رکھنے والوں کے لیے 31 مارچ کی آخری تاریخ مقرر کی گئی۔ رجسٹریشن کے ثبوت والے کارڈ رکھنے والوں کو ہدایت دی گئی کہ وہ 30 جون تک ملک چھوڑ دیں۔ بعد میں اس آخری تاریخ کو بڑھا کر یکم ستمبر کر دیا گیا۔ اسی دوران حکومت نے پروف آف رجسٹریشن کارڈ کی تجدید بند کر دی اور موجودہ کارڈوں کو بھی غیر مؤثر قرار دے دیا جس سے مہاجرین صحت اور مالیات جیسی بنیادی سہولیات تک رسائی سے محروم ہو گئے، حالانکہ ان میں سے بہت سے افراد دہائیوں سے پاکستان میں مقیم تھے یا یہیں پیدا ہوئے تھے۔ مزید بر آں اطلاعات تھیں کہ پولیس دارالحکومت کے ارجنٹینا پارک میں پناہ لینے والے خاندانوں کو ہراساں کر رہی تھی اور انہیں بے دخل کر رہی تھی۔

ریاست کی جانب سے افغان پناہ گزینوں کی متنازع اور غیر انسانی بے دخلی کا سلسلہ سختی سے جاری رہا۔

ستمبر میں ایچ آر سی پی نے ان اطلاعات پر تشویش ظاہر کی کہ طبی امداد کے محتاج بہت سے افغان مہاجرین گرفتاری کے خوف سے ہسپتالوں میں جانے سے گریز کر رہے تھے۔ بعض ہسپتالوں نے مبینہ طور پر درست ویزہ نہ رکھنے والوں کا علاج کرنے سے انکار کر دیا۔

مجموعی طور پر 2025 میں اقوامِ متحدہ کے پناہ گزین ادارہ (یو این ایچ سی آر) نے پاکستان سے افغانستان واپس جانے والے گیارہ لاکھ سے زائد افراد کا اندراج کیا، جن میں سے 154,000 سے زیادہ افراد کو بے دخل کیا گیا تھا۔ 31 دسمبر تک اقوامِ متحدہ کے ادارے نے رپورٹ کیا کہ پاکستان میں رجسٹرڈ افغان مہاجرین کی تعداد دس لاکھ سے کچھ زیادہ تھی۔ بتایا گیا کہ ان میں سے 2.4 فیصد (24179 افراد) اسلام آباد میں مقیم تھے۔

سماجی، معاشی اور ماحولیاتی حقوق

تعلیم

ملک کا تعلیمی بحران 2025 میں بھی جاری رہا، ملک میں اندازاً 5 سے 16 سال کی عمر کے 26 ملین بچے اسکولوں سے باہر تھے۔ سیو دی چلڈرن نامی بین الاقوامی غیر سرکاری تنظیم نے جون میں ایک پریس ریلیز جاری کی جس کے مطابق یہ دنیا میں سب سے زیادہ شرحوں میں سے ایک ہے یعنی ہر تین میں سے ایک بچہ اسکول سے باہر ہے۔ تنظیم نے نشاندہی کی کہ پاکستان بھر میں لڑکوں کے مقابلے میں لڑکیوں کی زیادہ تعداد اپنے حقِ تعلیم سے محروم تھی۔

پاکستان اقتصادی سروے برائے 25-2024 کے مطابق وفاقی اور صوبائی حکومتوں کی جانب سے تعلیم پر مجموعی اخراجات مجموعی قومی پیداوار کے 0.8 فیصد پر برقرار رہے جبکہ ملک کی شرحِ خواندگی 60 فیصد سے کچھ زیادہ تھی۔ تعلیم اور مجموعی قومی پیداوار (جی ڈی پی) کا تناسب 2018 سے مسلسل کم ہوتا جا رہا ہے۔ سال 2018 میں یہ تناسب 2 فیصد تھا حالانکہ وزیرِ اعظم نے 2024 میں ”تعلیمی ہنگامی حالت“ کا اعلان کیا تھا۔

26-2025 کے وفاقی تعلیمی بجٹ میں اس سے گزشتہ سال کے مقابلے میں 12 فیصد کمی کی گئی اور اسے 169 ارب پاکستانی روپے تک محدود کر دیا گیا۔ مختص رقوم کا زیادہ تر حصہ اعلیٰ تعلیم کو دیا گیا۔ اس رقم کا 82 فیصد اعلیٰ تعلیمی اداروں، 9 فیصد ثانوی تعلیم اور صرف 3 فیصد ابتدائی تعلیم کے لیے مختص کیا گیا۔

بعض خوش آئند عملی اقدامات بھی ہوئے۔ مثلاً وفاقی ایجوکیشن ڈائریکٹوریٹ نے ستمبر میں یہ اعلان کیا کہ وہ اپنے اسکولوں میں کتابی بینک قائم کر رہا ہے۔ ڈائریکٹوریٹ نے اپنے ماڈل اداروں کو ہدایت دی کہ وہ کتابوں کے بینک قائم کریں جو طلبہ سے استعمال شدہ درسی کتابیں جمع کریں گے اور 27-2026 کے تعلیمی سال سے نئی جماعتوں کے آغاز پر انہیں دوبارہ ضرورت مند طلبہ میں تقسیم کریں گے۔

اکتوبر میں وفاقی ایجوکیشن ڈائریکٹوریٹ نے دارالحکومت کے دیہی علاقوں میں بچپن کی ابتدائی تعلیم کے لیے اپنے ”اسکول آن ویلز“ نامی منصوبے کی توسیع کا اعلان کیا۔ اس منصوبے کے تحت پہلے سے چلنے والی دو بسوں کے ساتھ مزید دو بسیں شامل کی جائیں گی۔

صحت

پاکستان اقتصادی سروے برائے 25-2024 کے اہم اشاریوں نے ملک میں عوامی صحت کی ابتر حالت کو اجاگر کیا۔ ملک میں ہر سال ہر 1000 نومولود بچوں میں سے 50 پیدائش کے وقت ہی وفات پا جاتے ہیں۔ مزید برآں سروے میں بتایا گیا کہ ملک میں ڈاکٹر اور مریض کا تناسب نہایت کم ہے یعنی 750,000افراد کے لیے صرف ایک ڈاکٹر موجود ہے۔

دوسری جانب توقعات کے برعکس وفاقی بجٹ میں صحت کے لیے مجموعی مختص رقم میں گزشتہ سال کے مقابلہ میں تقریباً 16 فیصد کمی کی گئی۔ ماہرینِ صحت نے بجٹ پر گہری تشویش ظاہر کرتے ہوئے کہا کہ یہ خطے صحت کے لیے سب سے کم مختص رقوم میں سے ایک ہے، جو مجموعی قومی پیداوار (جی ڈی پی) کے 0.9 فیصد سے بھی کم بنتی ہے۔

ستمبر میں صدرِ مملکت نے قومی ادارہ برائے صحت (تنظیمِ نو) ترمیمی قانون کی منظوری دی، جس کے تحت دیگر اقدامات کے ساتھ کینسر کا ایک ڈیٹا بیس قائم کیا جائے گا تاکہ اس بیماری کے حقیقی حجم کو سمجھا جاسکے، اس کی روک تھام کے لیے قومی عملی منصوبہ نافذ کیا جاسکے اور اس کے پھیلاؤ کو روکنے کے لیے انتظامی حکمتِ عملیاں اختیار کی جاسکیں۔ رپورٹس کے مطابق پاکستان میں ایشیا میں چھاتی کے کینسر کی شرح سب سے زیادہ ہے۔ یہاں ہر 9 میں سے ایک عورت کو اپنی زندگی میں اس بیماری کا خطرہ لاحق ہے۔

2024 میں پاکستان میں ٹی بی کے اندازاً 670,000 کیسز اور 47,000 اموات ریکارڈ کی گئیں۔

سال 2025 میں پاکستان میں جنگلی پولیو وائرس ٹائپ ون کے مجموعی طور پر 31 کیسز درج کیے گئے۔ اگرچہ یہ 2024 کے 74 کیسز کے مقابلے میں کم تھے لیکن اس کے باوجود ان اعداد و شمار کے باعث پاکستان ان دو ممالک میں سرفہرست ہے جہاں یہ قابلِ انسداد مگر لاعلاج متعدی وائرس اب بھی مقامی سطح پر موجود ہے۔ دوسرا ملک افغانستان ہے۔

عالمی ادارہ صحت (ڈبلیو ایچ او) کی نومبر میں جاری کردہ رپورٹ کے مطابق پاکستان میں 2024 کے دوران تپِ دق (ٹی بی) کے اندازاً 670,000 کیسز اور 47 ہزار اموات ریکارڈ ہوئیں، جس کے باعث پاکستان ان پانچ بڑے ممالک میں شامل تھا جو اس وبا کو بڑھانے میں کردار ادا کر رہے ہیں اور جہاں عالمی تپِ دق کا 6.3 فیصد حصہ موجود ہے۔ رپورٹ میں کہا گیا کہ پاکستان میں بدستور تپ دق کے کیسز کی اندازاً تعداد اور حقیقی رپورٹنگ و تشخیص کی تعداد کے درمیان بہت بڑا فرق موجود ہے کیونکہ غربت، سماجی بدنامی، کمزور نگرانی اور طبی معائنہ تک محدود رسائی کے باعث لاکھوں افراد کا معائنہ نہیں ہو پاتا۔ یہ قابلِ علاج اور قابلِ انسداد بیماری ملک میں اب بھی سب سے مہلک متعدی امراض میں شامل ہے، جبکہ غربت، غذائی کمی، گنجان آبادی اور ذیابیطس اس کے پھیلاو کا باعث ہیں۔ خصوصاً شہری غیر رسمی آبادیوں، دیہی علاقوں اور پسماندہ و محروم طبقات میں۔

رہائش اور عوامی سہولیات

دارالحکومت کا رہائشی بحران کم آمدنی اور متوسط طبقے کو بدستور منفی طور پر متاثر کرتا رہا جبکہ کیپیٹل ڈویلپمنٹ اتھارٹی (سی ڈی اے) کی ذمہ داری تھی کہ وہ کم قیمت رہائش فراہم کرے جس میں وہ ناکام رہا۔

اسلام آباد کی متعدد کچی آبادیوں کے رہائشی جنوری میں اُس وقت خوف و ہراس کا شکار ہوگئے جب سپریم کورٹ نے ایک دہائی پرانا مقدمہ دوبارہ کھول لیا۔ اس مقدمہ میں عدالت عظمیٰ نے غیر رسمی آبادیوں سے فوری بے دخلی کے خلاف حکمِ امتناع جاری کیا تھا۔ دارالحکومت کی کچی آبادیوں کے نمائندوں کو خدشہ تھا کہ عدالت اس حکم امتناع کو ختم کر دے گی اور ان اقدامات میں بھی کوئی تبدیلی نہیں کرے گی جو سی ڈی اے اور حکومتی حکام ان کی بے دخلی کے لیے کریں گے یعنی انہیں کوئی تحفظ حاصل نہیں ہوگا۔ اس معاملہ پر عوامی ورکرز پارٹی کے رہنماوں نے 2015 میں اصل درخواست دائر کی تھی۔ فروری میں عوامی ورکرز پارٹی نے ایک پریس کانفرنس کی جس میں کچی آبادیوں کے نمائندوں نے غریبوں کے لیے کم قیمت رہائش فراہم نہ کرنے پر حکومت کو شدید تنقید کا نشانہ بنایا اور کہا کہ کم از کم انہیں اُن کے گھروں سے محروم نہ کیا جائے۔ دسمبر میں کچی آبادیوں کے نمائندوں اور دیگر محنت کش طبقاتی گروہوں

نے سی ڈی اے کی حالیہ "انسدادِ تجاوزات کارروائیوں" کے خاتمے کا مطالبہ کیا۔ انہوں نے نو تشکیل شدہ وفاقی آئینی عدالت سے مطالبہ کیا کہ وہ 2015 کے حکمِ امتناع کو برقرار رکھے اور اس پر عمل درآمد یقینی بنائے ۔

دسمبر میں اسلام آباد ہائی کورٹ نے بری امام کے قریب مسلم کالونی کچی آبادی میں سی ڈی اے کو مسماری کی کارروائی روکنے کا حکم دیا۔ سماعت کے دوران درخواست گزار کے وکیل نے مؤقف اختیار کیا کہ ہزاروں افراد اس غیر رسمی آبادی میں رہتے ہیں جو 1960 سے قائم ہے۔

دسمبر میں ایک اورانڈر پاس کے افتتاح کے موقع پر وزیرِ داخلہ محسن نقوی نے اعلان کیا کہ سی ڈی اے نے 2025 کے دوران 18 منصوبے مکمل کیے، جن میں سڑکوں کے بڑے ترقیاتی منصوبے شامل تھے۔ اگرچہ وزیر موصوف کی بنیادی ذمہ داری سکیورٹی امور ہیں، تاہم انہوں نے کہا کہ اسلام آباد کے "وژن 2027" ترقیاتی پروگرام میں دارالحکومت کی ہریالی بڑھانے اور اس کے پارکوں کی از سرِ نو بہتری کو ترجیح دی جائے گی۔ انہوں نے دعویٰ کیا کہ ان تعمیراتی منصوبوں کے دوران درختوں کو محفوظ رکھنے کے لیے ہر ممکن کوشش کی گئی۔ کچی آبادیوں کی مسماری کے حوالہ سے محسن نقوی نے کہا کہ کارروائی صرف ان افراد کے خلاف کی گئی جنہوں نے سرکاری زمین پر تجاوزات قائم کی تھیں۔

سال کے آغاز میں سیکٹر ای۔11 کے رہائشیوں نے سی ڈی اے کو بچوں کے ایک پارک سے دستبردار ہونے اور اسے بحال کرنے پر مجبور کیا، جسے ادارے نے تعمیراتی مقاصد کے لیے قبضے میں لے لیا تھا۔ فروری میں سیکٹر کے رہائشیوں نے پارک کی زمین پر غیر قانونی تعمیرات روکنے کے لیے اسلام آباد ہائی کورٹ سے رجوع کیا۔ بعد ازاں عدالت نے شہری حکام کو تمام تعمیراتی سرگرمیاں روکنے اور پارک کو اس کی اصل حالت میں بحال کرنے کا حکم دیا۔ مارچ میں سی ڈی اے نے اسلام آباد ہائی کورٹ کو آگاہ کیا کہ اس نے ان احکامات پر عمل درآمد کرتے ہوئے وہ تفریحی سامان دوبارہ نصب کر دیا ہے جسے پہلے ہٹا دیا گیا تھا۔

ماحولیات

اپریل میں ایچ آر سی پی کے فیکٹ فائنڈنگ مشن نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ مارگلہ ہلز قومی پارک میں غیر قانونی تعمیرات اور قدرتی مساکن کی تباہی اپنے طور سے الگ تھلگ واقعات نہیں تھے بلکہ کچھ اور واقعات سے جڑے ہوئے تھے۔ فیکٹ

فائنڈنگ مشن نے بے تحاشا شہری تجاوزات کی نشاندہی کی جن کے نتیجے میں جنگلات کا صفایا کیا گیا، جنگلی حیات کے اہم مساکن کا خاتمہ ہوا اور نگرانی کرنے والے ادارے کمزور ہو گئے۔ رپورٹ میں فوری اور مربوط اصلاحات کا مطالبہ کیا گیا مثلاً پارک کی حدود کو واضح کرنا، ماحول کو محفوظ بنانے والے آزاد اداروں کو بااختیار بنانا، مقامی برادریوں کو محافظ کے طور پر شامل کرنا اور جامع ماحولیاتی جائزوں کی سفارشات پر عمل درآمد یقینی بنانا تاکہ مارگلہ پہاڑیوں کی مسلسل تباہی کو روکا جا سکے۔

پنجاب

عمومی جائزہ

سال 2025 میں پنجاب میں انسانی حقوق کی صورتحال کے نمایاں پہلو تھے: اظہارِ رائے کی آزادی پر پابندیاں، اقلیتوں کو لاحق خطرات اور پُرامن اجتماع کی آزادی کو محدود کیا جانا۔ دفعہ 144 بار بار نافذ کرکے اس قانون کو سیاسی احتجاج روکنے اور پاکستان تحریکِ انصاف اور تحریکِ لبیک پاکستان کی جانب سے پیدا ہونے والے امن وامان کے خطرات سے نمٹنے کے لیے استعمال کیا گیا۔ ماورائے عدالت ہلاکتوں کے الزامات بھی سامنے آئے، جبکہ ایسے قوانین کی منظوری پر تشویش بھی ظاہر کی گئی جنھوں نے اختیارات کو انتظامیہ کے ہاتھ میں مرتکز کردیا اور عدالتی نگرانی کے عمل کو کمزور بنادیا۔

سنگین اور منظم جرائم کے خلاف کارروائی کرنے کے لیے پنجاب حکومت نے ”محفوظ پنجاب“ کا تصور دیا اور اس کو عملی جامہ پہنانے کے لیے پولیس آرڈر (ترمیمی) قانون 2025 کے ذریعے محکمہ انسدادِ جرائم (سی سی ڈی) قائم کیا۔ اس کے قیام کے فوراً بعد سی سی ڈی کی قیادت میں پولیس مقابلوں میں نمایاں اضافہ دیکھا گیا۔ ایچ آر سی پی نے ریکارڈ جمع کیا کہ اپریل سے دسمبر کے درمیان ایسے تقریباً 707 مقابلے ہوئے جن میں مشتبہ افراد کی 924 اموات رپورٹ ہوئیں۔ ان مقابلوں کے دوران پولیس اہلکاروں کی ہلاکت یا زخمی ہونے کی تعداد بہت کم تھی جو اِن کی قانونی حیثیت پر سوالات اٹھاتی ہے۔

پنجاب میں متعدد ایسے قوانین منظور کیے گئے جن پر حقوقِ انسانی کی تنظیموں نے شدید سوالات اٹھائے اور جنھیں حزبِ اختلاف نے عدالت میں چیلنج کیا۔ ان میں پنجاب عوامی آگاہی اور معلومات کی تشہیر کا قانون شامل تھا، جس کا مقصد حکومتی آگاہی مہمات کو منظم کرنا تھا۔ دوسرا، پنجاب مقامی حکومت ایکٹ تھا جس کے تحت مقامی انتخابات غیر جماعتی بنیادوں پر ہوں گے۔ یہ قانون بالواسطہ انتخابات اور افسر شاہی کے غلبہ کے ذریعے اختیارات کی دوبارہ مرکزیت قائم کرتا ہے اور تیسرا، پولیس آرڈر (دوسرا ترمیمی قانون)، جس کے تحت ہنگامہ آرائی کی مینجمنٹ کے لیے ایک مخصوص یونٹ قائم کیا گیا۔ یہ ترمیم حکام کو کسی جگہ کو ہنگامہ زدہ علاقہ قرار دینے، مظاہرین کو سزا دینے اور نگرانی بڑھانے کی اجازت دیتا ہے۔

قانون سازی کی دو مثبت پیش رفتیں بھی ہوئیں۔ ان میں اکتوبر میں پنجاب آٹزم اسکول اینڈ ریسورس سنٹر کا بل 2025 اور دسمبر میں پنجاب کائٹ فلائیٹ ریگولیشن بل 2025 کی منظوری شامل تھیں۔ پتنگ بازی کے بل کا مقصد لاہور میں 18 سالہ پابندی کے بعد بسنت کے تہوار کو بحال کرنا تھا۔

پنجاب نفاذ و ضابطہ اتھارٹی المعروف پیرا کو پنجاب انفروسمنٹ اینڈ ریگولیشن ایکٹ 2024 کے تحت قائم کیا گیا۔ اس اتھارٹی کے قیام سے پنجاب پولیس کے ساتھ ساتھ تلاشی، گرفتاری، جرمانے اور نگرانی کے اختیارات رکھنے والا ایک متوازی نفاذی ادارہ بن گیا۔ اس سے قانونی طریقہ کار، منصفانہ سماعت اور عدالتی نگرانی سے متعلق خدشات پیدا ہوئے۔ تاجروں اور چھوٹے کاروبار کے مالکان نے احتجاج کیا کہ تجاوزات اور شہری قوانین کے نفاذ کے بہانے پیرا کا ادارہ مبینہ طور پر ہراسانی کرتا ہے۔

پاکستان مسلم لیگ (ن) نے نومبر کے ضمنی انتخابات میں قومی اسمبلی کی 6 اور صوبائی اسمبلی کی 7 نشستوں پر بھاری اکثریت سے کامیابی حاصل کی۔ یہ نشستیں پاکستان تحریکِ انصاف کی حمایت یافتہ ان اراکین کی نااہلی اور عہدوں سے برطرفی کے بعد خالی ہوئی تھیں جنہیں 9 مئی 2023 کے ہنگاموں کے بعد سزا سنائی گئی تھی۔ تاہم میڈیا نے ان انتخابات کو غیر متاثر کن قرار دیا اور ووٹ ڈالنے کی نہایت کم شرح کی نشاندہی کی، جبکہ پاکستان تحریکِ انصاف نے انہیں دھاندلی زدہ انتخابات قرار دیا۔

فریڈم نیٹ ورک نامی تنظیم نے پنجاب بھر میں میڈیا سے وابستہ افراد پر 52 حملے ریکارڈ کیے۔ 2025 میں قومی اسمبلی نے الیکٹرانک جرائم کی روک تھام کے قانون (پیکا) 2016 میں 2025 ذرائع ابلاغ کے کارکنوں کے لیے مزید سخت سزا دینے والی دفعات شامل کر دیں۔ صوبائی حکام نے پیکا کو وسیع پیمانے پر استعمال کیا۔ ڈیجیٹل رائٹس فاؤنڈیشن نامی تنظیم نے بتایا کہ پنجاب میں پیکا کے تحت سوشل میڈیا استعمال کرنے والوں کے خلاف 21 مقدمات درج ہوئے۔

تحریکِ لبیک پاکستان کی بڑھتی ہوئی احتجاجی طاقت کے جواب میں اکتوبر میں سخت کریک ڈاؤن کیا گیا، جس میں مرید کے میں تحریکِ لبیک پاکستان کے مظاہرین کے خلاف آدھی رات کا آپریشن بھی شامل تھا۔ جانی نقصان سے متعلق متضاد اطلاعات سامنے آئیں جو بالآخر انتہائی دائیں بازو کی اِس مذہبی سیاسی جماعت پر پابندی پر منتج ہوئیں۔

اگرچہ وزیرِ اعلیٰ مریم نواز شریف نے خواتین اور بچوں کو ترجیح دینے کا اعلان کیا تھا مگر ان کمزور طبقات کے خلاف تشدد کی شرح بلند رہی۔ حقوق کی نگرانی کرنے والے ادارے ساحل نے رپورٹ کیا کہ 2025 کے پہلے 11 مہینوں

کے دوران پاکستان میں خواتین کے خلاف تشدد کے واقعات میں 25 فیصد اضافہ ہوا، جن میں سے 78 فیصد واقعات پنجاب میں پیش آئے۔ اسی طرح پائیدار سماجی ترقی کی تنظیم (ایس ایس ڈی او) کی ایک رپورٹ کے مطابق سال کے پہلے 6 مہینوں میں بچوں کے خلاف تشدد کے 4,150 سے زائد واقعات رپورٹ کیے گئے، یعنی اوسطاً روزانہ 23 واقعات۔ ایک مثبت پیش رفت یہ ہوئی کہ صوبہ میں خواتین کا پہلا ورچوئل پولیس تھانہ قائم کیا گیا۔

احمدیہ برادری کو مسلسل ظلم و ستم کا سامنا رہا، جس میں ان کی عبادت گاہوں پر حملے، قبروں کی بے حرمتی اور ٹارگٹ کلنگ کیے جانے کے واقعات شامل تھے۔

تباہ کن سیلاب کی وجہ سے پنجاب میں 322 افراد ہلاک اور 665 زخمی ہو گئے۔ تقریباً 47 لاکھ افراد متاثر ہوئے جبکہ 213,097 مکانات تباہ ہوئے یا انہیں نقصان پہنچا۔ تقریباً 118,000 افراد امدادی کیمپوں میں منتقل ہوئے۔ چاول اور گنے کی فصلیں متاثر ہوئیں، زرعی زمین ریت سے ڈھک گئی اور اگلی گندم کی کاشت خطرہ میں پڑ گئی۔ حکام نے نوجوان لڑکیوں کو رحم کے کینسر (سروائیکل) سے بچانے کے لیے ایچ پی وی ویکسین متعارف کرائی مگر عوام میں اس کے بارے میں اعتماد پیدا نہیں کر سکی جس کے باعث اس کے استعمال کو مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا۔

فضائی آلودگی پر قابو پانے کے لیے انتظامی اقدامات کیے گئے جیسے غیر قانونی اینٹوں کے بھٹوں کا انہدام، فصلوں کی باقیات جلانے پر ایف آئی آر کا اندراج اور گاڑیوں کے دھوئیں کے معائنے، حتمی تاریخ میں توسیع، لیکن اس کے باوجود صوبے میں ہوا کے معیار کا اشاریہ خطرناک سطح پر برقرار رہا۔ 13 دسمبر کو لاہور میں ہوا کے معیار کا اشاریہ 527، گوجرانوالہ میں 632 اور سیالکوٹ میں 462 ریکارڈ کیا گیا۔

پنجاب حکومت نے لاہور کے تاریخی ناصر باغ میں زیرِ زمین پارکنگ پلازہ تعمیر کرنے کا منصوبہ شروع کیا جس کی سول سوسائٹی اور ماحولیاتی تنظیموں نے مخالفت کی۔

قانون کی حکمرانی

قوانین اور قانون سازی

زیر نظر سال میں بھی پنجاب اسمبلی کی کاروائیاں بدنظمی اور خلل کا شکار رہیں، جن میں احتجاج، قانون سازی سے متعلق دستاویزات پھاڑنا، کورم کی کمی اور وزراء اور سیکریٹریوں کی بار بار غیر حاضری شامل تھی۔ نتیجتاً، قانون سازی اکثر جلد بازی میں ہوئی اور اس عمل میں بامعنی بحث کا فقدان رہا۔

سال 2025 میں پنجاب اسمبلی نے کئی ایسے قوانین منظور کیے جن کے باعث انسانی حقوق سے متعلق خدشات پیدا ہوئے۔ ان میں سے ایک پنجاب مقامی حکومت ایکٹ 2025 تھا، جو 7 مارچ کو منظور کیا گیا۔ حزبِ اختلاف نے اس قانون کو لاہور ہائی کورٹ میں چیلنج کیا اور یہ مؤقف اختیار کیا کہ اس میں اختیارات کو ضلعی انتظامیہ کے ہاتھ میں مرکوز کیا گیا ہے، منتخب یونین کونسلوں کے اختیارات کم کیے گئے ہیں اور عوام کے شرکت کے حق کی خلاف ورزی کی گئی ہے۔

اکیس مئی کو پنجاب اسمبلی نے پولیس آرڈر (ترمیمی) قانون منظور کیا، جس کے ذریعے منظم جرائم کے خلاف کاروائی کے لیے پنجاب میں متوازی محکمہ انسدادِ جرائم (سی سی ڈی) قائم کرنے کی اجازت دی گئی۔ بعد ازاں دسمبر میں اسمبلی نے پولیس آرڈر (دوسرا ترمیمی) ایکٹ 2025 کے ذریعے اس قانون میں مزید ترمیم کی، جس کے تحت ہنگامہ آرائی کی مینجمنٹ کے لیے ایک مخصوص یونٹ قائم کیا گیا۔ اس ترمیم نے قانون نافذ کرنے والے اداروں کو کسی بھی علاقے کو "ہنگامہ زدہ علاقہ" قرار دینے کا وسیع اختیار دے دیا، اداروں کی نگرانی کی صلاحیتوں میں اضافہ کر دیا اور مظاہرین کے لیے مزید سخت سزائیں متعارف کرائیں۔ انسانی حقوق کے کارکنوں نے مؤقف اختیار کیا کہ یہ قانون عوامی احتجاج کی حوصلہ شکنی کرے گا اور یہ پُرامن اجتماع کے حق کے منافی ہے۔

جون میں پنجاب حکومت نے پنجاب عوامی آگاہی اور معلومات کی تشہیر کا قانون 2025 پیش کیا، جس کا مقصد حکومتی منصوبوں اور اقدامات سے متعلق آگاہی کی مہمات کو منظم کرنا تھا۔ صحافی تنظیموں اور سیاسی حزبِ اختلاف نے اس قانون پر تنقید کی کہ اس قانون کی وجہ سے شہریوں کے حکومتی اخراجات پر سوال اٹھانے کے حق کو نقصان پہنچ سکتا ہے اور عدالتی نگرانی محدود ہو جائے گی۔

کئی ترقی پسند قوانین کی منظوری بھی دی گئی، جن میں پنجاب آٹزم اسکول اینڈ ریسورس سنٹر بل 2025 شامل تھا۔ اسے اکتوبر میں آٹزم کے شکار بچوں کی تعلیم اور معاونت کے فروغ کے لیے منظور کیا گیا۔ دسمبر میں پنجاب کائٹ فلائنگ ریگولیشن بل 2025 منظور کیا گیا جس کے تحت لاہور میں 18 سالہ پابندی کے بعد بسنت کے تہوار کی بحالی اور لوگوں کو ثقافت اور تفریح اپنانے کی اجازت دی گئی تھی۔ نومبر میں مالی سال 26-2025 کے لیے 5 ہزار 330 ارب روپے کا مالیاتی بل بہت کم بحث مباحثے اور ہنگامہ آرائی کے دوران منظور کیا گیا۔

پنجاب اسمبلی کی کارروائیوں میں تاخیر کی ایک وجہ وزراء کی مسلسل غیر حاضری بھی تھی۔ مئی میں اسپیکر پنجاب اسمبلی ملک محمد احمد خان نے اس عمل کو "انتہائی شرمناک" قرار دیتے ہوئے اس کی مذمت کی۔

انصاف کی فراہمی

میڈیا کی رپورٹس کے مطابق لاہور ہائی کورٹ نے 2025 میں 173,000 سے زیادہ مقدمات نمٹائے جبکہ 145,748 نئے مقدمات درج ہوئے۔ یہ اعداد و شمار 2024 کے مقابلے میں فیصلوں کی زیادہ شرح کو ظاہر کرتے ہیں کہ گزشتہ برس لاہور ہائی کورٹ اور اس کے علاقائی بنچوں میں 144,122 مقدمات نمٹائے گئے تھے اور 148,453 نئے مقدمات دائر ہوئے تھے۔ خاص طور پر لاہور کے مرکزی بینچ نے 92,505 مقدمات نمٹائے جبکہ ملتان بنچ نے 44,145، بہاولپور بنچ نے 18,415 اور راولپنڈی بنچ نے 17,948 مقدمات کا فیصلہ کیا۔

پاکستان تحریک انصاف عدالت میں۔ پاکستان تحریکِ انصاف پنجاب اور ملک بھر میں شدید قانونی لڑائیوں کا مرکزی کردار رہی۔ پاکستان تحریکِ انصاف کے سربراہ عمران خان اور جماعت کے دیگر اراکین کو 9 مئی 2023 کے ہنگاموں سے متعلق متعدد مقدمات کا سامنا رہا۔ جولائی میں لاہور ہائی کورٹ نے عمران خان کی ضمانت سے متعلق کئی مقدمات میں سے ایک مقدمے میں ان کی درخواست ضمانت مسترد کر دی۔ عدالت عالیہ نے یہ قرار دیا کہ مضبوط شواہد اور تحقیقات میں تعاون سے انکار ان کے 9 مئی کے ہنگاموں کی سازش اور معاونت میں ملوث ہونے کی نشاندہی کرتے ہیں۔ نومبر میں متعدد ایف آئی آرز کو راولپنڈی کی انسدادِ دہشت گردی عدالت میں سماعت کے لیے یکجا کیا گیا، جس سے انہیں اڈیالہ جیل سے ویڈیو لنک کے ذریعہ پیش ہونے کی اجازت مل گئی۔

انسدادِ دہشت گردی عدالتوں نے پاکستان تحریکِ انصاف کے دیگر اراکین کے خلاف مقدمات کی بھی سماعت کی، جن میں ڈاکٹر یاسمین راشد، عمر سرفراز چیمہ، اعجاز چوہدری اور میاں محمود الرشید شامل تھے۔ اگست اور دسمبر میں انہیں 9 مئی کے ہنگاموں سے متعلق مقدمات میں 10 سال قید کی سزا سنائی گئی۔ اگرچہ شاہ محمود قریشی کو ناکافی شواہد کی بنیاد پر انسدادِ دہشت گردی عدالت کے کئی فیصلوں میں بری کر دیا گیا، لیکن دیگر مقدمات میں ملوث ہونے کی وجہ سے انہیں رہا نہیں کیا گیا۔

دیگر عدالتی مقدمات۔ ایک اہم پیش رفت یہ ہوئی کہ لاہور ہائی کورٹ نے 22 دسمبر کو پنجاب غیر منقولہ جائیداد کے حقِ ملکیت کے تحفظ کے آرڈیننس 2025 کو معطل کر دیا۔ اس اقدام کے نتیجے میں اس آرڈیننس کے تحت جاری تمام بے دخلی اور قبضے کے احکامات روک دیے گئے اور متنازع جائیدادیں بحال کر دی گئیں۔ یہ آرڈیننس ڈپٹی کمشنر کی سربراہی میں قائم کمیٹیوں کو جائیداد کے تنازعات کا فیصلہ کرنے کا اختیار دیتا تھا۔ اس آرڈیننس کو عدالت عالیہ میں اس بنا پر چیلنج کیا گیا تھا کہ یہ مناسب عدالتی نگرانی کے بغیر شہریوں کو جائیداد سے محروم کرتا ہے جس کی بنا پر یہ ان کے شہری حقوق کے منافی ہے۔ عدالت نے اس مقدمہ کو جامع جائزہ کے لیے فل بنچ کے سپرد کر دیا۔

اپریل میں لاہور ہائی کورٹ نے فیصلہ دیا کہ وہ بیوی جو شوہر کے ”ظلم“ کی بنیاد پر خلع حاصل کرے وہ اپنے مکمل مؤخر حقِ مہر کی حق دار رہتی ہے جبکہ بغیر معقول وجہ کے خلع لینے کی صورت میں یہ حق ختم ہو جاتا ہے۔

امن عامہ

پنجاب پولیس کے سرکاری اعداد و شمار کے مطابق اغوا اور زبردستی اٹھا کر لے جانے کے جرائم سب سے زیادہ رپورٹ ہونے والے جرائم تھے۔ ان کے بعد سب سے زیادہ تعداد اسٹریٹ کرائم، گھریلو تشدد اور زیادتی کے جرائم کی تھی (ٹیبل 1 دیکھیں)۔

ٹیبل 1: 2025 میں پنجاب کے جرائم کے اعداد و شمار

جرم	ایف آئی آرز کی تعداد	متاثرین خواتین	مرد	ٹرانس جینڈر فرد
اغوا اور زبردستی لے جانا	24,772	16,664	8,328	1
سٹریٹ کرائم	8,527	512	8,015	1
گھریلو تشدد	7,084	6,572	698	2
ریپ	4,089	3,281	808	1
قتل	3,188	884	2,524	1
بچوں پر جنسی حملہ	2,622	1,013	1,611	0
اجتماعی جنسی زیادتی	1,407	780	625	6
حراستی تشدد	227	84	158	0
غیرت کے نام پر قتل	218	188	39	0
تیزاب سے متعلق جرائم	48	32	16	0
حراستی ہلاکت	18	9	9	0
تعزیرات پاکستان کی دفعہ 295 سی کے تحت توہین مذہب	4	0	4	0
حراستی جنسی زیادتی	2			
کُل	55,207	30,021	22,836	

ماخذ: پنجاب پولیس، پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کی درخواست کے جواب میں۔

کرائم کنٹرول ڈیپارٹمنٹ (سی سی ڈی) کی قیادت میں پولیس مقابلے۔ ایچ آر سی پی کی میڈیا مانیٹرنگ ٹیم نے نوٹ کیا کہ اپریل میں پولیس مقابلوں میں اضافہ ہو گیا اور اکتوبر میں کمیشن کے جاری کردہ بیان میں اس معاملہ پر باضابطہ طور پر تشویش کا اظہار کیا گیا۔ پنجاب کا محکمہ انسدادِ جرائم (سی سی ڈی) پولیس آرڈر (ترمیمی) ایکٹ کے تحت قائم کیا گیا تھا۔ ایچ آر سی پی نے نتیجہ اخذ کیا کہ اس محکمے کی سربراہی میں 15 اپریل سے 31 دسمبر کے درمیان صوبہ میں کم از کم 707 مقابلے کیے گئے۔ ان مقابلوں میں 977 مشتبہ افراد ہلاک ہوئے، جبکہ صرف 2 پولیس افسران مارے گئے (ٹیبل 2 دیکھیں)۔ ان مقابلوں کی اوسط روزانہ 2 واقعات بنتے ہیں۔ مقابلوں کی یہ تعداد، پولیس اہلکاروں کے مقابلہ میں شہری ہلاکتوں کی غیر متناسب تعداد اور مقابلوں میں حالات کی مماثلت نے حقوق کی تنظیموں اور میڈیا میں تشویش پیدا کی اور انہوں نے شبہ ظاہر کیا کہ یہ مقابلوں کی آڑ میں کی جانے والی ماورائے عدالت ہلاکتیں ہیں۔

ٹیبل 2: 2025 میں پنجاب میں محکمہ انسدادِ جرائم کی قیادت میں مقابلے

مبینہ جرم/الزام	مقابلوں کی تعداد	ہلاک ملزمان کی تعداد
ڈکیتی	280	375
راہزنی	112	139
قتل	88	114
منشیات سے متعلق جرائم	70	127
جنسی زیادتی	20	23
شدت پسندی	10	32
اغوا	4	8
بھتہ خوری	1	2
تیزاب سے متعلق جرائم	1	1
دیگر	10	14
کوئی معلومات نہیں	111	140
کل	707	977

ماخذ: پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کا نالج مینجمنٹ سسٹم

تحریکِ لبیک پاکستان کا احتجاج۔ تحریکِ لبیک پاکستان ایک انتہائی دائیں بازو کی مذہبی سیاسی جماعت ہے۔ اکتوبر میں اس کے حامیوں نے غزہ میں فلسطینیوں سے اظہارِ یکجہتی کے لیے امریکی سفارت خانے کے باہر احتجاج کی غرض سے لاہور سے اسلام آباد کی جانب مارچ کیا۔ دفعہ 144 کے تحت عوامی اجتماعات پر پابندی کے باوجود انہوں نے مریدکے میں جی ٹی روڈ کے ساتھ کیمپ قائم کیے۔ حکام نے ان کے مارچ کو روکنے کے لیے سڑک میں خندقیں کھود دیں۔ 13 اکتوبر کو پنجاب پولیس اور رینجرز نے دس ہزار سے زائد قانون نافذ کرنے والے اہلکاروں کے ساتھ صبح ہونے سے پہلے مظاہرین پر چھاپہ مارا اور بڑے پیمانے پر ''گھیر اڈال کر تلاشی کی کارروائی'' شروع کی۔ اس کے نتیجے میں شدید جھڑپیں ہوئیں۔ تحریکِ لبیک پاکستان سے وابستہ سوشل میڈیا اکاونٹس نے دعویٰ کیا کہ قانون نافذ کرنے والے اداروں نے تنظیم کے تقریباً 500 حامیوں کو ہلاک کر دیا۔ تاہم پنجاب کے وزیرِ اطلاعات نے کہا کہ 3 عام راہگیر ہلاک ہوئے جبکہ 48 شہری اور 110 پولیس اہلکار زخمی ہوئے۔

اکتوبر میں، ٹی ایل پی کے حامیوں نے غزہ میں فلسطینیوں کے ساتھ یکجہتی کے اظہار اور امریکی سفارت خانے کے باہر احتجاج کے لیے لاہور سے اسلام آباد کی طرف مارچ کیا۔

ایچ آر سی پی نے اس کارروائی میں شفافیت کے فقدان پر تنقید کی۔ تحریکِ لبیک پاکستان کی نفرت انگیز تقاریر اور اشتعال انگیزی کی سابقہ تاریخ کو تسلیم کرتے ہوئے ایچ آر سی پی نے زور دیا کہ ضرورت سے زیادہ طاقت کا استعمال غیر منصفانہ تھا اور مطالبہ کیا کہ اس کاروائی کی فوری تحقیقات کی جائیں، ذمہ داروں کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے اور اس ضمن میں شفاف اصلاحات لائی جائیں۔ بعد ازاں وفاقی حکومت نے تحریکِ لبیک پاکستان پر پابندی عائد کر دی۔

'ہنی ٹریپ' کے واقعات۔ سال بھر پنجاب پولیس نے آن لائن ہنی ٹریپ اور بھتہ خوری کے متعدد واقعات رپورٹ کیے۔ مارچ میں لاہور پولیس نے 7 مشتبہ افراد کو گرفتار کیا جن میں 2 پولیس اہلکار اور 3 خواتین شامل تھیں۔ اُن پر الزام تھا کہ انہوں نے سوشل میڈیا کے ذریعے متاثرین کو پھنسایا اور ان سے کہا کہ ان سے متعلق قابلِ اعتراض مواد اس صورت میں نشر نہیں کریں گے اگر اس کے بدلہ انہیں رقم دی جائے 15۔ جون میں راولپنڈی حکام نے ایک

گروہ کے خلاف مقدمہ درج کیا، جس میں ایک پولیس سب انسپکٹر اور ایک سرکاری وکیل شامل تھے۔ ان دونوں پر جعلی شناختوں اور خواتین کو استعمال کر کے شہریوں سے بھتہ وصول کرنے کا الزام تھا۔ دسمبر میں سرگودھا کے سیٹلائٹ ٹاؤن پولیس تھانہ نے اسی نوعیت کے جرم میں ملوث ایک خاتون کے خلاف مقدمہ درج کیا جبکہ سرگودھا میں اس سے متعلق کم از کم 9 اور فیصل آباد میں 21 مقدمات سامنے آئے۔

حراستی تشدد۔ ایک واقعہ میں بہاولنگر کے ڈونگا بونگا پولیس تھانہ کے 4 پولیس اہلکاروں کے خلاف 37 سالہ محمد تعبیر کو حراست میں تشدد کر کے قتل کرنے کے الزام میں مقدمہ درج کیا گیا اور 2 اہلکار گرفتار کیے گئے۔ مرنے والے کے بھائی نے ایف آئی آر درج کروائی جس میں الزام لگایا گیا کہ تعبیر کے مخالفین نے مقامی پولیس کو رشوت دی اور پولیس نے زمین کے تنازع پر تعبیر کو گرفتار کر لیا، جھوٹے مقدمے میں پھنسایا اور تشدد کا نشانہ بنایا۔ وہ 30 اپریل کو ہسپتال میں دم توڑ گیا۔

پولیس تفتیش کاروں کی جانب سے حراستی تشدد اور ہلاکت کے مقدمات نمٹانے کے طریقۂ کار پر لاہور ہائی کورٹ نے جولائی میں تشویش کا اظہار کیا اور ہدایت دی کہ ایسے مقدمات کی تحقیقات مقامی پولیس سے لے کر تشدد اور حراستی ہلاکت (روک تھام اور سزا) کے ایکٹ 2022 کے تحت وفاقی تحقیقاتی ادارے (ایف آئی اے) کے سپرد کی جائیں۔

قید خانے اور قیدی

محکمہ جیل خانہ جات کے سرکاری اعداد و شمار کے مطابق پنجاب میں مجموعی طور پر 45 جیلیں تھیں، جن کی مجموعی گنجائش 38,980 قیدیوں کی تھی، جبکہ جیلوں میں 70,994 قیدی موجود تھے۔ ان میں 328 خواتین قیدی شامل تھیں جو اپنے بچوں کے ساتھ جیل کے اندر رہ رہی تھیں اور 1,077 غیر ملکی شہری بھی شامل تھے۔ مجموعی طور پر 1,374 قیدی سزائے موت کے منتظر تھے جبکہ 81 قیدی ذہنی صحت کے مسائل میں مبتلا قرار دیے گئے۔ قید کے دوران 18 قیدیوں کی مبینہ طور پر ''غیر فطری اموات'' ہوئیں۔ ٹیبل 3 میں قیدیوں کی اقسام کی تفصیل فراہم کی گئی ہے۔

ٹیبل 3: 2025 میں پنجاب میں قیدیوں کی تعداد

قیدیوں کی نوعیت	زیرِ سماعت	سزا یافتہ
کُل قیدی	50,898	16,669
مرد	49,036	16,179
خواتین	1,159	370
ٹرانس جینڈر افراد	0	0
نابالغ افراد	703	120

ماخذ۔ محکمہ جیل خانہ جات، پنجاب

ٹیبل 4 سے ظاہر ہوتا ہے کہ بالغ قیدیوں کی اکثریت قتل کے الزامات میں قید تھی، جس کے بعد منشیات سے متعلق جرائم کا نمبر آتا ہے۔ اسی طرح کم عمر مجرموں کی اکثریت ریپ کے الزامات میں قید تھی اور دوسرے نمبر پر وہ تھے جن پر قتل کے مقدمات تھے۔

ٹیبل 4: 2025 میں جرائم کی اقسام کے اعتبار سے پنجاب میں قیدیوں کی تعداد

جرم کی نوعیت	بالغ		نابالغ		کُل
	مرد	خواتین	مرد	خواتین	
قتل	14,591	293	146	3	15,033
منشیات کنٹرول ایکٹ	13,664	371	36	0	14,071
اقدامِ قتل	2,777	35	37	1	2,850
ریپ	1,657	20	188	0	1,865
انسدادِ دہشت گردی ایکٹ	1,452	11	8	0	1,471
اغوا، زبردستی لے جانا	1,186	29	2	0	1,271
منشیات کنٹرول ایکٹ 1997، سیکشن 9بی	1,112	27	3	0	1,142
غیر فطری جرائم	915	4	26	0	945
ریپ	823	2	13	0	838

	بالغ		نابالغ		کُل
	مرد	خواتین	مرد	خواتین	
توہین مذہب	796	15	1	0	812
مجرمانہ حملہ	524	29	1	0	554
پاکستان آرمی ایکٹ 1952	479	0	2	0	481
پولیس کی حراست	401	5	0	0	406
تحفظ امنِ عامہ آرڈیننس (ایم پی او)	365	0	0	0	365
منشیات کنٹرول ایکٹ 1997، سیکشن 9بی	322	15	0	0	337
عورتوں کی عصمت پر حملہ	328	4	1	0	333
عورتوں کو غلط نیت سے مقید کرنا	198	10	1	0	209
اتلاف عدو۔ صلاحیت عدو	184	3	2	0	189
سرحد پار کرنا	170	2	0	0	172
حمل گرانا، رضامندی اور بغیر رضامندی کے	137	0	0	0	137
فارنرز ایکٹ 1946 سیکشن 4	125	4	0	0	129
فارنرز ایکٹ 1946 سیکشن 52	113	10	0	0	123
ذہنی عدم توازن سیکشن 471 سی آر پی سی	115	0	2	0	117
فارنرز ایکٹ 1946 سیکشن 14/13	94	16	1	0	111
غلط طور پر کسی کو روکنا، کسی کو محبوس کرنا	88	18	0	0	106
زنا	80	11	0	0	91
مسلح افواج پر حملہ	77	3	0	0	80
اقدام خودکشی	64	0	0	0	64
نقص امن	25	0	0	0	25
دیگر	26,124	353	244	0	26,721
کُل	68,986	1,290	714	4	70,994

ماخذ: محکمہ جیل خانہ جات پنجاب

ٹیبل 5 میں پنجاب بھر کی جیلوں میں موجود قیدیوں کو دستیاب سہولتوں کا بتایا گیا ہے۔

ٹیبل 5: 2025 میں پنجاب کی جیلوں میں سہولیات

صحت کی سہولیات	تمام جیلوں کی تعداد
جیل کے ہسپتال	45
ماہرین نفسیات	60
سائیکاٹرسٹ (نفسیاتی امور کے ڈاکٹر)	54
منشیات سے بحالی کے مراکز	17
طبی عملہ	188
پروبیشن اور پیرول افسران	100
تعلیمی مراکز	44 (مذہبی تعلیم)
فنی تعلیم کے مراکز	تمام جیلیں
لائبریریاں	44
ویڈیو سماعت کے نظام	09 (سینٹرل جیل)
جیلوں اور بیرکوں میں ہنگامی بٹن	-
کُل اسٹاف	21,722

ماخذ: محکمہ جیل خانہ جات، پنجاب

سابق وزیرِ اعظم عمران خان 2022 سے قید ہیں۔ سال کے آخر میں یہ اطلاعات سامنے آئیں کہ عمران خان کو اپنے خاندان، پارٹی رہنماؤں یا اپنی قانونی ٹیم سے ملاقات کی اجازت نہیں دی جا رہی۔ عمران خان کی ایک بہن کو ملاقات کی اجازت ملی تو انہوں نے دعویٰ کیا کہ عمران خان کو بڑی حد تک قیدِ تنہائی میں رکھا گیا ہے اور ان کے رابطے اور ملاقات کے حقوق محدود ہیں۔ حکام کا مؤقف تھا کہ ملاقاتیں جیل کے ضوابط اور حفاظتی طریقہ کار کے مطابق ہونی چاہئیں۔

پنجاب ایڈز کنٹرول پروگرام کی جانب سے کی گئی ایک اسکریننگ کی رپورٹ اگست میں شائع ہوئی۔ اس جانچ کے مطابق پنجاب کی 43 جیلوں میں 645 ایسے قیدی تھے جو ایچ آئی وی وائرس سے متاثر تھے۔ وی راولپنڈی کی اڈیالہ جیل میں سب سے زیادہ 148 کیسز سامنے آئے، اس کے بعد کیمپ جیل لاہور میں 83، سینٹرل جیل فیصل آباد میں 37 اور کوٹ لکھپت اور گوجرانوالہ کی سنٹرل جیلوں میں 27، 27 کیسز رپورٹ ہوئے۔ رپورٹ میں کہا گیا کہ جیلوں میں گنجائش سے زیادہ قیدیوں کی موجودگی اور محدود طبی سہولیات مؤثر روک تھام اور علاج کے لیے سنگین مشکلات کا باعث ہیں 20۔

جیلوں کے حالات بہتر بنانے کے لیے کئی اقدامات کیے گئے جو مندرجہ ذیل تھے: مئی میں ڈسٹرکٹ جیل لاہور میں اسمارٹ لائبریری منصوبہ، پنجاب کی جیلوں میں 37 جونیئر ماہرینِ نفسیات کی تعیناتی، محکمہ سیاحت کے تعاون سے 40 جیلوں میں 40,000 قیدیوں کو ایک ماہ کی مفت فنی تربیت فراہم کرنے کا پروگرام اور لاہور کی کیمپ جیل میں کھلی ورزش گاہ کا قیام۔

سزائے موت

نچلی عدالتوں نے توہینِ مذہب سے متعلق متعدد مقدمات میں سزائے موت سنائی۔ جنوری میں ایک ایڈیشنل سیشن عدالت نے سوشل میڈیا پر مقدس شخصیات کے خلاف مواد شائع کرنے کے الزام میں 4 ملزمان کو سزائے موت سنائی۔ عدالت نے مختلف قانونی دفعات کے تحت مجموعی طور پر 80 سال عمر قید اور 52 لاکھ روپے جرمانہ بھی عائد کیا۔ مزید برآں مارچ میں راولپنڈی کی ایک عدالت نے توہینِ مذہب کے الزام میں 5 مردوں کو سزائے موت، عمر قید اور مجموعی طور پر 100 سال قید کی سزا سنائی کیونکہ انہوں نے سوشل میڈیا پر "قابلِ اعتراض" مواد پھیلایا تھا۔

ریپ کے مجرموں پر بھی سزائے موت کا اطلاق کیا گیا۔ اڈیالہ جیل میں چار زیرِ سماعت قیدیوں پر الزام تھا کہ انہوں نے 2024 کی نئے سال کی رات کو ایک ساتھی مرد قیدی کے ساتھ زبردستی جنسی بد فعلی کی اور اسے قتل کر دیا۔ 27 ایک ایڈیشنل ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج نے ان چاروں افراد کو ریپ اور قتل کے جرم میں سزائے موت سنائی۔ ایک اور واقعے میں اپریل کے دوران ٹوبہ ٹیک سنگھ کی عدالت نے ایک شخص پر کم عمر لڑکے کے اغوا، زیادتی اور قتل کے جرم میں 3 مرتبہ سزائے موت اور پانچ لاکھ روپے جرمانہ عائد کیا۔

اظہارِ رائے کی آزادی

جنوری میں قومی اسمبلی نے الیکٹرانک جرائم کی روک تھام کے قانون پیکا میں ترمیم کرتے ہوئے صحافیوں اور آن لائن مواد تخلیق کرنے والوں کے لیے سزاؤں کی شدت میں اضافہ کردیا۔ اس اقدام پر حقوقِ انسانی کی تنظیموں، میڈیا کی تنظیموں اور سیاسی کارکنوں کی جانب سے شدید مذمت کی گئی۔ اُنھوں نے خبردار کیا کہ ترمیم شدہ قانون، خصوصاً ”جعلی یا جھوٹی خبروں“ سے متعلق دفعہ 26اے، میں واضح حفاظتی اقدامات اور مخصوص و متعین تعریفوں کا فقدان ہے۔ ناقدین نے خبردار کیا کہ اس ابہام سے اختلافِ رائے دبانے اور اظہارِ رائے کی آزادی محدود کرنے کے لیے قانون کے غلط استعمال کا خطرہ پیدا ہوتا ہے۔ پاکستان فیڈرل یونین آف جرنلسٹس کے صدر افضل بٹ نے ترمیم شدہ قانون کو ”کالا قانون“ قرار دیتے ہوئے اس کی منسوخی کا مطالبہ کیا۔

پیکا (2016 کی ترامیم کو انسانی حقوق کی تنظیموں، میڈیا کے اداروں اور سیاسی کارکنوں کی جانب سے شدید مذمت کا سامنا کرنا پڑا۔ انسانی بے دخلی کا سلسلہ سختی سے جاری رہا۔

ڈیجیٹل حقوق فاؤنڈیشن کی تحقیق کے مطابق پنجاب میں قومی سائبر جرائم کے تحقیقاتی ادارہ (این سی آئی اے) نے الیکٹرانک جرائم کی روک تھام کے قانون پیکا اور تعزیراتِ پاکستان کے تحت سوشل میڈیا استعمال کرنے والوں کے خلاف 21 مقدمات درج کیے۔ ان مقدمات میں بنیادی طور پر ریاستی اداروں اور پنجاب کی وزیرِ اعلیٰ مریم نواز شریف کے خلاف غلط معلومات، پروپیگنڈہ یا توہین آمیز مواد پھیلانے کے الزامات شامل تھے۔

جون میں پنجاب حکومت نے پنجاب عوامی آگاہی اور معلومات کی تشہیر کا ایکٹ 2025 متعارف کرایا اور منظور کیا۔ اس قانون کا مقصد حکومتی منصوبوں اور اقدامات سے متعلق آگاہی مہمات کو منظم کرنا تھا اور اس میں یہ شرط رکھی گئی کہ اس قانون سے متعلق معاملات پر کسی عدالت کو اختیارِ سماعت حاصل نہیں ہوگا۔ صحافی تنظیموں اور سیاسی حزبِ اختلاف نے اس بل پر متعدد بنیادوں پر تنقید کی، جن میں سنسرشپ کے خدشات، عوامی فنڈز کے استعمال پر سوال

اٹھانے کے شہریوں کے حق کی خلاف ورزی، سیاسی تشہیر کے لیے ممکنہ استعمال اور عدالتی نگرانی پر پابندی شامل تھے۔ پاکستانی اخبارات کے مدیران کی کونسل (سی پی این ای) نے قرار دیا کہ یہ قانون صحافیوں سے حکومتی اقدامات پر سوال کرنے کا حق چھین کر انہیں خاموش کرنے کی کوشش ہے۔

فریڈم نیٹ ورک نامی تنظیم کے مطابق پنجاب بھر میں میڈیا سے وابستہ افراد پر 52 حملے ہوئے (ٹیبل 6)۔ سب سے زیادہ رپورٹ ہونے والی دھمکی یہ تھی کہ "قانونی کارروائی کی جائے گی"۔ ایسے 9 واقعات سامنے آئے جبکہ زخمی کرنے والے حملوں اور بدسلوکی کے واقعات 7، 7 واقعات رپورٹ ہوئے۔ پاکستان پریس فاؤنڈیشن نے بھی صحافیوں اور میڈیا سے وابستہ افراد پر حملوں کی تقریباً اتنی ہی تعداد رپورٹ کی۔

ٹیبل 6: 2025 میں پنجاب میں میڈیا کے عملے پر حملے

اقسام	کیسز کی تعداد
قانونی کارروائی کی دھمکی (نجی / ریاست کی طرف سے)	9
گرفتاری (مقدمے / ایف آئی آر / رسمی الزام کی بنیاد پر)	3
جان سے مارنے کی دھمکی	3
زخمی کیے بغیر حملہ (دھکم پیل، وغیرہ)	7
زخمی کر دینے والا حملہ	7
گمشدگی	1
اغوا	2
اقدام قتل	3
حراست (مقدمہ درج کیے بغیر)	4
نقصان پہنچانے کی دھمکی (قتل کے علاوہ)	3
ڈیجیٹل دھمکیاں (ہراساں کرنا، ٹرولنگ)	4
املاک پر حملہ	1
حقیقی قانونی کارروائی	5
کُل	52

ماخذ۔ فریڈم نیٹ ورک

پُرامن اجتماع کی آزادی

اکتوبر میں، تحریکِ لبیک پاکستان نے احتجاج کی کال دی تو پنجاب حکومت نے عوامی نظم ونسق اور دہشت گردی کے خطرات کا حوالہ دیتے ہوئے جلسوں، احتجاج، دھرنوں اور عوامی اجتماعات پر پابندی عائد کر دی۔ ضابطہ فوجداری 1898 کی دفعہ 144 پورے صوبے میں نافذ کی گئی اور وقتاً فوقتاً اس میں توسیع کی جاتی رہی۔

اگست بھر پاکستان تحریکِ انصاف کے حامیوں نے لاہور، ساہیوال، اوکاڑہ، سیالکوٹ اور مظفر گڑھ سمیت پنجاب بھر میں احتجاج کیا، جس میں پارٹی کے قائد عمران خان کی رہائی کا مطالبہ کیا گیا۔ حکام نے جلسوں سے پہلے اور ان کے دوران مختلف مقامات پر چھاپے مارے اور جماعت کے سینکڑوں کارکنان کو حراست میں لیا۔ ان میں 5 اگست کے احتجاج سے قبل صرف لاہور میں 300 سے زائد گرفتاریاں شامل تھیں۔ اس سے قبل 8 فروری کو بھی متعدد اضلاع میں مظاہرین کو کریک ڈاؤن کا سامنا کرنا پڑا۔

دسمبر کی 26 تاریخ کو پولیس نے خیبر پختونخوا کے وزیرِ اعلیٰ سہیل آفریدی کے لاہور کے لبرٹی چوک میں ریلی کو سڑکوں کی بندش اور سخت حفاظتی انتظامات کے ذریعے محدود کر دیا۔

تاجروں اور چھوٹے کاروباری مالکان نے نو قائم شدہ پیرا فورس کے خلاف احتجاج کیا اور الزام لگایا کہ یہ ادارہ تجاوزات اور شہری نفاذ کے بہانہ دکانداروں اور خوانچہ فروشوں کو ہراساں کرتا ہے۔ اکتوبر میں راولپنڈی کے پیرودھائی میں تاجروں نے پیرا کے چھاپوں اور معائنوں کے خلاف سڑکوں پر احتجاج کیا۔ بعض نے شکایت کی کہ اہلکار رسید دیے بغیر خوانچہ فروشوں سے رقم وصول کرتے ہیں۔

اپریل میں مظاہرین نے خصوصی سرمایہ کاری سہولت کونسل (ایس آئی ایف سی) کے نہری منصوبے کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے سندھ پنجاب سرحد پر کمون شہید مقام کے قریب قومی شاہراہ بند کر دی۔ بعد ازاں وفاقی حکومت نے مشترکہ مفادات کونسل کی منظوری تک نہروں پر تعمیراتی کام روک دیا۔

سوچ، ضمیر اور مذہب کی آزادی

احمدیوں پر حملے۔ احمدی برادری کو مسلسل ظلم و ستم کا سامنا رہا۔ مئی میں احمدیہ برادری سے تعلق رکھنے والے امراض معدہ کے ماہر، 58 سالہ ڈاکٹر محمود شیخ کو سرگودھا کے ایک نجی اسپتال میں گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا38۔ اس سے قبل اپریل میں قصور میں 42 احمدیوں کو اس الزام میں گرفتار کر لیا گیا کہ انہوں نے ایک گھر کو مبینہ طور پر عبادت گاہ میں تبدیل کر دیا تھا۔

جون میں لاہور ہائی کورٹ بار ایسوسی ایشن نے پنجاب کے انسپکٹر جنرل پولیس کو خط لکھا، جس میں احمدیہ برادری کو عیدالاضحیٰ پر اسلامی رسومات ادا کرنے سے روکنے کا مطالبہ کیا گیا۔ اس کے جواب میں ایچ آر سی پی نے مطالبہ کیا کہ بار ایسوسی ایشن فوری طور پر یہ خط واپس لے۔

جولائی میں گوجرانوالہ میں ایک احمدی شخص کو محرم کی 10 تاریخ کو اجتماعی کھانا تقسیم کرنے پر توہینِ مذہب کے الزام میں گرفتار کر لیا گیا اور بعد ازاں 7 روزہ جسمانی ریمانڈ کے بعد جیل بھیج دیا گیا۔

اپریل میں پنجاب ہاؤسنگ اور ٹاؤن پلاننگ ایجنسی نے رہائشی اور تجارتی پلاٹوں کی نیلامی کا اشتہار شائع کیا، جس میں جماعتِ احمدیہ کے مرکز چناب نگر میں پلاٹوں کی نیلامی میں احمدیہ برادری کے افراد کو شرکت کرنے سے خارج کر دیا گیا تھا۔

اگست میں تحریکِ لبیک پاکستان کے رہنما حافظ رفاقت کی مبینہ قیادت میں ایک ہجوم نکلا جو اینٹوں اور سلاخوں سے مسلح تھا۔ اس ہجوم نے فیصل آباد میں احمدیوں کی دو عبادت گاہوں پر حملہ کیا۔ بعد میں پولیس نے 300 افراد کے خلاف مقدمہ درج کیا اور 25 کو گرفتار کیا۔

جماعتِ احمدیہ سے حاصل شدہ معلومات کے مطابق، برادری کے افراد پر دیگر حملوں کے علاوہ، دو افراد کو ہدف بنا کر قتل کیا گیا۔ احمدیوں کی 254 قبروں کی بے حرمتی کی گئی یا انہیں نقصان پہنچایا گیا۔ 21 عبادت گاہیں منہدم کی گئیں اور 9 مرحومین کی سرکاری قبرستانوں میں تدفین کرنے کی اجازت نہیں دی گئی۔ مجموعی طور پر 2025 میں ظلم و ستم کے اعداد و شمار بڑی حد تک 2024 جیسے ہی رہے (ٹیبل 7 ملاحظہ ہو)۔

حقوق

ٹیبل 7: 2025 میں پنجاب میں احمدیہ کمیونٹی پر حملے

حقوق کی خلاف ورزی	رپورٹ ہونے والے واقعات کی تعداد
قبروں کی بے حرمتی	254
عبادت گاہوں کی توڑ پھوڑ، مسماری	21
مذہبی جرائم کی بنا پر گرفتاریاں	48
عقیدے کی بنا پر ہلاکتیں	2
توہین مذہب اور عقیدے کی بنیاد پر الزامات	125
عقیدے کی بنیاد پر جسمانی حملے	10

ماخذ۔ جماعت احمدیہ پریس سیکشن

توہینِ مذہب۔ پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) کی رپورٹ، ”خوف کے سائے 25-2024 میں مذہب یا عقیدہ کی آزادی“ میں کہا گیا کہ پنجاب محکمہ جیل خانہ جات کی سرکاری ویب سائٹ پر 17 جون 2025 تک دستیاب اعداد و شمار کے مطابق توہینِ مذہب کے مقدمات میں 729 قیدی موجود تھے۔ ان میں 51 خواتین اور 2 کم عمر افراد شامل تھے۔ ان میں سے 679 زیرِ سماعت قیدی تھے جن میں 48 خواتین شامل تھیں۔ 39 مرد مجرم قرار دیے گئے تھے۔ 19 افراد کی سزائے موت کی ابھی توثیق نہیں ہوئی تھی جن میں 2 خواتین شامل تھیں جبکہ 2 مردوں کی سزائے موت کی تصدیق ہو چکی تھی۔

15 ستمبر کو ٹوبہ ٹیک سنگھ میں جڑانوالہ حملہ کے متاثرین نے ایک پریس کانفرنس کرتے ہوئے شکایت کی کہ 2023 میں ان کے گھروں اور گرجا گھروں پر حملوں کے دوران جو نقصانات ہوئے تھے دو سال گزرنے کے باوجود حکومت اب تک ان کا مکمل معاوضہ فراہم نہیں کر سکی۔

نقل و حرکت کی آزادی

پاکستانی حکام نے ملک بھر کے ہوائی اڈوں پر، بشمول لاہور اور سیالکوٹ، 66,150 سے زائد مسافروں کو جہازوں سے اتار دیا۔ مبینہ طور پر یہ کارروائی غیر قانونی ہجرت اور انسانی اسمگلنگ کے خلاف مہم کا حصہ تھی۔ یہ تعداد 2024 کے مقابلے میں تقریباً دوگنی ہے۔

وفاقی تحقیقاتی ادارے (ایف آئی اے) نے اس کا زیادہ تر سبب یہ بتایا کہ مسافر یا تو امیگریشن کی چیکنگ میں ٹھیک نہیں نکلے کیونکہ ان کے پاس درست یا مکمل دستاویزات موجود نہیں تھیں یا ان پر انسانی اسمگلروں سے تعلق رکھنے کا شبہ تھا۔ تاہم ایک اخباری اداریے میں کہا گیا کہ جہاز سے اتارے جانے کی وجوہات "تشریح طلب" ہیں کیونکہ یہ واضح نہیں کیا گیا کہ کون سی مطلوبہ دستاویزات نہیں تھیں یا انسانی اسمگلروں سے تعلق سے کیا مراد تھی۔

موٹر وہیکل آرڈیننس 2025 کے خلاف ٹرانسپورٹرز کے احتجاج اور ہڑتال کے باعث پنجاب بھر میں ٹرانسپورٹ سروسز کئی روز تک معطل رہیں۔ انسانی بے دخلی کا سلسلہ سختی سے جاری رہا۔

اکتوبر میں پنجاب حکومت نے بڑے شہروں، خصوصاً جی ٹی روڈ کے ساتھ داخلی اور خارجی راستوں کو شپنگ کنٹینرز اور رکاوٹیں لگا کر بند کر دیا۔ یہ اقدام تحریکِ لبیک پاکستان کے اسرائیل مخالف احتجاج کو محدود کرنے کے لیے کیا گیا۔ اس کے نتیجے میں ٹریفک معطل ہوگئی اور شہریوں کی نقل و حرکت کی آزادی محدود ہو گئی47۔ مزید برآں پنجاب ماس ٹرانزٹ اتھارٹی نے تحریکِ لبیک پاکستان کی اسرائیل مخالف احتجاجی ریلی کے اعلان کے بعد ملتان روڈ پر تشدد کے باعث لاہور اورنج لائن میٹرو ٹرین کو دو دن کے لیے معطل کر دیا، جس سے مسافروں کی نقل و حرکت مزید متاثر ہوئی۔

دسمبر میں موٹر وہیکل آرڈیننس 2025 کے خلاف ٹرانسپورٹروں کی ہڑتال ہوئی جس کے باعث پنجاب بھر میں کئی دن تک ٹرانسپورٹ خدمات معطل رہیں۔ ٹرانسپورٹرز نے خاص طور پر بھاری جرمانوں اور ڈرائیوروں کے خلاف ایف آئی آرز کی بڑھتی ہوئی تعداد کے خلاف احتجاج کیا۔ اس ہڑتال سے عوام کے سفر، سامان کی ترسیل اور تجارتی رسد کے نظام میں خلل پڑا۔ صوبائی حکومت کے ساتھ مذاکرات کے بعد 7 دسمبر کو ہڑتال ختم کر دی گئی۔

شخصی آزادی کا حق

اپریل میں پنجاب پولیس نے قصور میں ایک فارم ہاؤس پر ہونے والی تقریب پر چھاپہ مارا اور منشیات کے مبینہ استعمال، بلند آواز موسیقی اور "غیر اخلاقی" روّیے کے الزام میں 55 افراد کو حراست میں لیا۔ سوشل میڈیا پر پریشان کن ویڈیوز گردش کرتی رہیں، جن میں دکھایا گیا کہ خواتین سمیت زیرِ حراست افراد کو ذلیل کیا گیا اور ان کے سر منڈوائے گئے۔ لاہور ہائی کورٹ نے ویڈیوز بنانے میں ملوث پولیس اہلکاروں کو توہینِ عدالت کے نوٹس جاری کیے، زیرِ حراست افراد کی رہائی یقینی بنائی اور کہا کہ پولیس کے طرزِ عمل اور سوشل میڈیا کے استعمال سے متعلق مزید سخت حفاظتی اقدامات کیے جائیں۔

کالجوں میں ثقافتی سرگرمیاں بھی بڑھتی ہوئی نگرانی کی زد میں آئیں۔ مئی میں اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور میں شعبہ ریاضی میں منعقد ہونے والی ایک رقص کی تقریب کی ویڈیو منظرِ عام پر آئی تو یونیورسٹی کے وائس چانسلر ڈاکٹر محمد کامران نے اس تقریب کی تحقیقات کا حکم دے دیا۔

اسی ماہ پنجاب کے ڈائریکٹوریٹ ہدایاتِ عامہ (پبلک انسٹرکشنز) نے صوبے بھر کے تمام سرکاری اور نجی کالجوں میں تفریحی میلوں اور کھیلوں کی تقریبات پر پابندی عائد کر دی اور ایسی ہم نصابی سرگرمیوں کو "غیر اخلاقی" اور "فحش" قرار دے دیا۔

جمہوری پیش رفت

سیاسی شرکت

23 نومبر کے ضمنی انتخابات میں حکمران پاکستان مسلم لیگ (ن) نے قومی اسمبلی کے 5 حلقوں —این اے 96 اور این اے 104 (فیصل آباد)، این اے 129 (لاہور)، این اے 143 (ساہیوال) اور این اے 185 (ڈیرہ غازی خان) —اور پنجاب اسمبلی کے 7 حلقوں —پی پی 73 (سرگودھا)، پی پی 87 (میانوالی)، پی پی 98، پی پی 115، اور پی پی 116 (فیصل آباد)، پی پی 203 (ساہیوال)، اور پی پی 269 (مظفر گڑھ) —میں کامیابی حاصل کی۔ پاکستان مسلم لیگ (ن) نے تمام نشستیں جیتیں، سوائے پی پی 269 کے، جہاں اس نے پاکستان پیپلز پارٹی کے علمدار قریشی کے مقابلے میں امیدوار کھڑا نہیں کیا تھا۔

قومی اسمبلی کی نشست این اے 129 لاہور کے علاوہ تمام نشستیں 9 مئی 2023 کے واقعات کے بعد پاکستان تحریکِ انصاف کے حمایت یافتہ قانون سازوں کی سزا اور برطرفی کے باعث خالی ہوئی تھیں۔ این اے 129 لاہور کی نشست پاکستان تحریکِ انصاف کے سینئر رہنما میاں محمد اظہر کے انتقال کے بعد خالی ہوئی تھی۔

فری اینڈ فیئر الیکشن نیٹ ورک (فافن) نے رپورٹ کیا کہ پنجاب اور خیبر پختونخوا کے 13 قومی اور صوبائی حلقوں میں ووٹرز کی شرحِ شرکت 2024 کے عام انتخابات کے 51 فیصد سے کم ہو کر نومبر کے ضمنی انتخابات میں 28 فیصد رہ گئی۔ فافن کے مطابق "مجموعی اعداد و شمار کے لحاظ سے دس لاکھ سے زیادہ یا پہلے کی نسبت 42 فیصد کم ووٹروں نے اپنا حقِ رائے دہی استعمال کیا۔"

پاکستان تحریکِ انصاف نے حکمران پاکستان مسلم لیگ (ن) پر ضمنی انتخابات میں دھاندلی کا الزام لگایا۔ پنجاب اسمبلی میں حزبِ اختلاف کے رہنما معین ریاض قریشی نے کہا کہ لاہور میں پولنگ اسٹیشنوں کے باہر قائم پاکستان تحریکِ انصاف کے تقریباً 99 فیصد کیمپ ختم کر دیے گئے تھے اور نصف سے زائد پولنگ اسٹیشنوں کی فہرستیں اس انداز میں تقسیم کی گئیں کہ ووٹرز غلط پولنگ اسٹیشنوں کی جانب چلے جائیں۔

اس سے قبل جون میں سپریم کورٹ کے آئینی بنچ نے مخصوص نشستوں کے مقدمہ میں پاکستان تحریکِ انصاف کی دائر کردہ درخواستیں مسترد کر دیں اور اپنے 12 جولائی 2024 کے پہلے فیصلے کو کالعدم قرار دیا۔ سابقہ فیصلے میں پاکستان تحریکِ انصاف کو پارلیمانی جماعت کے طور پر بحال کیا گیا تھا اور انہیں سنی اتحاد کونسل کے جھنڈے تلے پارلیمان میں مخصوص نشستوں کا دعویٰ کرنے کی اجازت دی گئی تھی۔

فیصلے کے بعد 2 جولائی کو پاکستان الیکشن کمیشن نے پنجاب اسمبلی میں 27 مخصوص نشستوں کی بحالی اور از سرِ نو تقسیم کا نوٹیفکیشن جاری کیا جن میں 24 نشستیں خواتین اور 3 غیر مسلموں کے لیے تھیں۔ ان میں سے پاکستان مسلم لیگ (ن) کو 23 نشستیں ملیں جن میں 21 خواتین اور 2 غیر مسلموں کی نشستیں شامل تھیں، پاکستان پیپلز پارٹی کو دو نشستیں دی گئیں، جن میں ایک خواتین اور ایک غیر مسلموں کی نشست تھی جبکہ پاکستان مسلم لیگ (ق) اور استحکامِ پاکستان پارٹی کو خواتین کے لیے ایک، ایک مخصوص نشست دی گئی۔

کم ہوتی ہوئی جمہوری گنجائش اور منتخب اسمبلیوں کا کردار

جون میں حزبِ اختلاف نے وزیرِ اعلیٰ مریم نواز کی تقریر میں خلل ڈالا جس کی پاداش میں اسپیکر نے حزبِ اختلاف کے 26 اراکین کی رکنیت 15 اجلاسوں کے لیے معطل کر دی اور ایوان کے صوتی نظام کو نقصان پہنچانے پر 10 قانون سازوں پر جرمانہ عائد کیا۔ اگلے ماہ پنجاب اسمبلی کا اجلاس اس وقت بدنظمی کا شکار ہو گیا جب حزبِ اختلاف کے اراکین نے 9 مئی 2023 کے ہنگاموں سے متعلق مقدمات میں پاکستان تحریکِ انصاف کے رہنماؤں کو سزائیں دیے جانے کے خلاف احتجاج کیا۔

ان واقعات سے قانون سازوں کی نگرانی کمزور ہونے، اتفاقِ رائے پیدا کرنے کے عمل کے زوال اور پنجاب میں قانون سازی کے دوران پارلیمانی روایات کمزور پڑنے سے متعلق خدشات نے جنم لیا۔ پنجاب مقامی حکومت (ترمیمی) ایکٹ 2025، جسے نہایت محدود بحث کے ساتھ جلد بازی میں منظور کیا گیا، اس رجحان کی ایک واضح مثال ہے۔

اکتوبر میں پاکستان تحریکِ انصاف کے اراکینِ پارلیمان نے پنجاب اسمبلی کی قائمہ کمیٹیوں سے استعفے دے دیے جس سے اسمبلیوں کا کردار مزید کم ہو گیا۔

مقامی حکومت

اکتوبر میں پنجاب حکومت نے پنجاب اسمبلی کے ذریعے مقامی حکومت (ترمیمی) ایکٹ 2025 منظور کیا۔ اس نئے قانون نے پنجاب مقامی حکومت ایکٹ 2022 کی جگہ لی۔ اس نئے ایکٹ کو تقریباً 5 دن میں نہایت تیزی سے اور حزبِ اختلاف کے اراکین کی ہنگامہ آرائی کے دوران منظور کیا گیا۔

ناقدین نے مؤقف اختیار کیا کہ نئے قانون نے مقامی حکومتوں کو شہریوں کے بجائے صوبائی حکومت اور انتظامیہ کے سامنے جواب دہ بنا دیا ہے۔ اختیارات نچلی سطح تک منتقل کرنے کی بجائے، اس قانون کا مقصد بالواسطہ انتخابات کرانا اور بڑھتے ہوئے انتظامی کنٹرول کے ذریعے اختیارات کو دوبارہ مرکزیت دینا تھا۔

اس سے قبل پاکستان الیکشن کمیشن نے 9 اکتوبر کو پنجاب مقامی حکومت ایکٹ 2022 کے تحت انتخابات کے لیے حلقہ بندیوں کا شیڈول جاری کیا تھا اور صوبائی حکومت کو ہدایت دی تھی کہ دسمبر کے آخری ہفتہ تک حلقہ بندیاں مکمل کر کے انتخابات کروائے جائیں۔ تاہم 2025 کے قانون کے نافذ ہونے کے بعد پاکستان الیکشن کمیشن نے حلقہ بندیوں کا شیڈول واپس لے لیا اور انتخابات ملتوی کر دیے تاکہ صوبہ کو نئے قانون کے تحت قواعد مرتب کرنے اور از سرِ نو حلقہ بندیاں کرنے کا وقت دیا جا سکے۔

نومبر کے آغاز میں پاکستان تحریکِ انصاف کے قانون سازوں نے پنجاب مقامی حکومت ایکٹ 2025 کو لاہور ہائی کورٹ میں چیلنج کیا۔ ان کا مؤقف تھا کہ قانون کی متعدد دفعات سیاسی جماعتوں کے کردار کو کمزور کرتی ہیں، منتخب نمائندوں کی جگہ انتظامی افسران کو اختیارات دیتی ہیں اور مالی اختیارات کو مرکزیت دیتی ہیں۔ یوں آئین کے آرٹیکل 17، 32، اور 140-اے جیسی آئینی ضمانتوں کی خلاف ورزی ہوتی ہے، جو سیاسی شرکت اور منتخب مقامی حکومتوں کو اختیارات کی منتقلی کی ضمانت دیتے ہیں۔

پس ماندہ افراد کے حقوق

عورتیں

پائیدار سماجی ترقی کی تنظیم (ایس ایس ڈی او) معلومات تک رسائی کے قوانین کے تحت حاصل کردہ معلومات کی بنیاد پر انسانی حقوق اور حکمرانی سے متعلق تحقیق اور وکالت کرنے والی ایک غیر سرکاری تنظیم ہے۔ اس تنظیم نے رپورٹ کیا کہ جنوری سے جون 2025 کے درمیان پنجاب میں خواتین کے خلاف تشدد کے 15,376 کیسز سامنے آئے۔ اس سے ظاہر ہوا کہ اس اعتبار سے پنجاب پاکستان کا سب سے زیادہ متاثرہ صوبہ تھا۔ رپورٹ ہونے والے کیسز میں زیادتی کے 1,651 واقعات، اغوا کے 9,166، غیرت کے نام پر قتل کے 89 اور گھریلو تشدد کے 4,455 واقعات شامل تھے۔

صنفی بنیاد پر تشدد کی نگرانی کرنے والی تنظیم ساحل نے رپورٹ کیا کہ 2025 کے پہلے 11 مہینوں کے دوران پاکستان میں خواتین کے خلاف تشدد کے واقعات میں 25 فیصد اضافہ ہوا جن میں سے 78 فیصد واقعات پنجاب میں پیش آئے۔ رپورٹ میں تجویز کیا گیا کہ صنفی بنیاد پر جرائم کی بلند شرح کی ایک وجہ صوبہ میں رپورٹنگ کا فعال نظام ہو سکتا ہے۔

مئی میں ایک تاخیر سے مگر مثبت پیش رفت ہوئی جب پنجاب ایسڈ کنٹرول ایکٹ 2025 منظور کیا گیا۔ یہ قانون، خصوصاً خواتین کے خلاف حملوں کی روک تھام کے لیے، تیزاب کی فروخت، ذخیرہ اندوزی اور نقل و حمل کو ریگولیٹ کرتا ہے۔ اس کے تحت تیزاب کے فروخت کنندگان کے لیے اجازت نامہ حاصل کرنا لازمی قرار دیا گیا، 18 سال سے کم عمر افراد کو تیزاب فروخت کرنے پر پابندی عائد کی گئی، واضح لیبل اور حفاظتی تدابیر لازم قرار دی گئیں اور بغیر اجازت تیزاب کی تجارت کو ناقابلِ ضمانت جرم قرار دیا گیا، جس کی سزا 3 سال تک قید اور بھاری جرمانے ہیں۔ اگر تیزاب کے کاروبار میں غفلت کے باعث کسی کو نقصان پہنچے تو یہ سزا بڑھا کر 2 سے 5 سال قید اور بھاری جرمانے تک ہو سکتی ہے۔

مریم نواز شریف کی زیرِ قیادت حکومت نے کئی اقدامات شروع کیے۔ اپریل میں "میری آواز، مریم نواز" کے نام سے پہلے ورچوئل پولیس تھانے کا باضابطہ افتتاح کیا گیا، جس سے خواتین کو پولیس تھانوں میں جسمانی طور پر جانے کی ضرورت ختم ہو گئی اور ان کی رازداری اور تحفظ یقینی بنایا گیا۔

مارچ میں آغوش پروگرام کے تحت حاملہ خواتین اور 2 سال سے کم عمر بچوں کی ماؤں کو 23,000 روپے فراہم کیے گئے۔ تاہم اس پروگرام کو ممکنہ طور پر آبادی میں اضافے کی حوصلہ افزائی کرنے کی بنا پر تنقید کا سامنا کرنا پڑا۔ جون میں پنجاب مویشی اثاثہ پروگرام کے تحت 2 ارب روپے مختص کیے گئے تاکہ جنوبی پنجاب کے 12 اضلاع میں 11,000 دیہی خواتین کو 4,870 گائیں اور بھینسیں فراہم کی جائیں، جس کا مقصد دودھ کی پیداوار بڑھانا، گھریلو آمدنی پیدا کرنا اور 55 سال تک عمر کی بیواؤں اور طلاق یافتہ خواتین کو بااختیار بنانا تھا۔69

سینیٹری نیپکنز پر عائد 40 فیصد تک سیلز ٹیکس سے متعلق قانونی مقدمات سال کے اختتام تک لاہور ہائی کورٹ میں چلتے رہے۔ درخواست گزار نے مؤقف اختیار کیا کہ یہ ٹیکس خواتین کی بنیادی صحت کی ضروریات کو پُر تعیش اشیا تصور کرتا ہے۔ دوسری جانب بین الاقوامی مالیاتی فنڈ (آئی ایم ایف) نے ایف بی آر کی جانب سے پیش کردہ اس تجویز کو مسترد کر دیا، جس میں مانعِ حمل اشیا اور سینیٹری پیڈز پر عائد 18 فیصد عمومی سیلز ٹیکس کو فوری طور پر ختم کرنے کی سفارش کی گئی تھی۔

بچے

اگرچہ وزیرِ اعلیٰ مریم نواز نے خواتین اور بچوں کے خلاف جرائم کو ایک سرخ لکیر قرار دیا تھا، لیکن سال کے دوران ایسے جرائم میں بہت کم کمی دیکھی گئی۔ پائیدار سماجی ترقی تنظیم (ایس ایس ڈی او) کے مطابق سال کے پہلے 6 مہینوں میں پنجاب میں بچوں کے خلاف تشدد کے 4,150 سے زائد واقعات رپورٹ ہوئے، یعنی اوسطاً روزانہ 23 واقعات۔ تاہم صرف 12 سزائیں ریکارڈ کی گئیں، جس کے نتیجے میں سزا کی شرح ایک فیصد سے بھی کم رہی۔

ستمبر میں ادارہ تحفظِ اطفال (چائلڈ پروٹیکشن بیورو) نے چیچہ وطنی میں ایک غیر رجسٹرڈ یتیم خانے پر چھاپہ مارا اور 18 بچوں کو بازیاب کروایا، جن میں سے 17 کا تعلق بلوچستان سے تھا۔ یہ کارروائی سوشل میڈیا پر وسیع پیمانے پر پھیلنے والی

ایک ویڈیو کے بعد کی گئی، جس میں دکھایا گیا تھا کہ ایک استاد ایک لڑکے کو ڈنڈے سے مار رہا ہے جبکہ دوسرے بچے اسے پکڑے ہوئے تھے 71۔ اسی مہینے میں بعد میں ساہیوال کی چائلڈ پروٹیکشن کورٹ نے حکم دیا کہ بچوں کو تصدیق شدہ والدین یا سرپرستوں کے حوالے کیا جائے۔

مارچ میں لاہور ہائی کورٹ نے فیصلہ دیا کہ ایک حیاتیاتی باپ قانونی طور پر بچے کی مالی کفالت کا پابند ہے، خواہ بچہ نکاح کے بغیر پیدا ہوا ہو یا ریپ کے نتیجے میں۔ یہ مقدمہ ایک خاتون سے متعلق تھا جس نے الزام لگایا کہ اس کا بچہ ریپ کے نتیجے میں پیدا ہوا، اس نے بتایا کہ ریپ کے بعد 2020 میں ایک بیٹی پیدا ہوئی۔ مارچ 2020 میں درخواست گزار خاتون کے خلاف تعزیراتِ پاکستان کی دفعات 376 اور 109 کے تحت ایف آئی آر درج کی گئی تھی۔

اکتوبر میں شائع ہونے والی ایک رپورٹ کے مطابق چھ سال سے کم عمر کم از کم 140 بچے پنجاب کی جیلوں میں قید اپنی ماؤں کے ساتھ رہ رہے تھے۔ سرکاری ریکارڈ کے مطابق ان بچوں میں 67 لڑکے اور 73 لڑکیاں شامل تھیں اور ان کو صوبے کی 45 جیلوں میں رکھا گیا تھا۔ پنجاب محکمہ داخلہ کے اعداد و شمار سے معلوم ہوا کہ راولپنڈی کی اڈیالہ جیل اور ملتان ویمن جیل میں سب سے زیادہ بچے موجود تھے، جبکہ سینٹرل جیل لاہور میں 10، گوجرانوالہ سینٹرل جیل میں 12، قصور ڈسٹرکٹ جیل میں دو اور شیخوپورہ میں تین بچے موجود تھے۔

متجنس (ٹرانس جینڈر) افراد

فیشن ڈیزائنر ماریہ بٹ المعروف "ماریہ بی" کو قومی سائبر جرائم تحقیقاتی ادارہ (این سی سی آئی اے) نے طلب کیا کیونکہ ایک شکایت میں الزام لگایا گیا تھا کہ ان کی سوشل میڈیا پر کی گئی پوسٹوں نے متجنس برادری کی بدنامی کی ہے۔ یہ شکایت ایک نجی تقریب کی ویڈیوز اور تصاویر شیئر کرنے کے بعد سامنے آئی، جنھیں ماریہ بی نے "اخلاقی اقدار کے منافی" قرار دیا تھا۔

ان کی پوسٹوں کے بعد لاہور پولیس نے تقریباً 60 متجنس افراد کے خلاف کارروائی کی۔ تاہم بعد میں ایک مجسٹریٹ نے یہ مقدمہ مسترد کرتے ہوئے کہا کہ کسی جرم سے ان افراد کو جوڑنے کے لیے کوئی قابلِ الزام ثبوت موجود نہیں تھا۔

اکتوبر میں پنجاب کے گورنر سردار سلیم حیدر خان نے متجنس افراد میں صحت کارڈ تقسیم کیے، جن کے ذریعے انہیں 600,000روپے تک کی رعایتی طبی سہولیات تک رسائی فراہم کی گئی۔

محنت کش

کم اجرتیں اور کمزور تحفظ۔ ستمبر میں پنجاب حکومت نے کم از کم ماہانہ اجرت کو 37,000روپے سے بڑھا کر 40,000روپے کرنے کا نوٹیفکیشن جاری کیا۔ اس اضافے کا اعلان جون میں بجٹ کے دوران کیا گیا تھا۔

پنجاب کم از کم اجرت ایکٹ 2019 پر عمل درآمد یقینی بنانے کے لیے پنجاب کے محکمہ محنت و انسانی وسائل نے اکتوبر میں ایک بڑی مہم شروع کی تاکہ کام کی جگہوں پر کم از کم اُجرت کے قوانین اور پنجاب پیشہ ورانہ تحفظ و صحت قانون 2019 (پنجاب آکیوپیشنل سیفٹی اینڈ ہیلتھ ایکٹ) کی اہم دفعات پر عمل یقینی بنایا جا سکے۔ جنوری سے ستمبر کے درمیان 1,330 کارخانوں کا معائنہ کیا گیا، جن میں سے 623 کے خلاف غیر ادا شدہ اُجرت، خراب حفاظتی اقدامات اور کارکنوں کے لیے حفاظتی سامان کی عدم فراہمی جیسی خلاف ورزیوں پر مقدمات قائم کیے گئے۔

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) نے اپنی رپورٹ، بعنوان ''بقا سے وقار تک: باوقار اجرت کی ضرورت''، میں باوقار اجرت کو ایک بنیادی حق تسلیم کرتے ہوئے کہا کہ کارکنوں کو نہ صرف اپنی بنیادی ضروریات پوری کرنے بلکہ وقار کے ساتھ زندگی گزارنے، چھ افراد کے خاندان کی کفالت کرنے اور خوراک، رہائش، بجلی و پانی، صحت اور تعلیم جیسے ضروری اخراجات پورے کرنے کے لیے 75,000روپے سے زیادہ ماہانہ آمدنی درکار ہے۔

جولائی میں راشن کارڈ سبسڈی پروگرام شروع کیا گیا تاکہ صوبے بھر کے 12 لاکھ مستحق خاندان مستفید ہو سکیں اور ہر رجسٹرڈ خاندان کو ماہانہ 3,000روپے سبسڈی فراہم کی گئی۔

مجوزہ پنجاب لیبر کوڈ 2025 سال بھر زیرِ بحث رہا اور محنت کشوں کے حقوق کے کارکنوں اور مزدور تنظیموں نے اس پر تنقید کی کہ یہ کوڈ محنت کشوں کے حقوق سے متعلق مندرجہ ذیل امور پر بین الاقوامی معیار پر پورا نہیں اُترتا: کارکنوں کی جانب سے یونین بنانا، اجتماعی سودے بازی کرنا، بچوں سے مشقت لینا، جبری مشقت اور کام کی جگہ پر امتیازی سلوک

سے آزادی۔ ان خدشات کا نوٹس لیتے ہوئے ایچ آر سی پی نے ایک رپورٹ شائع کی، جس میں سفارش کی گئی کہ پنجاب لیبر کوڈ کو آجروں اور کارکنوں سے بامعنی مشاورت کے ذریعے از سرِ نو مرتب کیا جائے تا کہ محنت کشوں کے حقوق کے بین الاقوامی معیار پر عمل درآمد یقینی بنایا جا سکے۔

انصاف تک رسائی میں تاخیر۔ انصاف تک رسائی میں تاخیر کے محنت کشوں پر شدید انسانی اثرات ہوتے ہیں۔ اس کی ایک واضح مثال کبیر والا میں قائم خوراک اور مشروبات کی ملٹی نیشنل کمپنی کے کارخانہ کے ایک مزدور رہنما آصف جاوید کے واقعے میں سامنے آئی۔ ایک لیبر تنازع کے فیصلے میں طویل تاخیر کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے اِس مزدور رہنما نے فروری میں لاہور ہائی کورٹ کے باہر خود سوزی کی کوشش کی۔ اگرچہ اسے بچا کر ہسپتال منتقل کر دیا گیا لیکن وہ چند روز بعد زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے دم توڑ گیا۔ اطلاعات کے مطابق یہ واقعہ اس کی برطرفی سے متعلق ایک ایسے مقدمے سے جڑا ہوا تھا جو پانچ سال سے عدالت میں زیرِ التوا تھا، حالانکہ اس سے پہلے ایک اور عدالت نے اس کی بحالی کے احکامات جاری کر دیے تھے۔ اب سابقہ فیصلے کے خلاف اپیل زیر التوا تھی۔

زرعی مزدور۔ 2025 کے سیلاب سے بحالی کسانوں کے لیے ایک بڑا مسئلہ بن گئی کیونکہ وہ عموماً گرمیوں کی فصل سے حاصل شدہ آمدنی کو سردیوں میں کاشت کے موسم کے لیے سرمایہ کاری میں استعمال کرتے ہیں۔ گرمیوں کی فصل کو پہنچنے والے نقصانات نے سردیوں کی فصل کاشت کرنے میں ان کی سرمایہ کاری کی صلاحیت کو شدید متاثر کیا۔

نومبر میں ایچ آر سی پی نے جنوبی پنجاب کے سیلاب زدہ علاقوں میں ایک فیکٹ فائنڈنگ مشن بھیجا، جس نے ملتان کی بستی لنگ اور بستی شیر شاہ اور اوچ شریف کی بستی جاٹ کھرپا کے خاندانوں کے خدشات قلم بند کیے۔ بستی لنگ کے رہائشیوں نے بتایا کہ اگرچہ سیلاب سے 300 گھر تباہ ہو گئے تھے، لیکن حکومت کی جانب سے وعدہ کردہ معاوضہ انہیں نہیں ملا۔

ستمبر کے آخر میں پاکستانی حکومت نے اعلان کیا کہ سیلاب سے متاثرہ کسانوں کو تقریباً 20,000 روپے فی ایکڑ معاوضہ دیا جائے گا۔ متاثرہ کسانوں نے دعویٰ کیا کہ یہ رقم زرعی زمین کی بحالی کی اصل لاگت کو پورا کرنے کے لیے ناکافی ہے، خاص طور پر بیجوں کے نقصان اور سیلابی پانی سے جمع ہونے والی بھاری گاد کے باعث۔

اس سے قبل اپریل میں ایچ آر سی پی نے ملتان میں کسان کنونشن منعقد کیا، جہاں جنوبی پنجاب بھر سے زرعی مزدور، کسان اور حقوق کے کارکن جمع ہوئے تاکہ موسمیاتی تبدیلی، زمین کے حقوق، کارپوریٹ زراعت اور زرعی پالیسی سازی میں خواتین، متجنس افراد اور اقلیتی برادریوں کو مسلسل نظر انداز کیے جانے سے متعلق فوری خدشات اجاگر کر سکیں۔

اندرونِ ملک نقل مکانی پر مجبور افراد

اگست میں پنجاب میں شدید مون سون سیلابوں کے باعث 15 لاکھ سے زیادہ افراد بے گھر ہو گئے، جیسا کہ صوبائی سینئر وزیر مریم اورنگزیب نے بتایا۔ سیلاب نے 2,038 دیہات کو زیرِ آب کر دیا اور ڈیرہ غازی خان، راجن پور، مظفر گڑھ، بہاولپور اور رحیم یار خان سمیت سب سے زیادہ متاثرہ اضلاع سے 481,000 سے زائد افراد کو محفوظ مقامات پر منتقل کیا گیا۔ سیلاب کے دوران بہت سے دیہاتیوں نے ابتدا میں انخلا سے انکار کیا اور اُمڈتے ہوئے سیلابی پانی کے باوجود اپنے مویشیوں کی حفاظت اور فصلوں کو بچانے کے لیے اپنے گھروں میں ہی رہے۔

مہاجرین

غیر دستاویزی افغان شہریوں کی بے دخلی اکتوبر میں اپنے آخری مرحلہ میں داخل ہو گئی۔ 13 اکتوبر کو پنجاب حکومت نے رپورٹ کیا کہ پاکستان کے غیر قانونی غیر ملکیوں کی وطن واپسی کے منصوبے کے تحت اس نے یکم اپریل سے اب تک تقریباً 42,913 افغان شہریوں کو ان کے وطن واپس بھیج دیا ہے85۔ اسی ماہ پنجاب پولیس نے راولپنڈی اور اٹک میں غیر دستاویزی افغان شہریوں کو جائیدادیں کرائے پر دینے کے الزام میں مالکانِ مکان کے خلاف 58 مقدمات درج کیے۔

اکتوبر ہی میں پنجاب حکومت نے ایک مخبر نظام (whistleblower system) متعارف کرانے کے منصوبے کا اعلان کیا تاکہ صوبے میں مقیم غیر دستاویزی تارکینِ وطن، خصوصاً افغان شہریوں، کی نشاندہی کر کے انہیں ملک بدر کیا جا سکے۔

سماجی، معاشی اور ماحولیاتی حقوق

تعلیم

پنجاب حکومت نے مالی سال 26-2025 کے لیے تعلیم کے بجٹ میں 21.2 فیصد اضافہ کیا اور اس مد میں 811.8 ارب روپے مختص کیے جو گزشتہ سال کے 669.83 ارب روپے کی نسبت زیادہ تھے۔ اس رقم میں ترقیاتی اور جاری اخراجات دونوں شامل تھے جن میں کلاس کے کمروں، انفارمیشن ٹیکنالوجی کی تجربہ گاہوں، وظائف اور دیگر تعلیمی معاونتی اقدامات کے لیے فنڈز شامل تھے۔

اس کے علاوہ 4,500 پرائمری، مڈل، اور ہائی اسکول غیر سرکاری تنظیموں اور دیگر نجی اداروں کے حوالے کیے گئے۔ یہ اقدام پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے ذریعے نافذ کیے جانے والے ایک وسیع تر تین مرحلوں پر مشتمل منصوبے کا حصہ تھا، جس کے تحت تقریباً 14,000 سرکاری اسکول غیر سرکاری تنظیموں اور نجی اداروں کو منتقل کیے جانے تھے۔

صوبے کا پہلے ہی کمزور تعلیمی ڈھانچہ اُس وقت مزید متاثر ہوا جب سیلاب سے تقریباً 3,000 اسکول متاثر ہوئے۔ پنجاب کے وزیر برائے اسکول ایجوکیشن رانا سکندر حیات نے ستمبر میں کہا کہ متاثرہ اسکولوں کی بحالی میں تقریباً تین ماہ لگیں گے۔

تاہم اکتوبر میں محکمہ نے اسکولوں کی سیلاب سے متاثرہ اور بوسیدہ عمارتوں کی مرمت کے لیے پہلے سے منظور شدہ 30 ارب روپے کی رقم واپس لے لی۔ اطلاعات کے مطابق اس فیصلے کے نتیجے میں صوبے میں تقریباً تمام مرمتی اور تعمیراتی منصوبے مؤثر طور پر رک گئے۔

پنجاب حکومت نے بھارت اور پاکستان کے درمیان چار روزہ تنازع کے دوران 9 اور 10 مئی کو تمام اسکولوں، کالجوں اور یونی ورسٹیوں کو دو دن کے لیے بند رکھنے کا حکم دیا اور تمام طے شدہ امتحانات ملتوی کر دیے۔ بعد ازاں شدید گرمی کی لہر کے باعث 28 مئی کو گرمیوں کی تعطیلات جلد شروع کرنے کا اعلان کیا گیا۔

2024 میں تعلیمی ادارے سموگ کے باعث بند کیے گئے تھے۔ اس کے برعکس 2025 میں حکام نے سموگ کے باعث اسکولوں کو بند کرنے کی بجائے اُن کے اوقات میں تبدیلی کر دی۔ 3 نومبر سے تعلیمی اداروں کو ہدایت کی گئی کہ وہ صبح 8:45 سے پہلے نہ کھولے جائیں۔

صحت

ستمبر میں پورے ملک میں ایچ پی وی ویکسین لگانے کا آغاز ہوا تو پنجاب بھی اس میں شامل تھا۔ اس ویکسین کا مقصد نو سے 14 سال کی لڑکیوں کو رحم (سروائیکل) کے کینسر سے محفوظ رکھنا تھا۔ اس ویکسین کو معمول کے حفاظتی ٹیکہ جات کے پروگراموں میں شامل کیا گیا۔ اگرچہ طبی ماہرین نے اس اقدام کی حمایت کرتے ہوئے صحت کے اس اہم مسئلہ سے نمٹنے کی ضرورت پر زور دیا، لیکن انہوں نے اس کے نفاذ کے طریق کار پر تنقید کی۔ ان کا کہنا تھا کہ حکام نے اس موضوع پر لوگوں کے رویہ میں تبدیلی کے لیے مؤثر آگاہی پھیلانے کے بجائے سطحی تشہیر پر زیادہ انحصار کیا جس سے سازشی نظریات پھیلنے کا موقع ملا اور ویکسین کی حفاظت اور ضرورت کے بارے میں عوامی اعتماد متاثر ہوا۔ منڈی بہاؤالدین اور چشتیاں میں ویکسین لگانے والے عملے پر حملے بھی کیے گئے۔

اسکول سے باہر لاکھوں لڑکیوں تک ویکسین پہنچانا بھی ایک بڑا انتظامی چیلنج ثابت ہوا، خصوصاً سیلاب سے متاثرہ اور پسماندہ و کمزور افراد کے علاقوں میں۔

بہت سے سرکاری ہسپتال، جن میں جنوبی پنجاب کا بڑا ادارہ بہاول وکٹوریہ ہسپتال بھی شامل ہے، ضروری ادویات کی شدید کمی کا شکار رہے۔ خبروں کے مطابق ہسپتال کو موجودہ مالی سال کی پہلی سہ ماہی کے لیے ادویات کی مد میں صرف 53 کروڑ روپے موصول ہوئے، جو اس کی طلب کردہ رقم یعنی ایک ارب 25 کروڑ روپے سے کہیں کم تھے۔

زیر نظر سال میں بھی پنجاب میں محکمہ صحت کے حکام ڈینگی کے پھیلاؤ پر قابو پانے میں ناکام رہے۔ مون سون بارشوں کے بعد راولپنڈی میں وبا پھیلنے کی اطلاعات سامنے آئیں۔

کتے کے کاٹنے کے واقعات۔ کتے کے کاٹنے کے واقعات عوامی صحت کا ایک سنگین مسئلہ بنے رہے، جس سے میونسپل حکومت کی عملداری اور بیماریوں کی روک تھام کے نظام میں موجود خامیاں اجاگر ہوئیں۔ میڈیا نے 2025 کے دوران پنجاب بھر میں کتے کے کاٹنے کے 275,000 سے زائد واقعات رپورٹ کیے، یعنی اوسطاً روزانہ تقریباً

900 واقعات۔ ینگ ڈاکٹرز ایسوسی ایشن کے سیکریٹری جنرل ڈاکٹر سلمان کاظمی کی جانب سے دائر مقدمے میں لاہور ہائی کورٹ کو بتایا گیا کہ صرف لاہور کے میو اسپتال میں ستمبر 2024 سے نومبر 2025 کے درمیان کتے کے کاٹنے کے 1,796 مریضوں کا علاج کیا گیا۔

رہائش

جولائی میں بینک آف پنجاب نے "اپنی چھت، اپنا گھر" پروگرام کے تحت رہائش اور ٹاؤن منصوبہ بندی کے ادارے کے ساتھ شراکت داری کی۔ پنجاب حکومت کی جانب سے گزشتہ سال شروع کیے گئے اس رہائشی منصوبے کا مقصد کم اور متوسط آمدنی والے خاندانوں کو بغیر سود قرضے فراہم کر کے گھر کی ملکیت کے قابلِ برداشت مواقع فراہم کرنا تھا۔

انسدادِ تجاوزات اقدامات۔ 2025 میں پنجاب حکومت نے انسدادِ تجاوزات مہم کو مزید تیز کر دیا جو 2024 میں شروع ہوئی تھی۔ اس مہم نے بہت سے چھوٹے خوانچہ فروشوں اور روزانہ اجرت پر کام کرنے والے افراد کے روزگار کو متاثر کیا، جن کی مشکلات قومی مباحثے اور میڈیا میں بڑی حد تک نظر انداز کی گئیں۔ سال بھر لاہور، راولپنڈی، گوجرانوالہ، سیالکوٹ، ڈیرہ غازی خان، اٹک اور پاکپتن سمیت بڑے شہروں میں وسیع پیمانے پر کارروائیاں کی گئیں۔ مئی میں صرف لاہور میں 72 گھنٹوں کے اندر 3,000 سے زائد تجاوزات اور 7,000 سے زائد غیر قانونی اشتہارات ہٹا دیے گئے۔

ان اقدامات کو ادارہ جاتی شکل دینے کے لیے صوبائی حکومت نے ایک ادارہ پیرا پنجاب نفاذ و ضابطہ اتھارٹی ایکٹ 2024 کے تحت قائم کیا۔ اس صوبائی ادارے کو پنجاب بھر میں تجاوزات کے خاتمے، ضوابط کے نفاذ اور شہری نظم و ضبط بہتر بنانے کی ذمہ داری دی گئی۔

پیرا ادارہ "ستھرا پنجاب" مہم میں بھی شریک ہوا۔ اس مہم کا مقصد فٹ پاتھوں، سڑکوں اور عوامی مقامات کو غیر قانونی ٹھیلوں اور دیگر ڈھانچوں جیسے سائن بورڈز سے پاک کرنا تھا۔

ماحولیات

فضائی آلودگی۔ پاکستان ایئر کوالٹی انیشی ایٹو شہریوں کی قیادت میں قائم ایک غیر منافع بخش پلیٹ فارم ہے۔ دسمبر میں اس ادارے کی ایک رپورٹ میں بتایا گیا کہ نومبر 2025 میں لاہور کی فضائی کیفیت (جو عموماً فضائی آلودگی کا بدترین مہینہ ہوتا ہے) میں نومبر 2024 کی نسبت نمایاں طور پر بہتر ہوئی۔ روزانہ بلند ترین پی ایم 2.5 کی سطح تقریباً 56 فیصد کم ہوئی اور نومبر 2025 میں زیادہ سے زیادہ ارتکاز 237 مائیکروگرام فی مکعب میٹر ریکارڈ کیا گیا جبکہ نومبر 2024 میں یہ خطرناک حد 539 مائیکروگرام فی مکعب میٹر تھا۔

پنجاب انوائرنمینٹ پروٹیکشن اتھارٹی نے ماحولیاتی تحفظ کے اقدامات کو تقویت دینے کے لیے مندرجہ ذیل اقدامات کیے: ماحولیاتی ضوابط کی خلاف ورزی کرنے والے اینٹوں کے بھٹوں کو مسمار کیا، دھان کے کھیتوں میں باقیات جلانے کے خلاف متعدد ایف آئی آرز درج کرائیں، گاڑیوں کے دھوئیں کے معائنے کے عمل کو توسیع دی اور شدید فضائی آلودگی سے نمٹنے کے لیے صوبے بھر میں فوری ردِ عمل کی ٹیمیں بنائیں۔ مزید پی ایم 2.5 کی نگرانی کے آلات نصب کیے گئے اور 14 شہروں میں 160 نگران آلات کے ذریعے رئیل ٹائم کے اعداد و شمار فراہم کیے گئے تاکہ آلودگی کے مراکز کی نشاندہی کی جا سکے۔ تاہم سموگ گنز کے استعمال پر تنقید کی گئی کیونکہ وہ ہزاروں لیٹر پانی استعمال کرتی تھیں جبکہ ان سے مسئلے کا صرف عارضی حل نکلتا تھا۔

ان اقدامات کے باوجود فضائی آلودگی میں مستقل اور طویل مدتی بہتری حاصل نہ ہو سکی۔ 13 دسمبر کو لاہور میں فضائی معیار کا انڈیکس 527 کی خطرناک حد پر ریکارڈ کیا گیا جو بھارت کے شہر نئی دہلی کے 710 کے بعد دوسرے نمبر پر تھا۔ پنجاب کے دیگر شہر بھی خطرناک فضائی آلودگی کا شکار رہے۔ نومبر میں گوجرانوالہ میں یہ انڈیکس 632 اور سیالکوٹ میں 462 ریکارڈ کیا گیا۔

سیلاب کے اثرات۔ اکتوبر میں اقوامِ متحدہ کے دفتر برائے انسانی امدادی امور کی ہم آہنگی (یو این او سی ایچ اے) نے رپورٹ کیا کہ 2025 کے سیلاب کی وجہ سے پنجاب میں 322 افراد ہلاک اور 665 زخمی ہوئے۔ تقریباً 47 لاکھ افراد متاثر ہوئے، جبکہ 213,097 مکان تباہ ہوئے یا اُنہیں نقصان پہنچا جس کے باعث 118,000 افراد کو امدادی کیمپوں میں منتقل ہونا پڑا۔ سیلاب سے 3,900 سے زائد دیہات زیرِ آب آ گئے۔ سیلابی پانی زرعی زمین کے وسیع رقبے بہا لے گیا جبکہ 3,992 مویشی بھی ہلاک ہوئے۔

سیلاب نے سب سے زیادہ تباہی دریائے ستلج، چناب، راوی اور سندھ کے کناروں پر مچائی۔ سب سے زیادہ متاثرہ اضلاع میں ڈیرہ غازی خان، راجن پور، مظفر گڑھ، ملتان، خانیوال، لودھراں، وہاڑی، ساہیوال، فیصل آباد، گوجرانوالہ، گجرات اور منڈی بہاؤالدین شامل تھے۔

سیلاب سے پنجند بیراج کے اطراف انجینئرنگ اور منصوبہ بندی کی ناکامیاں بھی بے نقاب ہو گئیں۔ یہ ایک اہم مقام ہے جہاں ستلج، چناب اور دیگر دریا آپس میں ملتے ہیں۔ اسلام آباد میں مقیم آبی نظم ونسق کے ماہر مشتاق گاڈی نے بتایا کہ دیہاتیوں اور تکنیکی ماہرین کے مطابق بیراج کے بالائی علاقوں میں سیلابی پانی متوقع مدت سے کہیں زیادہ دیر تک رُکا رہا اور پانی کے بہاؤ کو کم ہونے میں کئی دن لگ گئے جس کے باعث جلال پور پیروالا جیسے قصبوں میں انجینئرنگ کی غلطیوں کی وجہ سے طویل عرصہ تک پانی کھڑا رہا۔ ماہرین نے پنجند بیراج کے بالائی علاقوں میں ستلج اور چناب کے نکاسی میدانوں پر موٹروے کی تعمیر پر بھی سوال اٹھایا اور بیراج کے ڈیزائن اور فیصلہ سازی کے عمل کی آزادانہ تحقیقات کا مطالبہ کیا اور اس بات پر زور دیا کہ دریاؤں کو بہاؤ کے لیے زیادہ جگہ دی جانی چاہیے۔

ناصر باغ میں پارکنگ پلازہ۔ سول سوسائٹی اور ماحولیاتی گروہوں نے لاہور کے ناصر باغ میں زیرِ زمین پارکنگ پلازہ تعمیر کرنے کے پنجاب حکومت کے منصوبے کے خلاف آئینی درخواست دائر کی۔ ان درخواست گزاروں میں لاہور کنزرویشن سوسائٹی، ایچ آر سی پی، راوی بچاؤ تحریک، ڈبلیو ڈبلیو ایف پاکستان اور انسٹی ٹیوٹ آف آرکی ٹیکٹس پاکستان شامل ہیں۔ یہ مقام روایتی طور پر عوام کی جانب سے احتجاج، سیاسی اجتماعات، طلبہ تحریکوں، فنی اظہار اور روزمرہ تفریح کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔

پارکنگ کی تعمیر پر اعتراض کرتے ہوئے ایچ آر سی پی نے زور دیا کہ ناصر باغ کا تحفظ پائیدار ترقی (ایس ڈی جی) کے 2030 کے ایجنڈا کے تحت پاکستان کی جانب سے کیے گئے وعدوں سے براہِ راست مطابقت رکھتا ہے، خصوصاً اُن وعدوں سے جو ثقافتی زندگی، بہتر صحت اور فلاح و بہبود اور آرٹیکل 9-اے کے تحت صاف ماحول کے تحفظ سے متعلق ہیں۔ اگرچہ 26 سے 31 دسمبر کے درمیان سماعتیں مقرر تھیں لیکن لاہور ہائی کورٹ نے مقدمہ ملتوی کر دیا جس کی وجہ سے تعمیراتی سرگرمیاں اور مبینہ درختوں کی کٹائی جاری رہی۔

سندھ

عمومی جائزہ

2025 کے دوران سندھ میں انسانی حقوق کی صورتحال مجموعی طور پر مخدوش رہی، جس کی نمایاں خصوصیات حکمرانی کی کمزوریاں، شہری آزادیوں کے لیے محدود ہوتی گنجائش، قانون نافذ کرنے والے اداروں کی زیادتیاں اور کمزور طبقات کو متاثر کرنے والی سماجی و معاشی ناہمواریاں تھیں۔ اگرچہ جمہوری ادارے رسمی طور پر کام کرتے رہے اور بعض فلاحی پروگراموں میں توسیع بھی کی گئی، تاہم نظام، مسائل صوبے بھر میں شہری، سیاسی، معاشی اور سماجی حقوق کے مؤثر تحفظ میں رکاوٹ بنے رہے۔

سال 2025 کے بیشتر عرصے میں صوبہ سندھ میں دریائے سندھ کے نظام پر چھ نہروں کی مجوزہ تعمیر کے خلاف مسلسل عوامی بے چینی رہی کیونکہ زراعت کے لیے پانی کی بڑھتی ہوئی قلت کے بارے میں وسیع پیمانے پر خدشات موجود تھے۔ اس معاملہ پر سیاسی کارکنوں، وکلا، صحافیوں، طلبہ اور کسانوں نے صوبہ بھر میں احتجاج کیے۔ سندھ اسمبلی نے اس منصوبہ کی مخالفت میں ایک قرارداد منظور کی اور مؤقف اختیار کیا کہ یہ منصوبہ مشترکہ مفادات کونسل کی منظوری کے بغیر شروع کیا گیا ہے۔ بعد ازاں وفاقی حکومت نے معاملہ مشترکہ مفادات کونسل کے سپرد کر دیا، جس نے بین الصوبائی اتفاقِ رائے تک نہری منصوبہ پر کام معطل کر دیا۔

سیاسی کارکنوں، وکلاء، صحافیوں، طلباء اور کسانوں نے دریائے سندھ پر چھ مجوزہ نہروں کی تعمیر کے خلاف صوبہ بھر میں احتجاجی مظاہرے کیے۔

مئی میں بھارت اور پاکستان کے درمیان مختصر فوجی تصادم (یا چار روزہ جنگ) کے بعد، بھارت نے یک طرفہ طور پر کئی دہائیوں پرانے سندھ طاس معاہدے کی معطلی کا اعلان کر دیا جو دونوں ملکوں کے درمیان چھ مشترکہ دریاؤں کے پانی کی تقسیم طے کرتا ہے۔ اس فیصلے سے خاص طور پر زیریں علاقوں کے لوگوں کے لیے شدید خدشات پیدا ہو گئے کیونکہ ان کا سارا انحصار دریائے سندھ پر ہے اور یہاں پہلے سے ہی پانی کی قلت ہے جو ٹھٹھہ، بدین اور سجاول اضلاع میں سندھ ڈیلٹا کی ماحولیاتی گراوٹ کا باعث بن چکی ہے۔

زیر نظر سال کے دوران ماورائے عدالت قتل، حراستی تشدد اور جبری گمشدگیوں کے الزامات سامنے آتے رہے۔

اظہارِ رائے کی آزادی اور میڈیا کی خود مختاری کو دباو کا سامنا رہا جس کی یہ وجوہات تھیں: سائبر جرائم سے متعلق قوانین، خصوصاً الیکٹرانک جرائم کی روک تھام کا ایکٹ (پیکا) 2016 اور اس سے متعلق ترامیم، صحافیوں کی گرفتاریاں اور تنقید کرنے والے میڈیا پر مبینہ مالی پابندیاں۔ اکثر مظاہروں کے خلاف پولیس کارروائی کے ذریعے پُرامن اجتماع کی آزادی کو محدود کر دیا گیا، جبکہ احتجاج، ہڑتالوں اور دھرنوں نے بعض اوقات نقل و حرکت اور معاشی سرگرمیوں میں خلل بھی ڈالا۔ مذہبی اقلیتوں کو بدستور امتیاز اور اذیت رسانی کا سامنا رہا۔

ضمنی انتخابات کے ذریعے انتخابی عمل جاری رہا لیکن ووٹ ڈالنے کی شرح بہت کم رہی اور سیاسی مداخلت کے الزامات بھی سامنے آئے۔ مقامی حکومتیں محدود مالی خود مختاری کے ساتھ کام کرتی رہیں جس سے خدمات کی فراہمی اور میونسپل گورننس متاثر ہوئی۔

صوبائی دارالحکومت کراچی میں کچھ تشویش ناک نئے واقعات دیکھنے میں آئے، وہ یہ کہ 2025 کے دوران شہر میں ٹریفک حادثات میں 800 سے زائد افراد اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھے جبکہ بہت سے افراد زخمی ہوئے۔ ان حادثات سے نچلی سطح پر گورننس کی کمزوری ظاہر ہوتی ہے۔ مزید برآں، ملیر جیل میں اُس وقت ایک بڑا واقعہ پیش آیا جب شدید زلزلے سے جیل کی دیواریں ٹوٹ گئیں اور وہاں سے 225 قیدی فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے۔

خواتین، بچے، متجنس (ٹرانس جینڈر) افراد، مزدور اور مذہبی اقلیتیں بدستور سب سے زیادہ کمزور طبقات میں شامل رہیں۔ کان کن اور صفائی (سینی ٹیشن) کے کارکن گزشتہ برسوں کی طرح حادثات میں مرتے رہے جبکہ ان کی حفاظت بہتر بنانے کے حوالے سے کسی پیش رفت کی اطلاع سامنے نہیں آئی۔ صنفی بنیاد پر تشدد، بچوں سے مشقت، کام کی جگہوں پر حفاظتی ضوابط کی خلاف ورزیاں اور مزدوروں کے لیے ناکافی تحفظ موجودہ قوانین کے باوجود برقرار رہے۔ تاہم، کئی ایسے سماجی اقدامات بھی کیے گئے جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ حکومت سماجی تحفظ میں موجود خلا کو پُر کرنے کے لیے کوششیں کر رہی ہے۔ ان میں مندرجہ ذیل اقدامات شامل ہیں: قیدیوں کے بچوں کے لیے تعلیمی پروگرام، معذور افراد کے امدادی فنڈز، تعلیمی فنڈز کی اسکولوں کو منتقلی اور بزرگ شہریوں کے لیے فلاحی منصوبے۔

قانون کی حکمرانی

قوانین اور قانون سازی

سندھ میں قانون کی حکمرانی مخدوش رہی، جس کی نمایاں خصوصیات تھیں: منتخب نوعیت کی قانون سازی، کمزور عملدرآمد، انتظامی مداخلت اور متوازی نظامِ انصاف کا برقرار رہنا۔ اگرچہ سندھ اسمبلی نے مالی امور کی گورننس، قدرتی وسائل اور احتساب سے متعلق معاملات پر قانون سازی کی، لیکن شہریوں کے حقوق پر ان قوانین کے عملی اثرات ایک تو سب لوگوں کے لیے یکساں نہیں تھے اور دوسرے، اکثر سیاسی مصلحتوں کے باعث متاثر ہوئے۔

سال 2025 میں صوبائی اسمبلی نے 26 مسودہ ہائے قانون منظور کیے، جن میں موجودہ قوانین میں ترامیم بھی شامل تھیں، جیسے سندھ فوجداری استغاثہ (پراسیکیوشن) سروس (تشکیل، فرائض اور اختیارات) (ترمیمی) ایکٹ 2025، سندھ موٹر گاڑی محصول (ترمیمی) ایکٹ 2025، اور سندھ یونیورسٹیز اور انسٹی ٹیوٹس قوانین (ترمیمی) ایکٹ 2025۔

قانون سازی میں ایک نمایاں پیش رفت فروری میں ہوئی جب سندھ زرعی آمدنی محصول ایکٹ کی متفقہ منظوری دی گئی۔ اس قانون کا مقصد صوبائی قانون کو بین الاقوامی مالیاتی فنڈ (آئی ایم ایف) کے پروگرام کے تحت کیے گئے وفاقی وعدوں سے ہم آہنگ کرنا تھا۔

مارچ میں سندھ اسمبلی نے پنجاب میں دریائے سندھ پر چھ نئی نہروں کی تعمیر کی مخالفت میں متفقہ قرارداد منظور کی۔ یہ قرارداد پانی کے حقوق، ماحولیاتی پائیداری اور بین الصوبائی مساوات کے حوالے سے بڑھتی ہوئی صوبائی تشویش کی عکاس تھی۔

اسی دوران صوبائی اسمبلی کی جانب سے نگرانی کے نظام نے عوامی جوابدہی میں کمزوریوں کو بے نقاب کیا۔ جولائی میں سندھ اسمبلی کی پبلک اکاونٹس کمیٹی نے حکم دیا کہ آٹھ غیر سرکاری تنظیموں کو 800 ملین روپے سے زائد پبلک فنڈز کے حساباتی گوشوارے جمع نہ کرانے پر بلیک لسٹ میں ڈالا جائے۔

سندھ اسمبلی نے دسمبر میں سندھ ہائی کورٹ کے آئینی بنچوں (عمل اور طریقہ کار) کا بل منظور کیا۔ اس قانون کے تحت آئینی بنچوں کو آئینی معاملات پر خصوصی اختیار دیا گیا تاکہ آئین کے آرٹیکل 199 کے تحت آنے والی ہر درخواست یا عرضداشت صرف انہی بنچوں کے ذریعے سنی جائے اور اس کا فیصلہ کیا جائے۔

انصاف کی فراہمی

سندھ میں نظامِ انصاف کا انتظام مسلسل تاخیر، استعداد کی کمی اور عدالتی احکامات پر انتظامیہ کی جانب سے عملدرآمد نہ کرنے کا شکار رہا۔ مناسب قانونی طریقۂ کار اور منصفانہ سماعت کی آئینی ضمانتوں کے باوجود متعدد معاملات سے ظاہر ہوا کہ قانون نافذ کرنے والے اداروں نے عدالتی اتھارٹی کو اکثر مجروح کیا۔

سال کے دوران سندھ ہائی کورٹ نے تنازعات کے تصفیے کے متبادل نظام کو فروغ دینے کے لیے کراچی کی شہری عدالتوں میں عدالت سے منسلک مصالحتی مرکز قائم کیا۔ مصالحتی کارروائیوں کو آسان بنانے کے لیے عدالتی افسران مقرر کیے گئے۔ یہ اقدام اس بات کی عکاسی کرتا ہے کہ عدلیہ یہ تسلیم کرتی ہے کہ مقدمات کی تعداد غیر معمولی طور پر زیادہ ہے اور قانونی کارروائی طول پکڑ جاتی ہے۔

یہ بات سامنے آئی کہ کئی مقدمات میں عدالتی احکامات کو نظر انداز کیا گیا۔ سندھ ہائی کورٹ کے لاڑکانہ حلقے کے لیے بینچ نے قومی عوامی پارٹی کے غلام مرتضیٰ جتوئی کو گرفتاری سے تحفظ دینے کا حکم دیا تھا جس کی مبینہ خلاف ورزی کی گئی تو عدالت نے صوبائی داخلہ سیکریٹری اور پولیس قیادت سمیت اعلیٰ حکام کو توہینِ عدالت کے نوٹس جاری کر دیے۔ عدالتی حکم کے باوجود جتوئی کو متعدد مقدمات میں گرفتار کر کے جیل میں رکھا گیا۔ عدالت نے جسمانی ریمانڈ دینے والے ایک جوڈیشل مجسٹریٹ کو بھی معطل کر دیا جس سے عدالتی احکامات کو نظر انداز کرنے اور گرفتاری کے اختیارات کے غلط استعمال پر عدالتی تشویش کی عکاسی ہوتی ہے۔

ڈاکوؤں کے ہتھیار ڈالنے کی پالیسی۔ 6 اکتوبر کو سندھ کابینہ نے کچے کے علاقوں میں ڈاکوؤں کے لیے ہتھیار ڈالنے کی ایک جامع پالیسی منظور کی۔ اس پالیسی کے تحت ڈاکوؤں کے گروہوں کو پیشکش کی گئی کہ ہتھیار ڈالنے کے بدلے ان کے خاندانوں کو تحفظ، بحالی اور روزگار کی معاونت فراہم کی جائے گی7۔ اکتوبر کے آخر میں 72 مبینہ ڈاکوؤں نے 200 سے زائد ہتھیار حکام کے حوالے کیے۔ ان میں رائفلیں، خودکار بندوقیں اور بھاری گولہ بارود شامل تھے۔

جرگہ کا انصاف۔ اگرچہ سپریم کورٹ نے 2019 میں جرگہ کے فیصلوں کو غیر قانونی اور غیر آئینی قرار دیا تھا، تاہم متوازی نظامِ انصاف سندھ خصوصاً شمالی اضلاع میں بدستور فعال رہے۔

جنوری میں لاڑکانہ میں 24 سالہ ساحل سولنگی کے مبینہ حراستی قتل کا معاملہ سیاسی اور قبائلی رہنماؤں کی سربراہی میں ہونے والے جرگہ کے ذریعے طے کیا گیا۔ جرگہ نے ایک تھانہ انچارج اور ایک ٹرانسپورٹ منتظم پر 25 لاکھ روپے جرمانہ عائد کیا۔ جرگہ اس نتیجہ پر پہنچا کہ مقتول کو چوری کے الزام میں گرفتاری کے بعد تشدد کر کے ہلاک کیا گیا تھا۔

مارچ میں ایک اور معاملے میں، شکارپور ضلع کے ایک جرگہ نے ناریجا اور سولنگی برادریوں کے درمیان طویل عرصہ سے جاری خونی تنازع کو طے کرتے ہوئے دونوں فریقوں پر جرمانے عائد کیے۔

ستمبر میں ایک جرگہ نے چانڈیو اور جعفری قبائل کے متحارب گروہوں کے درمیان خونی دشمنی کا تصفیہ کرتے ہوئے ایک پولیس اہلکار پر 43 لاکھ روپے جرمانہ عائد کیا، جس پر الزام تھا کہ اس نے دو سال قبل تنگوانی میں جعفری قبیلہ کے ایک فرد کو قتل کیا تھا۔

انسدادِ دہشت گردی عدالتوں کی انسدادِ منشیات عدالتوں میں تبدیلی۔ نومبر میں صوبائی کابینہ نے کراچی اور حیدرآباد میں 14 انسدادِ دہشت گردی عدالتیں ختم کرنے کا فیصلہ کیا۔ یہ فیصلہ مقدمات کی کم تعداد اور بہتر امن و امان کی بنیاد پر کیا گیا۔ فیصلہ کیا گیا کہ ان عدالتوں کو بڑھتے ہوئے منشیات سے متعلق مقدمات نمٹانے کے لیے انسدادِ منشیات عدالتوں کے طور پر مقرر کر دیا جائے گا۔

اس سے قبل، ستمبر 2024 میں سندھ اسمبلی نے سندھ انسدادِ منشیات ایکٹ منظور کیا تھا، جس کے تحت وفاقی انسدادِ منشیات ایکٹ 1997 کو صوبے کی حد تک منسوخ کر دیا گیا تھا۔

امن عامہ

امن عامہ جرائم کے اعداد و شمار۔ پولیس کے اعداد و شمار کے مطابق سندھ بھر میں قابلِ دست اندازی جرائم کی مجموعی تعداد میں 5,170 مقدمات کا اضافہ ہوا، جن کی تعداد 2024 میں 118,240 تھی۔ اور 2025 میں بڑھ کر 123,410 ہو گئی۔

قتل کے واقعات میں معمولی اضافہ ہوا اور یہ تعداد 2024 میں 1,854 تھی جو 2025 میں بڑھ کر 1,889 ہو گئی۔ ہنگامہ آرائی کے مقدمات میں 951 کیسز کا نمایاں اضافہ ہوا، جو بڑھتی ہوئی عوامی بے چینی کی نشاندہی کرتا ہے۔ جنسی جرائم میں نمایاں اضافہ دیکھا گیا، ریپ کے مقدمات 2024 میں 365 تھے جو 2025 میں بڑھ کر 464 ہو گئے۔ اجتماعی جنسی زیادتی کے مقدمات میں بھی تھوڑا سا اضافہ ہوا۔ اغوا اور زبردستی اٹھالے جانے کے مقدمات میں 1,181 کا بڑا اضافہ ہوا، یہ سال کے سب سے تشویش ناک رجحانات میں سے ایک تھا۔

موٹر سائیکل چوری کے واقعات میں نمایاں اضافہ ہوا، جو 2024 میں 11,894 تھے۔ لیکن 2025 میں بڑھ کر 13,464 ہو گئے، یعنی 1,570 مقدمات کا اضافہ۔ حادثاتی اموات اور زخمی ہونے کے واقعات میں بھی 2025 میں نمایاں اضافہ ہوا۔ مہلک حادثات میں 188 کیسز جبکہ غیر مہلک حادثات میں 166 کیسز کا اضافہ ہوا۔ یہ رجحان صوبے بھر میں سڑکوں کی حفاظت سے متعلق سنگین خدشات کو اجاگر کرتا ہے۔

امن و امان سے متعلق دیگر معاملات۔ مارچ میں قانون نافذ کرنے والے اداروں نے سندھ رینجرز اور محکمہ انسدادِ دہشت گردی کی مشترکہ کارروائی کے دوران کراچی کے ملیر علاقہ سے کالعدم بلوچ ریپبلکن آرمی کے ایک مبینہ رکن کو گرفتار کیا۔

جون میں ریلوے پٹری سے منسلک ایک طاقتور اور ریموٹ کنٹرول دھماکا خیز ڈیوائس کے پھٹنے کے باعث جیکب آباد میں مویشی منڈی کے قریب جعفر ایکسپریس کی چار بوگیاں پٹری سے اتر گئیں۔ کوئی شخص زخمی نہیں ہوا۔ کالعدم بلوچ ریپبلکن گارڈز نے اس حملے کی ذمہ داری قبول کی۔

اکتوبر میں ایک بار پھر شکارپور ضلع کے سلطان کوٹ گاؤں کے قریب ریموٹ کنٹرول سے ہونے والے دھماکے کے نتیجے میں جعفر ایکسپریس کی چار بوگیاں پٹری سے اتر گئیں، جس سے 4 مسافر زخمی ہوئے۔ دسمبر میں ایک اور واقعے میں کم شدت کے دھماکے سے جیکب آباد اور شکارپور کے درمیان ریلوے پٹری کا ایک چھوٹا سا حصہ متاثر ہوا، جس سے سندھ اور بلوچستان میں ریل سروس معطل ہو گئی۔ دونوں صوبوں کے درمیان چلنے والی کئی ٹرینیں، جن میں جعفر ایکسپریس بھی شامل تھی، حفاظتی وجوہات کی بنا پر روک دی گئیں۔

حراست میں اموات۔ سال بھر کی متعدد میڈیا رپورٹس میں سندھ کے قانون نافذ کرنے والے اداروں میں ماورائے عدالت قتل، حراست میں اموات، طاقت کے حد سے زیادہ استعمال اور کمزور احتسابی نظام سے متعلق مسلسل الزامات کو اجاگر کیا گیا۔

ڈاکٹر شاہنواز کنبھر کو مبینہ طور پر ستمبر 2024 میں عمرکوٹ میں توہینِ مذہب کے الزامات میں گرفتاری کے بعد پولیس حراست میں قتل کیا گیا تھا۔ ان کے مقدمے کی کارروائیاں پورے سال 2025 کے دوران جاری رہیں۔ تاہم مرکزی ملزم، جاوید سونہارو جِسکانی (ڈی آئی جی میرپورخاص)، عدالت کی جانب سے گرفتاری احکامات کے باوجود گرفتار نہ ہو سکا۔ کنبھر کے خاندان کی نمائندگی کرنے والے وکلاء نے یہ بھی رپورٹ کیا کہ ان پر قاتلانہ حملے کی کوشش کی گئی، جس سے حساس مقدمات میں گواہوں اور وکلاء کے تحفظ کے حوالے سے سنگین خدشات پیدا ہوگئے۔

سکندر داؤد نامی ایک شخص موٹر سائیکل چوری کے ایک مقدمے میں مبینہ ملوث ہونے پر زیرِ حراست تھا۔ وہ 14 مارچ کو پراسرار طور پر پولیس حراست میں ہلاک ہو گیا۔ اگرچہ پولیس نے دعویٰ کیا کہ ملزم طبعی وجوہات کے باعث فوت ہوا۔ تاہم ڈاکٹر روتھ فاؤ سول ہسپتال کراچی کے ڈاکٹروں نے لاش پر "متعدد زخموں" کی نشان دہی کی۔

محمد عرفان کو 22 اکتوبر کو اس کے 3 دوستوں کے ساتھ کراچی کے فیڈرل بی ایریا سے گرفتار کیا گیا تھا۔ وہ اسپیشل انویسٹی گیشن یونٹ کی حراست میں وفات پا گیا۔ اس معاملے میں سات پولیس اہلکاروں کے خلاف قتلِ خطا کا مقدمہ درج کیا گیا، جنہیں بعد ازاں معطل کر دیا گیا۔

22 سالہ یاسین مری کو مبینہ طور پر غیر قانونی حراست کے بعد ایک جعلی پولیس مقابلے میں ہلاک کیا گیا۔ اکتوبر میں سندھ ہائی کورٹ نے مشترکہ تحقیقاتی ٹیم کو اس بارے میں اپنی حتمی رپورٹ جمع کرانے کی ہدایت کی، جبکہ درخواست

گزار کے وکیل نے مؤقف اختیار کیا کہ مری کو اس لیے قتل کیا گیا کیونکہ اس کا خاندان رہائی کے لیے تھانہ انچارج کی جانب سے مانگے گئے سات لاکھ روپے ادا کرنے سے قاصر تھا۔

سندھ ہائی کورٹ کا پولیس کو "تشدد" (ٹارچر) سیلز کو بند کرنے کا حکم۔ دسمبر میں سندھ ہائی کورٹ کے آئینی بنچ، حیدرآباد سرکٹ نے صوبائی پولیس سربراہ کو ہدایت کی کہ پولیس تھانوں میں "تفتیشی" کمروں کے نام پر قائم تمام "تشدد" سیلز کو فوری طور پر بند کیا جائے۔

بلوچ یکجہتی کمیٹی کی قیادت کے خلاف مقدمات۔ مارچ میں سندھ ہائی کورٹ نے بلوچ یکجہتی کمیٹی کی رہنما ڈاکٹر ماہ رنگ بلوچ کی جانب سے دائر 2 درخواستیں نمٹا دیں۔ ان درخواستوں میں مطالبہ کیا گیا تھا کہ ان کے خلاف ایک ایف آئی آر کو ختم کیا جائے اور ان پولیس اہلکاروں کے خلاف تحقیقات کی جائیں جنھوں نے مبینہ طور پر ماہ رنگ بلوچ اور ان کے ساتھیوں پر حملہ کیا تھا اور ایئرپورٹ تھانہ کی حدود میں ان کا موبائل فون اور پاسپورٹ ضبط کر لیا تھا۔ عدالت نے پولیس کو ہدایت دی کہ ان کا بیان ریکارڈ کیا جائے اور اگر اہلکاروں کے خلاف قابلِ دست اندازی جرم ثابت ہو تو مقدمہ درج کیا جائے۔ جسٹس محمد کریم خان آغا کی سربراہی میں دورکنی آئینی بنچ نے درخواست گزار کو ایک اور مقدمے کے سلسلے میں مناسب دادرسی کے لیے ٹرائل عدالت سے رجوع کرنے کا مشورہ بھی دیا۔ اِس مقدمے میں ان پر اور دیگر افراد پر ریاستی اداروں کے خلاف الزامات لگا کر عوام کو اکسانے کا الزام لگایا گیا تھا۔

دسمبر میں کراچی کی ایک انسدادِ دہشت گردی عدالت نے ایک مقدمے میں ڈاکٹر ماہ رنگ بلوچ کو بغاوت اور اس سے متعلقہ الزامات سے بری کر دیا۔ اس مقدمہ میں الزام تھا کہ انہوں نے ریاستی اداروں کے خلاف الزامات لگا کر افراد کو اکسایا۔ تاہم وہ دیگر زیرِ التوا مقدمات کے باعث کوئٹہ کی ایک جیل میں بدستور زیرِ حراست رہیں۔ اپنے فیصلے میں عدالت نے قرار دیا کہ اگرچہ ایف آئی آر درج کی گئی تھی لیکن درخواست گزار کوئی آزاد گواہ پیش کرنے میں ناکام رہا۔ مزید، درخواست گزار کے علاوہ تمام استغاثہ گواہ پولیس اہلکار تھے جنہیں مبینہ واقعہ کا براہِ راست علم نہیں تھا۔

مارچ میں سندھ ہائی کورٹ نے بلوچ یکجہتی کمیٹی کی رہنما سَمی دین بلوچ کی عوامی نظم بر قرار رکھنے کے قانون ایم پی او کے تحت حراست کو چیلنج کرنے والی درخواست پر سندھ کے داخلہ سیکریٹری اور دیگر فریقوں کو نوٹس جاری کیے۔ جسٹس ظفر احمد راجپوت کی سربراہی میں دو رُکنی بنچ نے جیل حکام کو یہ بھی ہدایت دی کہ زیرِ حراست خاتون کو اپنے قانونی مشیر سے ملاقات کی اجازت دی جائے۔

قید خانے اور قیدی

سندھ کی 23 جیلوں میں 14,188 قیدیوں کی مقررہ گنجائش کے مقابلے میں 25,809 قیدی موجود تھے۔ سرکاری اعداد و شمار کے مطابق خواتین قیدیوں میں 80 مائیں شامل تھیں جو اپنے بچوں کے ساتھ جیل کے اندر قید تھیں۔ زیر نظر سال کے دوران قیدیوں میں کم از کم ایک خودکشی کی اطلاع ملی۔ جیل کے ضوابط کے تحت قیدیوں کو 19 سزائیں دی گئیں جبکہ قوانین کی خلاف ورزی پر 42 جیل اہلکاروں کو سزا دی گئی۔ قیدیوں کی جانب سے عملے کے خلاف 3 شکایات درج کرائی گئیں۔ ٹیبل 1 میں زیرِ سماعت اور سزا یافتہ قیدیوں کے صنفی بنیادوں پر الگ الگ اعداد و شمار فراہم کیے گئے ہیں۔

ٹیبل 1: 2025 میں سندھ کی جیلوں کے اعداد و شمار

قیدیوں کی قسم	زیرِ سماعت	سزا یافتہ
کُل قیدی	21,712	4,097
مرد قیدی	21,106	4,014
خواتین قیدی	331	74
ٹرانس جینڈر قیدی	0	0
کم عمر قیدی	75	9

ماخذ: محکمہ جیل خانہ جات سندھ، ایچ آر سی پی کی درخواست کے جواب میں۔

جون 2025 میں زلزلوں کے ایک سلسلہ کے باعث ملیر جیل کو نقصان پہنچا جس کے بعد کراچی کو ایک سنگین حفاظتی صورتحال کا سامنا کرنا پڑا، اور جیل سے قیدیوں کے فرار کا ایک بڑا واقعہ پیش آیا۔ حکام کے مطابق زلزلوں کے دوران جیل کی دیواروں میں دراڑیں پڑنے اور دروازوں کے متاثر ہونے سے 225 قیدی فرار ہو گئے۔ فرار کے فوراً بعد پولیس اور رینجرز نے کراچی اور قریبی علاقوں میں وسیع تلاشی کی کارروائی شروع کی، ناکے قائم کیے اور چھاپے مارے۔ بعد کے دنوں میں بہت سے قیدی دوبارہ گرفتار کر لیے گئے، جبکہ کچھ رضاکارانہ طور پر واپس جیل پہنچ گئے۔ تاہم اس رپورٹ کی تحریر کے وقت تک 44 قیدی لاپتا تھے۔

بدین کی ضلعی جیل میں ایک 30 سالہ قیدی محمد یوسف پراسرار حالات میں وفات پا گیا۔ الزامات لگائے گئے کہ اس کی ہلاکت مبینہ تشدد سے ہوئی۔ جبکہ یہ اطلاعات بھی تھیں کہ وہ بیمار بھی تھا۔ قیدی کو بدین سے حیدرآباد سول اسپتال منتقل کیا گیا تھا۔ اس کی وفات سے قبل دو ویڈیوز سوشل میڈیا پر وائرل ہوئیں۔ ایک ویڈیو میں قیدی نے جیل حکام پر تشدد کا الزام لگایا جبکہ دوسری میں اس نے کہا کہ وہ بیمار ہے اور پیٹ درد میں مبتلا ہے۔

سزائے موت

اگرچہ 2025 کے دوران سندھ میں کسی پھانسی کی اطلاع نہیں ملی، تاہم عدالتیں فوجداری مقدمات میں سزائے موت سناتی رہیں۔

فروری میں ایک سیشن عدالت نے پانچ سال پہلے 2020 میں ایک بزرگ جوڑے، جاوید افتخار اور ان کی اہلیہ سلمٰی، کو دورانِ ڈکیتی قتل کرنے کے مقدمے میں نواز خورشید کو سزائے موت سنائی۔

اکتوبر میں ایک سیشن عدالت نے تین افراد کو اپنی برادری کی 22 سالہ خاتون کو گزشتہ برس ”غیرت“ کے نام پر بے دردی سے قتل کرنے کا مجرم قرار دیتے ہوئے سزائے موت سنائی۔ ان پر ایک مرد کو قتل کرنے کی کوشش کا بھی الزام تھا۔

جبری گمشدگیاں

سندھ میں جبری گمشدگیوں کی اطلاعات بدستور موصول ہوتی رہیں، خصوصاً سیاسی کارکنوں، کالعدم تنظیموں (بشمول قوم پرست یا علیحدگی پسند گروہوں) سے تعلق کے الزام میں نامزد افراد اور یہاں تک کہ طلبہ بھی جبری گمشدہ لوگوں میں شامل تھے۔ جبری گمشدگیوں کے تحقیقاتی کمیشن نے اطلاع دی کہ سندھ سے 28 نئے واقعات کمیشن کے سامنے پیش کیے گئے۔

دسمبر میں ٹنڈو محمد خان کے آخری سال کے ایم بی بی ایس طالب علم شاہنواز کھوسو کو مبینہ طور پر دادو کے قریب ایک مسافر بس سے نامعلوم افراد نے اتار لیا، جس کے بعد اس کا کوئی سراغ نہ مل سکا۔ ایچ آر سی پی نے مطالبہ کیا کہ اسے

عدالت کے سامنے پیش کیا جائے۔ دیگر سول سوسائٹی کی تنظیموں اور میڈیکل انجمنوں نے بھی اس کی گمشدگی کے خلاف احتجاج کیا۔

ستمبر میں سندھ ہائی کورٹ نے متحدہ قومی موومنٹ (لندن) کے دو رہنماؤں، جن میں ایک سابق قانون ساز بھی شامل تھے، کے بارے میں معلومات طلب کرنے والی دو درخواستوں پر فریقین کو نوٹس جاری کیے۔ درخواست گزار حسن نثار نے بیان دیا کہ ان کے والد نثار پنہور اور ان کے ساتھی انور ترین کو 16 ستمبر کو کراچی کے سعدی ٹاؤن میں مبینہ طور پر قانون نافذ کرنے والے اداروں نے اس وقت حراست میں لے لیا تھا جب وہ پنہور کی رہائش گاہ سے نکلے تھے۔ اطلاعات کے مطابق دونوں رہنما دسمبر میں گھر واپس آ گئے لیکن تقریباً دو ہفتے بعد نثار پنہور اور ان کے بیٹے محسن پنہور کو دوبارہ مبینہ طور پر اغوا کر لیا گیا۔ خاندانوں کی شکایات موصول ہونے کے بعد ایچ آر سی پی نے اس بارے میں ایک بیان جاری کیا اور حکام سے رابطہ کر کے ان کی رہائی کا مطالبہ کیا۔

سندھ

بنیادی آزادیاں

اظہارِ رائے کی آزادی

الیکٹرانک جرائم کی روک تھام کے قانون، پیکا کے تحت درج مقدمات۔ مارچ میں دادو پولیس نے الیکٹرانک جرائم کی روک تھام (ترمیمی) ایکٹ (پیکا) 2025 کی دفعہ 26اے کے تحت ایک مقدمہ درج کیا۔ یہ مقدمہ 34 افراد کے خلاف درج کیا گیا جن پر الزام تھا کہ انہوں نے سوشل میڈیا پر "جھوٹی" معلومات پھیلائیں کہ سینئر سپرنٹنڈنٹ پولیس کے دفتر میں بم دھماکا ہوا ہے جس میں سینئر پولیس حکام کو نشانہ بنایا گیا ہے۔ ایف آئی آر ایک اے ایس آئی کی جانب سے آفتاب جمالی اور ان کے ساتھیوں کے خلاف درج کی گئی۔ اس کے بعد پولیس نے متعدد چھاپے مارے۔ تاہم اطلاعات کے مطابق ملزمان فرار ہو گئے۔

ایک الگ واقعے میں کشمور ضلع کے علاقہ تنگوانی میں پولیس نے 28 افراد کے خلاف پیکا کے قانون کے تحت مقدمہ درج کیا۔ ملزموں میں زیادہ تر صحافی، سیاسی کارکن اور مقامی رہائشی شامل تھے۔ ان پر سوشل میڈیا کے غلط استعمال، فیس بک اور واٹس ایپ کے ذریعے بے چینی پھیلانے اور پولیس و محکمہ قانون کو بدنام کرنے کے الزامات عائد کیے گئے۔ اس کے جواب میں نامزد افراد اور دیگر مقامی صحافی تنگوانی پریس کلب میں جمع ہوئے اور مؤقف اختیار کیا کہ یہ مقدمہ من گھڑت ہے اور اسے امن وامان کی بگڑتی صورتحال پر ان کی رپورٹنگ اور تنگوانی اور کندھ کوٹ میں بڑھتی ہوئی بدامنی کے خلاف ان کے احتجاج کے ردِ عمل میں درج کیا گیا ہے۔

وفاقی تحقیقاتی ادارہ (ایف آئی اے) کی جانب سے صحافی کی گرفتاری۔ صحافی اور یوٹیوب مواد تخلیق کار فرحان ملک "رفتار" نامی ڈیجیٹل چینل کے بانی ہیں۔ انہیں 20 مارچ کو وفاقی تحقیقاتی ادارہ (ایف آئی اے) نے گرفتار کر لیا۔ ان کی گرفتاری اس وقت عمل میں آئی جب وہ ایک انکوائری کے سلسلے میں ایف آئی اے کے سائبر کرائم رپورٹنگ مرکز میں پیش ہوئے۔ یہ انکوائری مبینہ طور پر ریاست کی سلامتی کے اداروں پر تنقیدی پروگراموں سے متعلق تھی۔ فرحان ملک کے خاندان نے بیان دیا کہ انہیں کوئی ایف آئی آر یا تحریری الزامات فراہم نہیں کیے

گئے۔ ایچ آر سی پی اور کراچی پریس کلب نے اس گرفتاری کی مذمت کی، ان کی فوری رہائی کا مطالبہ کیا اور خبردار کیا کہ سائبر جرائم سے متعلق قوانین کا صحافت کو دبانے کے لیے غلط استعمال کیا جا رہا ہے۔ بعد از گرفتاری ضمانت ملنے کے بعد فرحان ملک کو 7 اپریل کو رہا کر دیا گیا۔

سوشل میڈیا کے غلط استعمال کو روکنے کے لیے خصوصی یونٹ۔ سندھ ایپکس کمیٹی نے سوشل میڈیا کے بڑھتے ہوئے غلط استعمال سے نمٹنے کے لیے محکمہ داخلہ میں ایک خصوصی یونٹ قائم کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس یونٹ کو وفاقی تحقیقاتی ادارہ (ایف آئی اے)، پاکستان ٹیلی کمیونی کیشن اتھارٹی (پی ٹی اے) اور صوبائی پولیس کے اشتراک سے کام کرنا تھا۔ یہ فیصلہ وزیرِ اعلیٰ مراد علی شاہ کی زیرِ صدارت ہونے والے اجلاس میں کیا گیا، جس میں اعلیٰ فوجی، قانون نافذ کرنے والے اور حکومتی حکام شریک تھے۔ نئے صوبائی یونٹ کو شکایات نمٹانے اور قانون کے نفاذ سے متعلق اقدامات میں رابطہ کاری کرنے کی ذمہ داری دی گئی۔

سرکاری اشتہاری پالیسیوں پر تنقید۔ مارچ میں ایچ آر سی پی اور کراچی پریس کلب نے الگ الگ بیانات جاری کیے جن میں حکومت کی جانب سے اپنی پالیسیوں پر تنقید کرنے والے میڈیا کو سرکاری اشتہارات سے محروم رکھنے کے مبینہ اقدام کی مذمت کی گئی۔ ایچ آر سی پی نے خبردار کیا کہ آزاد اخبارات کو اشتہارات سے محروم رکھ کر دوسروں کو ترجیح دینے سے اظہارِ رائے کی آزادی اور عوام کے حقِ معلومات سے متعلق آئینی ضمانتیں غیر موثر ہو جاتی ہیں۔ پاکستان فیڈرل یونین آف جرنلسٹس نے بھی آزاد میڈیا کے خلاف ان امتیازی اشتہاری پالیسیوں کی مذمت کی۔

صحافیوں پر ٹارگٹڈ حملے۔ ستمبر میں ایک نجی ٹیلی وژن چینل سے وابستہ صحافی اور میزبان امتیاز میر ملیر میں قومی شاہراہ پر اپنی گاڑی پر مسلح حملے میں شدید زخمی ہو گئے۔ ان کے بڑے بھائی محمد صالح بھی اس واقعے میں گولی لگنے سے زخمی ہوئے۔ 39اس مقدمہ کو ابتدا میں ذاتی دشمنی قرار دیا گیا۔ تاہم بعد میں حکام نے اسے ایک ”دہشت گرد“ تنظیم کا حملہ قرار دیا۔

اس سے قبل جون میں، دادو میں 2 دو صحافی، رفیق چنہ اور نیاز چانڈیو، اس وقت شدید زخمی ہو گئے جب موٹر سائیکلوں پر سوار چار مسلح حملہ آوروں نے کچہری روڈ پر ایک پرنٹنگ کی دکان کے باہر ان پر فائرنگ کی۔ حملے کے دوران ایک حملہ آور اپنے ساتھیوں کی فائرنگ سے اتفاقاً ہلاک ہو گیا۔ پولیس نے عندیہ دیا کہ یہ حملہ ممکنہ طور پر نیاز چانڈیو کی منشیات کے استعمال اور منشیات کی اسمگلنگ پر رپورٹنگ کے ردِعمل میں کیا گیا۔

اہم ملزم کے 'قتل' پر تنازع۔ مئی میں شکارپور پولیس نے اطلاع دی کہ بدنام ڈاکو شیر محمد مہر عرف شیرو چک تعلقہ کے کچّے کے علاقے میں پولیس اور رینجرز کی مشترکہ کارروائی کے دوران ڈرون حملے میں مارا گیا، جہاں وہ طویل عرصے سے گرفتاری سے بچتا رہا تھا۔ یہ ڈاکو 2024 میں صحافی جان محمد مہر کے قتل کا مرکزی ملزم تھا۔ تاہم بعض سماجی کارکنوں نے سرکاری مؤقف کو چیلنج کرتے ہوئے دعویٰ کیا کہ شیرو پہلے ہی ہیپاٹائٹس سی کے باعث مر چکا تھا اور حکام انعامی رقم حاصل کرنے کے لیے جھوٹا دعویٰ کر رہے تھے۔

پُرامن اجتماع کی آزادی

تیل اور گیس کمپنی کے خلاف دھرنا۔ 8 جنوری کو 40 سے زائد دیہات کے سینکڑوں کسانوں، زمینداروں اور رہائشیوں نے جوہی تعلقہ کے جھنگارا بجارا نامی قصبہ میں تیل و گیس ترقیاتی کارپوریشن لمیٹڈ (او جی ڈی سی) کے دفتر کے باہر کئی گھنٹوں تک دھرنا دیا۔ ان کا الزام تھا کہ تیل اور گیس کی تلاش سے متعلق سرگرمیوں نے فصلوں، درختوں، زمین اور پانی کے ذخائر کو وسیع نقصان پہنچایا ہے۔ مظاہرین نے دعویٰ کیا کہ ان نقصانات کے باوجود متاثرہ دیہات کو کوئی معاوضہ نہیں دیا گیا۔

مورو تصادم۔ 20 مئی کو دریائے سندھ پر نئی نہروں کی مجوزہ تعمیر کے خلاف احتجاج کے دوران نوشہرو فیروز ضلع کے شہر مورو میں پُرتشدد جھڑپیں پھوٹ پڑیں۔ احتجاج اس وقت پُرتشدد ہو گیا جب پولیس نے مورو بائی پاس سڑک بند کرنے والے مظاہرین کو منتشر کرنے کی کوشش کی۔ مظاہرین میں سے ایک شخص، زاہد لغاری، بعد میں گولیوں کے زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے ہلاک ہو گیا جبکہ ایک ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس اور چھ دیگر پولیس اہلکاروں سمیت ایک درجن سے زائد افراد زخمی ہوئے۔ اطلاعات کے مطابق لوہے کی سلاخوں اور ڈنڈوں سے مسلح مظاہرین نے پولیس کارروائی کی مزاحمت کی، جس کے جواب میں لاٹھی چارج اور ہوائی فائرنگ کی گئی۔ دو ٹرالرز اور ایک پولیس وین سمیت کئی گاڑیوں کو آگ لگا دی گئی جبکہ علاقے میں کاروبار بند ہو گیا۔ لغاری کی موت کے بعد صورتحال مزید کشیدہ ہو گئی اور مظاہرین نے سندھ کے وزیرِ داخلہ ضیاء لنجار کی رہائش گاہ پر حملہ کر کے اسے جزوی طور پر نذرِ آتش کر دیا۔

ایچ آر سی پی نے مورو میں احتجاج سے متعلق واقعات کی پولیس کی زیرِ نگرانی تحقیقات کی شفافیت پر تشویش ظاہر کی اور فوری طور پر آزاد عدالتی تحقیقات کا مطالبہ کیا۔

کراچی میں بلوچ یکجہتی کمیٹی کے کارکنوں کے خلاف مقدمات۔ 19 جنوری کو کراچی پولیس نے شہر کے مختلف علاقوں سے بلوچ یکجہتی کمیٹی سے وابستہ درجنوں کارکنوں کو گرفتار کیا۔ پولیس نے ملیر میں ایک ریلی کے دوران قومی اداروں کے خلاف نعرے بازی کے الزام میں تین خواتین سمیت 19 کارکنوں کے خلاف دہشت گردی اور بغاوت کے مقدمات درج کیے۔

اس سے ایک دن قبل لیاری میں پولیس نے بلوچ یکجہتی کمیٹی کے تقریباً 25 رہنماؤں اور کارکنوں بشمول خواتین کو ان کی ریلی روکنے کے بعد حراست میں لے لیا۔ حکام نے الزام عائد کیا کہ مظاہرین "پاکستان مخالف سرگرمیوں" میں ملوث تھے۔ تاہم بلوچ یکجہتی کمیٹی نے اس مؤقف کو مسترد کرتے ہوئے کہا کہ قانون نافذ کرنے والے اہلکاروں نے پُرامن شرکا کے خلاف پرتشدد کارروائی کی جو دالبندین میں آئندہ ہونے والے ایک پروگرام کی تشہیر کے لیے جمع ہوئے تھے اور الزام لگایا کہ پولیس نے انہیں منتشر کرنے کے لیے لاٹھی چارج اور گرفتاریاں کیں۔

طلبہ پر لاٹھی چارج۔ مارچ میں جامشورو پولیس نے مجوزہ چولستان نہر اور دیگر نہروں کے خلاف احتجاج کرنے والے طلبہ کو منتشر کرنے کے لیے لاٹھی چارج کیا اور آنسو گیس کے گولے داغے۔ یہ نہریں دریائے سندھ کے پانی سے پنجاب کی زمینوں کو سیراب کرنے کے لیے بنائی جانی تھیں۔ احتجاج کرنے والے طلبہ کے خلاف ایک مقدمہ بھی درج کیا گیا۔ ایچ آر سی پی نے جامشورو میں احتجاج میں شرکت کرنے والے تقریباً 100 طلبہ کے خلاف فوجداری مقدمہ درج کیے جانے پر تشویش کا اظہار کیا۔

جامشورو پولیس نے مجوزہ چولستان نہر اور دریائے سندھ پر چھ مجوزہ نہروں کی تعمیر کے خلاف احتجاج کرنے والے طلباء کو منتشر کرنے کے لیے لاٹھی چارج کیا اور آنسو گیس کے گولے پھینکے۔

سندھ

سوچ، ضمیر اور مذہب کی آزادی

جبری تبدیلی مذہب۔ ہندو لڑکیوں کی "جبری تبدیلی مذہب" کا مسئلہ ان کے خاندانوں کی جانب سے مسلسل رپورٹ کیا جاتا رہا۔ تاہم بعض لڑکیاں خود اکثر یہ دعویٰ کرتی ہیں کہ انہوں نے اپنی مرضی سے شادی کی ہے۔ ایسا ہی ایک معاملہ 2024 کے آخر میں رپورٹ ہوا تھا جو میرپور خاص ضلع کی ہندو لڑکی کاجل میگھواڑ سے متعلق تھا۔ اسے مبینہ طور پر اغوا کیا گیا تھا۔ بعد ازاں وہ اپنے شوہر کے ساتھ سامنے آئی اور بیان دیا کہ اس نے اسلام قبول کر لیا ہے اور 30 دسمبر 2024 کو پنہوں نامی ایک مسلمان شخص سے شادی کی ہے۔ جنوری میں اس کے بیان کے بعد میرپور خاص کے ایڈیشنل سیشن جج نے پولیس کو نئے شادی شدہ جوڑے کو تحفظ فراہم کرنے کا حکم دیا۔

فروری میں تھرپارکر ضلع کے ڈپلو نامی مقام کی ہندو ٹک ٹاک اسٹار اور ابھرتی ہوئی گلوکارہ بھگوانتی بھیل نے اسلام قبول کیا اور سامارو، عمرکوٹ میں اپنے مسلمان دوست صدام بجیر سے شادی کر لی۔ سوشل میڈیا کے کئی سرگرم صارفین نے گلوکارہ کے مذہب تبدیل کرنے پر تنقید کی اور حکام سے مطالبہ کیا کہ ہندوؤں، خصوصاً کم عمر لڑکیوں، کی حفاظت یقینی بنائی جائے۔

جولائی میں ٹنڈو الہٰ یار ضلع میں تین ہندو لڑکیوں کے مبینہ اغوا اور مذہب کی جبری تبدیلی کا ایک واقعہ سامنے آیا۔ کم عمر لڑکیوں میں کھینچی، لتا دیوی اور مینا شامل تھیں۔ ان کے خاندانوں نے سلطان آباد تھانہ میں تین الگ الگ ایف آئی آرز درج کروائیں۔ ان مقدمات میں کہا گیا کہ لڑکیوں کو اغوا کر کے زبردستی اسلام قبول کروایا گیا۔ دو دن بعد لڑکیاں سندھ ہائی کورٹ کے حیدرآباد بنچ کے سامنے پیش ہوئیں اور بیان دیا کہ انہوں نے اپنی مرضی سے مذہب تبدیل کیا اور تنویر، سعید اور علی شیر نامی افراد سے شادی کی۔

احمدیہ برادری کی ایذارسانی۔ 18 اپریل کو احمدیہ برادری کے 46 سالہ رکن لئیق احمد چیمہ کو کراچی میں ایک ہجوم نے تشدد کر کے قتل کر دیا۔ یہ حملہ صدر کے علاقے میں احمدیہ عبادت گاہ کے قریب پیش آیا۔ رپورٹس کے مطابق انتہا پسند تحریک لبیک پاکستان کے کارکنوں نے مبینہ طور پر چیمہ پر اُس وقت حملہ کیا جب وہ عبادت گاہ کے باہر موجود ہجوم کی ویڈیو بنا رہے تھے۔ بعد ازاں انہیں سول اسپتال منتقل کیا گیا، جہاں وہ زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے دم توڑ گئے۔ پولیس نے ہجوم کی جانب سے قتل کرنے کے اس واقعہ میں 15 نامزد ملزمان کے خلاف قتل اور دہشت گردی کے الزامات کے تحت مقدمہ درج کیا۔

اس سے قبل فروری میں کراچی میں حکام نے ملیر کالونی میں واقع احمدیہ عبادت گاہ بیت النصیر کو سیل کر دیا تھا۔ یہ اقدام تحریک لبیک پاکستان سے منسلک ایک انتہا پسند ہجوم کے مطالبہ پر کیا گیا۔ کراچی کی احمدیہ برادری نے مطالبہ کیا کہ ان کی عبادت گاہ دوبارہ کھولی جائے اور اسے اس کی سابقہ حیثیت میں بحال کیا جائے۔ سال بھر احمدیہ کمیونٹی کی قبروں کی بے حرمتی اور کمیونٹی کے افراد کے خلاف توہینِ مذہب اور عقیدہ کی بنیاد پر الزامات لگائے جانے کے متعدد واقعات سامنے آئے (ٹیبل 2)۔

ٹیبل 2: 2025 میں سندھ میں احمدیہ برادری کے خلاف حملے

حقوق کی خلاف ورزی	واقعات کی تعداد
قبروں کی بے حرمتی	127
عبادت گاہوں کی توڑ پھوڑ	0
مذہب سے متعلق جرائم میں گرفتاری	8
عقیدے کی بنیاد پر قتل	2
توہین مذہب اور عقیدے کی بنیاد پر الزامات	34
عقیدے کی بنیاد پر جسمانی حملے	0

ماخذ: جماعتِ احمدیہ شعبہ اطلاعات

نقل و حرکت کی آزادی

بابرلوئی ناکہ بندی۔ سال کی سب سے اہم سیاسی پیش رفت وفاقی حکومت کی جانب سے دریائے سندھ پر چھ نہروں کی تعمیر سے متعلق متنازع منصوبے کا اعلان تھا۔ مارچ میں صوبائی اسمبلی نے اس اقدام کے خلاف متفقہ قرارداد منظور کی۔ تاہم یہ معاملہ ٹھنڈا نہ پڑ سکا۔ اپریل میں کراچی میں ہونے والے آل سندھ وکلاء کنونشن نے اس فیصلے کے خلاف بڑے پیمانے پر احتجاج اور دھرنا شروع کرنے کا فیصلہ کیا۔ بالائی سندھ میں بابرلوئی بائی پاس پر قومی شاہراہ کی ناکہ بندی شروع ہوئی۔ 22 اپریل کو وکلا رہنماؤں نے دھمکی دی کہ اگر 72 گھنٹوں کے اندر منصوبہ واپس نہ لیا گیا تو ریلوے پٹریاں بھی بلاک کر دی جائیں گی۔

اس احتجاج میں صوبے کی سیاسی جماعتیں، جن میں عوامی تحریک، سندھ یونائیٹڈ پارٹی اور جیے سندھ قومی محاذ کے ساتھ ساتھ کراچی بار ایسوسی ایشن، ملیر بار ایسوسی ایشن اور دیگر شہری سماجی گروپس بھی شریک تھے۔ ناکہ بندی کے نتیجے میں سندھ اور پنجاب کے درمیان ٹریفک معطل ہوگئی۔ 29 اپریل کو مشترکہ مفادات کونسل نے دریائے سندھ سے نئی نہریں نکالنے کے وفاقی منصوبے کو باہمی اتفاقِ رائے تک مسترد کر دیا جس کے بعد مظاہرین نے صوبہ بھر میں تمام دھرنے ختم کر دیے۔

کراچی میں احتجاج سے ٹریفک متاثر۔ کراچی میں دو الگ الگ واقعات کے بعد ٹریفک کی روانی متاثر ہونے کی اطلاعات موصول ہوئیں۔ اگست میں ایک مشتعل ہجوم نے راشد منہاس روڈ پر کم از کم 7 ڈمپر گاڑیوں کو آگ لگا دی۔ اس ڈمپر نے موٹر سائیکل پر اپنے والد کے ساتھ سوار دو بہن بھائیوں کو کچل دیا تھا۔ ڈرائیور کو گرفتار کر لیا گیا، جبکہ آتش زنی کے الزام میں 10 مشتبہ افراد کو حراست میں لے لیا گیا۔

ستمبر میں مقامی رہائشیوں نے ابوالحسن اصفہانی روڈ کے قریب مبینہ غیر قانونی پولیس حراستوں کے خلاف احتجاج کیا، جس کے باعث سپر ہائی وے پر ٹریفک معطل ہوگئی۔ مذاکرات کے بعد احتجاج ختم ہوا اور ٹریفک بحال کر دی گئی۔

ٹرانسپورٹروں کی ہڑتال۔ دسمبر میں پاکستان گڈز ٹرانسپورٹرز الائنس نے روڈ سیفٹی کی مختلف پالیسیوں کے خلاف غیر معینہ مدت کی ملک گیر ہڑتال شروع کی۔ تاہم تقریباً 10 دن بعد وفاقی اور صوبائی حکام کے ساتھ مذاکرات کے بعد ٹرانسپورٹروں نے ہڑتال ختم کر دی۔ اس ہڑتال کے باعث خام مال کی فراہمی، مقامی پیداوار اور برآمدات شدید متاثر ہوئی تھیں۔

انجمن سازی کی آزادی

جولائی میں کراچی میں مزدوروں نے ریگل چوک سے کراچی پریس کلب تک ایک ریلی نکالی، جس میں یونین بنانے کے جمہوری حق کا مطالبہ کیا گیا۔ قومی مزدور اتحاد (نیشنل ٹریڈ یونین فیڈریشن) کی جانب سے منظم کی گئی اس ریلی میں مختلف صنعتی علاقوں کے مزدوروں کے علاوہ سیاسی، سماجی اور انسانی حقوق کی تنظیموں کے نمائندوں نے بھی شرکت کی۔ قومی مزدور اتحاد کے جنرل سیکریٹری ناصر منصور نے یونین سازی کی کوششوں کو جرم بنانے پر حکام پر تنقید کی اور

نشاندہی کی کہ آجر کم از کم اجرت، سماجی تحفظ اور قانونی اوقاتِ کار جیسے بنیادی مزدور حقوق کو نظر انداز کرتے ہیں۔

ایچ آر سی پی سندھ کے نائب صدر قاضی خضر حبیب نے کہا کہ مزدوروں کے حقوق بنیادی انسانی حقوق کا حصہ ہیں اور ان حقوق سے انکار کر کے حکام پاکستانی قانون اور بین الاقوامی معاہدوں دونوں کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔

جمہوری پیش رفت

سیاسی شرکت

ضمنی انتخابات میں دھاندلی کے الزامات۔ اپریل میں ضمنی انتخاب میں ووٹنگ کی شرح کم ہونے اور دھاندلی کے الزامات لگائے گئے۔ تاہم، پاکستان پیپلز پارٹی کی امیدوار صبا تالپور نے قومی اسمبلی کی نشست این اے 213 پر ہونے والا ضمنی انتخاب جیت لیا۔ یہ نشست ان کے شوہر نواب یوسف تالپور کے انتقال کے بعد خالی ہوئی تھی۔ غیر سرکاری اور غیر تصدیق شدہ نتائج کے مطابق پیپلز پارٹی کی امیدوار نے 164,788 ووٹ حاصل کیے جبکہ پاکستان تحریکِ انصاف کی حمایت یافتہ حزبِ اختلاف کے اتحاد کے امیدوار لال چند ملہی نے 81,247 ووٹ حاصل کیے۔

پیپلز پارٹی کی بلدیاتی ضمنی انتخابات میں کامیابی۔ 24 ستمبر کو کراچی اور سندھ کے 13 دیگر اضلاع میں 28 نشستوں پر مقامی حکومتوں کے ضمنی انتخابات منعقد ہوئے۔ ان اضلاع میں حیدرآباد، ٹھٹھہ، گھوٹکی، سکھر، خیرپور، میرپور خاص، عمرکوٹ، دادو، اور بدین شامل تھے۔ ووٹنگ کی شرح ایک بار پھر کم رہی اور پیپلز پارٹی نے بھاری اکثریت کے ساتھ کامیابی حاصل کی۔ غیر سرکاری نتائج کے مطابق پیپلز پارٹی نے 20 نشستیں حاصل کیں جبکہ تحریک لبیک پاکستان نے دو نشستیں جیتیں۔ گرینڈ ڈیموکریٹک الائنس، جماعتِ اسلامی، تحریکِ انصاف کے حمایت یافتہ ایک امیدوار، اور ایک آزاد امیدوار نے ایک ایک نشست حاصل کی۔

شکارپور ضمنی انتخاب۔ 14 دسمبر کو سندھ اسمبلی کے سابق اسپیکر آغا سراج درانی کے انتقال کے بعد ہونے والے پی ایس 9 شکارپور کے حلقہ میں ضمنی انتخاب ہوا۔ اس الیکشن میں سراج درانی کے بیٹے آغا شہباز خان درانی پیپلز پارٹی کے امیدوار تھے۔ انہوں نے 72,975 ووٹ حاصل کرکے واضح کامیابی حاصل کی۔ جمعیت علمائے اسلام (ف) کے امیدوار رشد اللہ شاہ امروتی 12,834 ووٹ لے کر دوسرے نمبر پر رہے۔

سندھ

کم ہوتی ہوئی جمہوری گنجائش اور منتخب اسمبلیوں کا کردار

جنوری میں سندھ اسمبلی نے طلبہ یونین انتخابات سے متعلق ایک قرارداد مسترد کر دی کیونکہ پیپلز پارٹی کے حکومتی ارکان نے اس کے خلاف ووٹ دیا۔ جماعتِ اسلامی کے محمد فاروق کی جانب سے پیش کی گئی۔ اس قرارداد میں سندھ طلبہ یونین بحالی ایکٹ کے فوری نفاذ کا مطالبہ کیا گیا تھا، جس کے تحت سالانہ انتخابات اور قواعد وضع کرنے کے لیے 60 دن کی مدت مقرر ہے۔ محمد فاروق نے 2022 میں قانون کی منظوری کے بعد سے اس کے نفاذ میں تاخیر کو اجاگر کیا، تاہم وزیرِ قانون ضیاء الحسن لنجار نے مؤقف اختیار کیا کہ حکومت پہلے ہی قانون کے مطابق عمل کر رہی ہے۔ نتیجتاً ایوان نے اکثریتی ووٹ سے قرارداد مسترد کر دی۔ لہٰذا طلبہ یونین کے سالانہ انتخابات سے متعلق قانون کے نفاذ میں کوئی تبدیلی نہ آئی۔

خواتین

صنفی بنیاد پر تشدد سال بھر جاری رہا اور اس میں ماضی کی نسبت کوئی کمی نہیں آئی۔ ٹیبل 3 سرکاری اعداد و شمار کی بنیاد پر صوبہ میں صنفی بنیاد پر تشدد کی تفصیل فراہم کرتا ہے، جس میں اغوا اور زبردستی لے جانے کے واقعات سب سے زیادہ رپورٹ ہونے والے جرائم تھے۔

ٹیبل 3: 2025 میں سندھ میں صنفی بنیاد پر تشدد

جرم	رپورٹ ہونے والے مقدمات کی تعداد
گھریلو تشدد	
قتل	130
تشدد	319
دیگر	18
غیرت کے نام پر قتل	126
تیزاب حملے	3
چولہا پھٹنے کے واقعات	0
ونی	0
جنسی حملے	
جنسی زیادتی	371
اجتماعی جنسی زیادتی	76
محرم سے جنسی زیادتی	4
حراست میں جنسی زیادتی	0
کام کی جگہ پر ہراسانی	
جسمانی	70
جنسی	12
اغوا اور زبردستی لے جانا	4,576

ماخذ: قومی پولیس بیورو، ایچ آر سی پی کی درخواست کے جواب میں۔

اکتوبر میں ایک شخص نے مبینہ طور پر کراچی کی کوثر نیازی کالونی میں اپنی دو کم عمر بیٹیوں کو قتل کر دیا۔ تفتیش کے دوران ملزم نے اعتراف کیا کہ اس نے اپنی بڑی بیٹی کو اس لیے قتل کیا کہ وہ بار بار منع کرنے کے باوجود موبائل فون استعمال کرتی تھی۔

جولائی میں کراچی یونیورسٹی میں تعلیمی اداروں میں ہراسانی کے بڑھتے ہوئے واقعات پر گفتگو کے لیے ایک مباحثہ منعقد کیا گیا۔ ماہرین میں عورت فاؤنڈیشن کی مہناز رحمان، صحافی لبنیٰ جرار نقوی اور وکیل شاہ رخ شاہنواز شامل تھے۔ انہوں نے خواتین کے لیے دستیاب قانونی تحفظ پر روشنی ڈالی اور نظام میں پائے جانے والے مسائل سے نمٹنے کے لیے فوری سماجی اصلاحات کا مطالبہ کیا۔

عالیہ شبیر کی جانب سے سندھ ہائی کورٹ میں دائر کی گئی ایک درخواست میں سینیٹری نیپکنز (زنانہ حفظانِ صحت کے استعمال کی اشیا) پر عائد کیے گئے 40 فیصد ٹیکس کو چیلنج کیا گیا۔ درخواست میں مؤقف اختیار کیا گیا کہ آئین کے آرٹیکل 9 اور 14 کے تحت ہر شہری کو زندگی اور صحت کا حق حاصل ہے۔ درخواست میں مطالبہ کیا گیا کہ ان اشیا کو ضروری اشیا میں شامل کیا جائے اور انہیں سیلز ٹیکس ایکٹ 1990 سے مستثنیٰ قرار دیا جائے کیونکہ مہنگی ہونے کے باعث یہ اشیا بیشتر خواتین کی دسترس سے باہر ہو چکی ہیں۔

فروری میں سندھ کابینہ نے شہر کے لیے مزید 50 الیکٹرک بسیں اور خواتین کے لیے 1,000 پنک الیکٹرک موٹر سائیکلیں خریدنے کی منظوری دی۔ ستمبر میں پیپلز پارٹی کے چیئرمین بلاول بھٹو زرداری نے مستحق خواتین میں 200 پنک الیکٹرک موٹر سائیکلیں تقسیم کیں۔

بچے

مارچ میں سندھ حکومت نے سزا یافتہ قیدیوں کے بچوں کی تعلیم میں معاونت کے لیے ملک کا پہلا پروگرام شروع کیا۔ اس اقدام کے تحت سندھ بھر کے 4,684 قیدیوں کے بچوں کو ابتدائی جماعت سے یونی ورسٹی کی سطح تک تعلیمی معاونت فراہم کی جائے گی۔

جون میں پولیس ویمن اینڈ چائلڈ پروٹیکشن سیل نے کراچی کی ہجرت کالونی میں 13 سالہ لڑکی کی کم عمری کی شادی کی کوشش ناکام بنا دی۔ یہ کارروائی مرکز کو قابلِ اعتماد اطلاع ملنے کے بعد کی گئی اور یوں تقریب منعقد ہونے سے پہلے ہی روک دی گئی۔

سخت قوانین کے باوجود شہری اور دیہی سندھ دونوں میں بچوں سے مشقت بدستور وسیع پیمانے پر موجود ہے۔ سندھ میں بچوں سے مشقت (چائلڈ لیبر) کے سروے 2022 تا 2024 کے مطابق 5 سے 17 سال عمر کے 16 لاکھ سے زیادہ بچے مزدوری کر رہے تھے۔ صوبائی محکمہ محنت کی جانب سے بچوں کے لیے اقوامِ متحدہ کے ادارہ یونیسیف اور محکمہ شماریات کے تعاون سے کیے گئے اس سروے میں یہ بھی بتایا گیا کہ 10 تا 17 سال عمر کے نصف سے زیادہ بچے خطرناک حالات میں کام کرتے ہیں، جہاں انہیں طویل اوقاتِ کار، سخت موسم اور غیر محفوظ آلات کا سامنا ہوتا ہے۔ تاہم سروے میں یہ بھی بتایا گیا کہ بچوں سے مشقت میں نمایاں کمی آئی ہے اور شرح 1996 کے اعداد و شمار کے مقابلے میں تقریباً 50 فیصد کم ہو گئی ہے۔

اٹھائیس اکتوبر کو رپورٹ کیا گیا کہ صوبہ میں انسانی مدافعتی کمزوری کے وائرس (ایچ آئی وی وائرس) کا پھیلاؤ "انتہائی تشویش ناک" سطح تک پہنچ چکا ہے اور 3,995 بچوں میں اس وائرس کی تصدیق ہو چکی تھی۔

کراچی کے میمن گوٹھ میں ایک چونکا دینے والے واقعے میں پولیس نے رپورٹ کیا کہ ایک خاتون کو نجی کلینک کے طبی اخراجات ادا کرنے کے لیے اپنا نومولود بچہ فروخت کرنے پر مجبور کیا گیا۔ بعد ازاں ملیر ضلع کے پولیس سربراہ نے تصدیق کی کہ بچہ اپنے خاندان کے پاس محفوظ ہے اور حکام نے کلینک کو سیل کر دیا ہے۔

متجنس (ٹرانس جینڈر) افراد

ستمبر میں کراچی کے مضافات میں میمن گوٹھ تھانہ کی حدود میں تین متجنس افراد کی لاشیں ملیں جنہیں گولیاں مار کر ہلاک کیا گیا تھا۔ صنفی اشتراک اتحاد (جینڈر انٹرایکٹو الائنس) کی صدر بندیارانا نے اس قتل کی مذمت کی اور دعویٰ کیا کہ 2022 سے اب تک سندھ بھر میں مجموعی طور پر 56 متجنس افراد قتل کیے جا چکے ہیں۔ اسے "ظلم کی انتہا" قرار دیتے ہوئے بندیارانا نے کہا کہ ٹرانس جینڈر افراد معاشرے کے سب سے زیادہ محروم طبقات میں شامل ہیں اور انہیں رہائش، خوراک، شناختی کارڈ تک رسائی اور روزگار سے متعلق مسائل کا مسلسل سامنا رہتا ہے۔ وزیرِ اعلیٰ مراد علی شاہ نے بھی اس واقعے کی مذمت کی۔

جنوری میں وزیرِ اعلیٰ نے محکمہ تعلیم کو صوبے کی پہلی ٹرانس جینڈر تعلیمی پالیسی تیار کرنے کی ہدایت کی۔

اکتوبر میں کراچی کے برنس گارڈن میں "ماحولیاتی تبدیلی سے شناخت تک، جدوجہد سے آزادی تک" کے موضوع پر ٹرانس جینڈر میلہ منعقد کیا گیا۔ تقریب کے مقصد کی وضاحت کرتے ہوئے ٹرانس جینڈر ماڈل اور میلے کی منتظم کامی چودھری نے کہا کہ ٹرانس جینڈر برادری باوقار زندگی گزارنے اور اپنی شرائط پر جینے کی آزادی چاہتی ہے۔

کراچی کے برنز گارڈن میں ہجڑا فیسٹیول کا انعقاد کیا گیا، جس کا موضوع 'موسمیاتی تبدیلی سے شناخت تک، جدوجہد سے آزادی تک' تھا۔

انہوں نے مزید کہا: "ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ متجنس افراد کے لیے مختص روزگار کے کوٹہ پر مکمل عملدرآمد کیاجائے، نیز ہم چاہتے ہیں کہ آفات سے نمٹنے، امداد، رہائش اور صحت کے پروگراموں میں ٹرانس جینڈر برادری کی لازمی شمولیت ہو تاکہ قومی پالیسی اور عملی اقدامات میں کوئی شخص شامل ہونے سے رہ نہ جائے۔"

محنت کش

سندھ لیبر کوڈ۔ صوبائی حکومت نے انٹرنیشنل لیبر آرگنائزیشن کے تعاون سے ایک لیبر کوڈ تیار کیا۔ تاہم مقامی مزدور یونینوں اور فیڈریشنز نے اسے مسترد کر دیا اور کہا کہ یہ مناسب مشاورت کے بغیر تیار کیا گیا ہے۔ قومی مزدور اتحاد (نیشنل ٹریڈ یونین فیڈریشن) کی جانب سے منعقدہ ایک کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے مقررین نے اس کوڈ کو "مزدوروں کی قوت اور حقوق کو کمزور بنانے کا منصوبہ" قرار دیا۔

کپاس چننے والی خواتین مزدور۔ مزدور حقوق کے رہنماؤں اور ٹیاری ضلع میں کپاس کے مزدوروں کی ٹریڈ یونینوں (جن کی قیادت خواتین کرتی ہیں) کے نمائندوں نے 30 اپریل کو حیدرآباد پریس کلب میں ایک پریس کانفرنس کی۔ اس کانفرنس میں پر زور مطالبہ کیا گیا کہ سندھ کے کپاس پیدا کرنے والے اضلاع کی 10 لاکھ سے زیادہ خواتین مزدوروں کے لیے انصاف، منصفانہ اجرت اور کام کے بہتر حالات مہیا کیے جائیں۔

کوئلہ کانوں میں ہلاکتیں۔ 12 مئی کو جامشورو ضلع کے لاکھڑا کوئلہ فیلڈ کی ایک کان میں زہریلی گیس سانس کے ساتھ جسم میں جانے کے باعث دو کان کن مزدور ہلاک ہو گئے جبکہ سات 7 دیگر کارکن بے ہوش ہو گئے۔ مزید 2 افراد کو تشویش ناک حالت میں ہسپتال منتقل کیا گیا۔ جاں بحق سوات، خیبر پختونخوا کے رہائشی تھے، ان کی میتیں قانونی طبی کارروائی مکمل ہونے کے بعد ان کے آبائی علاقوں کو روانہ کر دی گئیں۔

دسمبر میں جامشورو کے قریب منجھند میں کام کے دوران ایک کان میں زہریلی گیس بھر گئی جس کے باعث 3 کان کن ہلاک ہو گئے۔ اس واقعے کے بعد مزدوروں نے ایسے حادثات کثرت سے ہونے پر احتجاج کیا۔

سینی ٹیشن ورکرز کی ہلاکتیں۔ فروری میں کراچی کے نارتھ ناظم آباد میں گٹر لائنیں صاف کرتے ہوئے صفائی (سینی ٹیشن) کے دو کارکن ہلاک ہو گئے۔ ان کی موت زہریلی گیسیں سانس کے ساتھ جسم میں داخل ہو گئی تھیں۔ ستمبر میں کراچی کے گارڈن علاقے میں سیوریج کے مین ہول کی صفائی کے دوران 45 سالہ جارج اور اس کے 19 سالہ بیٹے وِشال سمیت تین سینی ٹیشن کارکن زہریلی گیسیں سانس میں اندر لینے سے ہلاک ہو گئے۔ ایک چوتھا کارکن بے ہوش ہو گیا اور اسے ہسپتال منتقل کیا گیا۔

کم از کم اجرت۔ جون میں سندھ اسمبلی کی پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کو بتایا گیا کہ 80 فیصد سے زائد صنعتی ادارے سرکاری طور پر مقرر کردہ کم از کم اجرت نافذ کرنے میں ناکام رہے ہیں۔ یہ صورتِحال مزدور قوانین کے کمزور نفاذ اور مزدوروں کی انصاف تک محدود رسائی کی عکاسی کرتی ہے۔

بعد ازاں جولائی میں حکومتِ سندھ نے صوبے بھر کے تمام صنعتی اور تجارتی اداروں میں غیر ہنر مند مزدوروں کے لیے کم از کم ماہانہ اجرت 40,000 روپے مقرر کرنے کا اعلان کیا، جو یکم جولائی 2025 سے نافذ العمل ہوئی۔ نیم ہنر مند مزدوروں کی کم از کم ماہانہ تنخواہ 41,380 روپے مقرر کی گئی۔

بھارت سے رہا ہونے والے ماہی گیر۔ سندھ کے 53 ماہی گیروں کو بھارتی حکام نے رہا کر کے 9 ستمبر کو واہگہ سرحد پر پاکستان کے حوالے کیا تھا۔ وہ 25 دن سے زائد عرصے تک لاہور میں پھنسے رہے۔ ان کے خاندانوں نے الزام لگایا کہ سندھ محکمہ ماہی گیری (فشریز ڈپارٹمنٹ) اور ماہی گیروں کی کوآپریٹو سوسائٹی پنجاب رینجرز کے ساتھ ماہی گیروں کی فوری حوالگی کے لیے رابطہ قائم کرنے میں ناکام رہے۔

اسی دوران 10 دسمبر کو بھارتی فورسز نے کجار کریک کے قریب سمندری پانیوں سے دو کم عمر لڑکوں سمیت 11 پاکستانی

ماہی گیروں کو حراست میں لے لیا اور ان کی کشتی ضبط کر لی۔ کوسٹل میڈیا سینٹر کے کمال شاہ کے مطابق گرفتار کیے گئے تمام افراد کراچی کے علاقے ابراہیم حیدری کے رہائشی تھے۔

آتش بازی کے کارخانے میں ہلاکتیں۔ صنعتی حادثات سال بھر ہوتے رہے۔ نومبر میں حیدرآباد کے دریائی علاقے میں غیر قانونی آتش بازی کے ایک کارخانے میں زوردار دھماکے سے چھ افراد موقع پر ہی ہلاک ہو گئے۔ مزید 4 افراد علاج کے دوران جان کی بازی ہار گئے، جس کے بعد ہلاکتوں کی تعداد 10 ہو گئی۔

معمر افراد

سینیئر سیٹیزن کارڈ۔ حکومتِ سندھ نے نیشنل ڈیٹا بیس اینڈ ریگولیٹری اتھارٹی (نادرا) کے تعاون سے دسمبر 2024 میں سندھ سینئر سٹیزن آزادی کارڈ پروگرام شروع کیا۔ اس اقدام کا مقصد بزرگ شہریوں کے لیے فلاحی امداد کو بہتر بنانا اور عوامی خدمات تک ان کی رسائی میں اضافہ کرنا تھا۔ اگرچہ اس کا اعلان پہلے کیا گیا تھا لیکن اہل درخواست گزاروں کی رجسٹریشن 2025 میں شروع ہوئی اور ہر ضلع میں دفاتر قائم کیے گئے۔ یہ کارڈ 60 سال اور اس سے زائد عمر کے رہائشیوں کو مفت عوامی خدمات فراہم کرتا ہے۔ توقع ہے کہ سندھ کے تقریباً 37 لاکھ بزرگ شہری اس سے فائدہ اٹھائیں گے۔ سرکاری اعداد و شمار کے مطابق مارچ سے اگست 2025 کے وسط تک 29,821 بزرگ شہریوں نے رجسٹریشن کروائی۔

پینشن قواعد میں تبدیلیاں۔ حکومتِ سندھ نے 2025 تا 2026 کے بجٹ میں ایک ایسا منصوبہ متعارف کرایا جسے اس نے ''پینشن اصلاحات'' کا نام دیا۔ اس کی وجہ سے سرکاری ملازمین میں شدید بے چینی پھیل گئی، جنھوں نے نئی پالیسی واپس لینے کے مطالبے کے لیے صوبہ بھر میں احتجاج، ہڑتالیں اور ریلیاں منعقد کیں۔ اس دباؤ کے باعث حکومت کو اپنی سابقہ پینشن سے متعلق فیصلوں پر نظرِ ثانی یا انہیں واپس لینے کے اقدامات کا اعلان کرنا پڑا۔

معذوری کے ساتھ جیتے افراد

مارچ میں سندھ ہائی کورٹ کے آئینی ڈویژن بنچ (حیدرآباد سرکٹ) نے خدمات، عمومی انتظامیہ اور رابطہ محکمہ (ایس جی اینڈ ڈی) کے رابطہ افسر کو ہدایت دی کہ وہ معذوری کے ساتھ زندگی گزارنے والے افراد کے لیے مختص پانچ فیصد کوٹہ کے تحت 14 درخواست گزاروں کی تقرری پر غور کریں۔ 2021 میں محمد نوید قریشی اور 13 دیگر افراد کی جانب سے دائر درخواست میں کہا گیا تھا کہ درخواست گزاروں نے نومبر 2017 میں شائع ہونے والے حکومتی اشتہار کے جواب

میں درخواست دی تھی اور فروری 2018 میں سیلیکشن کمیٹی کے سامنے انٹرویو بھی دیا تھا۔ درخواست گزاروں نے کہا کہ ان کے تقرر کے لیے کمیٹی کی سفارش کردہ فہرست کے مطابق عدالت ہدایات جاری کرے۔

جون میں وزیرِ اعلیٰ سید مراد علی شاہ نے معذوری کے ساتھ زندگی گزارنے والے افراد کی معاونت کے لیے 400 ملین روپے مختص کرنے کا اعلان کیا۔ معذور افراد کو بااختیار بنانے کے لیے محکمہ کی جانب سے منعقدہ چیک تقسیم کرنے تقریب میں انہوں نے 56 شراکت دار تنظیموں میں اس مالی امداد کے تحت چیک تقسیم کیے۔ انہوں نے یہ بھی اعلان کیا کہ 2025 کے اختتام تک 12 آٹزم مراکز فعال ہو جائیں گے اور یہ کہ صوبائی حکومت ہر ضلع میں کم از کم ایک ایسا مرکز قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

سندھ ہائی کورٹ نے صوبہ بھر کی ضلعی عدالتوں کو ہدایت کی کہ معذوری کے ساتھ زندگی گزارنے والے افراد کے لیے عدالتوں تک رسائی بہتر بنانے کی خاطر ریمپ، ویل چیئرز اور خصوصی واش رومز کا انتظام کیا جائے۔

مہاجرین اور اندرونِ ملک نقل مکانی پر مجبور افراد

سندھ اور کراچی میں غیر قانونی غیر ملکیوں کی واپسی کے ایک منصوبے پر عمل درآمد کیا گیا۔ اس کے تحت افغان مہاجرین کے خلاف ملک بدری اور ان کو ہدف بنا کر کارروائیاں جاری رہیں۔ اکتوبر میں حکام نے شہری پولیس کے تعاون سے کراچی کے سہراب گوٹھ میں افغان بستی کی مسماری کا آپریشن شروع کیا۔ اس کارروائی کا مقصد ان کے بقول زمین پر مبینہ قبضہ مافیا کے غیر قانونی قبضے کو روکنا تھا۔ رپورٹ تیار کیے جانے تک 3,000 سے زائد رہائشی عمارتوں میں سے تقریباً 1,200 مسمار کی جا چکی تھیں۔ پولیس کا دعویٰ تھا کہ 14,000 سے زائد افغان باشندے افغانستان واپس جا چکے ہیں جبکہ تقریباً 1,384 افراد ابھی شہر میں موجود تھے جنہیں مرحلہ وار واپس بھیجا جا رہا تھا۔

سندھ

سماجی، معاشی اور ماحولیاتی حقوق

تعلیم

سندھ نے 2025 میں اپنے تعلیمی بجٹ میں 25 فیصد اضافہ کیا اور گزشتہ سال کے 454 ارب روپے کے بجٹ کے مقابلے میں 613 ارب روپے مختص کیے۔ تاہم تعلیم کے شعبہ میں مسائل بدستور بے شمار اور سنگین رہے۔ 2025 میں سندھ میں پرائمری درجے میں مجموعی داخلے کی شرح 71 فیصد رہی جبکہ قومی اوسط 84 فیصد تھی اور آفات سے متاثرہ اضلاع میں یہ شرح صرف 33 فیصد تھی۔ ایک مثبت پیش رفت یہ تھی کہ تعلیمی فنڈز کو اسکول سطح تک منتقل کیا گیا جہاں یہ رقم خرچ ہونا تھی۔ اس اقدام سے تقریباً 34,000 اسکولوں کو فائدہ پہنچا اور وہ بااختیار ہوئے۔

صحت

ریبیز سے ہلاکتیں۔ 2025 میں ایک 12 سالہ لڑکے کو جیکب آباد کے ایک سرکاری اسپتال میں متعدد حفاظتی ٹیکے لگنے کے باوجود ریبیز ہو گیا تھا۔ بعد میں وہ کراچی کے انڈس اسپتال میں انتقال کر گیا، جس کے بعد سندھ میں اس بیماری سے ہلاکتوں کی تعداد 25 ہو گئی۔ ان مریضوں کی ایک بڑی تعداد شمالی سندھ کے اضلاع سے تعلق رکھتی تھی اور انہیں اپنے علاقوں یا قریبی اضلاع میں مناسب علاج نہ ملنے کے باعث کراچی جانا پڑا۔

پولیو۔ 2025 میں پاکستان میں رپورٹ ہونے والے 31 پولیو کیسز میں سے 9 سندھ سے تھے۔ سرکاری اعداد و شمار کے مطابق کراچی میں گھر گھر جا کر جو مہم چلائی گئی اس کے دوران 41,875 بچوں کے والدین نے پولیو کے قطرے پلانے سے انکار کیا۔ اس کے برعکس سندھ کے دیگر اضلاع میں صرف 1,124 انکار سامنے آئے۔

پاکستان میں 2025 میں رپورٹ ہونے والے پولیو کے 31 کیسز میں سے نو کا تعلق سندھ سے تھا۔

سندھ

رحم (سروائیکل) کا کینسر۔ ستمبر میں محکمہ صحت نے 12 روزہ حفاظتی ٹیکہ جات مہم شروع کی۔ صوبے میں نوجوان لڑکیوں کو سروائیکل کے کینسر سے بچانے کے لیے یہ پہلی مہم تھی۔ رپورٹس کے مطابق اس مہم کا مقصد 30 اضلاع کی 1,190 یونین کونسلوں میں 9 سے 14 سال عمر کی 41 لاکھ لڑکیوں تک پہنچنا تھا۔

ملیریا۔ ملیریا سے متعلق ایک صوبائی رپورٹ میں بتایا گیا کہ یکم جنوری سے 15 اکتوبر کے درمیان 2,416,427 خون کے نمونوں کی جانچ کی گئی، جن میں سے 215,270 یعنی تقریباً 9 فیصد مثبت نکلے۔ آزاد ماہرینِ صحتِ عامہ نے ان نتائج پر سوال اٹھاتے ہوئے کہا کہ رپورٹ کردہ اعداد و شمار اصل صورتِ حال کو پوری طرح ظاہر نہیں کرتے بلکہ اصل سے کم بتا رہے ہیں۔ ڈینگی کے سرکاری اعداد و شمار بھی بڑے سرکاری اور نجی اسپتالوں کی رپورٹس سے مختلف تھے۔

خسرہ۔ سندھ بھر میں خسرہ پھیلنے کے 73 واقعات ریکارڈ کیے گئے، جن کے نتیجے میں 4,200 سے زائد تصدیق شدہ کیس سامنے آئے اور 157 اموات ہوئیں۔

رہائش اور عوامی سہولیات

سال 2025 کے اختتام تک سندھ حکومت کے زیرِ قیادت سندھ فلڈ ایمرجنسی ری ہیبی لٹیشن کا پہلا مرحلہ تکمیل کے قریب تھا۔ یہ منصوبہ 2022 کے تباہ کن سیلاب کے بعد شروع کیا گیا تھا اور اس کا مقصد بنیادی انفراسٹرکچر اور سہولیات کی بحالی تھا۔ رپورٹ کیا گیا کہ اس منصوبہ سے بہتر انفراسٹرکچر کے ذریعے پچاس لاکھ افراد کو فائدہ پہنچا۔ جبکہ "کام کے بدلہ نقد" نامی پروگرام کے ذریعے 139,000 سے زائد سیلاب متاثرین کو فائدہ پہنچا۔

تاہم کراچی ٹاؤن منصوبہ بندی اور عمارت کے قواعد (کراچی ٹاون پلاننگ اینڈ بلڈنگ ریگولیشنز) میں ترامیم پر سندھ حکومت کو شدید تنقید کا سامنا کرنا پڑا۔ ان ترامیم کے تحت رہائشی جائیدادوں کے تجارتی استعمال کی اجازت دی گئی تھی۔ اس اقدام کو حزبِ اختلاف کی تین بڑی جماعتوں نے مسترد کرتے ہوئے اس کی فوری واپسی کا مطالبہ کیا۔ ان کا مؤقف تھا کہ یہ تبدیلیاں پہلے سے بگڑتے ہوئے شہری انفراسٹرکچر کو شدید نقصان پہنچائیں گی۔ 13 مارچ کو سندھ بلڈنگ کنٹرول اتھارٹی کے سربراہ نے رہائشی جائیدادوں کے تجارتی استعمال کی اجازت کا نوٹیفکیشن جاری کر دیا۔ البتہ سندھ ہائی کورٹ میں دائر درخواست کے بعد حکومت نے مئی میں یہ نوٹیفکیشن واپس لے لیا۔

ریلوے کی زمین پر قبضہ۔ کراچی ڈویژن میں پاکستان ریلوے کے زیرِ انتظام 19,594 ایکڑ زمین ہے جس میں سے 954 ایکڑ بدستور نجی قبضے میں تھی۔ قومی اسمبلی کی قائمہ کمیٹی کو فراہم کی گئی تازہ معلومات میں بتایا گیا کہ گزشتہ تین برسوں کے دوران ریلوے کی 340 ایکڑ زمین واگزار کرائی جا چکی ہے۔

خطرناک عمارتوں سے خاندانوں کا انخلا۔ صوبے بھر میں خطرناک عمارتوں اور غیر قانونی تعمیرات سے نمٹنے کے لیے قائم کردہ ایک کمیٹی کو بتایا گیا کہ کراچی میں 56 "انتہائی خطرناک" عمارتوں سے 300 خاندانوں کو نکالا گیا۔ ان خاندانوں کو تین ماہ کے لیے ماہانہ 30,000 روپے کی امداد فراہم کی گئی تاکہ وہ کرایہ ادا کرسکیں۔

ماحول

حکومتِ سندھ نے 15 جون سے پورے صوبے میں تمام پلاسٹک کے شاپنگ بیگز پر پابندی لگانے کا اعلان کیا۔ ایک سرکاری نوٹیفکیشن میں تصدیق کی گئی کہ اس پابندی میں غیر تحلیل پذیر، آکسی تحلیل پذیر، سیاہ رنگ کے اور ری سائکلڈ پلاسٹک بیگز شامل ہیں۔

پاکستان ائیر کوالٹی انیشی ایٹو (فضائی معیار کا اقدام) کی ایک رپورٹ کے مطابق کراچی سالانہ 394 کلوٹن سے زیادہ فضائی آلودگی خارج کرتا ہے۔ رپورٹ میں صنعتی کارخانوں کو باریک معلق ذرات (پی ایم دو اعشاریہ پانچ) کا سب سے بڑا ذریعہ قرار دیا گیا، جس کا آلودگی میں 49 فیصد حصہ ہے، جبکہ ٹرانسپورٹ کا شعبہ 33 فیصد کے ساتھ دوسرے نمبر پر رہا۔ رپورٹ میں مزید بتایا گیا کہ شہر کے سالانہ اخراج میں تقریباً 39.11 کلوٹن باریک معلق ذرات (پی ایم دو اعشاریہ پانچ)، 52 کلوٹن سلفر ڈائی آکسائیڈ، 100.78 کلوٹن نائٹروجن آکسائیڈز اور 203.41 کلوٹن کاربن شامل ہیں۔ کیمیائی مادوں کی ہوا میں یہ مقدار کراچی کی فضا پر آلودگی کی سنگین صورتحال کو ظاہر کرتی ہے۔

خیبر پختونخوا

عمومی جائزہ

خیبر پختونخوا میں سال 2025 بڑھتی ہوئی بد امنی، دباؤ کا شکار نظامِ انصاف اور بڑھتے ہوئے سماجی عدم تحفظ کے پیچیدہ امتزاج سے عبارت تھا، جبکہ اس دوران مسلسل معاشی اور ماحولیاتی دباؤ بھی موجود رہا۔ صوبے میں گورننس، انسانی حقوق اور عوامی بہبود سے متعلق نظام میں اصلاحات کی کوششیں کی گئیں لیکن بعض اعتبار سے ان امور سے متعلق اشاریوں میں خاصی تنزلی بھی ہوئی، جس کی بنیادی وجوہات عسکریت پسندی، بے دخلی، ادارہ جاتی کمزوری اور ریاستی اقدامات میں عدم توازن تھا۔

سال 2025 کا سب سے تشویشناک رجحان عسکریت پسندی میں اضافہ تھا۔ ملک بھر میں دہشت گردی کے 1,500 سے زیادہ واقعات ہوئے جن میں خیبر پختونخوا کا حصہ سب سے زیادہ تھا۔ صوبے کے جنوبی اضلاع سب سے زیادہ متاثر ہوئے۔ قانون نافذ کرنے والے اہلکاروں کی ہلاکتوں میں نمایاں اضافہ ہوا اور تشدد کے نتیجے میں خواتین اور بچوں سمیت سینکڑوں شہری جان سے گئے۔ خفیہ معلومات کی بنیاد پر ہزاروں کارروائیاں کی گئیں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ سیکیورٹی کا بحران مسلسل شدت سے موجود رہا۔ ان کارروائیوں سے انسدادِ دہشت گردی کے سخت گیر طریقوں اور شدت پسند نیٹ ورکس کی مسلسل موجودگی کے بارے میں خدشات نے جنم لیا۔ خوف کی اس فضا نے صوبہ بھر میں سیاسی کارکنوں، سرکاری ملازمین، صحافیوں اور دیگر کمیونٹیز کو متاثر کیا۔

ملک بھر میں دہشت گردی کے 1,500 سے زائد واقعات میں سے سب سے بڑا حصہ اسی صوبے میں ہوا۔

گزشتہ سال کی طرح صوبائی حکومت ایک امن جرگہ منعقد کرنے میں کامیاب رہی جس میں لوگوں کی ایک بڑی تعداد شرکت نے کی۔ یہ اجتماع اس بار صوبائی اسمبلی کے احاطے میں منعقد ہوا۔ دیگر قراردادوں کے ساتھ ساتھ جرگے نے

تجارت کی غرض سے افغانستان کے ساتھ سرحدیں کھولنے، کابل کے ساتھ مذاکرات کو ترجیح دینے اور افغان پالیسی میں صوبے کو شامل کرنے کا مطالبہ کیا جبکہ خیبر پختونخوا کے عوام کے لیے امن، حقوق اور انصاف کا تقاضا بھی کیا۔

پاکستان تحریکِ انصاف صوبے کی اکثریتی اور حکمران جماعت تھی لیکن سپریم کورٹ کے آئینی بینچ نے 2024 کے مکمل بنچ کے اکثریتی فیصلے کو کالعدم قرار دے دیا تو وہ مخصوص نشستیں لینے میں ناکام ہوگئی۔ نتیجتاً مخصوص نشستیں حزبِ اختلاف کی جماعتوں میں تقسیم کر دی گئیں۔

قانون سازی کے لحاظ سے خیبر پختونخوا اسمبلی متحرک رہی۔ اس نے درجنوں قوانین اور قراردادیں منظور کیں۔ تاہم قانون سازی کے مجموعی رجحان سے ایک مربوط اور حقوق پر مبنی حکمتِ عملی کی بجائے زیادہ تر سیاسی تقاضوں کی عکاس ہوتی تھی۔ اہم قوانین میں منشیات، ماحولیاتی نظم و نسق، خواتین کے حقوق اور کاروباری سہولت کاری سے متعلق ریگولیٹری فریم ورکس کو وسیع کرنا شامل تھا۔ تاہم یہ مثبت تبدیلیاں محدود مشاورت، صوبے اور وفاق کے مابین کشیدگی اور غیر یکساں عملدرآمد کے باعث متاثر ہوئیں۔ اسی دوران صوبائی اسمبلی کی قراردادوں کے ذریعے افغان سرحد کی بندش، ڈرون حملوں اور وطن واپسی کی پالیسیوں جیسے قومی بحرانوں کے حوالے سے صوبے کی بڑھتی ہوئی حساسیت کا اظہار کیا گیا۔ تاہم اس عمل سے یوں لگتا ہے کہ مقننہ گورننس کے پیشگی اقدامات کرنے کی بجائے زیادہ تر ردِعمل پر مبنی گورننس میں اُلجھی رہی۔

ایک ایسا مسودۂ قانون جو مسلسل زیرِ بحث اور انتہائی متنازع رہا وہ خیبر پختونخوا مائنز اینڈ منرلز بل تھا، جو سال کے اختتام تک منظور نہ ہو سکا۔

قانون کی حکمرانی سے متعلق اشاریوں سے ملا جلا منظر نامہ سامنے آیا۔ عدالتوں میں زیرِ التوا مقدمات میں کمی آئی اور بعض عدالتی آسامیوں کو پُر کیا گیا۔ تاہم نظام سے متعلق مسائل بر قرار رہے۔ سال کے اختتام پر ہزاروں مقدمات زیرِ سماعت تھے اور ضلعی عدلیہ پر مقدمات کا غیر معمولی بوجھ موجود تھا۔ جبری گمشدگیوں کا بحران انسانی حقوق کا ایک نمایاں مسئلہ بنا رہا کیونکہ پشاور ہائی کورٹ نے بار بار مداخلت کرتے ہوئے ریاستی اداروں سے جوابدہی کا مطالبہ کیا۔ ایسے واقعات کا تسلسل ظاہر کرتا ہے کہ ادارہ جاتی جمود بہت گہرا ہے اور سزا سے استثنا کی جڑیں مضبوط ہیں۔

بنیادی آزادیوں کی صورتحال مخدوش رہی۔ سرحدی بندشوں، کرفیو اور فوجی کارروائیوں کے باعث نقل و حرکت کی آزادی بار بار محدود کی گئی، جس سے تجارت، روزگار اور شہری آمد و رفت متاثر ہوئی۔ اظہارِ رائے کی آزادی بھی

2025 میں الیکٹرانک جرائم کی روک تھام کے قانون (پیکا) 2016 میں ترمیم اور صحافیوں کے خلاف بڑھتے ہوئے تشدد کے باعث مزید کم ہوگئی۔ ڈیجیٹل رابطوں میں خلل اور سائبر جرائم کے مقدمات میں اضافے سے عوام کے دائرہ عمل (خواہ وہ فزیکل ہو یا آن لائن) کو درپیش بڑھتے ہوئے چیلنجز زیادہ نمایاں ہوگئے۔

صوبے بھر کے شہری متحرک رہے۔ وہ روزمرہ گورننس کی ناکامیوں جیسے امن و امان، بجلی کی بندش، مہنگائی، تنخواہوں اور تعلیم کے مسائل پر احتجاج کرتے رہے۔ ان احتجاجی مظاہروں سے ظاہر ہوتا ہے کہ محروم اور کمزور طبقات خصوصاً خواتین، بچے اور متجنس (ٹرانس جینڈر) افراد بڑھتے ہوئے عدم تحفظ کا شکار تھے۔ صنفی بنیاد پر تشدد عام رہا جبکہ سزا کی شرح نہایت کم تھی۔ متجنس برادریوں کو ٹارگٹ کلنگ، جبری بے دخلی اور شدید امتیازی سلوک کا سامنا کرنا پڑا۔ بچوں نے بارودی سرنگوں کے دھماکوں سے لے کر حراستی تشدد تک شدید مظالم کا سامنا کیا جس سے ان کے بڑھتے ہوئے عدم تحفظ کا پتا چلتا ہے۔

اسی طرح مزدوروں کے لیے بگڑتے ہوئے حالات نظامی عدم تحفظ کے عکاس تھے۔ کان کنی کے حادثات، اغوا، اجرتوں میں تاخیر اور بڑے پیمانے پر برطرفیوں سے روزگار کی خراب صورتحال کا اندازہ ہوتا ہے۔ معذور افراد کے لیے سماجی تحفظ میں بتدریج بہتری دیکھی گئی۔ تاہم اِن کی ضروریات ریاست کی استعداد سے کہیں زیادہ تھیں۔ مہاجرین اور اندرونِ ملک نقل مکانی پر مجبور افراد کو جبری وطن واپسی اور ناکافی حفاظتی اقدامات کا سامنا رہا۔ انہیں تصادم اور آپریشنز کے باعث بار بار اپنے علاقوں سے بے دخلی، نقل مکانی برداشت کرنا پڑی۔

سماجی اور معاشی شعبوں میں تعلیم اور صحت کے نظام دائمی کمزوریوں سے دوچار رہے۔ صوبے میں اسکول سے باہر بچوں کی تعداد ملک بھر میں سب سے زیادہ رہی۔ اساتذہ کی شدید کمی اور متنازع طور پر تعلیمی اداروں کو آؤٹ سورس کرنے سے اس تعداد میں مزید اضافہ ہوگیا۔ پبلک ہیلتھ کو پولیو، ڈینگی، تپِ دق، خسرہ اور ایچ آئی وی / ایڈز جیسے خطرات لاحق رہے جنھوں نے صحت کے محدود انفراسٹرکچر پر مسلسل دباؤ ڈالے رکھا، اگرچہ صحت کارڈ پروگرام کی توسیع سے کچھ ریلیف ملا۔

ماحولیاتی آفات نے بے پناہ نقصان پہنچایا۔ سیلاب، جنگلات کی کٹائی، فضائی آلودگی اور تجاوزات نے ماحولیاتی نظام کی پائیداری و استحکام، زمین کے انتظام اور شہری منصوبہ بندی میں حکومت کی ناکامیوں کو بے نقاب کیا۔ ریاست کی سخت مگر غیر متوازن انسدادِ تجاوزات مہمات سے ماحولیاتی ضرورت اور سماجی و معاشی اثرات کے درمیان کشید گی نمایاں ہوگئی۔

مجموعی طور پر، سال 2025 میں خیبر پختونخوا میں حقوق کے تحفظ کی نازک صورتحال سامنے آئی۔ بعض ادارہ جاتی اصلاحات اور مخصوص فلاحی اقدامات کے باوجود نظام سے جڑے عدم تحفظ، سیاسی غیر یقینی صورتحال اور عوامی خدمات کی دائمی کمزوریوں کے باعث نہ صرف گورننس کمزور رہی بلکہ لاکھوں افراد کی روزمرہ زندگی بھی منفی طور پر متاثر ہوئی۔

قانون کی حکمرانی

قوانین اور قانون سازی

سال 2025 میں خیبر پختونخوا اسمبلی سرگرمی سے قانون سازی کرتی رہی۔ 29 قوانین نافذ کیے، 26 مسودہ ہائے قوانین (بل) منظور کیے اور 63 قراردادیں منظور کیں۔ انسانی حقوق کی ثانوی حیثیت رہی، جبکہ گورننس کی اصلاحات، ماحولیاتی ریگولیشنز اور معاشی ترقی اسمبلی کے ایجنڈا پر غالب رہے۔

مارچ میں خیبر پختونخوا منشیات کے کنٹرول سے متعلق ترمیمی ایکٹ منظور کیا گیا، جس کے تحت منشیات کی اسمگلنگ اور منشیات اپنے پاس رکھنے کے خلاف سخت ریگولیٹری اور تعزیری فریم ورکس متعارف کرائے گئے۔

دیگر صوبوں کی طرح خیبر پختونخوا مائنز اینڈ منرلز بل بھی اپریل میں پیش کیا گیا۔ تاہم وفاقی مداخلت، صوبائی خودمختاری اور مشاورت کے فقدان سے متعلق خدشات کی بنا پر حکومت اور حزبِ اختلاف دونوں نے اس کی شدید مخالفت کی، لہٰذا یہ قانون نہ بن سکا۔

جون میں خیبر پختونخوا کمیشن برائے حقوقِ نسواں ترمیمی ایکٹ منظور کیا گیا۔ اس قانون سے صوبائی کمیشن برائے حقوقِ نسواں کو عملی طور پر مؤثر بنانے کا عمل مضبوط ہوا۔

ستمبر میں خیبر پختونخوا ماحولیاتی ایکشن بورڈ ایکٹ منظور کیا گیا، جس کے تحت ایک ماحولیاتی ایکشن بورڈ قائم کیا گیا جسے "تمام ماحولیاتی اقدامات کی منصوبہ بندی، نگرانی، اور عملدرآمد" اور "ماحولیاتی خطرات سے نمٹنے" کے لیے غیر معمولی اختیارات دیے گئے۔

جنوری میں ایک قرارداد نے وفاقی سطح پر الیکٹرانک جرائم کی روک تھام کا ایکٹ (پیکا) 2016 میں ترمیم کو میڈیا کی آزادی کو دبانے کا باعث قرار دیتے ہوئے اس کی مذمت کی۔ اپریل میں ایک قرارداد میں افغان مہاجرین کی وطن واپسی کی مہلت میں توسیع کا مطالبہ کیا گیا، جبکہ دوسری قرارداد میں زور دیا گیا کہ دیر میں بہتر رابطہ کنیکٹیوٹی انفراسٹرکچر بنایا جائے۔ جون میں ایک قرارداد کے ذریعے صوبے میں ڈرون حملوں کے فوری خاتمے کا مطالبہ کیا گیا۔

اکتوبر میں صوبائی اسمبلی نے باجوڑ میں شدت پسندوں کے خلاف فوجی کارروائی کی مخالفت کی۔ دسمبر میں اس نے وفاقی حکام سے مطالبہ کیا کہ سرحدی بندشوں کے باعث افغانستان میں پھنسے پاکستانی طلبہ کی واپسی کو ممکن بنایا جائے۔

صوبائی اسمبلی نے ستمبر میں ایک قرارداد منظور کی کہ ایکشنز ان ایڈ آف سول اتھارٹی ریگولیشنز 2011 کو ختم کیا جائے۔ ان ریگولیشنز کو 2019 میں پورے صوبے تک توسیع دی گئی تھی۔ان کے تحت کارروائیوں کے دوران سکیورٹی فورسز کو قانونی تحفظ حاصل تھا اور حراستی مراکز کو مؤثر طور پر قانونی حیثیت دے دی گئی تھی۔ تاہم 2025 کے اختتام تک اس حوالے سے مزید کوئی پیش رفت دیکھنے میں نہ آئی۔

انصاف کی فراہمی

زیرِ التوا مقدمات۔ سال 2025 میں پشاور ہائی کورٹ نے 33,774 مقدمات کا فیصلہ کیا جبکہ 32,224 نئے مقدمات دائر ہوئے۔ اس طرح زیرِ التوا مقدمات کی تعداد سال کے آغاز پر 37,505 سے کم ہو کر دسمبر تک 35,955 رہ گئی۔ ضلعی عدلیہ نے سال کا آغاز 252,539 زیرِ التوا مقدمات کے ساتھ کیا تھا، یہ تعداد کم ہو کر 223,748 تک آ گئی۔ اسی مدت کے دوران 486,080 نئے مقدمات دائر ہوئے اور 527,762 نمٹائے گئے۔ یوں فیصلوں کی شرح 109 فیصد رہی۔ عائلی مقدمات پر خصوصی توجہ کے نتیجے میں 24,997 مقدمات نمٹائے گئے جبکہ 23,600 نئے مقدمات دائر ہوئے۔ یوں فیصلوں کی شرح 106 فیصد رہی۔

عدالتی خالی آسامیاں۔ فروری میں پشاور ہائی کورٹ کے 10 نئے ججوں نے حلف اٹھایا، جس سے ججوں کی تعداد 13 سے بڑھ کر 23 ہو گئی۔ تاہم ججوں کی مکمل منظور شدہ تعداد 30 تھی جو سال کے اختتام تک پوری نہ ہو سکی۔ دسمبر میں رجسٹرار نے انکشاف کیا کہ 112 سول ججوں کی بھرتی کے لیے درخواست پبلک سروس کمیشن کو بھیجی گئی تھی لیکن صرف 12 تقرریاں عمل میں آ سکیں۔

امن عامہ

سال 2025 میں پاکستان میں تشدد میں شدت دیکھی گئی اور کم از کم 1,034 ہلاکتیں ریکارڈ کی گئیں۔ یہ تعداد گزشتہ سال کے مقابلے میں 21 فیصد زیادہ تھی جبکہ 1,366 افراد زخمی ہوئے۔ یہ اضافہ سب سے زیادہ خیبر پختونخوا میں نمایاں تھا جہاں عسکریت پسندی میں شدید اضافہ ہوا۔ پاکستان انسٹی ٹیوٹ فار پیس اسٹڈیز کے مطابق دہشت گردی سے متعلق مجموعی طور پر 1,588 واقعات درج کیے گئے، جن میں کم از کم 8 خودکش حملے اور 500 سے زیادہ براہِ راست حملے شامل تھے، جو 2024 کے مقابلے میں 50 فیصد اضافے کو ظاہر کرتے ہیں۔ صوبے کے جنوبی اضلاع بشمول بنوں، ڈیرہ اسماعیل خان، لکی مروت، شمالی اور جنوبی وزیرستان اور ٹانک سب سے زیادہ متاثر ہوئے، جہاں کم از کم 248 واقعات پیش آئے۔

کم از کم 264 اہلکار ڈیوٹی کے دوران جان سے گئے، جن میں فرنٹئیر کانسٹیبلری کے 124 اہلکار، 137 پولیس اہلکار اور محکمہ انسدادِ دہشت گردی کے 3 اہلکار شامل تھے۔ تشدد کے نتیجے میں کم از کم 223 شہری ہلاک ہوئے اور 570 زخمی۔ ہلاک ہونے والوں میں کم از کم 5 خواتین اور 47 بچے شامل تھے۔

مارچ میں جنوبی وزیرستان کی ایک مسجد میں دھماکے کے نتیجے میں چار نمازی زخمی ہوئے، جن میں جمعیت علمائے اسلام (ف) کے ضلعی امیر عبداللہ نعیم بھی شامل تھے۔ جون میں باجوڑ میں رکن اسمبلی مبارک زیب کی رہائش گاہ کو نامعلوم حملہ آوروں نے دو مرتبہ نشانہ بنایا۔ اسی ماہ سابق سینیٹر شمیم آفریدی نے کھلے عام دعوی کیا کہ ان کے بیٹے عباس خان آفریدی (جو خود سابق وزیرِ مملکت تھے) کو کوہاٹ میں نشانہ بنا کر بم حملہ میں قتل کیا گیا۔ ان کا یہ دعویٰ ابتدائی میڈیا رپورٹس کے برعکس تھا7۔ نومبر میں عوامی نیشنل پارٹی کے رہنما ممتاز علی خان سوات میں قاتلانہ حملے میں محفوظ رہے۔

سکیورٹی فورسز نے خیبر پختونخوا میں خفیہ معلومات پر مبنی 12,857 کارروائیاں اور 2,791 سرچ اور اسٹرائیک کارروائیاں کیں۔ ان آپریشنز کے نتیجے میں کم از کم 420 افراد مارے گئے، جنہیں سرکاری طور پر خارجی، شدت پسند

یا دہشت گرد قرار دیا گیا۔ اس کے ساتھ ساتھ ان کارروائیوں کے دوران 1,244 مشتبہ شدت پسند گرفتار کیے گئے جبکہ کم از کم 320 ایسی پُر تشدد کارروائیوں کو ناکام بنایا گیا جن کا منصوبہ بنایا جا چکا تھا۔ نومبر میں امن و امان سے متعلق پارلیمانی بریفنگ کے دوران حکام نے انکشاف کیا کہ خیبر پختونخوا میں اب بھی 4,000 دہشت گرد موجود ہیں، جن کی اکثریت ضم شدہ قبائلی اضلاع میں موجود ہے۔

قید خانے اور قیدی

صوبائی محکمہ جیل خانہ جات کے سرکاری اعداد و شمار کے مطابق صوبے کی 39 جیلوں میں قیدیوں کی مجموعی تعداد 11,382 تھی، جبکہ ان کی منظور شدہ گنجائش 13,599 تھی۔ اعداد و شمار کے مطابق تقریباً 155 قیدی ذہنی صحت کے مسائل کا شکار تھے۔ 1,365 قیدیوں کے خلاف جیل قواعد کے تحت تادیبی کارروائی کی گئی۔ دو قیدیوں نے خودکشی کی اور جیل عملے کے خلاف 60 شکایات درج ہوئیں (ٹیبل 1 اور 2 ملاحظہ کریں)۔

ٹیبل 1: سال 2025 میں خیبر پختونخوا میں جیلوں کے اعداد و شمار

قیدیوں کی قسم	زیرِ سماعت	سزا یافتہ
کل قیدی	9,062	2,320
مرد قیدی	8,973	2,299
خواتین قیدی	89	21
ٹرانس جینڈر قیدی	0	0
کم عمر قیدی	298	17

ماخذ: خیبر پختونخوا محکمہ جیل خانہ جات، انسانی حقوق کمیشن پاکستان کی معلومات کی درخواست کے جواب میں۔

ٹیبل 2: سال 2025 میں خیبر پختونخوا کے غیر محفوظ قیدی

قیدیوں کی تفصیل	تعداد
اپنے بچوں کے ساتھ جیل میں رہنے والی خواتین قیدی	15
غیر ملکی قیدی	2
سزائے موت کے قیدی	250
سال کے دوران کسی بھی مدت کے لیے تعزیری کوٹھڑی یا طویل تنہائی میں رکھے گئے قیدی	0
منشیات کی لت میں مبتلا قیدی	894
ذہنی مسائل کا شکار قیدی	155

ماخذ: خیبر پختونخوا محکمہ جیل خانہ جات، انسانی حقوق کمیشن پاکستان کی معلومات کی درخواست کے جواب میں۔

جنوری میں قومی کمیشن برائے انسانی ترقی جو ایک خود مختار قانونی ادارہ ہے، نے ضلع خیبر کی ایک ذیلی جیل میں 180 قیدیوں کے ایک گروہ میں سے 32 قیدیوں کو بالغ خواندگی پروگرام میں شامل کیا۔ جون میں ڈائریکٹوریٹ برائے جیل خانہ جات نے پشاور یونی ورسٹی کے تعاون سے صوبے بھر کی جیلوں میں طلبہ کے لیے انٹرن شپ تقرریاں شروع کیں۔ ستمبر میں تعلیم کے حقوق اُس وقت قانونی تنازع کا موضوع بن گئے جب ایک قیدی نے سزا میں کمی نہ دیے جانے پر پشاور ہائی کورٹ سے رجوع کیا، جبکہ دوسرے نے منشیات سے متعلق جرائم میں سزا یافتہ قیدیوں پر تعلیمی رسائی کی صوبائی پابندی کو چیلنج کر دیا۔

دسمبر میں پشاور سینٹرل جیل میں جدید حفاظتی نظام کی تنصیب کے لیے 440 ملین روپے کی رقم کی منظوری دی گئی۔ اس کے ساتھ ساتھ جیل کے اندر منشیات بحالی یونٹ اور ملاقات کے ایک ماڈل کمرے کا افتتاح بھی کیا گیا۔ وزیرِ اعلیٰ سہیل آفریدی نے قیدیوں کی سہولیات بہتر بنانے اور صوبہ بھر کی جیلوں میں شمسی توانائی کے نظام کو نصب کرنے کے لیے مزید دو کروڑ روپے دینے کا وعدہ بھی کیا۔ ٹیبل 3 میں سال 2025 کے دوران صوبے کی جیلوں میں صحت اور دیگر سہولیات کی تفصیل دی گئی ہے۔

ٹیبل 3: سال 2025 میں خیبر پختونخوا کی جیلوں میں صحت اور دیگر سہولیات

صحت و دیگر سہولت / سروس	تمام جیلوں میں مجموعی تعداد
جیل ہسپتال	33 (بشمول 6 ڈسپنسریاں)
ماہرینِ نفسیات	11
ماہرینِ امراضِ نفسیات	2
منشیات بحالی مراکز یا خدمات	15
تعلیمی مراکز	16
فنی تربیت کے مراکز	7
جِم	1
لائبریریاں	18
ویڈیو پر عدالتی سماعت کا نظام	7
جیل کی کوٹھڑیوں / بیرکوں میں ہنگامی بٹن	10
میڈیکل عملہ	181
کل عملہ	5,145

ماخذ: خیبر پختونخوا محکمہ جیل خانہ جات، انسانی حقوق کمیشن پاکستان کی معلومات کی درخواست کے جواب میں۔

سزائے موت

جسٹس پراجیکٹ پاکستان اور قومی کمیشن برائے انسانی حقوق نے سزائے موت سے متعلق ایک تفصیلی رپورٹ اکتوبر 2025 میں شائع کی۔ اس کے مطابق خیبر پختونخوا میں سزائے موت کے 325 قیدی موجود ہیں۔ (محکمہ جیل خانہ جات سے ایچ آر سی پی کو موصول سرکاری اعداد و شمار کے مطابق یہ تعداد 250 ہے۔) اس تعداد میں دو خواتین اور ایک کم عمر قیدی شامل ہیں۔ قابلِ ذکر بات یہ ہے کہ رپورٹ کے مطابق ان سزائے موت کے قیدیوں میں سے 65 فیصد کو پاکستان آرمی ایکٹ 1952 کے تحت سزا سنائی گئی۔

اگرچہ سال کے دوران عدالتوں کی جانب سے سنائی گئی سزائے موت کی درست تعداد دستیاب نہیں، تاہم ایچ آر سی پی کے معلوماتی مینجمنٹ نظام میں درج ذیل واقعات ریکارڈ کیے گئے۔

اپریل میں پشاور کی ایک چائلڈ پروٹیکشن کورٹ نے 14 سالہ لڑکے کے اغوا اور قتل کے جرم میں ایک شخص کو سزائے موت اور قید کی سزا سنائی۔ جون میں پشاور ہائی کورٹ نے دو الگ مقدمات میں سزائے موت برقرار رکھی۔ ایک تو ضلع صوابی میں جائیداد کے تنازع پر قتل اور دوسرا چارسدہ میں ناجائز تعلق کے شبہ میں پیدا ہونے والی پانچ سالہ بیٹی کے قتل سے متعلق تھا۔ جولائی اور اگست میں صوابی کی عدالتوں نے دوہرے قتل کے ایک مقدمے اور ایک ماموں کے قتل کے مقدمے میں جرمانوں سمیت سزائے موت سنائی۔

ستمبر میں شانگلہ کی ایک سیشن عدالت نے اپنی بیوی کے قتل میں ملوث ایک شخص کو سزائے موت سنائی۔ اکتوبر میں پشاور کی ایک عدالت نے غیرت کے نام پر قتل کے ایک مقدمے میں سات افراد کو سزائے موت سنائی۔ اس واقعہ میں ملزم کی سابقہ بیوی، تین بچوں اور دیگر رشتہ داروں سمیت سات افراد ہلاک ہو گئے تھے۔

جبری گمشدگیاں

جبری گمشدگیوں کا مسئلہ پورے سال برقرار رہا اور خیبر پختونخوا کی عدلیہ کے لیے بڑی تشویش کا باعث بنا رہا۔ مارچ میں پشاور ہائی کورٹ نے وفاقی اور صوبائی حکام سے ان گمشدگیوں کے بڑھتے ہوئے رجحان پر جواب طلب کیا۔ اپریل میں عدالت نے وزارتِ داخلہ کے ایک ملازم سمیت چھ دیگر افراد کی گمشدگی کی تفصیلی رپورٹ طلب کی۔ جولائی میں عدالت نے مزید نو لاپتا افراد کے بارے میں ریاستی اداروں سے جوابدہی کا مطالبہ کرتے ہوئے دباؤ بڑھایا۔ ستمبر میں پشاور ہائی کورٹ نے ایکشن نہ لینے پر صوبائی پولیس کی سرزنش کی۔

اکتوبر میں طریقہ کار میں ایک تبدیلی دیکھنے میں آئی کہ دس درخواستیں جبری گمشدگیوں کے تحقیقاتی کمیشن کو بھجوائی گئیں جبکہ 22 متعلقہ درخواستوں میں سے 17 کو مزید سماعت کے لیے اسی کمیشن کے سپرد کر دیا گیا۔ کمیشن کی فراہم کردہ معلومات کے مطابق، 2025 میں خیبر پختونخوا میں جبری گمشدگیوں کے 101 نئے واقعات رپورٹ ہوئے، جو ملک بھر میں سب سے زیادہ تھے۔

توہینِ مذہب کے قوانین کا استعمال

سال 2025 کے دوران خیبر پختونخوا میں توہینِ مذہب کے الزامات سے متعلق متعدد مقدمات زیرِ سماعت رہے۔ کم از کم دو افراد کو عمر قید کی سزا سنائی گئی۔ ایک تو اپریل میں، پشاور کی ایک ضلعی عدالت نے توہینِ مذہب کے الزام

میں ایک ملزم کو سزا سنائی، اور دوسرے، اکتوبر میں مانسہرہ کی ایک ضلعی عدالت نے سوشل میڈیا کے ذریعے مبینہ طور پر توہین آمیز مواد پھیلانے پر ایک ملزم کو یہی سزا دی۔ جنوری میں پشاور کی ایک ضلعی عدالت نے توہینِ مذہب کے ایک ملزم کی ضمانت مسترد کرتے ہوئے اسے جیل بھیجنے کا حکم دیا۔ اس کے بعد فروری میں ایک ڈاکٹر کی ضمانت کی درخواست بھی مسترد کر دی گئی۔ اس پر مذہبی تحریروں کی مبینہ بے حرمتی کا الزام تھا۔ اگست میں مانسہرہ حکام نے ایک شخص کو سوشل میڈیا پر مذہب کے بارے میں مبینہ توہین آمیز مواد پھیلانے کے الزام میں گرفتار کیا۔ اکتوبر میں پشاور میں ایک اور ملزم کو توہینِ مذہب کے الزام میں عدالتی تحویل میں دے دیا گیا، حالانکہ اس کے والد نے اس کی ذہنی معذوری کی درخواست کی تھی۔

جون میں ڈسٹرکٹ بار ایسوسی ایشن مانسہرہ نے متفقہ طور پر ایک قرارداد منظور کی جس میں اپنے اراکین سے مطالبہ کیا کہ وہ توہینِ مذہب یا قرآنِ مجید کی بے حرمتی کے ملزمان کی قانونی نمائندگی (وکالت) نہ کریں۔

بنیادی آزادیاں

اظہارِ رائے کی آزادی

صحافیوں کا تحفظ۔ اکتوبر میں فریڈم نیٹ ورک کی ایک رپورٹ میں ملک بھر میں صحافیوں کے خلاف حملوں اور حقوق کی خلاف ورزیوں کے 142 واقعات درج کیے گئے، جو 2024 کے 57 واقعات کے مقابلے میں نمایاں اضافے کو ظاہر کرتا ہے۔ خیبر پختونخوا میڈیا سے وابستہ افراد کے لیے دوسرا سب سے خطرناک صوبہ بن گیا۔ ملکی سطح پر رپورٹ شدہ 142 واقعات میں سے 39 واقعات خیبر پختونخوا میں پیش آئے۔

الیکٹرانک جرائم کی روک تھام کا قانون (پیکا) میں ترمیم۔ الیکٹرانک جرائم کی روک تھام کے ترمیمی ایکٹ (پیکا) کو جنوری میں صدارتی منظوری مل گئی تو اس پر سال بھر شدید تنقید ہوئی۔ سیاسی جماعتوں، صحافیوں اور سول سوسائٹی نے اس ترمیم کی مذمت کی جبکہ اس کے تحت مقدمات کا سلسلہ جاری رہا۔ جنوری میں لنڈی کوتل پریس کلب نے ان ترامیم کو صحافیوں کی آزادی پر حملہ قرار دیا۔ فروری میں عوامی نیشنل پارٹی اور پشتونخوا ملی عوامی پارٹی نے ان ترامیم کے خاتمے کا مطالبہ کیا جبکہ پاکستان تحریکِ انصاف نے انہیں اظہارِ رائے کی آزادی محدود کرنے کے مترادف قرار دیا۔

مانسہرہ، مردان اور لکی مروت میں گرفتاریاں بھی عمل میں آئیں، جن میں ریاست اور پریس کلبوں کے خلاف توہین آمیز گفتگو سے لے کر علما کے خلاف مبینہ قابلِ اعتراض ویڈیوز آن لائن پھیلانے تک کے الزامات شامل تھے۔ مئی میں صوابی میں پاکستان تحریکِ انصاف کے دو کارکنوں کو ریاستی اداروں پر سوشل میڈیا پر تنقید کے الزامات پر گرفتار کیا گیا۔ جون میں پشاور ہائی کورٹ نے ایک وکیل کے خلاف پیکا کے قانون کے تحت مقدمے میں وفاقی حکام سے جواب طلب کیا، جبکہ اکتوبر میں اس نے پشاور کمشنر کی شکایت پر تین صحافیوں کو جاری کیے گئے سائبر جرائم کے سمن معطل کر دیے۔

ڈیجیٹل حقوق۔ مئی میں جنوبی وزیرستان کے رہائشیوں نے موبائل انٹرنیٹ خدمات میں بار بار خلل کے خلاف احتجاج کیا۔ ستمبر میں چترال کی بمبوریت وادی میں سیٹلائٹ فون اور انٹرنیٹ کنکشن متعارف کرایا گیا۔ شانگلہ کے

رہائشی ناکافی ڈیجیٹل انفراسٹرکچر کے خلاف احتجاج کرتے رہے۔ اسی ماہ ضلع خیبر کے صحافیوں نے معلومات تک محدود رسائی اور تصدیقی نظام کی عدم موجودگی پر احتجاج کیا۔

پُرامن اجتماع کی آزادی

2. صوبے میں بجلی کی لوڈشیڈنگ کے خلاف احتجاج، تعلیم اور صحت کے شعبوں میں اجرتوں سے متعلق بے چینی پر مظاہرے اور طلباء کی موبلائزیشن دیکھنے میں آئی۔

جنوری میں مہمند کے رہائشیوں نے امن کے لیے مارچ کیا، فوجی کارروائیوں کے طریقہ کار کی مخالفت کی اور جان و مال کے تحفظ کا مطالبہ کیا۔ فروری میں باجوڑ میں ایک امن ریلی منعقد ہوئی جس میں ٹارگٹ کلنگ اور تشدد کے خاتمے کا مطالبہ کیا گیا۔ لکی مروت، جنوبی وزیرستان اور صوابی میں بھی اسی نوعیت کی سرگرمیوں میں امن و استحکام کی بحالی پر زور دیا گیا۔ جولائی میں باجوڑ اور لوئر دیر میں امن مظاہرے ہوئے جن میں بدامنی اور مبینہ قتل و غارت کی مذمت کی گئی۔ ستمبر میں ہزاروں افراد نے سوات میں اجتماع کر کے امن اور سوات و دیر کے سرحدی علاقوں سے عسکریت پسندوں کے انخلا کا مطالبہ کیا۔ اکتوبر میں جنوبی وزیرستان میں ایک اور امن اجتماع منعقد ہوا جس میں ٹارگٹ کلنگ، اغوا، بھتہ خوری اور مبینہ ڈرون حملوں کی مذمت کی گئی۔

سال بھر میں دیگر احتجاجوں میں مندرجہ ذیل شامل تھے: مقامی حکومت کے نمائندوں نے ترقیاتی فنڈز اور انتظامی اختیارات نہ ملنے کے خلاف احتجاج کیا۔ بجلی کی بندشوں کے خلاف مظاہرے ہوئے۔ تعلیم اور صحت کے شعبوں میں اجرتوں سے متعلق ملازمین میں بے چینی رہی۔ صوابی، سوات اور چارسدہ میں طلبہ سرکاری سکولوں اور کالجوں کی نجکاری یا نجی سپردگی (آوٹ سورس) کے حکومتی اقدامات کے خلاف متحرک رہے اور تاجروں نے ٹیکسوں میں اضافے، سرحدی بندشوں اور دیگر مسائل کے خلاف مظاہرے کیے۔

سوچ، ضمیر اور مذہب کی آزادی

جولائی میں اقلیتی طلبہ کے لیے وظیفے کی تقسیم کے پروگرام کے تحت حکومت نے 300 طلبہ کو مالی معاونت فراہم کی، جس میں فی طالب علم 50 ہزار سے دس لاکھ روپے تک کے وظائف دیے گئے۔

اپریل میں کنٹونمنٹ بورڈ پشاور نے ایسٹر کی عبادات میں شرکت کرنے والے مسیحی افراد کے لیے کنٹونمنٹ کے حدود میں مفت سفری سہولت فراہم کرنے کی غرض سے تین الیکٹرک گاڑیاں فراہم کیں۔ اگست میں کابینہ کمیٹی برائے قانون سازی نے ”کیلاش میرج بل“ کے مسودے کی منظوری دی تاکہ اسے خیبر پختونخوا اسمبلی میں پیش کیا جا سکے۔ نومبر میں سوات میں اقلیتی خواتین متحرک ہوئیں۔ انہوں نے اپنے لیے روزگار کے مواقع اور عوامی خدمات میں کمی کے خلاف احتجاج کیا۔

نقل و حرکت کی آزادی

سرحدی پابندیاں۔ سال کے دوران افغانستان کے ساتھ خیبر پختونخوا کی سرحدی بندشوں کے باعث ہزاروں افراد کی نقل و حرکت محدود ہو گئی اور تجارتی سامان کی ترسیل متاثر ہوئی۔ مارچ میں طورخم سرحد 25 روزہ بندش کے بعد دوبارہ کھولی گئی تو پیدل آمد و رفت اور تجارت بحال ہوئی۔ اسی ماہ باجوڑ میں ایک جرگہ منعقد ہوا جس میں حکام سے افغانستان کے ساتھ تمام تجارتی راستے بحال کرنے کا مطالبہ کیا گیا۔ مئی میں ضلع کرم کی خرلاچی سرحد چھ ماہ کی بندش کے بعد دوبارہ کھول دی گئی۔ اس اقدام سے سرحد پار تجارت بحال ہوئی۔ اکتوبر میں جنوبی وزیرستان کے انگور اڈا بارڈر کو دو سال بعد دوبارہ کھول دیا گیا۔ یُوں افغانستان کے ساتھ تجارت کا ایک اور راستہ بحال ہو گیا۔

تاہم اسی ماہ دوبارہ رکاوٹیں بھی سامنے آئیں۔ پاکستان نے افغانستان کے ساتھ فوجی کشیدگی کے ردِ عمل میں طورخم اور چمن دونوں سرحدی گزرگاہیں بند کر دیں، جس کی وجہ سے تمام تجارتی سرگرمیاں معطل ہو گئیں۔ اسی ماہ میڈیا کی ایک خبر میں سرحد کے دونوں جانب پھنسے ہوئے ٹرانسپورٹروں کی مشکلات کو بیان کیا گیا، جن میں سے بہت سے مالی بحران کا شکار تھے کیونکہ ان کے جلدی خراب ہو جانے والے سامان (جیسے پھل، سبزیاں) کے ضائع ہونے کا خدشہ تھا۔ نومبر میں ایک خبر کے مطابق تخمینہ تھا کہ طورخم اور افغانستان کے ساتھ دیگر چار سرحدی گزرگاہوں کی ایک ماہ طویل بندش کے باعث 45 ملین امریکی ڈالر کا تجارتی نقصان ہوا۔

کرفیو۔ جنوری میں لوئر کرم کے علاقے بگان میں امن بحال کرنے کے لیے کارروائی کے آغاز پر کرفیو نافذ کیا گیا۔ مارچ میں جنوبی وزیرستان کی انتظامیہ نے بڑھتے ہوئے سکیورٹی خدشات کے باعث 12 گھنٹے کا کرفیو نافذ کیا۔ جون میں شمالی وزیرستان کی انتظامیہ نے سکیورٹی فورسز کی نقل و حرکت کے دوران شہریوں اور گاڑیوں کی آمد و رفت پر پابندی عائد کر دی۔ اگست میں ضلع باجوڑ کی انتظامیہ نے شدت پسندی کے خلاف ایک ٹارگٹڈ کارروائی کے تحت 24 علاقوں میں کرفیو نافذ کیا۔ نومبر میں مانسہرہ کی انتظامیہ نے سکیورٹی خدشات کا حوالہ دیتے ہوئے خیبر پختونخوا اور گلگت بلتستان کے درمیان کاغان وادی کے راستے سے سفر کرنے پر پابندی عائد کر دی، جو 2026 کے موسمِ گرما تک مؤثر رہے گی۔

سفری پابندیاں۔ فروری اور مارچ میں پشاور ہائی کورٹ نے پاکستان تحریکِ انصاف کے رہنماؤں اعظم سواتی اور فیصل جاوید کے نام ایگزٹ اینڈ پاسپورٹ کنٹرول فہرست میں شامل کرنے کے فیصلے کو کالعدم قرار دے دیا اور حکام کو ان کے بیرونِ ملک سفر کی اجازت دینے کا حکم دیا۔ اگست میں پشاور ہائی کورٹ نے ضلع کرم کے دو رہائشیوں پر وفاقی حکومت کی جانب سے لگائی گئی سفری پابندی ختم کرتے ہوئے انہیں جائز ویزوں پر سفر کی اجازت دے دی۔ ستمبر میں وزیرِ اعلیٰ علی امین گنڈاپور نے وفاق کی سفری پابندیوں کی مختلف فہرستوں میں اپنا نام شامل کیے جانے کو چیلنج کیا اور سفارتی پاسپورٹ کا مطالبہ کیا۔ پشاور ہائی کورٹ نے اکتوبر میں ان کی درخواست منظور کرتے ہوئے ان پابندیوں کو غیر آئینی قرار دے دیا۔

خیبر پختونخوا

جمہوری پیش رفت

سیاسی شرکت

ایک اہم سیاسی پیش رفت نومبر میں نو منتخب وزیرِ اعلیٰ سہیل آفریدی کی جانب سے امن جرگہ کا انعقاد تھا۔ اس جرگہ میں تمام سیاسی جماعتوں اور تحریکوں، بشمول حزبِ اختلاف اور پشتون تحفظ تحریک کے ساتھ ساتھ مذہبی علما اور صحافیوں نے شرکت کی۔ جرگہ نے کابل (افغانستان) کے ساتھ مذاکرات کو ترجیح دینے، افغان پالیسی سازی میں صوبہ کو شامل کرنے اور خیبر پختونخوا کے عوام کے لیے امن، حقوق اور انصاف کا مطالبہ کیا۔ افسوسناک امر یہ ہے کہ اس تقریب میں شرکت کے بعد پشتون تحفظ موومنٹ کے دو نمائندوں کو مبینہ طور پر اغوا کر لیا گیا جسے وزیرِ اعلیٰ نے "پشتون روایت کی خلاف ورزی" قرار دیا۔

سال 2025 میں خیبر پختونخوا میں انتخابی حوالے سے متعدد اہم اقدامات دیکھنے میں آئے۔ جون میں سپریم کورٹ کے آئینی بنچ نے ایک فیصلہ دیا جس میں اس نے جولائی 2024 کے مکمل بنچ کے اُس اکثریتی فیصلے کو کالعدم قرار دیا جس کے تحت پاکستان تحریکِ انصاف کو قومی اور صوبائی اسمبلیوں میں مخصوص نشستوں کا حصہ ملا تھا۔ اس کے بعد الیکشن کمیشن آف پاکستان نے جولائی میں مخصوص نشستوں کی تقسیم کا اعلان کیا۔ 21 مخصوص نشستوں میں سے جمعیت علمائے اسلام (ف) نے 8، پاکستان مسلم لیگ (ن) نے 6 اور پاکستان پیپلز پارٹی نے 5 نشستیں حاصل کیں۔ عوامی نیشنل پارٹی اور پاکستان تحریکِ انصاف پارلیمنٹیرینز نے ایک، ایک نشست حاصل کی۔ اسی ماہ پاکستان تحریکِ انصاف کے امیدوار 11 میں سے 6 سینیٹ نشستوں پر کامیاب ہوئے جبکہ حزبِ اختلاف کے اتحاد نے مجموعی طور پر 5 نشستیں حاصل کیں۔

اکتوبر میں ڈیرہ اسماعیل خان کی تین ویلج کونسلوں میں مقامی ضمنی انتخابات منعقد ہوئے۔ ان الیکشن میں 25,000 رجسٹرڈ ووٹروں کی سہولت کے لیے 21 پولنگ اسٹیشن اور 57 پولنگ بوتھ قائم کیے گئے۔ اسی ماہ پاکستان تحریکِ انصاف کے امیدوار خرم ذیشان نے سینٹ کی نشست حاصل کر لی جو اُس وقت کے حزبِ اختلاف کے رہنما شبلی فراز کی

نااہلی کے بعد خالی ہوئی تھی۔ نومبر میں حکومت نے این اے 18 ہری پور کے ضمنی انتخاب میں دھاندلی کے الزامات کی تحقیقات کا حکم دیا، جس میں بالآخر پاکستان مسلم لیگ (ن) کے امیدوار بابر نواز خان کامیاب قرار پائے۔

مقامی حکومت

ستمبر میں پشاور ہائی کورٹ نے 2002 کی ان ترامیم کو غیر آئینی قرار دیا جن کے تحت تحصیل اور شہری بلدیاتی کونسلوں کے سربراہان کے اختیارات محدود کر دیے گئے تھے۔

پس ماندہ افراد کے حقوق

عورتیں

صنفی بنیاد پر تشدد۔ پائیدار سماجی ترقی کی تنظیم (ایس ایس ڈی او) اور ایچ آر سی پی کے معلوماتی مینجمنٹ کے نظام کی جانب سے 2025 میں جاری کردہ اعداد و شمار کے مطابق خواتین کے خلاف تشدد کے کم از کم 941 واقعات درج کیے گئے۔ ان میں 95 قتل شامل تھے، جن میں سے 74 کو ”غیرت“ کے نام پر قتل قرار دیا گیا جبکہ 467 اغوا، 234 گھریلو تشدد کے واقعات، غگ ایکٹ (غگ کی قدیم جابرانہ رسم سے متعلق) کی 41 خلاف ورزیاں اور عصمت دری و جنسی تشدد کے 115 واقعات شامل تھے۔ حیران کن طور پر ایس ایس ڈی او نے رپورٹ کیا کہ 2025 کے پہلے نصف میں ان میں سے کسی ایک مقدمے میں بھی سزا نہ ہو سکی جبکہ 801 واقعات میں چالان جمع کرائے گئے اور 770 مقدمات اب بھی زیرِ سماعت تھے۔

اکتوبر میں ایک رپورٹ نے اس امر کو اجاگر کیا کہ خیبر پختونخوا گھریلو تشدد (روک تھام اور تحفظ) ایکٹ کے نفاذ کو چار سال گزر گئے لیکن اس کے باوجود انتظامیہ خواتین کے خلاف گھریلو تشدد سے نمٹنے کے لیے ضلعی سطح کی کمیٹیاں قائم کرنے میں ناکام رہی۔ ٹیبل 4 میں صوبے میں صنفی بنیاد پر تشدد کی تفصیل فراہم کی گئی ہے، جو سرکاری اعداد و شمار پر مبنی ہے۔ ان میں اغوا اور زبردستی اُٹھالے جانے کے واقعات سب سے زیادہ رپورٹ ہونے والے جرم تھے۔

ٹیبل 4: سال 2025 میں خیبر پختونخوا میں صنفی بنیاد پر تشدد

جرم	رپورٹ ہونے والے واقعات
گھریلو تشدد	
قتل	325
مار پیٹ	149
دیگر	123
غیرت کے نام پر قتل	116
تیزاب گردی	3
چولہا پھٹنے کے واقعات	1
ونی	1
جنسی تشدد	
جنسی زیادتی	220
اجتماعی جنسی زیادتی	4
محرم سے جنسی زیادتی	2
حراست میں جنسی زیادتی	0
کام کی جگہ پر ہراسانی	
جسمانی	5
جنسی	2
اغوا اور زبردستی اٹھا کے لے جانا	1,034

ماخذ: قومی پولیس بیورو، انسانی حقوق کمیشن پاکستان کی معلومات کی درخواست کے جواب میں۔

مثبت اقدامات۔ جنوری میں ضلع مانسہرہ کے 17 میں سے 9 تھانوں میں خواتین سپاہیوں کو محرر مقرر کیا گیا، جس سے شکایات درج کرانے میں آسانی پیدا ہوئی۔ اکتوبر میں مانسہرہ میں خواتین کے لیے مخصوص تھانہ کے قیام کا اعلان کیا گیا تاکہ صنفی بنیاد پر تشدد اور ہراسانی کے مسائل سے نمٹا جاسکے۔ فروری میں خیبر پختونخوا نے ''سہارا کارڈ'' متعارف

خیبر پختونخوا

کرایا، جو ایک سماجی تحفظ کا منصوبہ ہے۔ اس کے تحت 45 سال سے زائد عمر کی 15,000 بیواؤں کو ماہانہ 10,000 روپے وظیفہ فراہم کیا گیا۔ یوں ایک منظم منصوبے کے ذریعے ٹارگٹڈ مالی معاونت کو ادارہ جاتی شکل دی گئی۔

ستمبر میں اقوامِ متحدہ کے خواتین پروگرام نے باجوڑ، خیبر اور مہمند اضلاع کی 750 خواتین کسانوں کو بنیادی ڈیجیٹل اسکلز سے آراستہ کیا تاکہ وہ ان کی مدد سے زرعی پیداوار بڑھانے اور منڈیوں کے نیٹ ورکس سے روابط بڑھانے کا کام کریں۔ نومبر میں وزیرِ اعلیٰ سہیل آفریدی نے "انصاف طالبات تعلیمی کارڈ" متعارف کرایا۔ اس اسکیم کے تحت 55,000 سے زیادہ طالبات اور یتیم بچیوں کو سرکاری اداروں میں انٹرمیڈیٹ سطح پر مفت تعلیم فراہم کی گئی۔

بچے

سال 2025 میں خیبر پختونخوا میں کم از کم 36 کم عمر بچے قتل ہوئے یا مردہ پائے گئے۔ یہ تعداد 2024 میں ایچ آر سی پی کی جانب سے درج 15 واقعات کے مقابلے میں 140 فیصد زیادہ تھی۔ جنوری میں جنوبی وزیرستان میں ایک بچہ اس وقت ہلاک ہوا جب مارٹر گولا پھٹ گیا جس کے ساتھ وہ کھیل رہا تھا۔ مارچ میں ڈیرہ اسماعیل خان میں چھ سالہ لڑکے کی لاش برآمد ہوئی۔ بعد میں اس کی والدہ اور سوتیلے والد کو اس جرم میں گرفتار کر لیا گیا۔ مئی میں ضلع خیبر میں ایک طالب علم اپنے سکول کے سربراہ کی جانب سے تشدد کے بعد ہلاک ہو گیا۔

جون میں جنوبی وزیرستان میں بارودی سرنگ کے دھماکے میں 13 سالہ لڑکی جاں بحق ہوئی اور نوشہرہ میں ایک خاتون کو اپنے تین نواسوں کے قتل کے الزام میں گرفتار کیا گیا۔ اگست میں ایک اور سانحہ پیش آیا جب لکی مروت میں مارٹر گولے کے دھماکے میں پانچ بچے جاں بحق اور 13 زخمی ہوئے۔ اسی ماہ شمالی وزیرستان میں کواڈکاپٹر ڈرون کے حملے میں دو سالہ بچہ ہلاک ہو گیا۔

ستمبر میں پشاور کے ایک ہسپتال میں ایک کم عمر بچی کی لاش لاوارث حالت میں ملی۔ ڈیرہ اسماعیل خان میں ایک شخص کو اپنی نوعمر بہن کو کلہاڑی سے قتل کرنے کے الزام میں گرفتار کیا گیا۔ نومبر میں باجوڑ میں بارودی سرنگ کے دھماکے میں دو لڑکے جاں بحق ہو گئے، جن میں ایک کم عمر بچہ بھی شامل تھا۔

سال 2025 میں خیبر پختونخوا میں کم از کم 19 کم عمر افراد 17 درج شدہ واقعات میں جنسی حملوں کا نشانہ بنے۔ ان واقعات کے ملزموں میں مذہبی علما، اساتذہ اور ایک واقعے میں ایک سگا باپ بھی شامل تھا۔ سرکاری جیل اعداد و شمار کے مطابق تقریباً 315 کم عمر بچے صوبائی جیلوں میں قید تھے اور کم از کم 15 خواتین قیدی اپنے بچوں کے ساتھ جیلوں میں قید تھیں۔

متجنس (ٹرانس جینڈر) افراد

سال 2025 میں خیبر پختونخوا میں کم از کم 10 متجنس افراد سات الگ الگ واقعات میں قتل کیے گئے۔ یہ تعداد 2024 کے مقابلے میں دوگنا تھی۔ ٹرانس ایکشن الائنس نے اگست میں رپورٹ کیا کہ 2015 سے اب تک صوبے میں کم از کم 158 متجنس افراد قتل کیے جا چکے ہیں لیکن ان میں سے ایک بھی مقدمے کا ابھی تک فیصلہ نہیں ہوا۔

فروری میں چارسدہ میں ایک متجنس فرد کو نامعلوم حملہ آوروں نے گولی مار کر قتل کر دیا۔ اپریل میں نوشہرہ میں موٹر سائیکل سوار نامعلوم افراد نے متجنس افراد کو لے جانے والی گاڑی پر فائرنگ کی جس کے نتیجے میں ایک شخص جاں بحق ہوا۔ مئی میں دو مہلک حملے ہوئے۔ ایک تو مالاکنڈ میں ایک 28 سالہ متجنس شخص موسیقی کی تقریب سے واپسی پر قتل کر دیا گیا۔ ایک اور شخص مسلح موٹر سائیکل سواروں کے حملے میں ہلاک ہوا اور اس کا ڈرائیور بھی زخمی ہوا۔ جون میں ایبٹ آباد میں ایک متجنس فنکار قتل کر دی گئی جبکہ اس کی ساتھی زخمی ہوئی۔ اگلے ماہ پشاور میں ایک 32 سالہ متجنس فرد متعدد گولیوں کا نشانہ بنا۔ اکتوبر میں مزید دو افراد پر ڈیرہ اسماعیل خان اور سوات میں الگ الگ حملے ہوئے۔ اِن میں سوات کے متاثرہ فرد کو چہرے اور ریڑھ کی ہڈی پر شدید زخم آئے۔ نومبر میں لکی مروت میں دو متجنس افراد کو ان کے کرائے کے کمرے میں قتل کر دیا گیا۔

ستمبر میں صوابی کے رہائشیوں نے 11 رکنی کمیٹی قائم کی جس نے ضلع سے تمام متجنس رہائشیوں کو نکالنے کی ہدایت جاری کی اور دعویٰ کیا کہ یہ اقدام نوجوانوں کو ”غیر اخلاقی“ سرگرمیوں سے محفوظ رکھنے کے لیے ہے۔ ایچ آر سی پی نے اس اقدام کی مذمت کرتے ہوئے کہا کہ یہ اقدام ایک کمزور کمیونٹی کے خلاف تشدد کی ترغیب کا باعث بنے گا۔

متجنس گروپس نے اس اقدام کو بڑھتی ہوئی نفرت انگیز مہم کا حصہ قرار دیا۔ اکتوبر میں متجنس برادری کے رہنماؤں نے الزام لگایا کہ ان کے ارکان کی اذیت رسانی کی جارہی ہے اور صوبائی پولیس مختلف اضلاع سے متجنس افراد کو زبردستی بے دخل کر رہی ہے۔

ستمبر میں ضلع کوہاٹ نے ایمرجنسی 15 کے اندر ایک خصوصی دفتر قائم کیا تاکہ کرائے سے متعلق امتیازی سلوک اور مجرمانہ دھمکیوں سے متعلق متجنس افراد کی شکایات کا ازالہ کیا جاسکے۔ اکتوبر میں محکمہ صحت نے متجنس اور دوہری جنسی خصوصیات رکھنے والے افراد کے لیے صحت پالیسی متعارف کرائی۔ پالیسی میں مخصوص ہسپتال وارڈز، الگ غسل خانے اور مشاورت وعلاج کے دوران رازداری کے تحفظات شامل تھے۔

محنت کش

کان کنی کے حادثات۔ سال 2025 میں خطرناک لیبر حالات، شدت پسندانہ تشدد اور بار بار کانوں کے دھنسنے کے واقعات کے باعث خیبر پختونخوا میں کم از کم 14 مزدور ہلاک اور 15 زخمی ہوئے۔ فروری میں شانگلہ میں کوئلے کی کان کے حادثے میں دو مزدور جاں بحق ہوئے۔

مارچ میں اسی ضلع میں ایک کان کن بارودی سرنگ کے دھماکے میں مارا گیا۔ اپریل میں شانگلہ میں دو مزدور بجلی کے جنریٹر سے خارج ہونے والی زہریلی گیسیں سانس کے ذریعے جسم کے اندر جانے کے باعث سوتے ہوئے دم گھٹ کر ہلاک ہوگئے۔ جولائی میں شانگلہ میں کوئلے کی کان میں دھماکے کے نتیجے میں ایک اور کان کن ہلاک ہوگیا۔

اگست میں صوابی میں ایک مزدور کو اجرت کے تنازع پر گولی مار کر قتل کر دیا گیا۔ ستمبر میں کوہاٹ میں ایک کوئلہ کی کان میں کام کرنے والا زیرِ زمین پھنس گیا تو اس کے ساتھ اسے نکالنے کی کوشش کرنے والے دو امدادی کارکن بھی ہلاک ہوگئے۔ اکتوبر نہایت تباہ کن ثابت ہوا جس میں درج ذیل افسوس ناک واقعات ہوئے۔ ایبٹ آباد میں فاسفیٹ کی کان گرنے سے تین مزدور جاں بحق ہوئے، شانگلہ میں کنواں کھودنے کے دوران پھنس جانے سے دو مزید مزدور جان سے گئے۔ سوات میں زمرد کی کان گرنے سے ایک اور مزدور ہلاک ہوگیا۔

اغوا۔ سال 2025 میں خیبر پختونخوا میں کم از کم 25 مزدور پانچ الگ الگ واقعات میں اغوا کیے گئے۔ اپریل میں ڈیرہ اسماعیل خان میں سڑک تعمیراتی منصوبے پر کام کرنے والے تین مزدوروں کو زبردستی یرغمال بنایا گیا، اور جون میں اسی ضلع میں ایک نجی کمپنی کے 13 کارکنوں کو اغوا کرلیا گیا۔

برطرفیاں۔ جنوری میں حکومت نے خیبر پختونخوا ملازمین برطرفی بل 2025 متعارف کرایا تاکہ 2024 کی نگران انتظامیہ کے دوران بھرتی کیے گئے 16,000 ملازمین کو برطرف کیا جاسکے۔ یہ قانون عدالتی تنازع کا باعث بنا اور بالآخر اگست میں پشاور ہائی کورٹ نے اس کی قانونی حیثیت برقرار رکھتے ہوئے ان تقرریوں کو کالعدم قرار دے دیا۔

فروری میں عوامی نیشنل پارٹی کے کارکنوں نے وفاقی سطح پر یوٹیلیٹی سٹورز کی بندش کے خلاف احتجاج کیا کیونکہ اس اقدام سے کم از کم 3,000 کنٹریکٹ ملازمین بے روزگار ہو جاتے۔ مئی میں پشاور ہائی کورٹ نے محکمہ قانون کے 164 ملازمین کے خلاف کارروائی معطل کردی جن کی 2021 میں ہونے والی بھرتیوں کو منسوخ کیا جانا تھا۔ جولائی میں پشاور کے ایک ہسپتال نے کارکردگی کی بنیاد پر اسسٹنٹ پروفیسروں کی برطرفی واپس لے لی۔

معذوری کے ساتھ جیتے افراد

سال 2025 میں حکومت نے صوبے کے 203,594 رجسٹرڈ معذوری کے ساتھ جیتے افراد کے لیے ٹارگٹڈ فلاحی اقدامات کو آگے بڑھایا۔ جنوری میں حکومت نے معذوری کا شکار افراد کے لیے ادارہ جاتی معاونت مضبوط بنانے کی غرض سے 37 کروڑ روپے کے امدادی پیکج کا اعلان کیا۔ اس کے تحت ابتدائی طور پر سرکاری ملازمین اور یونیورسٹی کے طلبہ میں الیکٹرک ویل چیئرز تقسیم کی گئیں۔ فروری میں احتجاجی مظاہروں کے بعد حکومت نے خصوصی ضروریات رکھنے والے ملازمین کے سفری الاؤنس کو چھ ہزار روپے سے بڑھا کر آٹھ ہزار روپے کردیا اور صحت کارڈ پروگرام کے تحت ان کی کوریج میں اضافہ کردیا۔

دسمبر میں محکمہ سماجی بہبود نے لوئر دیر میں 80 معذوری کا شکار افراد میں تین پہیوں والی سائیکلیں اور سماعتی آلات تقسیم کیے۔ اسی ماہ خیبر پختونخوا نے احساس امید پروگرام شروع کیا، جس کے تحت سالانہ 30 کروڑ روپے مختص کیے گئے تاکہ دس ہزار مستحق خصوصی افراد کو ماہانہ پانچ ہزار روپے وظیفہ فراہم کیا جاسکے۔ مزید، 54 خصوصی تعلیمی اداروں کے طلبہ کو مفت سفری سہولت فراہم کرنے کے لیے محکمے کو 23 گاڑیاں دی گئیں۔

جنوری میں حکومت نے سرکاری طور پر "معذور شخص" کی اصطلاح کا استعمال ختم کرتے ہوئے اس کی جگہ "خصوصی شخص" کی اصطلاح اختیار کی۔ یوں سرکاری بیانیے میں لسانی شمولیت کی جانب ایک تبدیلی کا اشارہ دیا گیا۔

مہاجرین اور اندرونِ ملک نقل مکانی پر مجبور افراد

افغان باشندوں کی بے دخلی۔ 2025 کے اختتام تک پاکستان نے 2023 کے ”غیر قانونی غیر ملکیوں کی وطن واپسی کے منصوبے“ کے تحت کم از کم 860,000 افغان مہاجرین کو ان کے ملک واپس بھیج دیا تھا۔ ان میں سے 605,246 افراد خیبر پختونخوا میں انگور اڈا، خرلاچی، اور طورخم سرحدی گزرگاہوں کے ذریعے واپس گئے۔ مارچ کی ایک رپورٹ کے مطابق ملک میں اب بھی 21 لاکھ افغان مہاجرین موجود تھے، جن میں 13 لاکھ رجسٹریشن کارڈ رکھنے والے افراد شامل تھے، اور ان میں سے 8 لاکھ خیبر پختونخوا میں مقیم تھے۔

اگست میں وفاقی حکومت نے پاکستان میں بغیر ویزا مقیم افغان باشندوں کی آخری کیٹگری سے تعلق رکھنے والے لوگوں کی اُن کے وطن واپسی کو ہدف بنایا۔ یہ وہ 13 لاکھ مہاجرین تھے جن کے کارڈ 30 جون کو ختم ہو چکے تھے اور اس کے بعد وہ غیر قانونی رہائشی شمار ہونے لگے۔ دسمبر میں حکام نے 55 برس سے قائم 42 افغان مہاجر کیمپوں کو بند کرنے کا عمل مکمل کیا اور مزید تین لاکھ مہاجرین کی رضاکارانہ وطن واپسی شروع کی۔

جنوری میں پشاور ہائی کورٹ نے کسی مہاجر کی ”جبری واپس نہ بھیجنے کے اصول“ کا حوالہ دیتے ہوئے حکام کو 150 افغان موسیقاروں اور متجنس افراد کی بے دخلی مؤخر کرنے کی ہدایت کی۔ اپریل میں عدالت نے 30 جون تک رجسٹرڈ مہاجرین کی گرفتاری اور بے دخلی پر پابندی عائد کی۔ ستمبر میں پشاور ہائی کورٹ نے ایک افغان مہاجر کی بے دخلی روک دی کیونکہ اس نے ایک پاکستانی خاتون سے شادی کی ہوئی تھی اور اس نے پاکستانی نژاد کارڈ حاصل کرنے کی جو درخواست دی ہوئی تھی اسے نمٹانے کا حکم دیا۔

اندرونِ ملک نقل مکانی پر مجبور افراد (آئی ڈی پیز)۔ مئی میں ضلع خیبر سے نقل مکانی پر مجبور خاندان سرکاری مہلت ختم ہونے کے باوجود اپنے گھروں میں واپس آباد نہ ہو سکے۔ اگست میں صوبائی ڈیزاسٹر مینجمنٹ اتھارٹی نے باجوڑ میں بے دخل افراد کے کیمپوں میں منتقلی کے لیے دس ہزار خاندانوں کو رجسٹر کیا اور ستمبر میں کابینہ نے ان کی منتقلی کے لیے 1.2 ارب روپے کی منظوری دی۔

اکتوبر کی ایک رپورٹ کے مطابق کم از کم 15,000 افراد، جن میں 22 دیہات کے 2,200 خاندان شامل تھے، فوجی تصادم سے بچنے کے لیے ضلع کرم سے رضاکارانہ طور پر نقل مکانی کر گئے۔ اسی ماہ باجوڑ ضلع میں متوقع فوجی

جھڑپوں کے پیشِ نظر سینکڑوں افراد نے رضاکارانہ طور پر اپنے گھر خالی کر دیے۔ نومبر میں شدت پسندوں کے خلاف کارروائیوں کے بعد کم از کم 2,300 خاندان باجوڑ کی خار تحصیل میں واپس آئے۔

دسمبر میں 24 رکنی جرگے نے وادی تیراہ میں فوجی کارروائی کے باعث اپنے گھروں کو خالی کرنے پر رضامندی ظاہر کی۔ حکام نے تباہ شدہ گھروں کے لیے تیس لاکھ روپے، جزوی نقصان والے گھروں کے لیے دس لاکھ روپے اور اپریل 2026 میں متوقع واپسی تک ہر خاندان کو ماہانہ پچاس ہزار روپے وظیفہ دینے کا وعدہ کیا۔ سال کے اختتام تک سینکڑوں خاندان اپنے گھر چھوڑ چکے تھے۔ تاہم ان میں سے بہت سے لوگ غیر یقینی مستقبل کے خوف اور مایوسی میں مبتلا نظر آتے تھے۔

سماجی، معاشی اور ماحولیاتی حقوق

تعلیم

محکمہ تعلیم نے تسلیم کیا کہ 2025 میں خیبر پختونخوا میں تشویش ناک حد تک 37 فیصد بچے (4.92 ملین) اسکولوں میں داخل نہیں تھے۔ یہ بحران سب سے زیادہ ضلع کولئی پالس، کوہستان میں نمایاں تھا، جہاں کم از کم 80,333 بچے تعلیم سے محروم تھے۔ اپر چترال میں یہ شرح سب سے کم تھی جہاں صرف 10 فیصد بچے اسکول سے باہر تھے۔ پشاور میں صورتحال تشویشناک طور پر سنگین تھی جہاں کم از کم پانچ لاکھ بچے تعلیم سے محروم تھے، جن میں 319,000 لڑکیاں شامل تھیں۔

ضلع اپر چترال میں سب سے کم شرح ریکارڈ کی گئی، جہاں صرف 10 فیصد بچے اسکولوں سے باہر تھے۔

اپریل میں باجوڑ، خیبر اور جنوبی وزیرستان کے تعلیمی حکام نے اسکولوں میں داخلے کی مہم شروع کی جس کا ہدف 90,000 سے زائد نئے طلبہ کو داخل کرنا تھا، جن میں 53,000 لڑکے اور 42,000 لڑکیاں شامل تھیں۔

سال بھر خیبر پختونخوا میں اساتذہ کی مسلسل کمی برقرار رہی جو بالخصوص لڑکیوں کے اسکولوں میں زیادہ تھی۔ لوئر دیر، خیبر، مہمند اور شانگلہ اضلاع کے کم از کم 61 تعلیمی ادارے بند کرنا پڑے۔

نومبر میں خبروں سے پتا چلا کہ اپر کوہستان میں شدید غفلت تھی کہ وہاں اساتذہ کی کمی اور غیر حاضری کے باعث لڑکیوں کے 60 فیصد پرائمری اور مڈل اسکول بند تھے۔

اپریل میں حکومت نے سرکاری و نجی شراکت داری کے تحت قائم کیے گئے 8 نئے پرائمری اسکول نجی انتظام میں دینے کا فیصلہ کیا۔ تاہم اس فیصلے کی شدید مخالفت کی گئی کیونکہ آل پرائمری ٹیچرز ایسوسی ایشن، ہری پور کے طلبا اور چارسدہ کے سرکاری اسکولوں کے اساتذہ نے ستمبر اور اکتوبر میں مسلسل احتجاجی مظاہرے کیے اور اس پالیسی کو آئینی تحفظات کی خلاف ورزی قرار دیا۔

حکومت نے مالی سال 2025-26 کے لیے تعلیمی بجٹ کو 327 ارب روپے سے 11 فیصد بڑھا کر 363 ارب روپے کر دیا۔ اس اضافی رقم کو صوبہ کے 32,500 اسکولوں میں انفراسٹرکچر کی مرمت اور تدریسی وسائل کی فراہمی کے لیے مختص کیا گیا۔ اس اقدام سے متوقع طور پر 59 لاکھ طلبا کو فائدہ پہنچنا تھا۔ جولائی میں صوبے کی سرکاری یونیورسٹیوں نے 10 ارب روپے کے سالانہ بجٹ کو مسترد کرتے ہوئے مطالبہ کیا کہ ان کے مالی بحران کے حل کے لیے یہ رقم کم از کم 50 ارب روپے کی جائے۔

تاہم سال کے دوران دو اضلاع میں اسکولوں پر حملوں کے تشویش ناک واقعات بھی پیش آئے۔ ستمبر میں لکی مروت میں ایک سرکاری لڑکیوں کا اسکول دھماکے سے تباہ کر دیا گیا۔ دسمبر میں شمالی وزیرستان میں ایک پرائمری اسکول اور پھر ایک لڑکیوں کا اسکول بارودی مواد سے تباہ کر دیے گئے۔

صحت

پولیو۔ 2025 میں پولیو کے خاتمے کے پروگرام کے مطابق پاکستان میں جنگلی پولیو وائرس کے 63 فیصد کیسز خیبر پختونخوا میں ہوئے۔ ملک بھر کے 31 میں سے 19 کیس اِس صوبے میں ہوئے۔ یہ وبا سات اضلاع میں مرکوز تھی: بنوں، ڈیرہ اسماعیل خان، لکی مروت، لوئر کوہستان، شمالی وزیرستان، ٹانک اور تورغر۔ سال کی پانچویں اور آخری انسداد ی مہم کا ہدف 68 لاکھ بچے تھے۔ ان میں سے 100,742 بچوں کو قطرے نہ پلائے جا سکے۔ ان میں سے 82,393 بچے غیر حاضری کی وجہ سے رہ گئے جبکہ 18,349 بچوں کے والدین نے مذہبی اور طبی غلط فہمیوں کی بنا پر قطرے پلانے سے انکار کیا۔

دسمبر میں ملک کے 87 اضلاع سے حاصل کیے گئے نکاسی آب کے 127 نمونوں میں پولیو وائرس کی جانچ کی گئی تو 40 نمونے مثبت نکلے۔ خیبر پختونخوا سے حاصل کیے گئے 34 نمونوں میں سے آٹھ نمونوں میں وائرس کی تصدیق ہوئی۔

ڈینگی۔ 2025 میں خیبر پختونخوا میں ڈینگی بخار کے کم از کم 6,116 کیسز سامنے آئے۔ ان میں سے 5,702 مریض صحت یاب ہوئے اور چار اموات ہوئیں۔ اس سال ڈینگی کے مریضوں کی یہ تعداد 2024 کے 4,167 کیسز کے مقابلے میں 43 فیصد زیادہ تھی۔ تاہم گزشتہ سال اموات کی تعداد زیادہ یعنی سات تھی۔ اکتوبر میں محکمہ صحت نے پشاور ضلع کی 20 زیادہ خطرے والی یونین کونسلوں میں اضافی ماہرینِ حشرات تعینات کیے تاکہ عوامی مقامات پر مچھروں کی افزائش گاہوں کا خاتمہ کیا جائے۔ اسی ماہ وزیرِ اعلیٰ سہیل آفریدی نے ارکانِ اسمبلی اور محکمہ اطلاعات کو ڈینگی سے بچاؤ کے اقدامات سے متعلق آگاہی مہم تیز کرنے کی ہدایت کی۔

تپِ دق (ٹی بی)۔ قومی تپِ دق کنٹرول پروگرام کے مطابق پاکستان میں ہر سال تپِ دق کے سات لاکھ تک کیسز سامنے آتے ہیں۔ صرف 2024 میں کم از کم 470,000 کیسز کی تصدیق ہوئی۔ خیبر پختونخوا میں یہ تعداد مسلسل ایک لاکھ سالانہ کے حساب سے بڑھتی رہی اور 2025 کے رجحانات بھی اسی جانب اشارہ کرتے تھے۔ تشویش ناک امر یہ ہے کہ صوبے کے کم از کم 40,000 مریض سرکاری ریکارڈ میں درج نہیں ہوئے۔ اندراج نہ ہونے سے بیماری کے بے قابو پھیلاؤ کا خطرہ بڑھ گیا۔

خسرہ۔ خیبر پختونخوا میں 2025 کے دوران خسرہ کے 4,705 کیس ریکارڈ کیے گئے اور 12,800 بچوں میں مشتبہ انفیکشن کی اطلاعات ملیں۔ محکمہ صحت کے مطابق 12 روزہ خسرہ اور روبیلا مہم کے دوران 57 لاکھ بچوں کو حفاظتی ٹیکے لگائے گئے۔ یُوں 96 فیصد ہدف حاصل ہو گیا۔

ایچ آئی وی / ایڈز۔ اگرچہ خیبر پختونخوا میں اس بیماری کے 9,800 کیس رجسٹرڈ تھے، تاہم صوبائی ایڈز کنٹرول پروگرام کے مطابق صوبے میں 40,000 افراد ایچ آئی وی یا ایڈز کا شکار تھے اور روزانہ کم از کم 15 نئے کیس رجسٹر ہو رہے تھے۔

صحت کارڈ۔ 2025 میں خیبر پختونخوا کے رہائشیوں کے لیے صحت کارڈ پروگرام کا دائرہ وسیع کیا گیا۔ جنوری میں منشیات کے عادی افراد کی بحالی کی خدمات شامل کی گئیں۔ فروری میں رجسٹرڈ ہسپتالوں میں داخل نہ ہونے والے بیرونی مریضوں کا مفت علاج فراہم کر دیا گیا۔ اپریل میں صوبے نے اس منصوبے کے تحت گردوں کی پیوند کاری دوبارہ شروع کی، جبکہ اکتوبر میں محکمہ صحت نے تقریباً 80 سرجریوں اور پروسیجرز کے نرخوں پر نظرِ ثانی کی تاکہ منظور شدہ اداروں میں بروقت علاج ممکن بنایا جا سکے۔ دسمبر میں ایک خبر میں بتایا گیا کہ اُس صوبائی فیصلے پر ابھی تک

عملدرآمد نہیں ہوا جس میں کہا گیا تھا کہ صحت کارڈ پلس پروگرام کے تحت علاج کے دوران ہسپتال میں وفات پانے والے افراد کے خاندانوں کو پانچ سے دس لاکھ روپے فراہم کیے جائیں گے۔

رہائش اور عوامی سہولیات

آفات سے متعلق اصلاحات۔ جون اور جولائی کے دوران دریائے سوات میں اچانک آنے والے سیلاب میں کم از کم 19 افراد ہلاک ہوئے۔ ماہرین نے اس تباہی کی وجوہات موسمیاتی تبدیلیوں سے متعلق اقدامات پر عمل نہ کرنا، بے تحاشا جنگلات کی کٹائی اور غیر قانونی تجاوزات کو قرار دیا جنھوں نے دریاؤں کے قدرتی راستے تبدیل کر دیے تھے۔ اس کے ردِعمل میں حکام نے صوبائی دریاؤں کے کناروں پر تجاوزات کے خلاف اقدامات کیے اور دریائے پنجکوڑہ اور دریائے سوات کے اطراف کارروائیاں تیز کیں۔ جولائی میں حکومت نے دریائی حدود کی باضابطہ نشاندہی لازمی قرار دی تاکہ غیر مجاز تعمیرات دوبارہ قائم نہ ہوں۔ اسی ماہ سوات میں کارروائیوں کا ہدف سیاسی شخصیات سے منسلک غیر قانونی جائیدادیں تھیں۔ نیز، ڈیرہ اسماعیل خان میں دریائے سندھ کے بہاؤ میں رکاوٹ بننے والی تجاوزات کے خاتمے کی کوششیں تیز کی گئیں۔

تجاوزات کے خلاف مہمات۔ 2025 کے دوران حکومت نے سرکاری املاک پر تجاوزات کے خلاف مسلسل کارروائیاں جاری رکھیں۔ جنوری اور فروری میں ڈیرہ اسماعیل خان، لکی مروت اور پشاور اضلاع میں غیر قانونی تجارتی تعمیرات کے خلاف کارروائیاں کی گئیں اور قبضہ شدہ زمین واگزار کرائی گئی۔ اس میں اسلامیہ کالج کی 55 کنال زمین بھی شامل تھی جو قبضہ چھڑانے کے بعد انتظامیہ کے حوالے کی گئی۔

جون میں ضلع مانسہرہ میں تجاوزات گرانے کی کارروائیاں کی گئیں اور دریائے کنہار کے کنارے غیر قانونی طور پر تعمیر کیے گئے ہوٹل اور مکانات مسمار کر دیے گئے۔ جولائی میں حکام نے ضلع چارسدہ میں 220 کنال سے زیادہ اور ضلع مہمند میں 125 مرلہ زمین واگزار کرائی۔ ستمبر میں سوات میں تجاوزات مخالف مہم چلائی گئی۔ اس کے خلاف احتجاج ہوا جس کے دوران شہر کے ناظم سمیت 51 افراد گرفتار کیے گئے۔ اکتوبر میں مانسہرہ حکام نے دوبارہ دریائے کنہار کے قدرتی بہاؤ میں رکاوٹ بننے والی تعمیرات منہدم کیں۔ نومبر میں داسو پن بجلی منصوبے کی تکمیل کے لیے اپر کوہستان میں 150 سے زیادہ مکانات گرائے گئے۔ دسمبر میں پشاور میں حکام نے غیر قانونی تجاوزات میں ملوث 22 افراد کو گرفتار کیا۔

رہائش تک آسان رسائی۔ جولائی میں حکومت نے ”احساس اپنا گھر“ پروگرام متعارف کرایا۔ اس اسکیم کے تحت کم آمدنی والے خاندانوں کو مکانوں کی تعمیر، توسیع اور مرمت کے لیے بلا سود قرضے فراہم کیے گئے۔ اگست میں خیبر پختونخوا اسمبلی نے سرکاری ملازمین ہاؤسنگ فاؤنڈیشن بل منظور کیا، جس کے تحت سرکاری ملازمین کو بلا سود قسطوں میں ادائیگی کے ذریعے رہائشی جائیدادیں فراہم کرنے کی اسکیم قائم کی گئی۔ یہ اسکیم دورانِ ملازمت اور ریٹائرمنٹ کے بعد بھی دستیاب ہو گی۔

ماحول

بارشیں اور سیلاب۔ سال کے دوران تباہ کن بارشوں اور سیلابوں نے صوبے میں کم از کم 631 جانیں لے لیں۔ ان میں 202 مرد، 190 خواتین، اور 239 بچے شامل تھے جبکہ 438 دیگر افراد زخمی ہوئے۔ ایچ آر سی پی کے ریکارڈ کے مطابق 2024 میں بارشوں سے متعلق 99 اموات ہوئی تھیں۔ اس طرح زیر نظر سال میں اموات کی تعداد گزشتہ برس کی نسبت پانچ گنا زیادہ تھی۔ صوبائی ڈیزاسٹر مینجمنٹ اتھارٹی کے اعداد و شمار مطابق اس قدرتی آفت میں 7,153 مویشی ہلاک ہوئے، 3,798 مکان متاثر ہوئے اور 796 اسکول کی عمارتوں کو نقصان پہنچا، جن میں سے کم از کم 166 عمارتیں مکمل طور پر تباہ ہو گئیں۔ حکومت نے مزید بتایا کہ 511 سڑکیں، 77 پل اور 2,123 دکانیں متاثر ہوئیں۔ ان نقصانات سے انفراسٹرکچر اور روزگار پر پڑنے والے وسیع اثرات کا پتا چلتا ہے۔

4. سال کے دوران صوبے میں تباہ کن بارشوں اور سیلاب کے باعث کم از کم 631 افراد ہلاک ہوئے۔ انسانی بے دخلی کا سلسلہ سختی سے جاری رہا۔

اگست میں وزیرِ اعلیٰ نے معاوضے کے ایک پیکج کا اعلان کیا جس کے تحت ہلاک ہونے والے افراد کے خاندانوں کو فی خاندان 20 لاکھ روپے اور زخمیوں کو پانچ لاکھ روپے دیے جائیں گے۔ مکمل طور پر تباہ شدہ گھروں کے مالکان کے لیے فی مکان دس لاکھ روپے مختص کیے گئے جبکہ جزوی نقصان والے مکانوں کو تین لاکھ دیے جائیں گے۔ دکانداروں کو تباہ شدہ دکانوں کے لیے پانچ لاکھ روپے اور سیلابی پانی داخل ہونے پر صفائی کے لیے ایک لاکھ روپے معاوضہ دیا گیا۔ اگست تک مرنے والے 350 افراد کے خاندانوں کو 654 ملین روپے ڈیجیٹل طریقہ سے ادا کیے جا چکے تھے۔ متاثرین کی بحالی کی کوششوں کے لیے ریلیف کے محکمے کو 6.5 ارب روپے جاری کیے گئے۔

جنگلات کو خطرات۔ جولائی کی ایک رپورٹ میں بتایا گیا کہ ٹیکنیکل ترقی کی کمی اور آگ بجھانے کے ناکافی وسائل خیبر پختونخوا میں جنگلاتی آگ پر قابو پانے کی کوششوں میں رکاوٹ ہیں۔ اسی دوران پشاور میں ایک اجلاس کے دوران ماہرین نے صوبائی دارالحکومت کے لیے شہری شجرکاری کی ایک عملی حکمتِ عملی اپنانے پر زور دیا۔ ستمبر میں پشاور فارسٹری سرکل نے لکڑی کی بڑے پیمانے پر ایک بدعنوانی بے نقاب کی۔ اس کیس میں 23 لاکھ مکعب فٹ غیر قانونی لکڑی ضبط کی گئی۔ تحقیقاتی رپورٹ میں کم از کم 140 صوبائی افسران کو مبینہ بدعنوانی میں ملوث قرار دیا گیا۔

فضائی آلودگی کا بحران۔ پاکستان ایئر کوالٹی انیشی ایٹو (فضائی معیار جانچنے کا ادارہ) کے مطابق پاکستان میں فی فرد کے اعتبار سے سب سے زیادہ باریک ذرات (پی ایم 2.5) کا اخراج پشاور شہر میں تھا۔ یہ اخراج سالانہ 2.15 کلوگرام فی فرد تھا اور اس کے صحت پر نہایت سنگین اثرات مرتب ہوئے۔ 2024 میں باریک ذرات کی اوسط مقدار 95.8 مائیکروگرام فی مکعب میٹر تک پہنچ گئی، جو عالمی ادارۂ صحت کی مقررہ حد سے 19 گنا اور قومی معیار سے چھ گنا زیادہ تھی۔ اس آلودگی کی وجہ سے پشاور شہر ماحولیاتی اور صحت عامہ کے خطرات کا ایک بڑا گڑھ بن گیا۔

آلودگی کے خلاف کارروائیاں۔ جون میں باجوڑ انتظامیہ نے ماحولیاتی ضوابط کی خلاف ورزی پر پتھر کوٹنے (اسٹون کرشنگ) کے 18 غیر مجاز کارخانے بند کر دیے۔ بعد ازاں اکتوبر میں لکی مروت کے حکام نے اسی نوعیت کی خلاف ورزیوں پر اینٹوں کے چار بھٹے بند کر دیے۔ اسی دوران پشاور میں محکمہ ٹرانسپورٹ نے ضرورت سے زیادہ دھواں خارج کرنے والی 7,453 گاڑیوں کا معائنہ کیا۔ ان میں سے 3,301 گاڑیوں پر جرمانے عائد کیے گئے اور انہیں فٹنس سرٹیفکیٹ حاصل کرنے کا پابند بنایا گیا۔

بلوچستان

عمومی جائزہ

بلوچستان میں انسانی حقوق کی صورتحال سال بھر زوال پذیر رہی۔ ریاست اور علیحدگی پسند عسکریت پسند گروپ دونوں انسانی حقوق کی خلاف ورزیاں کرتے رہے۔ سب سے بھیانک واقعہ مارچ میں ایک مسافر ٹرین کی ہائی جیکنگ کا تھا جس کی پہلے مثال نہیں ملتی۔ اقوام متحدہ نے اس واقعے کو ہولناک دہشت گردی قرار دیتے ہوئے اس کی مذمت کی۔ اس واقعے سے ظاہر ہوا کہ باغیوں کے پاس مضبوط آپریشنل صلاحیت موجود ہے۔ اسی مہینہ بلوچ یکجہتی کمیٹی (بی وائی سی) کے کارکنان بشمول کمیٹی کی رہنما ڈاکٹر ماہرنگ بلوچ کو دہشت گردی، بغاوت، قتل اور تشدد پر اکسانے کے الزام میں گرفتار کیا گیا۔ ان کی گرفتاری کے فوراً بعد، اقوام متحدہ کے انسانی حقوق کے ماہرین کے ایک گروپ نے تشویش کا اظہار کرتے ہوئے ان کی فوری رہائی اور پرامن مظاہرین کے خلاف کریک ڈاؤن ختم کرنے کا مطالبہ کیا۔

بی وائی سی کی رہنما ڈاکٹر ماہرنگ بلوچ اور تنظیم کے دیگر اراکین کو ساتھ دہشت گردی، بغاوت، قتل اور تشدد پر اکسانے کے الزامات کے تحت گرفتار کیا گیا۔

سال 2024 کے الیکشن کے بعد، جسے بلوچ قوم پرست رہنماؤں نے جعلی قرار دیا تھا، جمہوری عمل پر عوام کا اعتماد کم ہو گیا۔ اس سیاسی عدم استحکام کے دوران دو متنازع قوانین سامنے آئے جنہوں نے صوبائی خودمختاری اور بنیادی آزادیوں کو متاثر کیا۔ یہ قوانین تھے: مارچ میں بلوچستان مائنز اینڈ منرلز ایکٹ اور جون میں انسداد دہشت گردی (بلوچستان ترمیم) ایکٹ 2025۔

اختلاف رائے کو دبانے اور گمشدہ افراد کے غمزدہ خاندانوں کے پرامن اجتماعات کو روکنے کے لیے حکومتی

کریک ڈاؤن جاری رہا۔ اس کے برعکس، مظاہرین نے صوبہ بھر میں بڑی شاہراہوں کو بند کر دیا، جس سے شہریوں کی نقل و حرکت کی آزادی محدود ہو گئی۔

علیحدگی پسند گروپوں نے اکثر بڑی سڑکوں اور شاہراہوں پر رکاوٹیں کھڑی کیں، نسلی بنیادوں پر مسافروں کو نشانہ بنایا، جن میں کم از کم 21 مہلک حملے غیر بلوچ آبادکاروں اور محنت کشوں پر کیے گئے۔

اظہار رائے کی آزادی خاص طور پر متاثر ہوئی۔ صحافیوں کو ایک مخمصے کا سامنا کرنا پڑا کہ وہ عسکریت پسندوں کے دعوے شائع کریں یا کالعدم گروپس کی کوریج کو دبانے کے لیے قانون نافذ کرنے والے اداروں کی ہدایات پر عمل کریں۔ کچھ صحافیوں پر دباؤ ڈالا گیا کہ وہ خبر کے ذرائع ظاہر کریں اور ان کے جن لوگوں سے رابطے ہیں ان کی تفصیلات بتائیں۔ نتیجتاً انہیں خود پر سنسرشپ عائد کرنا پڑی۔ یہ صورتحال الیکٹرانک جرائم کی روک تھام کے ایکٹ (پیکا) 2016 کے ظالمانہ قانون کے تحت لگائی جانے والی پابندیوں کے باعث مزید خراب ہو گئی۔ فریڈم نیٹ ورک کی ایک رپورٹ میں نشان دہی کی گئی کہ بلوچستان میں قومی میڈیا کی موجودگی کم ہو گئی ہے۔ اس صورتحال کے باعث ملک کے ایک وسیع ترین خطے کو معلومات سے محروم رکھا جا رہا ہے۔

ریکارڈ کیا گیا کہ ملک میں 2025 میں مجموعی آبادی کا 45.7 فیصد یعنی 11 کروڑ 60 لاکھ افراد انٹرنیٹ صارفین تھے۔ تاہم، بلوچستان میں ڈیجیٹل رسائی صرف 15 فیصد تک محدود تھی۔ صوبے کے تقریباً 60 فیصد علاقے میں آپٹیکل فائبر کنیکٹیوٹی دستیاب نہیں۔ سیکیورٹی کے بگڑتے حالات کی وجہ سے اکثر و بیشتر ہونے والی طویل انٹرنیٹ بندش نے اس ڈیجیٹل تفریق کو مزید بڑھا دیا۔

چمن کے مقام پر پاکستان افغانستان سرحد کی مسلسل بندش کی وجہ سے تجارت اور کاروبار کو بھی نقصان پہنچا جس سے لاکھوں افراد کو معاشی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ ان چیلنجز کے ساتھ ساتھ، سرحد کے آر پار ایرانی ایندھن کی تجارت پر سخت کریک ڈاؤن نے اُن ہزاروں لوگوں کے روزگار کو متاثر کیا جو اس غیر رسمی تجارت پر انحصار کرتے تھے۔

خواتین کے حقوق کا معاملہ سال بھر سنگین رہا۔ بہت سی خواتین غیرت کے نام پر قتل ہوئیں۔ مزید برآں، خواتین کے حقوق کے دفاع کاروں کو 2025 کے دوران جبری گمشدگیوں، ہراساں کیے جانے اور مختلف پابندیوں کا سامنا کرنا پڑا۔

قوانین اور قانون سازی

سال 2025 صوبائی حکومت کے لیے ایک مصروف سال تھا جس میں 26 قوانین منظور کیے گئے۔ بعض قانون سازی کو اپوزیشن اور سول سوسائٹی کی جانب سے تنقید کا نشانہ بنایا گیا جس میں انسداد دہشت گردی (بلوچستان ترمیمی) ایکٹ 2025 شامل تھا۔ بلوچستان اسمبلی نے جون میں یہ ایکٹ قانون نافذ کرنے والے اداروں کے اختیارات بڑھانے کے لیے منظور کیا تھا۔ اس ایکٹ کے تحت کوئی بھی قانون نافذ کرنے والے ادارہ کسی بھی شخص کو بغیر کسی الزام کے تین ماہ کے لیے حراست میں لے سکتا ہے۔ تاثر تھا کہ یہ قانون اختلاف رائے کو دبانے اور جبری گمشدگیوں کو قانونی شکل دینے کی ایک کوشش ہے۔ ترمیم کے مطابق، مسلح افواج، سول آرمڈ فورسز اور انٹیلی جنس ایجنسیاں ایکٹ کے تحت کسی کو بھی کسی جرم میں ملوث ہونے کے شبہ میں حراست میں لے سکتی ہیں، نگران بورڈ زیر حراست افراد کو حراستی مرکز میں منتقل کر سکتے ہیں اور حکام کسی عدالتی نگرانی کے بغیر ان اختیارات کا استعمال کر سکتے ہیں۔ ایچ آر سی پی نے بھی ترمیم کی منظوری پر تشویش کا اظہار کیا اور قرار دیا کہ اس قانون میں دیے گئے امتناعی حراست کے وسیع اختیارات آزادی، قانونی طریقہ کار اور بلاجواز حراست سے تحفظ کے بنیادی حقوق کو مجروح کرتے ہیں۔

اس سے قبل مارچ 2025 میں صوبائی اسمبلی نے متنازع بلوچستان مائنز اینڈ منرلز (کان کنی اور معدنیات) ایکٹ منظور کیا تھا۔ اس کی منظوری کے بعد، اپوزیشن جماعتوں نے بل کی قانونی حیثیت پر سوال اٹھایا اور دعویٰ کیا کہ حکومت نے بل کے مسودے کو بحث اور سوال وجواب کے لیے پیش نہیں کیا تھا۔

اس کے بعد جولائی میں جمعیت علمائے اسلام (جے یو آئی ف) نے ایک آئینی درخواست کے ذریعے اس بل کو بلوچستان ہائیکورٹ میں چیلنج کیا اور دلیل دی کہ یہ ایکٹ بلوچستان کے لوگوں کے لیے نقصان دہ ہے۔ متعدد دیگر سیاسی جماعتوں بشمول پختونخوا ملی عوامی پارٹی (پی ایم اے پی)، نیشنل پارٹی، عوامی نیشنل پارٹی (اے این پی) بلوچستان نیشنل پارٹی مینگل گروپ (بی این پی ایم) اور سابق سینیٹر لشکری رئیسانی نے بھی ایکٹ کو بلوچستان ہائیکورٹ میں چیلنج کیا۔

انتیس ستمبر کو اسی معاملے پر ایک مزید نشست ہوئی جس میں، اپوزیشن اور حکومتی بینچوں نے مشترکہ طور پر ایک قرارداد منظور کی جس میں حکومت پر زور دیا گیا کہ وہ قانون کی بعض شقوں پر ارکان اسمبلی کے تحفظات کے پیش نظر اس ایکٹ پر نظر ثانی کرے۔

نومبر میں، ایک حوصلہ افزا اقدام کے طور پر، صوبائی حکومت نے بچوں کی شادی روکنے سے متعلق چائلڈ میرج ریسٹرینٹ ایکٹ 2025 منظور کیا جس کا مقصد صوبے بھر میں کم عمری کی شادیوں کو روکنا ہے۔ قانون میں کم عمری کی شادیوں کے ذمہ داروں اور سہولت کاروں کے لیے سخت سزائیں مقرر کی گئیں جس میں تین سال قید اور 10 لاکھ روپے تک کا جرمانہ بھی شامل ہے۔

انصاف کی فراہمی

سال بھر میں، بلوچستان ہائیکورٹ نے متعدد مقدمات کو نمٹایا جبکہ حکومت نے سیاسی کارکنوں اور اختلاف رائے رکھنے والوں کے خلاف کریک ڈاؤن جاری رکھا۔

مارچ میں، بلوچستان ہائیکورٹ نے اٹارنی جنرل کو پیکا دفعات کے تواتر کے ساتھ استعمال کو چیلنج کرنے سے متعلق ایک درخواست کا جواب دینے کی ہدایت کی۔ درخواست میں آزادی اظہار پر پابندی لگانے اور سیاسی کارکنوں کے خلاف سائبر جرائم سے متعلق قوانین کے غلط استعمال کے بارے میں تحفظات کا اظہار کیا گیا تھا۔ مارچ میں ہی بلوچستان ہائی کورٹ نے ہدایت کی کہ بلوچ یکجہتی کمیٹی (بی وائی سی) کی رہنما ماہرنگ بلوچ کو ان کے وکیل اور اہل خانہ سے ملنے کی اجازت دی جائے۔

یہ فیصلہ ماہرنگ بلوچ کی نظر بندی کے خلاف دائر درخواست پر کیا گیا، جس میں نظر بندی کی قانونی حیثیت پر سوال اٹھایا گیا تھا۔ ماہرنگ کی بہن، نادیہ بلوچ نے اپنی درخواست میں موقف اپنایا کہ اس کی بہن کو بغیر کسی جواز کے نقص امن آرڈیننس (ایم پی او) کے تحت حراست میں لیا گیا ہے، جو ماہرنگ بلوچ کے بنیادی آئینی حقوق بشمول آزادی، پرامن اجتماع اور اظہار رائے کے منافی ہے۔

ایک اور مقدمے میں، عدالت نے بلوچستان میں موبائل فون سروسز کی طویل معطلی اور ٹرانسپورٹ میں رکاوٹوں پر سوال اٹھایا۔ عدالت نے تجارت اور معلومات تک رسائی سمیت معمول کی زندگی اور سرگرمیوں پر ان اقدامات کے

اثرات کو اجاگر کیا۔ عدالتی احکامات اور عوامی دباؤ کے بعد بلوچستان میں طویل بندش کے بعد موبائل فون سروس بحال کر دی گئی۔

بلوچستان ہائیکورٹ نے اکتوبر کے پہلے ہفتے میں انتخابات کے انعقاد سے متعلق اپنی آئینی ذمہ داری کا حوالہ دیتے ہوئے ان قانونی رکاوٹوں کو دور کر دیا جن کی وجہ سے صوبائی دارالحکومت میں مقامی حکومتوں کے انتخابات میں تاخیر ہوئی تھی۔ اپوزیشن جماعتوں نے بلوچستان مائنز اینڈ منرلز ایکٹ کو عدالت عالیہ میں چیلنج کر دیا اور اکتوبر میں، صوبائی اور وفاقی حکومتوں کو نوٹس جاری کر دیے گئے جس میں باضابطہ طور پر ایکٹ کی قانونی حیثیت کو عدالتی نظر ثانی کے تحت لایا گیا۔ صوبائی حکومت نے جواب جمع کرانے کے لیے اضافی وقت کی درخواست کی جس سے متنازع قانون پر بامعنی سماعت میں تاخیر ہوئی۔

دسمبر میں، بلوچستان ہائی کورٹ نے صوبائی حکومت کو پیکا کے قانون کو چیلنج کرنے سے متعلق درخواستوں پر جواب داخل کرانے کی ہدایت کی۔ درخواستوں میں انسانی حقوق کے کارکنوں کا کہنا تھا کہ آزادی اظہار کو روکنے کے لیے اس قانون کا غلط استعمال کیا جا رہا ہے۔

مزید برآں دسمبر میں، عدالت نے کوئٹہ میں مقامی حکومت کے انتخابات کے التوا کے خلاف پانچ سیاسی جماعتوں کی درخواستیں منظور کر لیں۔

آخرکار دسمبر میں بلوچستان ہائیکورٹ نے بی این پی مینگل گروپ کے رہنماؤں کے خلاف سیاسی سرگرمیوں سے متعلق الزامات پر مبنی ایک فرسٹ انفارمیشن رپورٹ (ایف آئی آر) خارج کر دی۔ اور پارٹی کی قیادت کو ریلیف دیتے ہوئے قرار دیا کہ مقدمے کے اندراج کی قانونی بنیاد موجود نہیں ہے۔

بلوچستان

امن عامہ

سال 2025 میں باغی گروپس نے پہلے سے زیادہ مہلک حملے کیے اور وہ زیادہ مضبوط نظر آئے۔ پاکستان انسٹی ٹیوٹ آف پیس سٹڈیز کے اعداد و شمار بتاتے ہیں کہ ان گروپس نے 229 حملے کیے جن میں سے 225 بلوچستان کے اندر کیے گئے۔ 21 حملوں میں غیر بلوچ کارکنوں، مسافروں اور آباد کاروں کو نشانہ بنایا گیا اور 12 حملے مبینہ مخبروں یا ان کے ساتھیوں کے خلاف کیے گئے۔ سب سے افسوسناک واقعہ مارچ میں پیش آیا جب 400 مسافروں کو کوئٹہ سے پشاور لے جانے والی مسافر ٹرین کو اغوا کر لیا گیا۔

پاکستان انسٹی ٹیوٹ فار پیس اسٹڈیز کی جانب سے جاری کردہ پاکستان سکیورٹی رپورٹ 2025 کے مطابق، بلوچستان میں دہشت گردی کے واقعات میں 34 فیصد اضافہ ہوا۔ 694 حملوں کے نتیجے میں 1,034 افراد ہلاک اور 1,366 زخمی ہوئے۔

جنوری میں، تقریباً 80 مسلح عسکریت پسندوں نے خضدار کی زہری تحصیل میں کئی مقامات پر ایک ساتھ منظم حملہ کیا جس میں لیویز فورس اسٹیشن، نیشنل ڈیٹا بیس اینڈ رجسٹریشن اتھارٹی (نادرا) کی عمارت اور میونسپل کمیٹی کے دفاتر سمیت کئی سرکاری عمارتوں کو نذر آتش کر دیا گیا۔

فروری میں، ہرنائی ضلع کے شاہرگ بازار میں سڑک کے کنارے نصب بم نے کوئلہ کی 20 کان کنوں کو لے جانے والی گاڑی کو نشانہ بنایا۔ دھماکے کے نتیجے میں 11 کان کن ہلاک اور سات شدید زخمی ہوئے۔ چار دن بعد بارکھان کے علاقے میں ایک حملے میں سات مسافر مارے گئے۔ مسلح افراد نے ایک مسافر بس کو روکا، قومی شناختی کارڈ کے ذریعے مسافروں کی شناخت کی اور پھر شناخت کیے گئے افراد کو قریبی پہاڑوں پر لے گئے جہاں انہیں قتل کر دیا۔ تمام مقتولین مبینہ طور پر پنجاب کے رہائشی تھے۔

مارچ میں، ٹرین ہائی جیکنگ کا اپنی نوعیت کا ایک منفرد اور مہلک واقعہ اس وقت پیش آیا جب بلوچ لبریشن آرمی (بی ایل اے) کے عسکریت پسندوں نے ایک انتہائی منظم حملہ کیا۔ مسلح افراد نے 11 مارچ کو جعفر ایکسپریس کو روکنے

کے لیے مشکاف سرنگ کے قریب پٹڑیوں پر بارودی خیز مواد سے دھماکا کیا اور متعدد سیکورٹی اہلکاروں سمیت 400 سے زائد مسافروں کو یرغمال بنا لیا۔ اس کے نتیجے میں عسکریت پسندوں اور سیکورٹی فورسز کے درمیان 36 گھنٹے تک لڑائی جاری رہی۔ مسلح افواج کے ایک بڑے کلیئرنس آپریشن نے اگلے روز مغویوں کو بازیاب کرالیا۔ سرکاری ذرائع کے مطابق 33 عسکریت پسند اور 26 مسافر مارے گئے۔

بلوچ لبریشن آرمی (بی ایل اے) نے مارچ میں جعفر ایکسپریس کو ہائی جیک کر لیا۔

اس واقعے کے بعد اسی ماہ، لاپتا افراد کے لواحقین کوئٹہ کے سول اسپتال میں جمع ہوئے۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ انہیں اسپتال کے مردہ خانے میں لائی گئی متعدد لاشوں کی شناخت کرنے کی اجازت دی جائے۔ مبینہ طور پر کچھ مظاہرین زبردستی اندر داخل ہوئے اور کم از کم پانچ لاشیں لے گئے۔ جبکہ بلوچستان یکجہتی کمیٹی (بی وائے سی) نے دعویٰ کیا کہ یہ ان لوگوں کی لاشیں تھیں جنہیں جبری طور پر لاپتا کیا گیا تھا۔ حکومت نے دعویٰ کیا کہ یہ جعفر ایکسپریس پر حملہ کے بعد فوجی آپریشن میں مارے گئے نامعلوم عسکریت پسندوں کی لاشیں تھیں۔ (جبری گمشدگیاں بھی دیکھیں۔)

ان دعووں اور جوابی دعووں کے بعد بلوچستان یکجہتی کمیٹی (بی وائے سی) کی چیف آرگنائزر ماہرنگ بلوچ اور 150 دیگر مظاہرین کو 21 مارچ کو دہشت گردی اور دیگر الزامات پر گرفتار کرلیا گیا۔ وہ بلوچستان یونیورسٹی کے باہر احتجاج کر رہے تھے اور حراست میں لیے گئے اور جبری طور پر لاپتا کیے گئے کارکنوں کی رہائی کا مطالبہ کر رہے تھے۔ گرفتاریوں کے چند روز بعد اقوام متحدہ کے انسانی حقوق کے ماہرین کے ایک گروپ نے تشویش کا اظہار کرتے ہوئے ان کی فوری رہائی کا مطالبہ کیا۔

جعفر ایکسپریس پر حملے کے چند ہفتوں بعد، 26مارچ کو نامعلوم مسلح افراد نے گوادر سے کراچی جانے والی بس کو گوادر کے قریب کلمت کے مقام پر روکا اور چھ مسافروں کو بے دردی سے قتل کر دیا۔ حملہ آور بس میں داخل ہوئے، مسافروں کے قومی شناختی کارڈ چیک کیے اور پھر ان میں سے چھ کو قتل کر دیا۔

مئی میں خضدار میں آرمی پبلک اسکول کے طلباء کو لے جانے والی اسکول بس پر حملے میں آٹھ بچوں سمیت دس افراد ہلاک اور 40 زخمی ہوگئے۔ وزیر اعظم اور چیف آف آرمی اسٹاف سمیت سیاستدانوں اور اعلیٰ حکام نے اس حملے کی وسیع پیمانے پر مذمت کی۔

جولائی میں، نامعلوم مسلح افراد نے ژوب اور لورالائی کے اضلاع کے درمیان سرڈکئی کے علاقے میں پنجاب جانے والی دو کوچز پر حملہ کیا، جس میں نو مسافر ہلاک ہو گئے۔ چھ دن بعد، 16 جولائی کو، نامعلوم مسلح افراد کے ایک اور گروپ نے کراچی سے کوئٹہ جانے والی ایک بس کو نشانہ بنایا جو موسیقی سے وابستہ افراد کو لے کر جارہی تھی، حملے میں تین افراد ہلاک اور 13 شدید زخمی ہوئے۔

ستمبر میں، دھماکا خیز مواد سے بھری ایک کار کوئٹہ میں فرنٹیئر کور ہیڈ کوارٹر کے گیٹ سے ٹکرادی گئی، جس میں دس افراد ہلاک اور 30 زخمی ہوئے۔ جعفر ایکسپریس ہائی جیکنگ کے بعد سے کالعدم بی ایل اے کی طرف سے کیے گئے یہ سب سے مہلک حملوں میں سے تھا۔

بلوچستان پولیس کے سرکاری اعداد و شمار کے مطابق قانون نافذ کرنے والے اداروں کے اہلکاروں نے 14 مقابلے کیے جن میں مجموعی طور پر 60 مشتبہ افراد مارے گئے۔ ہلاک ہونے والوں میں کوئی پولیس اہلکار شامل نہیں تھا۔ تاہم، ان مقابلوں کے بعد کوئی تحقیقات نہیں کی گئیں جو ضابطہ فوجداری کی دفعہ 176 کے تحت ضروری ہیں۔ مزید بر آں، مشتبہ عسکریت پسندوں کے حملوں میں قانون نافذ کرنے والے اداروں کے 221 اہلکار ہلاک ہوئے۔

پولیس کے اعداد و شمار سے پتا چلتا ہے کہ صوبائی پولیس فورس میں 227 مرد اور 5 خواتین شامل ہیں، اس طرح ایک ہزار مقدمات کے لیے اوسطاً 10.4 تفتیشی افسران ہیں۔

قید خانے اور قیدی

کوئٹہ کی مختلف جیلوں میں زیرِ حراست بلوچستان یکجہتی کمیٹی کے رہنماؤں کی جانب سے بھوک ہڑتال کے بعد بلوچستان کی جیلوں کے معائنے ہوتے رہے۔ یہ بھوک ہڑتال بلوچستان یکجہتی کمیٹی کے ارکان کے ساتھ دورانِ قید بدسلوکی اور غیر منصفانہ سلوک کے خلاف کی گئی تھی۔ 26 اپریل کو ماہرنگ بلوچ کی بہن نے چیف جسٹس آف پاکستان سے مداخلت کرنے اور اُس ذہنی اذیت کو ختم کرانے کی اپیل کی جو مبینہ طور پر ماہرنگ کو حراست میں لیے جانے کے بعد انہیں دی جارہی تھی۔

مئی میں، مسلح افراد نے قلات میں منگوچر کے قریب گڈانی جیل کی ٹرانسپورٹ پر گھات لگا کر حملہ کیا۔ حملے میں دو سزا یافتہ مجرموں سمیت دس قیدیوں کو فرار کرایا گیا اور پانچ پولیس اہلکاروں کو یرغمال بنالیا گیا۔ دونوں سزا یافتہ مجرموں کو اپنی بیویوں کو قتل کرنے کے جرم میں بالترتیب موت اور عمر قید کی سزا سنائی گئی تھی۔

صوبہ بھر کے قیدیوں کو ریلیف فراہم کرنے کے لیے وزیرِ اعلیٰ نے اگست میں قیدیوں کی سزا میں 60 دن کی کمی کا اعلان کیا۔ اس اقدام کا اطلاق صوبے کے تمام قیدیوں پر کیا گیا۔ تاہم اکتوبر میں بلوچستان ہائیکورٹ نے فیصلہ دیا کہ انسدادِ دہشت گردی ایکٹ 1997 کے تحت سزا پانے والے مجرم سزا میں کسی کمی یا معافی کے حقدار نہیں جس سے کئی خدشات پیدا ہوئے کیونکہ بہت سے سیاسی کارکنوں پر بھی ایکٹ کے تحت الزامات عائد کیے گئے تھے۔

جبری گمشدگیاں

سال بھر جبری گمشدگیاں جاری اور حل طلب رہیں۔ اس سال سرکاری اہلکاروں، طلباء اور انسانی حقوق کے کارکنوں کی گمشدگیاں دیکھی گئیں۔ جبری گمشدگیاں نقل و حرکت کی آزادی میں بھی خلل ڈالتی رہیں کیونکہ متاثرین کے اہلِ خانہ نے صوبہ بھر کی اہم شاہراہوں کو تواتر کے ساتھ بلاک کیا۔

فروری میں، بلوچ یکجہتی کمیٹی کی ایک اہم رکن، سمی دین بلوچ نے الزام لگایا کہ صرف جنوری 2025 میں لاپتا افراد کے تقریباً 88 واقعات رپورٹ ہوئے۔ ان میں صرف مکران ڈویژن کے 43 کیسز تھے۔

بلوچستان

بلوچستان میں یہ پریشان کن صورتحال فروری میں اُس وقت اُجاگر ہوئی، جب اقوام متحدہ کے انسانی حقوق کے ماہرین نے بلوچستان میں انسداد دہشت گردی کی کارروائیوں کے دوران انسانی حقوق کی مبینہ خلاف ورزیوں پر شدید تشویش کا اظہار کیا۔ حکومت پاکستان کے ساتھ گفت وشنید میں، انہوں نے اِس صورتحال کے بلوچ اقلیت، انسانی حقوق کے کارکنوں اور سول سوسائٹی کی تنظیموں پر پڑنے والے اثرات کا حوالہ دیا۔ مبینہ خلاف ورزیوں میں جبری گمشدگیاں، ناجائز گرفتاریاں، ناروا سلوک، طاقت کا ضرورت سے زیادہ استعمال، انسداد دہشت گردی کے اقدامات کا غلط استعمال، میڈیا سنسرشپ، قوانین میں ترامیم اور حراستی مراکز قائم کیے جانے کے امکانات شامل ہیں۔ اس بات چیت میں جبری گمشدگیوں کی تعداد میں اضافے کا ذکر کیا گیا اور یہ کہا گیا کہ یہ عمل بین الاقوامی انسانی حقوق کے قانون کی سنگین ترین خلاف ورزیوں میں شامل ہے۔

مارچ میں، بلوچ قبائلی رہنما ناصر قمبرانی کو کوئٹہ میں ان کے گھر پر چھاپے کے دوران اغوا کر لیا گیا، جس کے بعد ایچ آر سی پی نے اس واقعے پر ردعمل کا اظہار کیا۔ ان کی بیٹیوں نے 20 مارچ کو کوئٹہ پریس کلب میں ایک پریس کانفرنس میں صحافیوں کو بتایا کہ ان کے والد ایک سماجی کارکن ہیں اور انہوں نے کوئی جرم نہیں کیا۔ انہوں نے انکشاف کیا کہ ان کے والد کو اس سے قبل بھی جبری گمشدگی کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ مغوی کی بیٹیوں نے والد کے بازیاب نہ ہونے کی صورت میں مرکزی شاہراہ بلاک کرنے کی دھمکی دی۔

اس واقعے کے بعد ہونے والے صوبائی اسمبلی کے اجلاس میں ارکان اسمبلی نے گمشدہ افراد کی بڑھتی ہوئی تعداد پر شدید تشویش کا اظہار کیا۔ یہ بحث اس وقت بڑھ گئی جب حزب اختلاف کے ارکان نے الزام لگایا کہ حکام نے حال ہی میں ایک قبرستان میں تقریباً 13 میتوں کو خفیہ طور پر دفنایا ہے۔

21 مارچ کو، جعفر ایکسپریس پر حملے کے بعد، حکام نے بتایا کہ سول ہسپتال کوئٹہ میں لائی گئی لاشیں ان حملہ آوروں کی تھیں جو اس حملے کے بعد ہونے والے فوجی آپریشن میں مارے گئے تھے۔ تاہم گمشدہ افراد کے رشتہ داروں نے دعویٰ کیا کہ یہ ان کے خاندانوں کے لاپتا ہونے والے افراد ہیں۔ پولیس کے ساتھ جھڑپ کے بعد مظاہرین یہ لاشیں اسپتال سے نکال کر لے گئے۔

بلوچستان

جولائی میں، گمشدہ افراد کی تعداد کے حوالے سے جبری گمشدگیوں پر حکومتی کمیشن اور بلوچستان یکجہتی کمیٹی کی طرف سے متضاد دعوے سامنے آئے۔ کمیشن کے مطابق 2025 کے پہلے چھ ماہ میں بلوچستان میں جبری گمشدگیوں کے 36 واقعات ریکارڈ کیے گئے، جب کہ بلوچ یکجہتی کمیٹی نے دعویٰ کیا کہ یہ تعداد 750 ہے۔ 30 جولائی کو، بی این پی مینگل گروپ نے اپنی پارٹی کے رہنما ڈاکٹر عبدالمجید مینگل کے مبینہ اغوا کی مذمت کرتے ہوئے وفاقی حکومت پر صوبے کے حالات خراب کرنے کا الزام لگایا۔

اس سے قبل جون میں تمپ کے اسسٹنٹ کمشنر محمد حنیف نورزئی کو ضلع کیچ سے اغوا کر لیا گیا۔ وہ اپنے اہل خانہ کے ساتھ کوئٹہ سے تمپ جا رہے تھے کہ ان کی گاڑی کو کالعدم تنظیم بلوچستان لبریشن فرنٹ سے تعلق رکھنے والے مسلح افراد نے روک لیا۔ تین ماہ کی قید میں رہنے کے بعد، حنیف نورزئی کو اغواکاروں نے 17 ستمبر کو رہا کر دیا۔ 23 اکتوبر کو رونما ہونے والے ایک المناک واقعے میں نوشکی سے لاپتا ہونے والے ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس کی لاش ضلع مستونگ سے ملی۔ وہ ایک ہفتہ قبل نوشکی سے کوئٹہ جاتے ہوئے اُس وقت لاپتا ہو گئے تھے جب نامعلوم مسلح افراد نے ان کی گاڑی کو روک کر اغوا کیا تھا۔

نومبر میں ایک پریس کانفرنس کے دوران وائس فار بلوچ مسنگ پرسنز نامی تنظیم نے لاپتا بلوچ خواتین کے حوالے سے تشویش کا اظہار کیا اور ماہ جبین بلوچ اور نسرین بلوچ کا حوالہ دیا، جن کے بارے میں تنظیم نے دعویٰ کیا کہ انہیں جبری طور پر گمشدہ کیا گیا ہے۔ نسرین کو حب چوکی کی جانب سے اس کے گھر پر چھاپے کے دوران حراست میں لیا گیا تھا اور ماہ جبین گزشتہ چھ ماہ سے لاپتا تھی۔

بنیادی آزادیاں

اظہار رائے کی آزادی

اظہار رائے کی آزادی کا بنیادی حق متعدد عوامل کی وجہ سے متاثر ہوتا رہا۔ پیکا کے قانون کے تحت عائد پابندیوں سے لے کر صوبہ میں ریاستی اور غیر ریاستی عناصر کی طرف سے قتل وغارت اور دھمکیوں کا سلسلہ جاری رہا۔ پیکا کے ظالمانہ قانون کے خلاف کئی احتجاجی مظاہرے کیے گئے کیونکہ اس قانون کے تحت صحافیوں کو مقدمات کا سامنا کرنا پڑا۔

تیرہ فروری کو بلوچستان یونین آف جرنلسٹس نے کوئٹہ پریس کلب کے باہر علامتی بھوک ہڑتالی کیمپ لگایا۔ یہ کیمپ پاکستان فیڈرل یونین آف جرنلسٹس کی کال پر لگایا گیا جس نے پیکا ترمیم کی منظوری کی مخالفت کی اور اسے اظہار رائے کی آزادی کو مزید دبانے کا ایک ہتھکنڈہ قرار دیا۔

مارچ میں، کوئٹہ کی ضلعی انتظامیہ نے پریس کلب پر چھاپہ مارا اور تین افراد کو گرفتار کیا جو پریس کانفرنس کرنا چاہتے تھے، اس چھاپے کی بلوچستان یونین آف جرنلسٹس سمیت مختلف گروپوں نے مذمت کی۔

سنسرشپ کے ساتھ ساتھ بلوچستان میں صحافیوں کو جان لیوا خطرات کا سامنا بھی رہا۔ 23 مئی کو ایک المناک واقعے میں روزنامہ انتخاب سے وابستہ آواران کے مقامی صحافی لطیف بلوچ کو مسلح نقاب پوش افراد نے اغوا کی کوشش کے دوران ان کے اہل خانہ کے سامنے گولی مار کر قتل کر دیا۔47۔ لطیف بلوچ کے بیٹے کو بھی چند سال قبل اغوا کر کے قتل کر دیا گیا تھا۔

ایک اور اہم واقعے میں، روزنامہ ڈان کے ایک تحقیقاتی صحافی اکبر نوتزئی کو مارچ میں پیکا کے تحت نیشنل سائبر جرائم انویسٹی گیشن اتھارٹی نے ایک سال پرانی تحقیقاتی رپورٹ کے حوالے سے نوٹس بھیجا۔ صحافتی تنظیموں اور ایچ آر سی پی نے نوٹس کو آزادیِ صحافت کو دبانے کی کھلی کوشش قرار دیتے ہوئے اس کی بھرپور پر مذمت کی۔

فریڈم نیٹ ورک نے بلوچستان میں صحافت کے حوالے سے اپنی سالانہ رپورٹ میں انکشاف کیا کہ بلوچستان میں صحافی سکیورٹی ایجنسیوں اور عسکریت پسند گروپوں کے درمیان پھنس جاتے ہیں اور اکثر پریشانی سے بچنے کے لیے اپنے آپ

پر خود سنسر شپ لگانے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ قومی میڈیا صوبہ میں اپنی موجودگی کو بتدریج کم کر رہا ہے جبکہ نقل و حرکت کے مسائل اور ناسازگار حالات کی وجہ سے صحافت میں خواتین کی شرکت محدود ہے۔

سوچ، ضمیر اور مذہب کی آزادی

اس سال کے دوران اقلیتی برادری کے افراد کے لیے افسوسناک اور مثبت دونوں قسم کے واقعات رونما ہوئے۔

2025 میں، لسبیلہ میں ہنگلاج ماتا کے سالانہ میلے میں ریکارڈ تعداد میں ہندو زائرین نے شرکت کی۔

فروری میں، ہندو برادری کے دو افراد، ہری لال اور موتی لال کو تربت میں ایک اور شخص کے ساتھ گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا۔ وزیر اعلیٰ بلوچستان سرفراز بگٹی نے اس واقعے کی شدید مذمت کی۔ اس حملے کو ٹارگٹ کلنگ تصور کیا گیا جو کہ اس لیے تشویشناک تھا کہ صوبے میں ہندو برادری کے افراد پر شاذ و نادر ہی حملے ہوتے ہیں کیونکہ اس کمیونٹی کے زیادہ تر افراد مقامی سطح پر سیاست کے بجائے کاروبار سے منسلک ہیں۔

اپریل میں، ضلع نصیر آباد کے علاقہ منگولی میں مقامی افراد نے ایک ہندو تاجر سیتل داس کے اغوا کے خلاف احتجاجی دھرنا دیا۔ اس اغوا کے باعث مذہبی اقلیتوں کے تحفظ سے متعلق تشویش میں اضافہ ہو گیا۔

تاہم، کمیونٹی کے مذہبی تہوار پر امن رہے اور بغیر کسی مسئلے کے جاری رہے۔ 2025 میں، ہندو یاتریوں کی ریکارڈ تعداد نے لسبیلہ میں ہنگلاج ماتا کے سالانہ تہوار میں شرکت کی۔

حکومت نے اقلیتی برادریوں کی سماجی بہبود کو بھی بہتر بنایا۔ ایک ہندو خاتون کشش چودھری کو پہلی خاتون اسسٹنٹ کمشنر تعینات کیا گیا۔

بہر حال، اقلیتی برادریوں، خاص طور پر ہندوؤں کے لیے، سال کے وسط میں غیر یقینی صورتحال میں اضافہ ہوا۔ 16 مئی کو خاران میں غبارے بیچنے والے لال داس کو نامعلوم وجوہات کی بنا پر گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا۔

اقلیتی برادری میں جبری مشقت کا معاملہ بھی سال کے دوران سامنے آیا۔ وزیر اعلیٰ کی ہدایت پر کمشنر قلات ڈویژن اور لیویز فورس نے ضلع خضدار کے علاقے خورا میں ایک گھر پر چھاپہ مار کر 9 مزدوروں کو بازیاب کرایا جنہیں زمیندار بابو اور داد محمد بلوچ نے جبراً قید کر کے رکھا ہوا تھا۔

بارہ ستمبر کو، اپنے انیسویں اجلاس میں، کابینہ نے متجنس افراد کے حقوق سے متعلق بلوچستان کی پہلی پالیسی کی منظوری دی اور اقلیتوں کی بہبود کے لیے انڈومنٹ (اوقافی) فنڈ کی منظوری بھی دی۔ اس پالیسی کا مقصد کمیونٹی کو امتیازی سلوک سے بچانا اور اس کے بنیادی حقوق کا تحفظ یقینی بنانا ہے۔ اسی طرح، حکومت نے پیپلز اقلیت کارڈ سکیم بھی متعارف کرائی جس کی مجموعی مالیت پچاس کروڑ روپے تھی۔ اسکیم کا مقصد بلوچستان میں اقلیتی برادریوں کی تعلیم، صحت، کاروبار اور روزگار تک رسائی کو آسان بنانا تھا تاکہ ان کی خود انحصاری کا عمل بہتر بنایا جا سکے۔

نقل و حرکت کی آزادی

شہریوں کو سرحد پار نقل و حرکت اور ہوائی سفر پر پابندیوں کے ساتھ ساتھ شاہراہوں کے سفر پر بھی سخت پابندیوں کا سامنا کرنا پڑا۔ جولائی میں، بی این پی مینگل گروپ کے صدر سردار اختر مینگل کو بین الاقوامی پرواز میں سوار ہونے سے روک دیا گیا اور ان کا نام عبوری قومی شناختی فہرست (پراویژنل نیشنل آئی ڈینٹٹی فیکیشن لسٹ) میں شامل تھا۔ اس فہرست میں شامل افراد کو عارضی طور پر بیرون ملک سفر سے روک دیا جاتا ہے۔ اختر مینگل نے اس اقدام کی مذمت کی اور اسے ہائی کورٹ میں چیلنج کیا۔

جولائی میں، ایران کے دینی مدارس میں زیر تعلیم متعدد پاکستانی طلباء دو دن کے لیے گبد بارڈر پر پھنس گئے۔ طلبا پاکستانی حکام کی جانب سے سرحد عبور کرنے کی اجازت کے منتظر تھے۔ یہ پابندی ایران اسرائیل جنگ کے بعد لگائی گئی تھی۔

سال کے دوران سڑک پر سفری پابندیوں نے صوبہ کے اندر بھی نقل و حرکت کی آزادی کو محدود کر دیا۔ اکثر اوقات احتجاجی مظاہروں کی وجہ سے مرکزی شاہراہوں کو بلاک کرنے اور عسکریت پسندوں کی جانب سے گھات لگا کر مہلک حملوں کے باعث روڈ سیفٹی کی صورتحال ابتر ہو گئی۔ اس صورتحال کی وجہ سے مسافروں کا تحفظ غیر یقینی ہو گیا۔ خاص طور پر رات کا سفر خاصی پریشانی کا باعث بن گیا۔ خطرات کے باعث صوبائی ٹرانسپورٹ حکام کو رات کے سفر پر پابندی لگانا پڑی اور تمام بس کمپنیوں کو شام 5 بجے سے صبح 5 بجے تک سفر سے گریز کرنے کی ہدایت کی گئی۔

اکتوبر میں، چمن بارڈر پر پاکستانی سکیورٹی فورسز اور افغان طالبان کے درمیان شدید جھڑپیں شروع ہوئیں جس کی وجہ سے اس اہم بین الاقوامی کراسنگ پر طویل عرصے تک نقل و حرکت پر پابندی لگا دی گئی اور دونوں اطراف کی تجارت میں شدید رکاوٹیں پیدا ہوئیں۔

اکتوبر میں ہی، بلوچستان حکومت کی جانب سے انسداد دہشت گردی ایکٹ 1997 کے فورتھ شیڈول کے تحت متعدد افراد کو زیر نگرانی افراد کے طور پر نامزد کیا گیا اور ان کی نقل و حرکت کو محدود کر دیا گیا۔ اس اقدام پر ایچ آر سی پی اور ایمنسٹی انٹرنیشنل نے علیحدہ علیحدہ بیانات میں شدید تشویش کا اظہار کیا اور حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ فوری طور پر نوٹیفکیشن واپس لے اور انسانی حقوق کے بین الاقوامی معیارات کو قائم رکھے۔

جمہوری پیش رفت

سیاسی شرکت

بڑے پیمانے پر متنازع سمجھے جانے والے 2024 کے عام انتخابات کے بعد، 2025 خاص طور پر بلوچستان میں سیاسی عدم استحکام کا سال رہا۔ سیاسی عمل سے عوام کی لاتعلقی اور قوم پرست جماعتوں کی کنارہ کشی نظر آئی۔ بلوچستان یکجہتی کمیٹی جیسے انسانی حقوق کے گروہوں کے تحفظ اور ان کی ترویج کے لیے پرامن جدوجہد کو دبانے جیسے اقدامات کیے گئے۔ اظہار رائے کی بنیادی آزادیوں بشمول پرامن اجتماع، مظاہرے، تنظیم اور تحریک پر پابندیاں لگائی گئیں، میڈیا سینسر شپ اور صحافیوں کو دھمکیاں دی گئیں (جیسا کہ اس باب کے دیگر حصوں میں زیر بحث آیا ہے)۔ ان خدشات کے حوالے سے صورتحال کا جائزہ لینے کے لیے، ایچ آر سی پی نے جولائی میں ایک فیکٹ فائنڈنگ مشن بھیجا اور ایک جامع رپورٹ شائع کی۔

مقامی حکومت

مقامی حکومتوں کے انتخابات صوبے میں سیاسی بحث و مباحثے کا مرکزی موضوع بنے رہے۔ جنوری میں الیکشن کمیشن آف پاکستان (ای سی پی) نے اعلان کیا کہ اس نے 25 اضلاع میں ضمنی انتخابات کرانے کے انتظامات کو حتمی شکل دے دی ہے۔ ان انتخابات میں رجسٹرڈ ووٹرز کی کُل تعداد 43,784 تھی۔ 167 امیدواروں نے جنرل وارڈ کی 50 نشستوں پر ضمنی الیکشن میں حصہ لیا۔ تاہم کوئٹہ میں انتخابات نہیں ہوسکے کیونکہ ای سی پی نے کوئٹہ کے ضمنی الیکشن کے لیے ابھی تک کوئی لائحہ عمل طے نہیں کیا تھا۔

ضمنی انتخابات کے تین ماہ بعد اپریل میں، رپورٹس سے معلوم ہوا کہ صوبے کی 871 یونین کونسلوں میں سے تقریباً 27 فیصد فنڈز کی کمی کی وجہ سے غیر فعال تھیں۔

بلوچستان ہائیکورٹ نے کوئٹہ میں مقامی حکومتوں کے انتخابات، حلقہ بندی اور مردم شماری کے بارے میں خدشات سے متعلق درخواستوں کو مسترد کر دیا۔ درخواست گزاروں نے بلوچستان ہائیکورٹ کو آگاہ کیا کہ الیکشن کمیشن نے

کوئٹہ کے اضلاع کی حلقہ بندی میں سنگین بے ضابطگیوں کا ارتکاب کیا جس سے دیہی علاقے متاثر ہوئے۔ درخواستوں میں 2017 کی مردم شماری کی بنیاد پر حلقہ بندی پر بھی اعتراض کیا گیا تاہم، عدالت نے قرار دیا کہ حلقہ بندی کا اختیار آئینی طور پر ای سی پی کے پاس ہے اور اس مرحلے پر عدالتی مداخلت غیر ضروری ہے۔ بلوچستان ہائیکورٹ کے فیصلہ کی تعمیل کرتے ہوئے صوبائی الیکشن کمشنر نے اکتوبر میں اعلان کیا کہ ای سی پی ضلع کوئٹہ میں بلدیاتی انتخابات کرانے کی تیاری کر رہا ہے۔

اس اعلان کے بعد نومبر میں، بلوچستان حکومت نے ای سی پی سے درخواست کی کہ وہ سخت موسم اور شہر میں سکیورٹی کی موجودہ صورتحال کے پیش نظر کوئٹہ میں ضمنی انتخابات کو ملتوی کر دے۔ ای سی پی نے حکومت کی درخواست مسترد کر دی اور کوئٹہ میں ضمنی انتخابات کے لیے 28 دسمبر کی تاریخ کا اعلان کر دیا۔ تاہم، وفاقی آئینی عدالت نے پولنگ کے دن سے صرف تین روز قبل انتخابات کا انعقاد روکنے کا حکم دے دیا۔

عورتیں

صوبے کا سماجی منظر نامہ خواتین کے لیے پُرامن نہیں تھا اور اس کی وجہ تھی: غیرت کے نام پر قتل اور صنفی بنیاد پر تشدد کے خطرات کی مسلسل موجودگی۔ خواتین کارکنوں، خاص طور پر بلوچ یکجہتی کمیٹی (بی وائے سی) سے وابستہ افراد کی گرفتاری نے صورتحال کو مزید گھمبیر بنا دیا۔ اپریل میں، خضدار میں ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے، بی این پی مینگل گروپ کے سربراہ سردار اختر مینگل نے بی وائے سی کے ارکان، خاص طور پر ماہرنگ بلوچ کے ساتھ ناروا سلوک اور اپنے حقوق مانگنے پر انہیں گرفتار کرنے پر حکومت کو تنقید کا نشانہ بنایا۔

ایک ویڈیو وائرل ہوئی جس میں مردوں کے ایک گروہ کو کوئٹہ کے علاقے ڈگاری میں غیرت کے نام پر ایک جوڑے کو ویران علاقے میں لے جاتے اور انہیں پیچھے سے گولیاں مارتے ہوئے دکھایا گیا۔

جنوری میں غیرت کے نام پر قتل کے الگ الگ واقعات میں دو خواتین کو قتل کر دیا گیا۔ ساکراں بی بی اور ہدایت اللہ، جن کی شناخت اس کے دوست کے طور پر کی گئی، کو مبینہ طور پر ڈیرہ اللہ یار کے علاقے محبت شاخ میں غیرت کے نام پر گولیاں مار کر قتل کر دیا گیا۔ اس مہینے کے دوسرے واقعے میں، ایک باپ نے اپنی بیٹی کو اس لیے قتل کر دیا کہ باپ کو مبینہ طور پر ٹک ٹاک پر بیٹی کی لگائی ہوئی پوسٹ قابل اعتراض لگی۔ امریکہ میں پیدا ہونے والی حرا پاکستان میں اپنے خاندان کے پاس آئی تھی۔ اُسے مبینہ طور پر اس کے والد انوارالحق نے اپنے گھر کے سامنے گولی مار کر ہلاک کیا۔

جولائی میں صوبے میں غیرت کے نام پر الگ الگ واقعات میں پانچ خواتین کو قتل کر دیا گیا۔ پہلے دو واقعات میں ضلع نصیر آباد میں ایک خاتون کو گلا دبا کر قتل کیا گیا۔ ایک اور خاتون کو ضلع جعفر آباد میں فائرنگ کر کے قتل کر دیا گیا۔

تیسرا واقعہ اُس وقت سامنے آیا جب 19 جولائی کو ایک ویڈیو وائرل ہوئی جس میں دکھایا گیا تھا کہ مردوں کا ایک گروہ ایک جوڑے کو ایک ویران علاقے کی طرف لے جاتا ہے اور ضلع کوئٹہ کے علاقے ڈیگاری میں ان دونوں کو پشت کی جانب سے گولی مار کر غیرت کے نام پر ہلاک کر دیا جاتا ہے۔ اس واقعے کو قومی اور بین الاقوامی میڈیا میں خاصی کوریج ملی۔ انسانی حقوق کے کارکنوں اور سیاست دانوں نے اس قتل پر حکومت پر سخت تنقید کی جس کے جواب میں حکومت نے ایک شخص کو گرفتار کر لیا۔

تاہم، اس واقعے سے متعلق ایک تنازعہ اُس وقت کھڑا ہو گیا جب وزیر اعلیٰ سرفراز بگٹی نے دعویٰ کیا کہ مقتول جوڑے نے آپس میں شادی نہیں کی ہوئی تھی۔ یہ ایک ایسا بیان تھا جس میں بظاہر قتل کا جواز دیا گیا تھا۔ اس واقعے کے چند روز بعد ہی کوئٹہ کے علاقے کیچی بیگ میں ایک شخص نے غیرت کے نام پر اپنی بیٹی اور بھتیجے کو گولی مار کر قتل کر دیا۔ جولائی میں، مستونگ کے علاقے لکپاس میں ایک اور ایسا واقعہ ہوا۔ ایک جوڑے کی شادی کو سات سال ہو چکے تھے اور ان کے دو بچے تھے۔ اُنہیں خاتون کے خاندان نے ایک تقریب میں مدعو کیا اور مبینہ طور پر غیرت کے نام پر گولی مار کر بے دردی سے قتل کر دیا گیا۔ لیویز نے مقدمے میں خاتون کے بھائیوں سمیت پانچ افراد کو نامزد کیا۔ اگست میں خبر سامنے آئی کہ ڈیرہ مراد جمالی میں غیرت کے نام پر ایک مرد اور عورت کو قتل کیا گیا۔

ایک واقعہ مسرت عزیز نامی ایک سماجی کارکن سے متعلق ہے جو خواتین کے لیے ایک ووکیشنل سنٹر چلاتی تھی۔ اُس کو جنوری میں ژوب کے علاقے میں مبینہ طور پر اُس کے بھائی نے جائیداد کے تنازع پر قتل کر دیا۔ تاہم کچھ رپورٹس میں دعویٰ کیا گیا کہ یہ غیرت کے نام پر قتل ہو سکتا ہے۔ ٹیبل 1 میں صوبے میں صنفی بنیاد پر تشدد کے بارے میں سرکاری اعداد و شمار بیان کیے گئے۔

ٹیبل 1: سال 2025 میں بلوچستان میں صنفی بنیاد پر تشدد

جرم	درج مقدمات
گھریلو تشدد	
قتل	54
مار پیٹ	168
دیگر	15
غیرت کے نام پر قتل	29
تیزاب گردی	01
جنسی زیادتی	23
اغوا اور زبردستی لے جانا	270

ماخذ: ایچ آر سی پی کی جانب سے معلومات فراہم کرنے کی درخواست پر نیشنل پولیس بیورو کا جواب

دوسری طرف خوش آئند بات یہ ہے کہ وزیراعلیٰ نے صوبے کی معاشی ترقی میں خواتین کی شرکت میں اضافے اور ان کی معاشی آزادی کو بڑھانے کے لیے وومنز اکنامک ایمپاورمنٹ انڈومنٹ فنڈ کا آغاز کیا۔ اسی طرح کے ایک اور اقدام میں حکومت نے کوئٹہ کے دونوں ہسپتالوں (سول اسپتال اور بولان میڈیکل کمپلیکس اسپتال) میں جنسی زیادتی کے انسداد کے لیے کرائسز سیل قائم کیے۔

فروری میں خضدار میں ایک خاتون عاصمہ بی بی کے گھر پر نقاب پوش افراد نے حملہ کیا اور اسے مبینہ طور پر اغوا کر لیا۔ اس واقعے پر عوامی سطح پر اور سول سوسائٹی کی جانب سے شدید احتجاج کیا گیا اور ذمہ داروں کی گرفتاری کا مطالبہ کیا گیا، نیز مرکزی شاہراہ کو احتجاجاً بلاک کر دیا گیا۔ واقعے کے دو دن بعد پولیس نے زہری کے علاقے سے عاصمہ بی بی کو بازیاب کرالیا اور اغوا میں ملوث 14 افراد کو گرفتار کرنے کا دعویٰ کیا۔

پچیس نومبر کو، صنفی بنیاد پر تشدد کے خلاف جاری 16 روزہ مہم کے موقع پر، ایچ آر سی پی کے بلوچستان چیپٹر نے اس بات پر زور دیا کہ بلوچستان میں خواتین کو گھر اور باہر دونوں جگہوں پر زیادہ آزادی دی جائے۔ ایچ آر سی پی کے بلوچستان چیپٹر نے صنفی بنیاد پر ہونے والے تشدد اور مختلف شعبوں میں ہراساں کیے جانے کی وجہ سے خواتین کی سیاست اور تعلیم تک رسائی میں رکاوٹ پر بھی تشویش ظاہر کی۔

دسمبر میں، صوبائی حکومت نے صوبائی دارالحکومت میں پنک بس سروس کا افتتاح کرتے ہوئے دعویٰ کیا کہ اس سروس سے خواتین محفوظ سفر کر سکیں گی۔

بچے

بلوچستان میں تشدد، عسکریت پسندوں کے حملوں اور اغوا کی وارداتوں کی وجہ سے بچوں کی صورتحال بدستور خراب رہی۔ تاہم، صوبے میں پولیو کا کوئی کیس رپورٹ نہیں ہوا۔ اس کے مقابلہ میں پچھلے سال 26 تصدیق شدہ کیسز تھے۔ اپریل میں نویں جماعت کے طالب علم ساحل گلاب کے اغوا اور قتل کے بعد پسنی کے علاقے میں احتجاجی مظاہرے کیے گئے۔

کالعدم عسکریت پسند گروپوں کے حملوں سے بچوں کو بھی مصائب جھیلنا پڑے۔ مئی میں خضدار کے علاقے میں ایک اسکول بس کو ہدف بنا کر دھماکا کیا گیا جس میں تقریباً آٹھ بچے ہلاک ہو گئے۔ ایک اور واقعے میں ضلع نصیر آباد میں ایک سات سالہ بچی کو ایک رشتہ دار نے مبینہ طور پر زیادتی کا نشانہ بنایا۔ بچی کے اہل خانہ نے زیادتی کرنے والے کی گرفتاری کا مطالبہ کیا۔ لیکن متاثرہ خاندان پر عدالت سے باہر معاملہ طے کرنے کے لیے دباؤ ڈالا گیا۔

ایک اور واقعے میں لورالائی کے علاقے میختر میں وین پر اندھا دھند فائرنگ سے آٹھ سالہ بچی ہلاک ہو گئی۔ جون میں پولیس کو محمد مصور کاکڑ نامی لڑکے کی لاش ملی۔ اس چودہ سالہ لڑکے کو نومبر 2024 میں اغوا کیا گیا تھا اور سات ماہ بعد قتل کر کے مستونگ میں پھینک دیا گیا۔ پولیس نے دعویٰ کیا کہ افغان شہریوں نے مصور کاکڑ کو اغوا کیا اور اسے شدت پسند تنظیم داعش کے حوالے کیا جس نے اس کے والد سے 12 ملین ڈالر تاوان کا مطالبہ کیا تھا۔

اگست میں کوئٹہ کے قمبرانی روڈ پر دو کمسن بچیوں کی بوری بند لاشیں ملیں۔ ارکان اسمبلی کی جانب سے ایوان میں یہ مسئلہ اٹھانے کے بعد وزیر اعلیٰ بلوچستان نے اس دوہرے قتل پر بات کی۔ لڑکیوں کے اغوا کا سلسلہ جاری رہا اور ستمبر میں باغبانہ حسن زئی کے علاقے میں مسلح افراد نے 12 سالہ عائشہ بی بی کو اس کے گھر سے زبردستی اغوا کر لیا۔

محنت کش

بلوچستان کی غیر منظم اور ناقص انتظامات کے تحت چلنے والی کوئلہ کی کان کنی کی صنعت میں مسلسل ہلاکتیں ہوتی رہیں۔ کان کنوں کی تنظیم پاکستان سینٹرل مائنز لیبر فیڈریشن کے مطابق 90 کان کن اپنے اوپر ملبہ گرنے اور دھماکوں کے

مختلف حادثات میں ہلاک ہوئے، یہ صورتحال وینٹی لیشن، گیس ڈیٹیکٹرز اور ایمرجنسی رسپانس پروٹوکول کی کمی کو ظاہر کرتی ہے۔ سب سے زیادہ جنوری میں 21 اموات ہوئیں۔ اس کے بعد فروری میں 15، جولائی میں 11 اور دسمبر میں 9 اموات ہوئیں۔

ٹیبل 2: 2025 میں بلوچستان میں کان کنی کے حادثات

تاریخ	مقام	ہلاکتیں	زخمی	تفصیل
10-01-2025	کوئٹہ	12	03	کوئلے کی کان
30-01-2025	ہرنائی	01		کوئلے کی کان
06-02-2025	ہرنائی	01		کوئلے کی کان
14-03-2025	مسلم باغ	05		کرومائٹ کان
19-03-2025	دکی	01	01	کوئلے کی کان
07-04-2025	دکی	01		کوئلے کی کان
09-04-2025	دکی	02		کوئلے کی کان
10-04-2025	دکی	02		کوئلے کی کان
05-05-2025	دکی	01		کوئلے کی کان
01-07-2025	دکی	01		کوئلے کی کان
25-07-2025	دکی	03		کوئلے کی کان
05-08-2025	دکی	03		کوئلے کی کان
19-08-2025	مچھ	01		کوئلے کی کان
27-08-2025	مچھ	03		کوئلے کی کان
03-09-2025	ہرنائی	01	01	کوئلے کی کان
15-09-2025	ہرنائی	01		کوئلے کی کان
19-10-2025	دکی	04		کوئلے کی کان
30-11-2025	کوئٹہ	02		کوئلے کی کان
12-12-2025	ہرنائی	02		کوئلے کی کان
31-12-2025	دکی	01	01	کوئلے کی کان
کُل		48	06	

ماخذ: ایچ آر سی پی کا معلوماتی مینجمنٹ نظام

جہاں تک پالیسی سازی کا تعلق ہے، بلوچستان حکومت نے فروری میں سسٹین ایبل فشریز اینڈ ایکوا کلچر پالیسی (پائیدار ماہی گیری اور آبی زراعت کی حکمت عملی) 35-2025 کی منظوری دی، جس کا مقصد ماہی گیر کشتیوں کی رجسٹریشن، پروسیسنگ، کولڈ چین کی سہولیات کا قیام اور آبی جانوروں کی پرورش کے ذریعے ساحلی معیشت کی ترقی کی راہ ہموار کرنا ہے۔ تاہم، گوادر میں مقامی ماہی گیروں نے خبردار کیا کہ کمیونٹی کو بجلی اور پانی جیسی بنیادی ضروریات فراہم کرنے میں ناکامی اور سمندری خوراک کی صنعت کو فری زون کے فوائد سے خارج کرنے کی وجہ سے مچھلیوں اور برف کے مقامی کارخانوں پر انحصار کرنے والے ہزاروں افراد متاثر ہوں گے۔

موسم گرما کے دوران، زراعت سے وابستہ افراد کو ٹیوب ویلوں کو سولر بجلی پر منتقل کرنے کے لیے فنڈز حاصل کرنے میں تاخیر کا سامنا کرنا پڑا، جس کے باعث زمینوں کی سیرابی اور فصلوں کو نقصان پہنچا۔ اگست میں کسانوں نے سولرائزیشن فنڈز جاری کرنے میں ناکامی پر حکومت پر تنقید کی کہ اس ناکامی سے ان کے نقصانات میں مزید اضافہ ہوا۔ ستمبر میں کسان اتحاد پاکستان کے ارکان نے کوئٹہ میں بھوک ہڑتال کی اور دیگر مطالبات کے ساتھ ٹیوب ویلوں کی بجلی بحال کرنے کا مطالبہ کیا۔

اکتوبر میں ایک افسوسناک واقعے میں، مستونگ میں تعمیراتی کام کرنے والے نو محنت کشوں کو اغوا کر لیا گیا جس سے صوبہ میں مزدوروں کو درپیش عدم تحفظ کی صورتحال اُجاگر ہوئی۔

مہاجرین

افغان شہریوں کی وطن واپسی کے معاملے میں حکومت کے سخت موقف نے انسانی حقوق کے بحران کو جنم دیا۔ اس سلسلے میں مختلف رپورٹس میں بتایا گیا کہ چمن اور طورخم کی سرحدوں پر حالات خراب تھے۔

جنوری میں لیویز فورسز نے چاغی میں تقریباً 72 افغان شہریوں کو غیر قانونی طور پر پاکستان میں داخل ہونے پر گرفتار کیا اور انہیں واپس افغانستان بھیج دیا۔ اپریل میں، افغان مہاجرین کے حقوق کے لیے سرگرم ایک تنظیم، افغان ریفیوجیز پاکستان، نے حکومت اور عدلیہ پر زور دیا کہ وہ جبری وطن واپسی کی پالیسی پر نظر ثانی کریں۔ تنظیم کا کہنا تھا کہ صرف زبردستی واپس بھیجنے سے مہاجرین کا مسئلہ حل نہیں ہوگا بلکہ اسے بات چیت کے ذریعے اس طریقے سے سلجھایا جائے کہ مہاجرین کی طویل عرصہ سے پاکستان میں موجودگی اور ان کی خدمات کو بھی مدنظر رکھا جائے۔

کوئٹہ چیمبر آف کامرس سمیت مقامی فریقوں نے یہ بھی درخواست کی کہ 2025 کے وسط تک ہنر مند افغان ملازمین کو ورک پرمٹ جاری کیے جائیں تاکہ زراعت اور کان کنی جیسی صنعتوں میں مزدوروں کی کمی کو پورا کیا جا سکے۔ درخواست میں یہ بھی کہا گیا کہ مہاجرین کی بے دخلی کی پالیسیوں سے معاشی استحکام کو خطرہ درپیش ہو سکتا ہے۔

چمن بارڈر پر آمدورفت کی ایک روز کی معطلی کے بعد واپسی کا عمل سخت حفاظتی انتظامات میں دوبارہ شروع ہوا اور کئی افغان خاندان واپس افغانستان چلے گئے۔ ایک دن کی یہ معطلی 18 ستمبر کو ایک ہولناک بم دھماکے میں چھ افراد کی ہلاکت کے باعث ہوئی تھی۔ اکتوبر اور نومبر میں ہزاروں افغان پناہ گزین اپنے ملک واپس چلے گئے جس کے لیے انتہائی سخت کارروائیاں دیکھی گئیں اور افغان شہریوں کی قید اور حراست میں بڑے پیمانے پر اضافہ ہوا۔

اکتوبر میں وزیر اعلیٰ سرفراز بگٹی نے کہا کہ گزشتہ 18 ماہ کے دوران بلوچستان سے پچاس ہزار افغان شہریوں کو واپس بھیجا گیا ہے۔ اگلے مہینے، ایف آئی اے اور پولیس نے 29 افغان شہریوں سمیت 50 افراد کو سمندر کے راستے ایران میں داخل ہونے کی کوشش پر گرفتار کر لیا۔ دسمبر میں سیکورٹی فورسز نے خفیہ اطلاعات پر کارروائی کے دوران ضلع چاغی کے نوکنڈی اور تفتان کے علاقوں سے 179 افغان شہریوں کو گرفتار کرنے کا دعوی کیا۔ حکام نے یہ بھی بتایا کہ تقریباً 11 افغان شہری ایک ہفتہ قبل اسی علاقے میں ایک سڑک حادثے میں ہلاک ہوئے تھے۔ جس کے بعد گشت میں اضافہ کیا گیا۔

تعلیم

دیگر شعبوں کی طرح، تعلیم کے شعبے کو بھی سال بھر سخت چیلنجز کا سامنا کرنا پڑا جن میں غیر حاظر (گھوسٹ) اساتذہ، اسکولوں میں ناکافی سہولیات اور تعلیمی معیار کو بہتر بنانے کی ضرورت شامل ہیں۔ ان میں سے کچھ چیلنجز سے نمٹنے کے لیے جنوری میں، سیکرٹری ثانوی تعلیم (سکینڈری ایجوکیشن) نے اعلان کیا کہ 2,300 غیر فعال اسکولوں میں سے تقریباً ایک ہزار کو فعال کر دیا گیا ہے۔ مزید، 700 غیر حاضر اساتذہ کو فوری طور پر فارغ کر دیا گیا۔

بولان میڈیکل کالج دو طلباء تنظیموں کے درمیان تصادم کے نتیجے میں چھ ماہ کی بندش کے بعد مئی میں دوبارہ کھل گیا۔

دو ہفتے بعد بلوچستان کے چیف سیکرٹری نے صوبے میں تمام غیر فعال اسکولوں کو دوبارہ کھولنے کا عزم ظاہر کیا۔ انہوں نے بتایا کہ اس سلسلے میں حکومت کنٹریکٹ کی بنیاد پر اساتذہ کی بھرتی کے لیے سردار بہادر خان ویمن یونیورسٹی کے ساتھ شراکت کرے گی۔

مارچ میں تین اہم یونیورسٹیوں، یونیورسٹی آف بلوچستان، سردار بہادر خان ویمن یونیورسٹی، اور یونیورسٹی آف تربت نے اپنی کیمپس کلاسز معطل کر کے ورچوئل لرننگ کا آغاز کیا۔ حکام کا کہنا تھا کہ یونیورسٹی کیمپس سکیورٹی صورتحال کو مد نظر رکھتے ہوئے عید کی تعطیلات کے بعد اپریل میں دوبارہ کھل جائیں گے۔

نومبر 2024 میں بولان میڈیکل کالج دو طلبہ تنظیموں کے درمیان تصادم کے باعث بند ہو گیا تھا۔ کالج چھ ماہ بند رہنے کے بعد مئی میں دوبارہ کھل گیا۔ انتظامیہ نے ہاسٹل الاٹمنٹ کے نئے نظام کا بھی اعلان کیا۔

مئی میں طلباء کے ایک گروپ نے الزام لگایا کہ "آغاز حقوق بلوچستان پروگرام" کے تحت ان کو دیے جانے والے اسکالرشپس کی منسوخی ایک ایسے افسر نے کی جو اپنے اختیارات سے تجاوز کر کے کام کر رہا تھا۔ طلبا نے درخواست کہ اس معاملے کو حل کرنے کے لیے وفاقی اور صوبائی حکام فوری تحقیقات کریں۔

دو ماہ بعد صوبائی حکومت کو نیشنل پارٹی کی طرف سے تنقید کا سامنا کرنا پڑا۔ پارٹی نے بلوچستان یونیورسٹی میں بلوچی، براہوی اور پشتو زبان کے شعبہ جات کو زبانوں کے ایک انسٹی ٹیوٹ میں یکجا کرنے کی مخالفت کی اور کہا کہ اس سے زبانوں کی تعلیم کمزور ہو جائے گی۔ پارٹی نے مطالبہ کیا کہ یہ فیصلہ واپس لیا جائے۔

جولائی میں کرپشن کی ایک تفتیش کے دوران بلوچستان بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن میں ڈگریوں اور سرکاری دستاویزات میں جعلسازی کا انکشاف ہوا۔ بولان میڈیکل کالج میں داخلے کے لیے جعلی دستاویزات استعمال کرنے پر بورڈ کے پانچ اہلکاروں اور ایک طالب علم کو گرفتار کر لیا گیا۔

اگست میں حکومتی گرانٹ کی بحالی کے ساتھ بلوچی اکیڈمی نے اپنی 67 ویں جنرل باڈی کے اجلاس کے دوران ثقافت اور زبان کے تحفظ کے اہم منصوبوں کو دوبارہ شروع کیا۔ جن میں ڈیجیٹائزیشن، نیچرل لینگویج پروسیسنگ، اور بلوچی انسائیکلوپیڈیا کی تخلیق شامل ہے۔ ارکان نے اساتذہ کی تعداد کم ہونے کا معاملہ بھی اٹھایا۔

اسکولوں سے باہر رہ جانے والے بچوں کا دیرینہ مسئلہ صوبے کے تعلیمی نظام کو بری طرح متاثر کرتا رہا۔ اس بات کا اعتراف بلوچستان کے وزیر تعلیم نے کیا جنہوں نے اسکولوں سے باہر رہ جانے والے بچوں کی بڑی تعداد کو صوبہ کے تعلیمی شعبہ کا سب سے اہم چیلنج قرار دیا۔ انہوں نے کہا کہ پالیسی سے متعلق گول میز میٹنگ بلائی گئی تھی جس کا مقصد تحقیقی کام کو پالیسی سازی سے ہم آہنگ کرنا تھا، خاص طور پر یہ کہ لڑکیوں کی اسکولوں میں حاضری کیسے بڑھائی جائے۔

صحت

سال 2025 میں صوبے میں صحت کی سہولتوں میں بھی نمایاں اتار چڑھاؤ آیا۔ جنوری میں بلوچستان میں ڈاکٹروں اور میڈیکل اسٹاف نے گرینڈ ہیلتھ الائنس کے دو رہنماؤں کی گرفتاری کے خلاف احتجاج کیا اور سرکاری اسپتالوں میں بیرونی مریضوں کے لیے آؤٹ پیشنٹ ڈیپارٹمنٹ (او پی ڈی) کا بائیکاٹ شروع کیا۔ گرفتار رہنماؤں پر ڈائریکٹر جنرل ہیلتھ پر حملہ کرنے کا الزام تھا۔ اگرچہ ایمرجنسی خدمات جاری رہیں تاہم بائیکاٹ سے لاکھوں مریض متاثر ہوئے۔

اس کے رد عمل میں حکام نے ہڑتال میں حصہ لینے والے میڈیکل پریکٹیشنرز کے خلاف تادیبی اقدامات کا حکم دیتے ہوئے کارروائی کی۔ محکمہ صحت کے حکام نے مظاہرین کو یاد دہانی کرائی کہ بلوچستان ہائیکورٹ پہلے ہی احتجاج کو غیر قانونی قرار دے چکی ہے۔ صوبائی حکومت نے ڈاکٹروں کی ہڑتال کے دوران صورتحال پر قابو پانے میں ناکامی پر ایک ہسپتال کے ایڈمنسٹریٹر کو معطل اور متعدد ضلعی ہسپتالوں کے میڈیکل سپرنٹنڈنٹس کو اظہار وجوہ کے نوٹس (شوکاز نوٹسز) بھی جاری کیے۔

اس تعطل کا خاتمہ مہینے کے آخر میں ہوا جب گرینڈ ہیلتھ الائنس کے گرفتار رہنماؤں کو رہا کر دیا گیا۔ ساتھ ہی ڈاکٹروں نے اپنی ہڑتال ختم کرنے اور او پی ڈی کی خدمات دوبارہ شروع کرنے کا اعلان کیا۔

پولیو مہم چلانے والے محکمہ صحت کے ملازمین کی حفاظت کا معاملہ تشویش کا باعث رہا۔ 28 اگست کو نامعلوم حملہ آوروں نے کوئٹہ میں پولیو کے قطرے پلانے کی مہم کے سپروائزر کو گولی مار کر ہلاک کر دیا، جس سے پولیو ورکرز کو درپیش سکیورٹی خطرات واضح ہو کر سامنے آئے۔ اس حملے سے ویکسی نیشن کے عمل میں خلل آیا اور محکمہ صحت کے عملہ کی حفاظت کے بارے میں نئے خدشات نے جنم لیا۔

اس کے بعد پنجگور اور تربت میں یکے بعد دیگرے ڈینگی کی وبا پھوٹ پڑی۔ ایک رپورٹ میں اس علاقے میں بیماری کی روک تھام کی ناقص حکمت عملی اور صحت کی ناکافی سہولتوں کی نشاندہی کی گئی۔ رپورٹ میں وائرل انفیکشن کے اثرات سے بچاؤ کے حل کے طور پر فیومی گیشن اور عوامی آگاہی مہم کی سفارش کی گئی۔

پولیو مہم پر مامور صحت کے پیشہ ور افراد کی حفاظت شدید تشویش کا باعث بنی رہی۔

اکتوبر میں ایک اور افسوسناک واقعے میں پولیو ٹیم کی حفاظت کرنے والا ایک سکیورٹی اہلکار فائرنگ سے ہلاک ہو گیا۔ اس واقعے نے ان سکیورٹی خطرات کو واضح کیا جو پولیو کے خاتمے کے اقدامات، ہیلتھ ورکرز اور ان کی حفاظت پر مامور سکیورٹی اہلکاروں کو مسلسل درپیش ہیں۔

بلوچستان میں قیدیوں کو لاحق متعدی بیماریوں، خاص طور پر تپ دق (ٹی بی) کے بڑھتے ہوئے کیسز بھی تشویش کا باعث تھے۔ محکمہ صحت کے حکام کے مطابق ان کیسز کی تعداد 16,000 سے 18,000 تک تھی۔

معیشت

سال 2025 میں پاکستان افغانستان سرحد کی طویل بندش نے معیشت کو بہت متاثر کیا، جس سے سرحدی علاقے میں تجارت، اہم صنعتیں اور ذرائع معاش بری طرح متاثر ہوئے۔ تاجروں نے بتایا اس بندش نے ایک بڑی راہداری کو بلاک کر دیا جہاں سے سالانہ اربوں روپے کی دوطرفہ تجارت ہوتی ہے۔ اس کی وجہ سے دواسازی اور زراعت کو بہت نقصان ہوا، موسمی پھلوں اور سبزیوں کی برآمدات خاص طور پر متاثر ہوئیں۔ سرحدی بندش کے نتیجے میں بارڈر کے دونوں طرف مزدوروں اور کسانوں کے روزگار اور آمدنی کو بھی نقصان پہنچا۔

ماحول

بلوچستان میں موسمیاتی تبدیلیوں سے نمٹنے کے لیے سنجیدہ کوششیں کی جارہی ہیں۔ جنگلات میں شدید اور تیزی سے پھیلنے والی آگ پالیسی پر گفتگو کا مرکزی موضوع رہی۔ حکومتی عہدیداروں، سائنسدانوں اور اسٹیک ہولڈرز نے کہا کہ موسمیاتی تبدیلیوں کی وجہ سے جنگلات میں آگ لگ رہی تھی اور زور دیا کہ آتشزدگی کے بڑھتے ہوئے خطرہ سے نمٹنے کے لیے اجتماعی کوششوں کی ضرورت ہے۔

جون میں بلوچستان حکومت نے موسمیاتی تبدیلیوں سے متعلق کلائمیٹ چینج فنڈ کے قیام کی منظوری دی۔ اس فنڈ کو وزیر اعلیٰ نے موسمیاتی تبدیلی سے نمٹنے اور قدرتی وسائل کو محفوظ اور برقرار رکھنے کی طرف ایک بڑا قدم قرار دیا تاکہ ماحول اور قدرتی نظام کو بہتر بنایا جاسکے۔

پائیدار ترقی کو فروغ دینے کے لیے، صوبائی حکومت نے ایک نئی موسمیاتی تبدیلی پالیسی کا اعلان بھی کیا۔ اس حکمت عملی کے تحت نئے قائم شدہ کلائمیٹ چینج فنڈ کے لیے ابتدائی طور پر 50 کروڑ روپے مختص کیے گئے۔ حکام نے آلودگی میں کمی کے اقدامات پر صوبائی اسمبلی کو بریفنگ دی۔ ان اقدامات میں مندرجہ ذیل اقدامات شامل تھے: اینٹوں کے

45 بھٹوں کو کلینر ٹیکنالوجی کے ساتھ جدید بنانا، 28 کرومائٹ گرائنڈنگ ملز کو رہائشی علاقے سے باہر منتقل کرنا اور فضائی آلودگی پر قابو پانے کے لیے کچھ صنعتی اداروں میں ٹریٹمنٹ پلانٹس اور دھویں سے نقصان دہ مواد کو ختم کرنے والے آلات کی تنصیب۔

گلگت بلتستان

عمومی جائزہ

سال 2025 میں گلگت بلتستان میں انسانی حقوق کی صورتحال کے نمایاں اوصاف یہ تھے: سیاسی تبدیلی، شہری آزادیوں کا سکڑتا ہوا دائرہ، بگڑتی ہوئی امن و امان کی حالت، موسمیاتی آفات اور مسلسل سماجی عدم مساوات۔ اگرچہ قانون سازی کا عمل جاری رہا اور بعض ادارہ جاتی اصلاحات متعارف کروائی گئیں لیکن حکمرانی کی ناکامیوں، سکیورٹی خدشات اور سماجی و معاشی کمزوریوں اور عدم تحفظ نے بنیادی حقوق کی صورتحال کو شدید متاثر کیا۔

گلگت بلتستان قانون ساز اسمبلی نے نومبر میں اپنی پانچ سالہ مدت مکمل کی۔ منظور کیے گئے 63 قوانین میں سب سے اہم اور متنازع قانون اراضی اصلاحات ایکٹ 2025 تھا، جس کے باعث لوگوں میں یہ خدشات پیدا ہو گئے کہ وہ اپنی زمینوں سے محروم ہوسکتے ہیں اور اس ایکٹ میں اجتماعی اراضی کے حقوق سے متعلق تحفظات ناکافی ہیں۔ انسانی حقوق کے تحفظ سے متعلق کئی اہم بل زیر التوا رہے۔ ان میں بچوں کی شادی کی روک تھام، گھریلو تشدد کی روک تھام اور معلومات تک رسائی سے متعلق قانون سازی شامل تھی۔

اسمبلی کی تحلیل کے بعد تاخیر سے ایک نگران حکومت قائم کی گئی اور انتخابات مئی 2026 تک مؤخر کر دیے گئے، جس سے جمہوری تسلسل کے بارے میں خدشات نے جنم لیا۔ مالی سال 2025-26 کے لیے 148.63 ارب روپے کے بجٹ کا بڑی حد تک وفاقی امداد پر انحصار تھا جس سے مالیاتی ڈھانچے کی کمزوری ظاہر ہوتی ہے۔

سال 2025 میں گلگت بلتستان میں نظامِ انصاف کی صورتحال عدالتی اصلاحات اور مستقل ادارہ جاتی مسائل کے درمیان توازن قائم کرنے کی کوششوں سے عبارت رہی۔ اہم امور میں خالی عدالتی آسامیوں کے باعث مقدمات میں تاخیر اور ججوں کی تقرری کے طریقہ کار پر بحث شامل تھی۔ گلگت بلتستان کی چیف کورٹ نے سیاحت سے متعلق معاشی معاملات میں مداخلت کی۔ ورچوئل کسٹمز عدالت جیسے جدّت کے اقدامات نے انصاف تک رسائی کو بہتر بنایا۔ اسی دوران پاکستان کی سپریم کورٹ اور وفاقی حکام سے متعلق فیصلوں کے بعد یہ ضرورت اُبھر کر سامنے آئی کہ گلگت بلتستان کی عدلیہ کے لیے زیادہ واضح قانونی ڈھانچہ ہونا چاہیے۔

سال کے دوران امن و امان کی صورتحال مزید خراب ہوئی۔ پولیس نے 2,162 جرائم کے مقدمات درج کیے۔ ان میں 64 قتل، 96 خودکشی کی کوششیں، 14 نام نہاد غیرت کے نام پر قتل اور 40 خودکشیاں شامل تھیں۔ دیامر میں

شدت پسند حملوں اور گلگت میں ٹارگٹڈ فائرنگ کی وجہ سے عدم تحفظ میں اضافہ ہوا۔ اکتوبر میں ایک سینئر مذہبی رہنما اور چیف کورٹ کے ایک جج پر حملوں سے فرقہ وارانہ کشیدگی اور عوامی خدشات مزید بڑھ گئے۔ اگرچہ گرفتاریاں کی گئیں لیکن ان واقعات نے انسدادی پولیسنگ اور طویل مدتی تنازعات کے نظم و نسق میں کمزوریوں کو بے نقاب کیا۔ انسدادِ دہشت گردی قوانین کے تحت مختلف اقدامات کیے گئے۔ ان میں عوامی ایکشن کمیٹی کے 13 رہنماؤں کو شیڈول فور میں شامل کرنا بھی شامل تھا۔ ان اقدامات کی وجہ سے قانونی تقاضوں کی پاسداری اور پُرامن سیاسی اختلاف کے سکڑتے ہوئے دائرے کے حوالے سے سنگین خدشات پیدا ہوئے۔

22 اپریل سے 10 مئی کے درمیان پاکستان اور بھارت کے مابین کشیدگی اور مسلح تصادم کے دوران فضائی حدود کی بندش سے قومی اور بین الاقوامی پروازیں متاثر ہوئیں، جن میں گلگت اور اسکردو جانے والے روٹ بھی شامل تھے۔ اس کے سبب سیاح پھنس گئے اور سیاحت اور مقامی معیشت شدید متاثر ہوئی۔

سال بھر بنیادی آزادیاں مسلسل دباؤ میں رہیں۔ حکام نے احتجاجوں اور سکیورٹی کارروائیوں کے دوران دفعہ 144 استعمال کرتے ہوئے بار بار نقل و حرکت پر پابندیاں عائد کیں۔ قدرتی آفات کے باعث شاہراہوں کی طویل بندش سے بھی ہزاروں مسافر مختلف مقامات پر پھنس گئے۔ اظہارِ رائے کی آزادی کارکنوں کی گرفتاریوں، قانونی دباؤ اور صحافیوں پر دباؤ کی وجہ سے محدود رہی۔ صحافی میڈیا کے ایک ایسے مخدوش ماحول میں کام کر رہے تھے جہاں بیشتر اشاعتی ادارے بقا کی جدوجہد کر رہے تھے اور انٹرنیٹ تک رسائی بھی محدود تھی۔ سول سوسائٹی کی تنظیموں نے اختلافِ رائے دبانے کے ایک مسلسل رجحان کو دستاویزی شکل دی۔ یہ رجحان خاص طور پر تاجروں، وکلا، اساتذہ، طلبہ، اور انفراسٹرکچر کے منصوبوں سے متاثرہ افراد کے احتجاجی مظاہروں کے دوران نظر آیا۔ ان احتجاجوں میں دیامر بھاشا ڈیم کی تعمیر سے بے گھر ہونے والے خاندانوں کا 53 روزہ دھرنا، تاجروں کی طویل ہڑتالیں اور تقریباً سات ہزار اساتذہ کی احتجاجی سرگرمیاں شامل تھیں۔ یہ احتجاج گورننس کی ناکامیوں پر شدید عوامی بے چینی کے عکاس تھے۔

کمزور و غیر محفوظ طبقات کو اپنے حقوق سے متعلق مسلسل مشکلات کا سامنا رہا۔ خواتین کو صنفی بنیاد پر تشدد کا سامنا رہا جن میں 14 رپورٹ شدہ نام نہاد غیرت کے نام پر قتل شامل تھے۔ عائلی عدالتوں اور پناہ گاہوں کی عدم موجودگی کے باعث انہیں محدود قانونی تحفظات اور انصاف تک رسائی میں رکاوٹیں درپیش تھیں۔ بچوں کو تحفظ سے متعلق سنگین خطرات لاحق رہے۔ ان میں 23 ماہ کے ایک بچے میں پولیو کی تشخیص، جنسی زیادتی کے واقعات اور 70 سے 80 کم عمر لڑکیوں کی انسانی اسمگلنگ کی تشویشناک اطلاعات شامل تھیں۔ یہ خطرات اس لیے بھی بڑھ گئے کہ بچوں کو تحفظ دینے

کے ادارے کمزور تھے اور ان کے پاس ناکافی وسائل تھے۔ مزدوروں کے لیے بھی حفاظتی اقدامات کمزور تھے۔ غیر رسمی ملازمت، کم اجرتیں اور مزدور تنظیموں کی سرگرمیوں کو دبانے کا رجحان اہم شعبوں میں عام رہا۔

معاشی اور ماحولیاتی دباؤ کی وجہ سے سماجی و معاشی حقوق شدید متاثر ہوئے۔ تعلیمی نتائج غیر تسلی بخش رہے، پانچویں جماعت میں امتحانات میں کامیابی کی شرح 41 فیصد جبکہ آٹھویں جماعت میں 29 فیصد رہی۔ خطے کی معیشت کے ایک اہم ستون یعنی سیاحت میں سکیورٹی خدشات اور موسمیاتی رکاوٹوں کے باعث 90 فیصد تک کمی واقع ہوئی۔ تاہم انتظامیہ نے بلند پہاڑی علاقوں کی سیاحت کو فروغ دینے کی کوششیں کیں۔ روزانہ 18 گھنٹے سے زیادہ بجلی کی طویل لوڈشیڈنگ اور پانی وصفائی کی ناکافی سہولیات کے باعث روزگار اور عوامی صحت کو مزید نقصان پہنچا۔

تباہ کن سیلابوں اور گلیشیائی آفات کے بعد انسانی صورتحال شدید خراب ہوگئی۔ ان آفات سے 1,250 سے زیادہ مکانات تباہ ہوئے اور آبادی کا ایک بڑا حصہ متاثر ہوا۔ گلیشیائی جھیل پھٹنے سے آنے والے سیلاب (جی ایل او ایف) کے منصوبہ کے تحت حکومت کا پیشگی وارننگ کا نظام ناکام رہا، جس کے باعث مقامی آبادی جانیں بچانے کے لیے وارننگ کے روایتی طریقوں پر انحصار کرنے پر مجبور تھی، جس سے موسمیاتی تبدیلیوں کا مقابلہ کرنے میں گلگت بلتستان کی کمزوری کا پتا چلا اور آفات سے نمٹنے کے لیے مضبوط نظام کی فوری ضرورت اجاگر ہوئی۔

جون اور اگست کے درمیان آنے والے شدید سیلاب کے نتیجے میں 41 افراد ہلاک اور 52 زخمی ہوئے، جبکہ کم از کم 1,253 گھروں کو نقصان پہنچا۔

قانون کی حکمرانی

قوانین اور قانون سازی

سال 2009 میں گلگت بلتستان قانون ساز اسمبلی امپاورمنٹ اینڈ سیلف گورننس آرڈر کے تحت قائم کی گئی تھی۔ اس ادارے نے 25 نومبر 2025 کو اپنی تیسری پانچ سالہ مدت مکمل کرلی۔ اس مدت کے دوران اسمبلی نے 63 قوانین نافذ کیے جن میں 6 وفاقی قوانین شامل تھے۔ اسمبلی نے 114 قراردادیں منظور کیں۔ اپنی آخری نشست کے روز اسمبلی نے 12 قوانین کی منظوری دی، جن میں تمباکو پر قابو پانے اور سیاحت کے فروغ سے متعلق بلوں میں ترامیم بھی شامل تھیں۔

مئی میں اسمبلی نے اکثریت رائے سے گلگت بلتستان اراضی اصلاحات ایکٹ بھی منظور کیا۔ حکومت نے اس قانون کو ایک تاریخی اصلاح قرار دیا، جس کے تحت خالصہ سرکار کے نظام کو ختم کرکے مقامی آبادی کو زمین اور قدرتی وسائل پر ملکیتی حقوق دینے کا دعویٰ کیا گیا۔ تاہم حزبِ اختلاف کے اراکین نے اس عمل میں حصہ لینے سے گریز کیا اور موقف اختیار کیا کہ یہ اقدام مقامی لوگوں کو اجتماعی زمینوں سے محروم کرنے اور اختیارات کو بیوروکریسی کے ہاتھوں میں مرکوز کرنے کی کوشش ہے۔

جون میں گلگت بلتستان حکومت نے مالی سال 26-2025 کے لیے 148.63 ارب روپے کا بجٹ پیش کیا۔ اس میزانیے میں ترقیاتی اخراجات کے مقابلے میں غیر ترقیاتی اخراجات کا حصہ زیادہ تھا اور 80 ارب روپے کی وفاقی امداد پر انحصار بھی برقرار رکھا گیا۔ حزبِ اختلاف کی جماعتوں نے بجٹ کو "غریب دشمن" قرار دیتے ہوئے اجلاس کا بائیکاٹ کیا۔

اسمبلی کی دیگر قراردادیں۔ خطے میں بڑھتے ہوئے توانائی کے بحران کے نتیجے میں روزانہ 18 گھنٹے تک بجلی کی لوڈشیڈنگ ہوتی رہی۔ اس کے ردعمل میں گلگت بلتستان قانون ساز اسمبلی نے ستمبر میں متفقہ طور پر ایک قرارداد منظور کی جس میں اس نے بجلی کی پیداوار اور ریگولیشن سے متعلق قانون سازی کے اپنے اختیار کی توثیق کی۔ ارکان اسمبلی نے نشاندہی کی کہ توقع ہے کہ گلگت بلتستان انرجی ڈویلپمنٹ آرگنائزیشن ایکٹ 2025 اور گلگت بلتستان الیکٹرک پاور سروسز ریگولیشن ایکٹ 2025 اس بحران سے نمٹنے میں اہم کردار ادا کریں گے۔

گلگت بلتستان

انصاف کی فراہمی

عدالتی تقرریاں۔ عدالتی تقرریوں کا معاملہ اس سال بھی غیر یقینی صورتحال کا شکار رہا۔ اپریل میں پاکستان کی سپریم کورٹ نے گلگت بلتستان میں عدالتی تقرریوں سے متعلق ایک مقدمے کی سماعت کی، جس میں وزیر اعظم کے صوابدیدی اختیار اور گورنر کے مشورے کے درمیان اختلاف پر بحث ہوئی۔ سماعت کے دوران جج صاحبان نے اس عمل کو واضح کرنے کے لیے قانون سازی یا آئینی اصلاحات کی ضرورت پر زور دیا۔ 2019 کے حکم نامہ پر نظر ثانی اور حکمِ امتناع ختم کرنے سے متعلق بحث کے بعد سماعت ملتوی کر دی گئی۔

سال بھر وکلاء کی جانب سے احتجاج جاری رہا، جس میں عدالتی کارروائیوں کا بائیکاٹ بھی شامل تھا، کیونکہ گلگت بلتستان سپریم ایپلیٹ عدالت میں دو خالی آسامیوں پر جج مقرر نہیں کیے گئے تھے۔ یہ عدالت گزشتہ سات برسوں سے صرف ایک جج کے ساتھ کام کر رہی ہے۔ اگست میں انتظامیہ نے احتجاج کرنے والے وکلا کو یقین دہانی کرائی کہ خالی آسامیوں کو جلد پُر کر دیا جائے گا۔ نومبر میں وزیر اعظم شہباز شریف نے گلگت بلتستان سپریم ایپلیٹ عدالت کے چیف جج سردار محمد شمیم خان کی تین سالہ مدت میں توسیع کر دی۔ تاہم وزیر اعظم نے گلگت بلتستان کے وزیر اعلیٰ کی جانب سے اضافی ججوں کے تقرر کے لیے بھیجی گئی سمری کی منظوری نہیں دی۔

کوہ پیمائی محصولات (رائلٹی) کا مقدمہ۔ مارچ میں گلگت بلتستان کی چیف عدالت نے کوہ پیمائی، ٹریکنگ اور سینٹرل قراقرم نیشنل پارک کی ماحولیاتی فیس میں 300 فیصد اضافے کو معطل کر دیا۔ عدالت نے قرار دیا کہ فیس میں اس اضافے سے سیاحت اور روزگار متاثر ہو رہے ہیں اور کہا کہ اس فیس کے نتیجے میں 70 فیصد غیر ملکی سیاحوں نے اپنے دورے منسوخ کر دیے ہیں۔

ورچوئل کسٹم عدالت۔ دسمبر میں سوست ڈرائی پورٹ پر ایک ورچوئل کسٹم عدالت کا افتتاح کیا گیا تاکہ درخواست گزار دُور سے عدالتی سماعتوں میں شرکت کر سکیں۔ یُوں سفر کے اخراجات، کارروائی میں تاخیر اور تاجروں اور کسٹم عملہ کے لیے انصاف تک رسائی میں حائل رکاوٹیں کم ہوں گی۔

امن عامہ

جرائم کے اعداد و شمار۔ گلگت بلتستان پولیس کے اعداد و شمار کے مطابق 2025 میں مجموعی طور پر 2,215 جرائم رپورٹ ہوئے۔ یہ تعداد 2024 میں رپورٹ ہونے والے 2,250 جرائم سے قدرے کم تھی (ٹیبل 1 دیکھیے)۔ شدید یا معمولی جسمانی نقصان کے مقدمات میں گزشتہ سال کے مقابلے میں 37 فیصد اضافہ ہوا۔ تاہم قتل کے واقعات میں خاص اضافہ نہیں ہوا۔ اقدامِ قتل کے مقدمات میں گزشتہ سال کے مقابلے میں کمی آئی۔ نام نہاد غیرت کے نام پر قتل، خودکشی اور اغوا کے واقعات میں بھی کمی دیکھی گئی۔

ٹیبل 1: 2025 میں گلگت بلتستان کے جرائم کے اعداد و شمار

جرم	کُل تعداد
قتل	64
اقدامِ قتل	96
غیرت کے نام پر قتل	14
زخمی (شدید یا معمولی)	189
فساد اور ہنگامہ آرائی	52
عوامی مقام پر حملہ	70
جنسی زیادتی	3
زنا	8
اغوا اور زبردستی لے جانا	40
خودکشی	40
ڈکیتی	1
راہزنی	25

جرم	کُل تعداد
گھر میں نقب زنی	112
دیگر موٹر گاڑیوں کی چوری	14
موٹر سائیکل چوری	174
مویشی چوری	32
دیگر چوریاں	215
اسلحہ ایکٹ	190
ممانعت آرڈیننس کے تحت سمگلنگ	173
دیگر مقامی اور خصوصی قوانین	3
مہلک حادثات	30
غیر مہلک حادثات	88
متفرق	582
کُل جرائم	2,215

ماخذ: سینٹرل پولیس آفس، گلگت۔

سائبر جرائم۔ 2025 میں وفاقی تحقیقاتی ادارے (ایف آئی اے) کے سائبر جرائم ونگ گلگت نے 999 شکایات نمٹائیں، 296 تحقیقات کیں (جن میں ایک تہائی 2024 سے تعلق رکھتی تھیں) اور 31 ایف آئی آرز پر کام کیا، جن میں سے 19 اسی سال درج ہوئیں۔ اگرچہ 94 فیصد شکایات نمٹا دی گئیں لیکن صرف 35 فیصد ایف آئی آرز بند کی گئیں جس سے استغاثہ کے نظام میں خامیوں کا پتہ چلتا ہے۔ آن لائن مالیاتی دھوکا دہی سب سے زیادہ شکایات کا سبب بنی (750 شکایات، جن کے نتیجے میں 13 ایف آئی آرز درج ہوئیں)۔ اس کے بعد سوشل میڈیا سے متعلق جرائم جیسے ہراسانی اور بلیک میلنگ (141 شکایات، جن کے نتیجے میں دو ایف آئی آرز درج ہوئیں) شامل تھے۔ شناخت کی چوری اور نظام کے غلط استعمال کے مقدمات کی تعداد نسبتاً کم رہی۔

عسکریت پسندی۔ دہشت گردی کی سرگرمیوں سے خطے کے امن میں خلل پڑتا رہا۔ اگست 2025 میں دہشت گردوں نے دیامر میں شاہراہ قراقرم کے ساتھ واقع ایک سکیورٹی چوکی پر قریبی پہاڑی چوٹی سے فائرنگ کی جس سے گلگت بلتستان اسکاؤٹس کے کم از کم دو اہلکار شہید اور ایک زخمی ہوا۔ ستمبر میں شدت پسندوں نے دیامر کے قریب

بابو سر ٹاپ کے مقام پر پولیس کی گشت کرنے والی گاڑی پر حملہ کیا، جس میں کم از کم چار پولیس اہلکار زخمی ہوئے۔ ان میں سے ایک کی حالت تشویشناک تھی۔ کالعدم تحریک طالبان پاکستان نے اس حملے کی ذمہ داری قبول کی۔ اکتوبر میں، چلاس کے تھور علاقے میں شدت پسندوں نے پنجاب سے تعلق رکھنے والے واپڈا کے دو اہلکاروں کو اغوا کر لیا۔ وہ دیامر بھاشا ڈیم پر کام کر رہے تھے۔

دسمبر میں ایف آئی اے کے گلگت یونٹ نے ایسے ملزمان کو گرفتار کیا جو مقامی افراد کو جعلی ملازمتوں کے بہانے کمبوڈیا بھیجتے تھے جہاں انہیں جبری مشقت پر مجبور کیا جاتا اور ان کے خاندانوں سے تاوان وصول کیا جاتا تھا۔

گلگت بلتستان میں فرقہ وارانہ تناؤ سیاسی اور سماجی عوامل کے ایک پیچیدہ نیٹ ورک کے باعث برقرار رہا۔

فرقہ واریت۔ گلگت بلتستان میں فرقہ وارانہ کشیدگی 1988 کے گلگت میں ہونے والے فسادات سے پہلے نہ ہونے کے برابر تھی۔ لیکن تب سے اب تک سیاسی اور سماجی عوامل کے ایک پیچیدہ ملاپ کے باعث فرقہ واریت برقرار ہے۔ اس نہ ختم ہونے والے فرقہ وارانہ تنازع کے محرکات آبادی سے متعلق خدشات، مقامی مذہبی تنازعات اور 1980 کی دہائی میں ریاستی پالیسیوں کے نتیجے میں بڑھنے والی تقسیم ہے۔

اکتوبر میں گلگت میں دو الگ الگ ٹارگٹڈ حملوں میں اہلِ سنت والجماعت کے رہنما مولانا قاضی نثار احمد اور چیف کورٹ کے جج ملک عنایت الرحمٰن زخمی ہو گئے جس کی وجہ سے وسیع پیمانے پر خوف و ہراس پھیل گیا۔ کشیدگی بڑھنے پر بازار بند کر دیے گئے اور سڑکیں بلاک کر دی گئیں۔ دسمبر میں گلگت بلتستان پولیس نے بیان دیا کہ اکتوبر میں قاضی نثار احمد پر حملے میں ملوث تمام 9 افراد کی شناخت کر لی گئی ہے اور مبینہ مرکزی منصوبہ ساز سمیت دو اہم ملزمان کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔

اراضی کے تنازعات۔ اراضی کے متعدد تنازعات پُرتشدد صورت اختیار کر گئے جس کے نتیجے میں جانی نقصان ہوا۔ جنوری میں گلگت کے گلوداس گاؤں میں رشتہ داروں کے درمیان زمین کے تنازع پر فائرنگ کا تبادلہ ہوا، جس میں دو افراد ہلاک اور ایک خاتون سمیت چھ دیگر افراد زخمی ہو گئے۔ فروری میں غذر کے باتھریٹ علاقے میں زمین اور مسجد کی قیادت کے تنازع پر رشتہ داروں کے درمیان پُرتشدد جھڑپ ہوئی، جس کے نتیجے میں دو افراد جاں بحق اور چار زخمی ہو گئے۔

قید خانے اور قیدی

سال کے اختتام تک گلگت، دیامر، غذر، اسکردو، اور استور میں قائم پانچ ضلعی جیلوں میں مجموعی طور پر 341 قیدی موجود تھے جن میں 215 ایسے تھے جن کے مقدمے عدالتوں میں زیر سماعت تھے اور 41 سزائے موت کے قیدی شامل تھے (ٹیبل 2 دیکھیے)۔ سنٹرل جیل مناوار گلگت کی واحد ایسی جیل ہے جس میں گنجائش سے زیادہ قیدی ہیں۔ اس میں 220 قیدی موجود ہیں، جبکہ اس کی گنجائش 177 افراد کی ہے۔

ٹیبل 2: 2025 میں گلگت کی جیلوں کے اعداد و شمار

کیٹیگری	جرم	قیدیوں کی تعداد سنٹرل جیل مناوار	ضلعی جیل دیامر	ضلعی جیل غذر	ضلعی جیل سکردو	ضلعی جیل استور	کُل
سزائے موت	اے ٹی سی	21	0	0	0	0	21
	دیگر	15	0	4	1	0	20
عمر قید	اے ٹی اے	6	0	4	0	0	10
	دیگر	15	11	4	4	1	35
متفرق	اے ٹی اے	4	0	0	0	0	4
	دیگر	10	0	1	11	0	22
زیرِ سماعت	اے ٹی اے	15	0	0	0	0	15
	دیگر	123	44	16	10	2	195
کم عمر قیدی		2	0	1	0	0	3
زیر سماعت خواتین		0	3	1	0	0	5
سزا یافتہ خواتین		1	2	0	0	0	3
زیر علاج		7	1	0	0	0	8
کُل		220	61	31	26	3	341

ماخذ: گلگت بلتستان جیل حکام

گلگت بلتستان

جبری گمشدگیاں

دسمبر 2025 کے آغاز میں مختلف متاثرہ خاندانوں اور ان کے حمایتیوں نے گلگت میں تین روز تک احتجاج کیا۔ اس مظاہرے میں دیامر ضلع میں شاہراہ قراقرم پر سفر کے دوران لاپتا ہونے والے فیصل عباس کی بازیابی کا مطالبہ کیا گیا۔ بعد میں عباس بازیاب ہو گئے۔ تاہم ان کی بازیابی کو میڈیا میں کوریج نہیں ملی۔

گلگت بلتستان

بنیادی آزادیاں

اظہارِ رائے کی آزادی

فروری میں گلگت بلتستان کے صحافیوں نے خطے میں الیکٹرانک جرائم کی روک تھام کے (ترمیمی ایکٹ) 2025 نافذ کرنے کے حکومتی منصوبہ کے خلاف احتجاج کیا۔ انہوں نے حکام پر صحافتی آزادی کو نقصان پہنچانے کا الزام عائد کیا اور عہد کیا کہ وہ متنازع قانون کے خلاف مزاحمت کریں گے۔

مئی میں عوامی ایکشن کمیٹی کے کئی رہنماؤں کو گلگت بلتستان میں مجوزہ گرینڈ جرگہ سے قبل انسدادِ دہشت گردی قوانین کے تحت گرفتار کر لیا گیا۔ ان میں ایکشن کمیٹی کے چیئرمین احسان علی بھی شامل تھے۔ انسانی حقوق کے کارکنوں نے کہا کہ یہ گرفتاریاں پُرامن سیاسی اظہارِ رائے اور اختلاف کو دبانے کے لیے کی گئیں۔ کئی ماہ بعد انہیں ضمانت پر رہا کر دیا گیا۔ تاہم دو کارکن، نصرت حسین اور عرفان آزاد، سال کے اختتام تک جیل میں رہے۔

سماجی کارکن یاور عباس سماجی اور حکمرانی سے متعلق مسائل اجاگر کرنے کے لیے معروف تھے۔ جون میں وہ گلگت بلتستان کے ایک دور افتادہ پہاڑی علاقے میں مردہ پائے گئے، جس سے سول سوسائٹی کی تنظیموں میں آواز بلند کرنے والے کارکنوں کی سلامتی کے بارے میں شدید تشویش پیدا ہوئی۔

جون کے آخر میں محرم سے قبل حکام نے چار افراد کے خلاف مبینہ طور پر آن لائن متنازع مواد شیئر کرنے اور نفرت انگیزی پھیلانے کے الزام میں مقدمات درج کیے۔ اس واقعے سے مذہبی حساسیت، قانون نافذ کرنے والے اداروں کی کارروائیوں اور آن لائن اظہارِ رائے کے درمیان کشیدگی نمایاں ہو کر سامنے آئی۔

سال 2025 میں گلگت بلتستان میں سوشل میڈیا کو کنٹرول کرنے والے آلے اور نگرانی کے پلیٹ فارم کے طور پر استعمال کیا گیا۔ ستمبر میں گلگت بلتستان پولیس نے ”نظم و ضبط اور احترام برقرار رکھنے“ کے لیے تمام اہلکاروں پر ٹک ٹاک کے استعمال پر پابندی عائد کر دی۔ نومبر میں اسکردو سے تعلق رکھنے والے آزاد صحافی اقبال سالک نے فیس بک پر ایک مریض کے خاندان کے الزامات شائع کیے، جن میں کہا گیا تھا کہ ایک سرجن نے غلط آپریشن کیا جس سے

مریض کی حالت مزید خراب ہوگئی۔ یہ تحریر تیزی سے پھیل گئی اور عوامی بحث کا موضوع بن گئی۔ اس پر اقبال سالک کو قانونی نوٹس جاری کیا گیا اور ان کے خلاف سٹی پولیس اسٹیشن میں ایف آئی آر درج کرنے کی درخواست جمع کروائی گئی۔

پُرامن اجتماع کی آزادی

جنوری میں ہنزہ کے رہائشیوں، جن میں خواتین اور بچے بھی شامل تھے، نے 22 گھنٹے تک جاری رہنے والی بجلی کی بندش کے خلاف ہفتہ بھر دھرنے دیے۔ ان احتجاجوں سے تجارت اور ٹرانسپورٹ متاثر ہوئی، جس پر حکام نے لوڈ شیڈنگ میں کمی کی یقین دہانیاں کروائیں۔ بعد ازاں جون میں حزبِ اختلاف کے قانون سازوں نے گلگت بلتستان قانون ساز اسمبلی میں بجلی کی طویل بندش کا معاملہ اٹھایا اور مطالبہ کیا کہ حکومت توانائی کے بحران کے فوری حل کے لیے اقدامات کرے۔

فروری میں دیامر بھاشا ڈیم سے متاثر ہونے والے چلاس کے رہائشیوں نے مسلسل ریلیاں اور دھرنے دیے۔ مظاہرین نے مکمل معاوضے کی ادائیگی، زمینی حقوق، مقامی ملازمتوں اور 31 نکاتی منشور کے تحت آبادکاری کا مطالبہ کیا۔ وفاقی حکومت نے اعلیٰ سطحی کمیٹیاں تشکیل دیں اور مذاکرات کیے لیکن مظاہرین نے زبانی وعدوں کو مسترد کرتے ہوئے دھرنا اس وقت تک جاری رکھا جب تک انہیں تحریری یقین دہانیاں فراہم نہ کی گئیں۔ اس کے بعد راستوں کی بندش اور احتجاج ختم کر دیے گئے۔

مارچ میں بلتستان بھر میں مظاہرین نے خپلو کے علاقہ کھرمنگ میں کارگل روڈ اور شگر میں کے ٹو روڈ بند کر دی۔ انہوں نے مذہبی علما سید آغا علی عباس، شیخ غلام عباس اور شیخ اختر حسین کی فوری رہائی کا مطالبہ کیا۔ ان علما کو پاکستان ایران سرحد پر حراست میں لیا گیا تھا جس کی حزبِ اختلاف کی جماعتوں نے مذمت کی اور ان کی سلامتی سے متعلق تشویش ظاہر کی۔

اپریل میں گلگت بلتستان کی وکلا برادری نے عدالتی اصلاحات، بروقت تقرریوں اور وکلا تحفظ ایکٹ میں توسیع کے مطالبات کے لیے خطے بھر میں ہڑتالیں، عدالتی کارروائیوں کے بائیکاٹ اور دھرنے شروع کیے۔ 2025 کے سال بھر بار بار ہونے والے ان احتجاجی مظاہروں سے انصاف کی فراہمی میں تعطل پر عوام میں شدید مایوسی پائی گئی۔ اگرچہ پاکستان اور بھارت کے درمیان بڑھتی کشیدگی کے دوران بعض احتجاج عارضی طور پر معطل بھی کیے گئے لیکن ان

گلگت بلتستان

احتجاجوں سے حکام پر دباو بڑھ گیا کہ وہ وکلا کے مطالبات مانیں۔ مئی 2025 میں عوامی ایکشن کمیٹی کے اہم رہنماؤں کی گرفتاری کے بعد گلگت بلتستان بھر میں احتجاج پھوٹ پڑے۔ سول سوسائٹی کی تنظیموں اور تجارتی گروپس نے مختلف اضلاع میں ریلیوں میں شرکت کی اور انسدادِ دہشت گردی قوانین کے تحت گرفتار افراد کی رہائی کا مطالبہ کیا جس سے خطے میں گہری سیاسی بے چینی کی عکاسی ہوئی۔

اگست کے دوسرے ہفتے میں کم از کم 63 پولیس اہلکاروں کو معطل کر دیا گیا اور ان کے خلاف محکمانہ کارروائی کی گئی کیونکہ انہوں نے گلگت میں وزیر اعلیٰ سیکریٹریٹ کے سامنے دھرنا دیا تھا اور پہلے سے منظور شدہ یومیہ الاؤنس میں اضافے کے نفاذ کا مطالبہ کیا تھا۔ یہ اس نوعیت کا دوسرا احتجاج تھا کیونکہ اس سے پہلے ایک دھرنا حکومتی نمائندوں کے ساتھ مذاکرات کے بعد ختم ہوا تھا۔ تاہم ان مذاکرات کے بعد کوئی عملی پیش رفت نہیں ہوئی تھی۔

سوست ڈرائی پورٹ پر تاجروں کے دھرنے اور وفاقی ٹیکسوں اور تجارتی شکایات کے خلاف قراقرم شاہراہ کی بندش کے دوران اگست میں پولیس اور مظاہرین کے درمیان جھڑپیں ہوئیں جس میں میں چھ مظاہرین زخمی ہوئے۔ اس احتجاج کے نتیجے میں 30 اگست 2025 کو شٹر ڈاؤن ہڑتال ہوئی جو تاجروں سے اظہارِ یکجہتی کے طور پر گلگت بلتستان کے متعدد اضلاع میں کی گئی۔ 29 ستمبر کو 68 روز سے جاری احتجاج ختم ہو گیا جس نے پاکستان اور چین کے درمیان سرحد پار آمدورفت کو شدید متاثر کیا تھا۔

سوچ، ضمیر اور مذہب کی آزادی

سال 2025 میں گلگت بلتستان میں فرقہ وارانہ کشیدگی اور مذہبی بے چینی میں اضافہ ہوا، خاص طور پر نمایاں مذہبی شخصیات پر حملوں اور علما کی گرفتاریوں کے بعد۔ ان چیلنجز کے باوجود خطے میں مذہبی سیاحت کے امکانات اپریل 2025 میں اس وقت اجاگر ہوئے جب ملائیشیا سے تعلق رکھنے والے بدھ مت کے ایک وفد نے اسکردو کے قریب تاریخی منتھل بدھ چٹان سمیت اپنے مقدس مقامات کے تاریخی ورثہ کا دورہ کیا اور مذہبی رسومات ادا کیں۔

ملائیشیا کے بدھ مت کے ایک وفد نے مقدس ثقافتی ورثے کے مقامات کا دورہ کیا، جس میں سکردو کے قریب واقع تاریخی 'منتھل بدھاراک' بھی شامل تھی۔

گلگت بلتستان

توہینِ مذہب کے الزامات۔ 2025 میں توہینِ مذہب کے مقدمات کی کیٹگری کو پولیس کی سرکاری رپورٹنگ کے طریقہ کار سے نکال دیا گیا حالانکہ توہینِ مذہب کی دفعات کے تحت متعدد مقدمات درج کیے گئے تھے۔ گزشتہ سال گلگت میں دو افراد جبکہ اسکردو میں ایک شخص کے خلاف مقدمات درج ہوئے تھے۔ ذہنی معذوری کے شکار ایک اور شخص کے خلاف غذر میں مقدمہ درج کر کے اسے گرفتار کیا گیا۔ ایک مقدمے میں ایک مذہبی رہنما کے خلاف فرقہ وارانہ نفرت انگیز تقاریر کرنے کے الزام میں گلگت بلتستان کے متعدد اضلاع میں شکایات درج کرائی گئیں اور استور پولیس نے اس رہنما کے خلاف پاکستان تعزیرات کے ضابطے کی دفعات 295 اے اور 298 اے کے تحت ایف آئی آر درج کی۔

نقل و حرکت کی آزادی

مئی 2025 میں پاکستان اور بھارت کے درمیان تنازع کے دوران پاکستان بھر میں متعدد پروازیں کئی دنوں تک وقفے وقفے سے منسوخ ہوتی رہیں۔ ان میں گلگت اور اسکردو آنے اور جانے والی پروازیں بھی شامل تھیں جس سے مقامی مسافروں کو شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ رہائشیوں اور سیاحوں کو ملکی اور بین الاقوامی سفر میں دشواریوں کا سامنا رہا۔ اچانک پروازوں کی منسوخی اور شیڈول سے متعلق غیر یقینی صورتحال کے باعث بہت سے لوگ پھنس گئے۔ اس صورتحال نے سکیورٹی بحرانوں کے دوران گلگت بلتستان سے ملک کے فضائی رابطوں کی کمزوری اور اس کمزوری کے مقامی نقل و حرکت اور سیاحت پر اثرات کو عیاں کیا۔

سال کے دوران گلگت بلتستان کے محکمہ داخلہ اور جیل خانہ جات نے عوامی ایکشن کمیٹی کے متعدد رہنماؤں کو انسدادِ دہشت گردی ایکٹ 1997 کے شیڈول فور میں شامل کر لیا، جس پر انسانی حقوق کے دفاع کاروں اور سیاسی مبصرین نے شدید تشویش ظاہر کی۔ متاثر ہونے والوں میں احسان علی، مسعود الرحمٰن، جاوید ناجی، کوثر حسین، راجہ ناصر، صحافی عیسیٰ خان دانش اور عثمان علی قریشی شامل تھے۔ حسنین رمال، منظور پروانہ، اور شبیر میار پہلے ہی اس فہرست میں موجود تھے۔ فہرست میں شامل افراد کے لیے لازم تھا کہ وہ باقاعدگی سے پولیس کو رپورٹ کریں اور سفر کے لیے پیشگی اجازت حاصل کریں۔ سیاسی کارکن شبیر میار کو احتجاج میں شرکت کے لیے جاتے ہوئے دو مرتبہ روکا گیا اور واپس ان کے گاؤں بھیج دیا گیا۔

مئی میں درہ خنجراب کے ذریعے پاکستان اور چین کے درمیان تجارت سے وابستہ مقامی تاجروں نے نگر کے علاقہ پسان میں غیر معینہ مدت کا احتجاجی دھرنا دیا، شاہراہ قراقرم بند کر دی، جس سے اور ہزاروں مقامی اور بین الاقوامی مسافر پھنس گئے۔ پاکستان کسٹمز اور گلگت بلتستان حکومت کے خلاف نعرے لگانے والے مظاہرین نے کہا کہ ان کی بنیادی شکایت یہ ہے کہ گزشتہ چھ ماہ سے سوست ڈرائی پورٹ پر چین سے درآمدات کی کسٹم کلیئرنس معطل ہے جس کی وجہ سے سرحد پار تجارت عملی طور پر بند ہو چکی ہے۔ اس کے جواب میں مقامی انتظامیہ نے عوامی اجتماعات محدود کرنے کے لیے دفعہ 144 نافذ کر دی۔

انجمن سازی کی آزادی

جون میں فریڈم نیٹ ورک نے گلگت بلتستان میں میڈیا کے مشترکہ ایڈووکیسی پلیٹ فارم کے قیام کی حمایت کی۔ اس منصوبے کے تحت اہم صحافتی تنظیموں پاکستان جرنلسٹس سیفٹی کولیشن گلگت بلتستان شاخ کے تحت متحد کیا گیا۔ اتحاد کی افتتاحی تقریب میں ایک مشترکہ اعلامیہ جاری کیا گیا، جس میں صحافیوں کے تحفظ اور سلامتی کے لیے مضبوط اقدامات پر زور دیا اور مطالبہ کیا گیا کہ میڈیا سے وابستہ کارکنوں کے خلاف جرائم کا ارتکاب کرنے والوں کو سزا سے چھوٹ نہ دی جائے۔

اکتوبر میں گلگت سے تعلق رکھنے والی خواتین صحافی کرن قاسم اور شیریں کریم نے تاریخ رقم کی۔ وہ بالترتیب گلگت یونین آف جرنلسٹس کی پہلی خاتون صدر اور نائب صدر منتخب ہوئیں۔ یہ پاکستان کی صحافتی برادری میں صنفی شمولیت اور نمائندگی کی جانب ایک اہم سنگِ میل تھا۔

جمہوری پیش رفت

جمہوری دائرہ عمل میں کمی اور منتخب اسمبلیوں کا کردار

اکتوبر میں گلگت بلتستان الیکشن کمیشن نے گلگت بلتستان حکومت کی مدت ختم ہونے سے ایک ماہ قبل اس کے انتظامی اور مالی اختیارات محدود کر دیے۔ اس کے نتیجے میں عام انتخابات سے قبل نئی تقرریوں، تبادلوں، پالیسی تبدیلیوں، فنڈز کے اجرا اور ترقیاتی منصوبوں پر پابندی لگا دی گئی۔

گلگت بلتستان قانون ساز اسمبلی نے 25 نومبر 2025 کو اپنے آخری اجلاس کے ساتھ اپنی پانچ سالہ مدت مکمل کی۔ یہ اسمبلی اصل میں 15 نومبر 2020 کو منتخب ہوئی تھی اور ابتدا میں وزیر اعلیٰ خالد خورشید کی قیادت میں تحریکِ انصاف کی حکومت قائم ہوئی۔ تاہم جولائی 2023 میں ان کی نااہلی کے بعد پاکستان پیپلز پارٹی، پاکستان مسلم لیگ ن اور تحریکِ انصاف کے ناراض اراکین پر مشتمل اتحاد نے حاجی گلبر خان کی قیادت میں مدت کے باقی اڑھائی سال مکمل کیے۔

نگران حکومت۔ گلگت بلتستان قانون ساز اسمبلی کی تحلیل کے بعد 25 نومبر کو جسٹس ریٹائرڈ یار محمد کو نگران وزیر اعلیٰ مقرر کیا گیا۔ 18 دسمبر کو نگران حکومت کی 90 روزہ مدت میں اس وقت توسیع کی گئی جب گلگت بلتستان الیکشن کمیشن کی جانب سے منعقدہ کثیر الجماعتی مشاورت میں 20 میں سے 14 سیاسی جماعتوں نے شدید موسمی حالات کے باعث جنوری 2026 میں انتخابات کے انعقاد کی مخالفت کی۔

مقامی حکومت

مارچ میں گلگت بلتستان حکومت نے نئے قائم کیے گئے انتظامی اضلاع داریل، تانگیر، روندو اور گوپس یاسین کو فعال بنانے کے لیے اضافی ڈپٹی کمشنرز تعینات کیے۔

گلگت بلتستان الیکشن کمیشن نے طویل عرصے سے التوا کا شکار بلدیاتی انتخابات 14 فروری 2026 کو کرانے کی تاریخ مقرر کی۔ یہ مقامی انتخابات تقریباً 20 برس بعد پہلی بار ہونا تھے۔ تاہم دسمبر 2025 کے وسط میں سیاسی جماعتوں

گلگت بلتستان

سے مشاورت کے بعد انتخابات مؤخر کر دیے گئے اور فیصلہ کیا گیا کہ یہ الیکشن بھی گلگت بلتستان قانون ساز اسمبلی کے انتخابات کے ساتھ ہی منعقد ہوں گے۔

پس ماندہ افراد کے حقوق

عورتیں

عالمی یومِ خواتین کے موقع پر ایک تقریب منعقد کی گئی، جس میں گلگت بلتستان کے انسانی حقوق کے کارکنوں نے خواتین کے لیے قانونی تحفظات کی کمی اور کم عمری کی شادی، گھریلو تشدد اور کام کی جگہ پر ہراسانی سے متعلق موجودہ قوانین کے کمزور نفاذ کی نشان دہی کی۔ عائلی عدالتوں اور پناہ گاہوں کی عدم موجودگی، کمزور احتسابی نظام، مروجہ ثقافتی روایات اور محدود سیاسی عزم ان چیلنجز میں مزید اضافے کا سبب ہیں۔

سرکاری اعداد و شمار خواتین کو درپیش تشدد کی شدت کو ظاہر کرتے ہیں۔ 2025 میں گلگت بلتستان میں غیرت کے نام پر 14 قتل رپورٹ ہوئے، جن میں 10 خواتین کو قتل کیا گیا۔ 2025 میں بھی زیادہ تر "غیرت" کے نام پر قتل دیامر میں ہوئے جہاں سات خواتین اور تین مرد اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ 2025 میں بھی خودکشی خطے میں ایک سنگین مسئلہ بنی رہی۔ خواتین کی خودکشی سے متعلق 17 واقعات رپورٹ ہوئے جبکہ اس سے پہلے 2023 اور 2024 دونوں برسوں میں یہ تعداد 19 تھی۔

جولائی میں دیامر کے فروری نامی گاؤں میں چار بچوں کی ماں اور ایک مرد کو مبینہ طور پر خاتون کے شوہر نے "غیرت" کے نام پر قتل کر دیا۔ اس سے دو ہفتے سے کچھ کم عرصہ بعد دیامر کے ضلع تانگیر سے عوامی ایکشن کمیٹی کے سینئر کارکن جاوید اقبال عرف جاوید ناجی کو ان کی والدہ اور اہلیہ کی موجودگی میں گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا۔ ملزم نے بعد ازاں ایک شادی شدہ خاتون کو بھی "غیرت" کے نام پر قتل کر دیا۔ سول سوسائٹی کے گروپس نے ان واقعات کی مذمت کی اور مطالبہ کیا کہ گلگت بلتستان میں "غیرت کے نام پر ہونے والے تشدد کو روایتی طور پر سزا سے جو استثنا حاصل ہے اسے ختم کرنے کے لیے اقدامات" کیے جائیں۔

جون میں گلگت کے سٹی ہسپتال میں ایک مشتبہ شخص کے ساتھ پولیس مقابلے کے دوران ایک خاتون کی ہلاکت ہو گئی تو عوام میں فوری طور پر غم و غصہ پھیل گیا اور لوگوں نے انصاف کا مطالبہ کیا۔ شدید نگرانی کے تحت حکام نے فوری

گلگت بلتستان

کارروائی کرتے ہوئے سات پولیس اہلکاروں کو گرفتار کرلیا، سینئر افسران کو معطل کیا اور بڑھتے ہوئے غصے اور احتساب کے مطالبات سے نمٹنے کے لیے فوری تحقیقات شروع کیں۔

عورتوں کو درپیش چیلنجز صرف براہِ راست تشدد تک محدود نہیں ہیں۔ مثال کے طور پر، ستمبر میں دوڑ کے کھیل میں حصہ لینے والی خاتون کھلاڑیوں اور سول سوسائٹی کے کارکنوں نے احتجاج کیا کہ اسکردو میں پہلی مرتبہ منعقد ہونے والی سرفرنگا قومی میراتھن میں خواتین کو باہر رکھا گیا۔ حالانکہ انھوں نے رجسٹریشن مکمل کرائی تھی اور شرکت کی فیس ادا کی تھی۔ پھر بھی خواتین کو اس وقت روک دیا گیا جب آن لائن فارم میں تبدیلی کرکے صرف مرد شرکاء کو اجازت دی گئی۔

گلگت بلتستان کے وزیرِ اعلیٰ اور ایک خاتون وزیر کو نشانہ بنانے والی ایک جعلی ویڈیو سوشل میڈیا پر ایک ایسے اکاونٹ سے وائرل ہوئی جو ہنزہ سے تعلق رکھنے والے ایک معروف گلوکار کی نقالی کر رہا تھا۔ گلگت میں ایف آئی اے کے سائبر کرائم رپورٹنگ سنٹر نے تحقیقات شروع کیں اور ملزمان کی شناخت کے لیے شکایات درج کیں۔ اس سے قبل فروری کے مہینے میں سوشل میڈیا پر اثر و رسوخ رکھنے والی امشاء رحمان نے جعلی ویڈیو اسکینڈل کے اپنی زندگی پر اثرات کے بارے میں کھل کر گفتگو کی۔ ان کا کہنا تھا کہ نومبر 2024 میں مبینہ طور پر ایک نازیبا ویڈیو آن لائن لیک ہوئی جس کے بعد انہیں بدسلوکی اور دھمکیوں کا سامنا کرنا پڑا اور اس وجہ سے انہوں نے اپنے سوشل میڈیا اکاونٹ بند کردیے۔

زیرِ نظر سال میں خطے میں صحافت میں صنفی عدم مساوات نمایاں رہی۔ صحافیوں کی یونین میں صرف 11 خواتین شامل تھیں اور صرف دو کل وقتی خواتین نامہ نگار تھیں۔ صحافیوں کو سنسرشپ، قانونی ہراسانی اور دھمکیوں کا سامنا رہا، جس کے باعث پاکستان جرنلسٹس سیفٹی کونسل کی گلگت بلتستان شاخ، گلگت بلتستان یونین آف جرنلسٹس، گلگت یونین آف جرنلسٹس، اور گلگت پریس کلب جیسے اداروں نے قانونی تحفظ کے نظام کا مطالبہ کیا۔ جون 2025 میں فریڈم نیٹ ورک کے اعلامیے میں آزادانہ تحقیقات، مضبوط حفاظتی اقدامات، کام کے محفوظ حالات اور خواتین اور نظر انداز کیے گئے صحافیوں کی حمایت کا مطالبہ کیا گیا۔

ان مسلسل رکاوٹوں کے باوجود کچھ مثبت پیش رفت بھی ہوئی۔ مثال کے طور پر، گلگت بلتستان میں 200 سے زائد لڑکیوں کو ایک غیر سرکاری اقدام کے تحت ڈیجیٹل خواندگی، کوڈنگ اور کمپیوٹر کے استعمال کی تربیت دی گئی۔ اس پروگرام کا مقصد ڈیجیٹل صنفی فرق کو کم کرنا اور خواتین کے لیے شہری مواقع کو بہتر بنانا تھا۔

بچے

بچوں کے ساتھ زیادتی۔ ستمبر میں راجا کاشان نامی فرسٹ ایئر کے ایک طالب علم کی پر اسرار حالات میں موت واقع ہوگئی۔ یہ واقعہ اس وقت پیش آیا جب مبینہ طور پر اس نے اپنے دوستوں کی جانب سے جنسی زیادتی کی کوشش کی مزاحمت کی۔ مشتبہ افراد کا دعویٰ تھا کہ اس نے حملے سے بچنے کے لیے دریا میں چھلانگ لگا کر اپنی جان لے لی۔ پولیس اس بات کی تحقیقات کر رہی تھی کہ آیا اسے قتل کیا گیا تھا۔ اس سے قبل فروری میں اسکردو پولیس نے 11 سالہ لڑکے پر مبینہ طور پر جنسی حملہ کرنے کے الزام میں تین مشتبہ افراد کو گرفتار کیا تھا۔

بچوں کی اسمگلنگ۔ گلگت بلتستان اسمبلی کی نائب اسپیکر سعدیہ دانش نے استور سے کم عمر لڑکیوں کی شادی کے بہانے اسمگلنگ اور استحصال کے رپورٹ شدہ واقعات پر تشویش کا اظہار کیا۔ ذرائع کا حوالہ دیتے ہوئے انہوں نے بتایا کہ پنجاب اور آزاد کشمیر میں عمر رسیدہ مردوں سے شادی کرنے والی کم عمر لڑکیوں کے 70 سے 80 واقعات سامنے آئے ہیں۔ ان میں سے کئی شادیاں مبینہ طور پر جلد ختم ہو گئیں جبکہ بعض میں زیادتی کے الزامات بھی سامنے آئے۔ انہوں نے ایک ایسے واقعے کا بھی ذکر کیا جس میں ایک 13 سالہ لڑکی کو مبینہ طور پر شادی کے بہانے دو مرتبہ فروخت کیا گیا۔

معذوری کے ساتھ جیتے افراد

مارچ میں غذر پولیس نے ایک مشتبہ شخص کو گرفتار کیا جس پر گلگت بلتستان کی وادی یاسین سے تعلق رکھنے والی 13 سالہ گونگی اور نابینا لڑکی کے ساتھ زیادتی کا الزام تھا۔ لڑکی جولائی 2024 میں گلگت کے ایک ہسپتال میں مردہ بچے کو جنم دینے کے بعد وفات پا گئی تھی۔ تفتیش کاروں نے ڈی این اے شواہد کی مدد سے ملزم کی شناخت کی اور اسے حراست میں لے لیا۔

سال 2025 میں نیشنل ڈیٹا بیس اور رجسٹریشن اتھارٹی (نادرا) کی جانب سے جاری کردہ اعداد و شمار کے مطابق گلگت بلتستان میں معذوری کے ساتھ زندگی گزارنے والے افراد کی کل تعداد 13,735 ہے۔ اِن میں 560 ذہنی معذوری کے حامل افراد شامل ہیں۔

سماجی، معاشی اور ماحولیاتی حقوق

تعلیم

فروری میں گلگت بلتستان بھر میں طلبہ، والدین اور کمیونٹی کے افراد نے پانچویں اور آٹھویں جماعت کے امتحانات میں بڑے پیمانے پر ناکامی کے خلاف احتجاج کیا اور احتساب، تعلیمی معیار میں بہتری اور دوبارہ امتحان دینے کے مواقع کا مطالبہ کیا۔ ایک ہفتے بعد گلگت بلتستان حکومت نے 2024 کے ثانوی اسکول سرٹیفکیٹ (دسویں جماعت) کے امتحانات میں طلبہ کی ناقص کارکردگی (61 فیصد کامیابی کی شرح) پر 50 سے زائد اساتذہ اور محکمہ تعلیم کے افسران کے خلاف تادیبی کارروائی شروع کی۔

سال 2025 میں گلگت بلتستان بھر کے سرکاری اسکولوں کے اساتذہ نے طویل عرصے سے زیرِ التوا ترقیوں اور عدالتی احکامات پر عملدرآمد کا مطالبہ کرتے ہوئے کئی دنوں تک کلاسوں کا بائیکاٹ کیا اور دھرنے دیے۔ ان احتجاجوں کے نتیجے میں تعلیمی سرگرمیاں معطل ہو گئیں اور محکمہ تعلیم کے دفاتر کے باہر ریلیاں نکالی گئیں۔

صحت

صحت کے نظام کو کئی اعتبار سے دباؤ کا سامنا رہا۔ پانی سے پھیلنے والی بیماریوں کے پھیلاؤ، سیلاب سے متاثرہ افراد میں ذہنی صدمے اور گھریلو فضائی آلودگی سے جڑے خطرات کے باعث لوگ شدید متاثر ہوئے۔ وزیرِ اعظم صحت کارڈ کی توسیع نے علاج معالجہ تک رسائی میں کچھ سہولت فراہم کی۔

پولیو۔ 1 جون 2025 کو دیامر کی وادی تانگیر کے گاؤں شیخو میں پولیو ویکسی نیشن ٹیم ایک حملے میں اُس وقت بال بال بچ گئی جب مسلح حملہ آوروں نے ان کی گاڑی کو روکا، انہیں دھمکیاں دیں اور ان پر فائرنگ کر دی۔ اتفاق سے اسی روز اسلام آباد میں قومی ادارہ صحت نے اس بات کی تصدیق کی کہ کئی برسوں بعد گلگت بلتستان میں جنگلی پولیو وائرس کا پہلا کیس سامنے آیا ہے اور دیامر کے ایک کم عمر بچے میں وائرس کی تصدیق ہوئی ہے۔

سیلاب کے صحت پر اثرات۔ موسمیاتی تبدیلی سے پیدا ہونے والی آفات میں گلیشیائی جھیلوں کے پھٹنے سے آنے والے سیلاب بھی شامل تھے۔ ان آفات کے بعد دیامر، شگر، اسکردو، استور اور گلگت بھر کی آبادیوں میں اگست 2025 کے دوران پانی سے پھیلنے والی بیماریوں میں شدید اضافہ ہوا۔ سینکڑوں افراد ہیضہ، اسہال، نمونیا اور دیگر انفیکشنز سے متاثر ہوئے۔ پانچ سال سے کم عمر بچے خاص طور پر زیادہ متاثر ہوئے۔ صحت کے اعداد و شمار کے مطابق اگست تک شدید اسہال کے 3,321 کیسز ریکارڈ کیے گئے۔ ان میں زیادہ تر واقعات اسکردو اور دیامر میں رپورٹ ہوئے۔ مشتبہ ٹائیفائڈ کے کیسز بھی سامنے آئے جبکہ متعدد اضلاع میں ضروری ادویات کی کمی کی وجہ سے خطے میں صحت کے نظام پر دباؤ مزید بڑھ گیا۔

گلگت بلتستان میں سیلاب سے متاثرہ آبادیوں، خاص طور پر ضلع غذر میں، ذہنی صحت کا بحران مزید شدت اختیار کر گیا کیونکہ بچوں سمیت لوگوں کی بڑھتی ہوئی تعداد میں ذہنی صدمے سے متعلق دباؤ کی علامات ظاہر ہوئیں۔ اس پر گلگت بلتستان حکومت نے متاثرہ علاقوں میں نفسیاتی بحالی کے اقدامات کی منصوبہ بندی کی۔

وادی شمشال میں اپنڈکس کے مریضوں میں اچانک اضافہ ہو گیا۔ 60 سے زائد افراد متاثر ہوئے، جن میں زیادہ تر بچے شامل تھے، جس سے مقامی آبادی میں خوف پھیل گیا۔ اس دوران مقامی طبی سہولیات اور ٹرانسپورٹ کی شدید کمی سامنے آئی۔ 14 نومبر کو مریضوں کو ہنزہ کے ہسپتالوں میں منتقل کیا گیا جبکہ مقامی افراد اور رہنماؤں نے مطالبہ کیا کہ اس دور افتادہ وادی میں ہنگامی طبی امداد، ایمبولینس اور بہتر طبی سہولیات فراہم کی جائیں۔

معیشت

اگست اور ستمبر کے دوران گلگت بلتستان کے تاجروں کے مسلسل احتجاج اور کوششوں کے بعد وفاقی حکومت نے مقامی معیشت کو سہارا دینے کے لیے سوست ڈرائی پورٹ کے ذریعے درآمد کی جانے والی 2,403 اشیا پر سالانہ چار ارب روپے کی ٹیکس چھوٹ کی منظوری دی۔ تاہم معاہدے میں خبردار کیا گیا کہ اگر رعایت یافتہ اشیا کو خطے سے باہر اسمگل کرنے کی کوئی کوشش کی گئی تو یہ مراعات جزوی یا مکمل طور پر واپس لی جا سکتی ہیں۔

گلگت بلتستان میں معاشی ترقی کا ایک اہم ذریعہ سیاحت ہے، جس میں جولائی تا اگست 2025 کے دوران موسمیاتی آفات اور سلامتی سے متعلق خدشات کے باعث 90 فیصد تک کمی ہو گئی، کیونکہ مون سون کے موسم میں خطے میں کم از کم 20 سیلابی واقعات پیش آئے۔ سیاحت میں اس بڑی کمی کے نتیجے میں روزگار کا بڑے پیمانے پر نقصان ہوا اور شدید معاشی اثرات ہوئے۔

ماحول

گلیشیئرز کے پھٹنے سے آنے والے سیلاب اور اچانک سیلابی ریلے۔ 12 ستمبر 2025 تک جون اور اگست کے درمیان آنے والے گلیشیائی جھیلوں کے پھٹنے سے آنے والے تباہ کن سیلابوں اور اچانک سیلابوں کے نتیجے میں 41 افراد جاں بحق، 52 زخمی اور کم از کم 1,253 مکان متاثر ہوئے۔ ان سیلابوں نے 100 سے زائد پلوں اور تقریباً 450 کلومیٹر سڑکوں کو بھی تباہ کر دیا، جس سے امدادی سرگرمیاں شدید متاثر ہوئیں۔ گلگت بلتستان ڈیزاسٹر مینجمنٹ اتھارٹی نے 11 امدادی کیمپ قائم کیے جن میں 3,140 افراد کو پناہ دی گئی۔ سڑکوں کی بحالی اور متاثرہ آبادی کو امداد فراہم کرنے پر بھی کوششیں مرکوز رہیں۔

جون اور اگست کے درمیان آنے والے شدید سلاب کے نتیجے میں 41 افراد ہلاک اور 52 زخمی ہوئے، جبکہ کم از کم 1,253 گھروں کو نقصان پہنچا۔

ماہرین نے نشاندہی کی کہ اگرچہ گلیشیائی کی جھیلوں پر نصب ابتدائی وارننگ نظام نے خطرات کی نشاندہی اور خبردار کرنے کے عمل کو بہتر بنایا ہے لیکن اس نظام کی توجہ بنیادی طور پر صرف خطرات کی نشان دہی تک محدود رہی لیکن اس نظام نے متاثر ہونے والے افراد اور ان کے تحفظ کو نظر انداز کیا۔ نتیجتاً اگرچہ آبادیوں کو پیشگی وارننگز موصول ہوئیں لیکن اکثر اوقات انہیں یہ معلوم نہیں تھا کہ کون سے گھرانوں، انفراسٹرکچر یا روزگار کے ذرائع کو سب سے زیادہ خطرہ لاحق ہے۔

گلگت بلتستان

لینڈ سلائیڈنگ۔ جولائی میں گلگت بلتستان کے مختلف مقامات پر لینڈ سلائیڈنگ کے باعث شاہراہ قراقرم بند ہو گئی تو ہزاروں افراد، جن میں غیر ملکی سیاح بھی شامل تھے، شاہراہ پر پھنس گئے۔ حکام کے مطابق کوہستان کے اچھر نالہ میں بندش سے خطے میں آمدورفت متاثر ہوئی۔ اگست میں قومی ڈیزاسٹر مینجمنٹ اتھارٹی (این ڈی ایم اے) نے ہدایات جاری کیں کہ مون سون کے موسم کے دوران سیلاب، لینڈ سلائیڈنگ اور انفراسٹرکچر کو نقصان پہنچنے کی وجہ سے گلگت بلتستان کی متعدد سڑکوں پر سفر محدود کر دیا جائے جس سے کئی اضلاع تک رسائی محدود ہو گئی۔

گندے پانی کا اخراج۔ جون میں گلگت بلتستان انوایرنمنٹ پروٹیکشن ایجنسی نے عطا آباد جھیل کے ایک تفریحی مقام کے ایک حصے کو سیل کر دیا اور اس کے مالک پر ماحولیاتی خلاف ورزیوں کے الزام میں 15 لاکھ روپے جرمانہ عائد کیا۔ یہ کارروائی اس وقت لی گئی جب ایک غیر ملکی سیاح کی جانب سے شیئر کی گئی ایک ویڈیو میڈیا میں وائرل ہو گئی تھی جس میں بغیر صفائی شدہ گندا پانی جھیل میں ڈالنے کا الزام لگایا گیا تھا۔

آزاد جموں و کشمیر

عمومی جائزہ

آزاد جموں و کشمیر (اے جے کے) پاکستان کے اندر ایک منفرد اور سیاسی لحاظ سے اہم مقام کا حامل خطہ ہے۔ پاکستان کے زیر انتظام لیکن اپنی علیحدہ حکومت کے تحت چلنے والے آزاد جموں و کشمیر کو خود مختار خطہ تصور کیا جاتا ہے۔ یہ خطہ فطری طور پر پاکستان کے ساتھ سیاسی و اقتصادی لحاظ سے جڑا ہوا ہے، خاص طور پر دفاع، خارجہ پالیسی اور معاشی امور کے معاملات میں یہ پاکستان سے منسلک ہے۔

سال 2025 کے دوران آزاد جموں و کشمیر میں انسانی حقوق کی صورتحال واضح طور پر پیچیدہ تھی کیونکہ یہاں انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں پر نظر رکھنے والی مخصوص تنظیمیں بہت کم تھیں۔

آزاد جموں و کشمیر کی قانون ساز اسمبلی نے کئی قانونی مسودے (بل) منظور کیے جس میں 310 ارب روپے کا سالانہ بجٹ بھی شامل تھا۔ بجٹ میں 49 ارب روپے ترقیاتی منصوبوں کے لیے رکھے گئے۔ تاہم، ترقیاتی فنڈز کو مرکزی سطح پر کنٹرول کرنے سے متعلق خاصا بحث مباحثہ ہوا جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مقامی گورننس اور جمہوری شرکت کے مابین تناؤ تھا۔

انصاف کا نظام تین درجاتی عدالتی سسٹم کے ذریعہ چلایا گیا جس میں احتساب اور اصلاحات کے معاملات میں کچھ بہتری دیکھنے میں آئی۔ ان کاوشوں کے باوجود، خاص طور پر ضلعی عدالتوں میں بڑی تعداد میں مقدمات زیرِ التوا رہے، جس سے انصاف فراہم کرنے کی استعداد میں موجود رکاوٹوں اور تاخیر کی عکاسی ہوتی ہے۔

جوائنٹ عوامی ایکشن کمیٹی نے خطے بھر میں لاک ڈاؤن اور پہیہ جام ہڑتال کی جس نے بڑے اضلاع کو مفلوج کر کے رکھ دیا۔

سال کی سب سے اہم پیشرفت ستمبر کے آخر اور اکتوبر کے اوائل میں ہوئی جب تاجروں، طلباء، وکلاء، ٹرانسپورٹرز اور دیگر گروپس نے جوائنٹ عوامی ایکشن کمیٹی (جے اے اے سی) کے بینر تلے پورے خطے میں لاک ڈاؤن اور پہیہ جام ہڑتال کی۔ اس ہڑتال نے بڑے

آزاد جموں و کشمیر

اضلاع کو مفلوج کر دیا۔ گزشتہ دو سال کے دوران گورننس میں اصلاحات کے لیے چلائی جانے والی یہ تیسری تحریک تھی۔ مظاہروں میں کم از کم نو ہلاکتیں ہوئیں جن میں چھ عام شہری اور تین پولیس اہلکار شامل تھے۔ ان جھڑپوں میں 200 سے زیادہ افراد زخمی ہوئے۔ اس عرصے کے دوران کمیونی کیشن (موبائل فون، انٹرنیٹ وغیرہ) کی بندشوں نے شہری آزادیوں کو مزید محدود کر دیا۔

ایچ آر سی پی نے طاقت کے بے جا استعمال، اس کے نتیجے میں ہونے والی تمام ہلاکتوں اور سیاسی حق سے محرومی کی مذمت کی اور زور دیا کہ پرامن احتجاج کا احترام کیا جائے اور جامع مذاکرات کیے جائیں۔ مظاہرین اور وفاقی حکومت کے درمیان مذاکرات کے بعد ہونے والے معاہدے سے بالآخر سیاسی استحکام آ گیا۔

اپریل میں بھارت اور پاکستان کے درمیان سرحدی کشیدگی اور مئی میں جنگ جیسے حالات کے باعث باغ، حویلی اور مظفر آباد میں 139 مکانات کو نقصان پہنچا اور 3100 سے زائد افراد بے گھر ہو گئے۔

سال کے دوران مجموعی طور پر رپورٹ کیے گئے واقعات کو مدنظر رکھیں تو جرائم کے رجحان میں معمولی اضافہ دیکھا گیا۔ آزاد جموں و کشمیر میں ایک تشویشناک صورتحال یہ تھی کہ سزائے موت پانے والے قیدیوں کی تعداد 150 تھی۔ کل قیدیوں کے مقابلہ میں سزائے موت کے قیدیوں کا تناسب دیکھا جائے تو یہ شرح پاکستان میں سب سے زیادہ تھی۔

بنیادی آزادیوں کا حق استعمال کیا گیا لیکن ان پر پابندیاں بھی لگائی گئیں۔ بڑے پیمانے پر ہونے والے احتجاجی مظاہروں سے یہ واضح ہوا کہ لوگوں نے عوامی معاملات میں بھرپور دلچسپی لی لیکن اکثر ان مظاہروں کے ردعمل میں انٹرنیٹ بند کر دیا گیا اور اظہارِ رائے اور پُرامن اجتماع کی آزادی پر پابندیاں عائد کی گئیں۔ میڈیا کو مختلف قوانین کی آڑ میں سنسر شپ کا سامنا کرنا پڑا۔ مذہبی اقلیتیں، خاص طور پر احمدیہ کمیونٹی باقاعدہ ہدف کے تحت امتیازی سلوک کا سامنا کرتی رہی جن میں ان کی قبروں کی بے حرمتی بھی شامل تھی۔

کمزور طبقات کو مسلسل اہم چیلنجز کا سامنا رہا۔ خواتین کو مسلسل تشدد اور معاشی محرومیوں کا سامنا کرنا پڑا۔ نوجوانوں میں بے روزگاری کی شرح 27 فیصد اور مجموعی طور پر 11 فیصد تھی۔ بے روزگاری کی اس شرح سے وسیع تر اقتصادی شراکت محدود رہی۔ چائلڈ پروٹیکشن کے اعداد و شمار میں صرف دو اضلاع میں بچوں سے زیادتی کے 48 واقعات ریکارڈ کیے گئے جس سے یہ خدشہ جنم لیتا ہے کہ آزاد کشمیر میں مجموعی طور پر ایسے واقعات کی کوریج اور رپورٹنگ اصل سے

کم ہے۔ مہاجرین کے خاندانوں کی کل تعداد ساڑھے 9 ہزار (تقریباً 46 ہزار افراد) ہے۔ یہ لوگ بدستور ابتر حالات میں زندگی گزارنے پر مجبور تھے۔ صحت کارڈ کی معطلی سے صحت کی خدمات بری طرح متاثر ہوتی رہیں۔ موسمیاتی تبدیلیوں کے باعث آنے والی آفات سے متعدد اموات ہوئیں۔ مکانات اور عمارتیں تباہ ہوئیں جس سے ماحولیاتی خطرات واضح ہوگئے۔ مزید برآں، 2025 میں سڑکوں پر متعدد جان لیوا حادثات سے اس بات کی اہمیت واضح ہوتی ہے کہ آزاد جموں وکشمیر کو بہتر انفراسٹرکچر کی ضرورت ہے۔

قانون کی حکمرانی

قوانین اور قانون سازی

سال 2025 میں آزاد جموں وکشمیر قانون ساز اسمبلی نے آزاد جموں وکشمیر ایکٹ 1974 کے عبوری آئین کے تحت قانون سازی کے اختیارات کا استعمال جاری رکھا اور متعدد اہم قوانین اور مالیاتی اقدامات کی منظوری دی۔ ایک اہم قانون سازی کی کارروائی فنانس ایکٹ 2025 کی منظوری تھی۔ اس میں مالی سال 26-2025 کے لیے حکومتی بجٹ کی توثیق کی گئی۔ بجٹ تخمینہ تقریباً 310 ارب روپے تھا۔ مزید برآں، اسمبلی نے یونیورسٹی آف حویلی ایکٹ 2025 منظور کیا۔ اس قانون سے علاقے میں اعلیٰ تعلیم کے مواقع کی فراہمی کے لیے ضلع حویلی میں ایک نئی یونیورسٹی کے قیام کی راہ ہموار ہوگئی۔

مئی میں اسمبلی نے دستور العمل فار ڈویلپمنٹ پروگرام آف لوکل گورنمنٹ اور رورل ڈویلپمنٹ ایکٹ 2025 نافذ کیا۔ یہ مقامی حکومت کے ترقیاتی فنڈز کے انتظام سے متعلق نئی قانون سازی تھی۔ اس اقدام پر ایک بحث چھڑ گئی کیونکہ اس قانون کے ذریعے ترقیاتی اسکیموں کی نشاندہی کرنے اور فنڈز کے استعمال کا اختیار منتخب مقامی کونسلوں کی بجائے منتخب ارکان اسمبلی کو منتقل کر دیا گیا۔ آزاد جموں وکشمیر منگلا ڈیم ہاؤسنگ اتھارٹی ایکٹ 2025 بھی اسی سال منظور کیا گیا۔

انصاف کی فراہمی

آزاد جموں وکشمیر میں عدالتوں کو زیر التوا مقدمات کے بوجھ اور محدود انتظامی صلاحیت سے متعلق چیلنجز کا سامنا رہا۔ ضلعی عدالتوں کی ویب سائٹ کے اعداد و شمار سے مختلف کیٹگریز کے ہزاروں رجسٹرڈ مقدمات کا پتا چلتا ہے۔ ان میں دیوانی، عائلی اور ضمانت کے معاملات شامل ہیں۔ ان اعداد و شمار سے ماتحت عدالتوں پر کام کا بوجھ واضح ہوتا ہے۔ ان مقدمات کو نمٹانے کے لیے جنوری میں آزاد جموں وکشمیر ہائی کورٹ نے تمام ضلعی عدالتوں میں ای جوڈیشل سروسز کا آغاز کیا جس سے مقدمات سے متعلق معلومات تک عوام کی رسائی اور فیصلوں کی رفتار میں تیزی آئی۔

آزاد جموں و کشمیر کی سپریم کورٹ نے جولائی میں ایک سابق سیشن جج کو توہین عدالت اور منشیات کے مقدمے میں بداعمالی پر سزا سنائی۔ یہ واقعہ کسی عدالتی افسر کے خلاف تادیبی کارروائی کی ایک نادر مثال تھی۔ اگست میں آزاد جموں و کشمیر ہائی کورٹ نے اُن تقرریوں کو معطل اور منسوخ کر دیا جو میرٹ اور مروجہ طریقہ کار کی خلاف ورزی کرتے ہوئے کی گئی تھیں۔ یُوں عدالتی بھرتیوں سے متعلق تنازعات کو حل کر لیا گیا۔

جولائی میں آزاد جموں و کشمیر کی سپریم کورٹ نے ماحولیاتی عدالتوں کو فعال کرنے کی ہدایت کی جس سے مفاد عامہ کے معاملات میں عدلیہ کا موثر کردار نظر آیا۔

دسمبر میں آزاد جموں و کشمیر ہائی کورٹ نے مظفرآباد میں پرائیویٹ پیرامیڈیکل اور الائیڈ ہیلتھ انسٹی ٹیوٹس سے متعلق یکجا کی گئی دو رٹ درخواستوں کا فیصلہ کیا۔ اس فیصلے میں عدالت نے حکومت اور محکمہ صحت کے حکام کو ہدایت کی کہ الائیڈ ہیلتھ سائنسز کے اداروں کو ریگولیٹ کرنے والی 2019 کی پالیسی کو سختی سے نافذ کیا جائے۔ عدالت نے ہدایت دی کہ اداروں کا معائنہ اور خلاف ورزی کرنے والوں کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے۔ عدالت نے تین ماہ کے اندر عملدرآمد کی رپورٹ جمع کرانے کو بھی کہا تاکہ صرف قواعد کے مطابق چلنے والے ادارے ہی کام کریں اور عوام کی صحت کا تحفظ یقینی بنایا جا سکے۔

ایک اور اہم کیس میں آزاد جموں و کشمیر ہائی کورٹ نے فیصلہ دیا کہ پبلک سروس کمیشن کی ویٹنگ لسٹوں کو غیر مشتہر سول جج کی اسامیوں کو پُر کرنے کے لیے استعمال نہیں کیا جا سکتا۔ عدالت نے حکام کو ہدایت کی کہ وہ تمام خالی اسامیوں کو دوبارہ پبلک سروس کمیشن کے ذریعے مشتہر کریں۔ عدالت نے محکمہ صحت کی غیر قانونی تقرریوں کو بھی غیر شفافیت اور امتیازی طرز عمل کی وجہ سے کالعدم قرار دے دیا۔

قانون کا نفاذ

امن عامہ

آزاد جموں و کشمیر کے جرائم کے اعداد و شمار رپورٹ ہونے والے جرائم میں مجموعی طور پر اضافے کی نشاندہی کرتے ہیں۔ سال 2024 میں جرائم کے مجموعی کیسز 9,592 تھے جو 2025 میں بڑھ کر 10,555 ہو گئے۔

ٹیبل 1: آزاد جموں و کشمیر میں 2025 میں جرائم کے اعداد و شمار

جرم	درج مقدمات
قتل	91
ڈکیتی	02
راہزنی	80
اجتماعی جنسی زیادتی	01
جنسی زیادتی	13
اغوا	20
اغوا برائے تاوان	02
ورغلا کر اغوا کرنا/زنا	387
نقب زنی	352
چوری	589
بغیر اجازت داخلہ	551
زخمی	361
فساد	603
آرمز ایکٹ	276
منشیات	997
دیگر جرائم	6,230
مجموعی جرائم	10,555

ماخذ: اے جے کے سنٹرل پولیس آفس۔

29 ستمبر کو جوائنٹ عوامی ایکشن کمیٹی کی جانب سے انتظامی اصلاحات اور عوامی خدمات میں بہتری کے لیے احتجاج اور شٹ ڈاؤن کی کال کے بعد بدامنی شروع ہوگئی۔ مظفر آباد کے نیلم پل پر جھڑپوں کے نتیجے میں کم از کم ایک شخص ہلاک ہوگیا جبکہ ٹیلی کمیونی کیشن سروسز بشمول لینڈ لائن، موبائل فون سروس اور انٹرنیٹ سروسز کو بڑے پیمانے پر معطل کر دیا گیا۔

4 اکتوبر تک، بدامنی سے ہلاک ہونے والوں کی تعداد کم از کم نو ہو چکی تھی جن میں چھ عام شہری اور تین پولیس اہلکار شامل تھے۔ 200 سے زیادہ افراد کے زخمی ہونے کی اطلاعات تھیں۔ سرکاری اعداد و شمار میں بتایا گیا کہ زخمیوں میں 172 پولیس اہلکار اور تقریباً 50 شہری شامل تھے، جن میں سے بعض کی حالت نازک تھی۔ بعد ازاں ان واقعات اور نتیجتاً پیدا ہونے والی صورتحال سے نمٹنے کے لیے انسداد دہشت گردی ایکٹ 1997 کے تحت مقدمات درج کیے گئے جو مذاکرات کے ذریعے طے پانے والے معاہدے کے تحت درج ہوئے۔

اپریل، مئی میں بھارت اور پاکستان کے درمیان لڑائی نے آزاد جموں و کشمیر میں انسانی زندگی پر شدید اثرات مرتب کیے۔ یہ کشیدگی مقبوضہ کشمیر میں 22 اپریل کو پہلگام حملے کے بعد پیدا ہوئی۔ باغ، حویلی اور مظفر آباد اضلاع میں سرحد پار سے شیلنگ، ڈرون حملوں اور توپ خانے سے گولہ باری کے باعث 139 مکانات کو نقصان پہنچا اور 3,100 سے زائد افراد بے گھر ہوئے۔ بے گھر ہونے والوں میں سے بہت سے لوگ پہلے سے ہجوم زدہ اسکولوں میں یا رشتہ داروں کے ساتھ پناہ لینے پر مجبور ہوگئے جس سے ان کے تحفظ اور سلامتی سے متعلق خدشات پیدا ہوئے، خاص طور پر خواتین اور بچوں کے لیے زیادہ پریشانی تھی۔

اپریل اور مئی کے درمیان چار روزہ پاک بھارت تنازع کے دوران سرحد پار سے ہونے والی گولا باری سے باغ، حویلی اور مظفر آباد کے اضلاع میں گھروں کو نقصان پہنچا اور 3,100 سے زائد افراد بے گھر ہوئے۔

سزائے موت

قومی کمیشن برائے انسانی حقوق اور جسٹس پروجیکٹ پاکستان کی طرف سے اکتوبر میں شائع ہونے والی ایک رپورٹ میں بتایا گیا کہ 2025 میں آزاد جموں وکشمیر میں 150 قیدی سزائے موت کے منتظر تھے جن میں دو خواتین بھی شامل تھیں۔ یہ تعداد ظاہر کرتی ہے کہ پاکستان میں کل قیدیوں کے مقابلے میں سزائے موت کے قیدیوں کا تناسب سب سے زیادہ آزاد جموں وکشمیر میں ہے جو تقریباً 19 فیصد ہے۔

جبری گمشدگیاں

جبری گمشدگیوں سے متعلق تحقیقاتی خصوصی کمیشن کے جاری کردہ اعداد و شمار کے مطابق مارچ 2011 سے جون 2025 کے درمیان آزاد جموں وکشمیر سے لاپتا افراد کے 71 واقعات ریکارڈ کیے گئے۔ ان میں سے 61 کیسز کو حل کرلیا گیا جبکہ دس کیسز سال کے اختتام تک زیر التوا رہے۔ تحقیقاتی کمیشن کے اعداد و شمار سے پتا چلتا ہے کہ 2025 میں جبری گمشدگی کے تین نئے واقعات کمیشن کے سامنے لائے گئے۔ یہ تعداد گزشتہ سال کے کیسز کے برابر تھی۔

بنیادی آزادیاں

اظہار رائے کی آزادی

فریڈم نیٹ ورک کی ستمبر 2025 کی ایک رپورٹ میں بتایا گیا کہ آزاد جموں وکشمیر میں سنسر شپ، ہراساں کیے جانے اور ناکافی قانونی تحفظ کی وجہ سے صحافت پر پابندیاں عائد رہیں۔ صحافی ریاستی اور غیر ریاستی دونوں عناصر کے دباؤ کے سامنے غیر محفوظ تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ صحافی کم تنخواہ، کام کے غیر محفوظ حالات اور بڑھتی ہوئی سیلف سنسر شپ کا شکار تھے۔ رپورٹ میں مضبوط تر قانونی نظام، ادارہ جاتی معاونت، صنفی گروپس کی شمولیت اور ڈیجیٹل میڈیا کی بہتر تربیت کی سفارش کی گئی۔

پچھلے برسوں کی طرح 2025 میں بھی سنسر شپ برقرار رہی، خاص طور پر خطے کی حیثیت کے حوالے سے۔ قوم پرست گروپ اپنی رائے کو مرکزی دھارے کے میڈیا میں لانے کے لیے جدوجہد کرتے رہے۔ جیسا کہ اوپر بتایا گیا کہ حکومت نے احتجاج کے دوران انٹرنیٹ کی فراہمی کو معطل کرنے کا راستہ اختیار کیا۔

6 اپریل کو آزاد جموں وکشمیر کی حکومت نے روزنامہ جموں اینڈ کشمیر اور اس کے ایڈیٹرز کے خلاف ایک فوجداری مقدمہ درج کیا۔ یہ مقدمہ ایسی خبروں کی اشاعت پر درج کیا گیا جنہیں حکام نے پروپیگنڈہ اور جعلی خبر قرار دیا۔ اس اقدام کو صحافتی تنظیموں نے بولنے اور لکھنے کی آزادیوں کی خلاف ورزی قرار دیا۔ 2024 میں، آزاد جموں وکشمیر کی حکومت نے تعزیرات پاکستان کی دفعہ 505 میں ایک متنازع ترمیم منظور کی تھی۔ اس ترمیم میں سرکاری ملازمین پر عوامی سطح پر تنقید کو جرم قرار دیا گیا تھا اور ایسی سزائیں تجویز کی گئی تھیں جن میں کم از کم سات سال قید کی سزا شامل تھی۔

دسمبر میں سپریم کورٹ کے ایک پروگرام میں چیف جسٹس نے صحافیوں پر زور دیا کہ وہ اشاعت سے پہلے عدلیہ سے متعلق تمام خبروں کی تصدیق کریں اور باور کرایا کہ صحیح خبر دینا اخلاقی، قانونی اور مذہبی ذمہ داری ہے۔

پرامن اجتماع کی آزادی

سال 2024 کی طرح پرامن اجتماع کی آزادی 2025 میں بھی آزاد جموں وکشمیر کے سیاسی منظر نامے میں ایک اہم معاملہ رہا۔ اس کا اظہار بڑے عوامی اجتماعات میں وسیع پیمانے پر شہریوں کی شرکت اور اختلاف رائے سے ہوا۔ جوائنٹ عوامی ایکشن کمیٹی نے ستمبر کے آخر سے اکتوبر کے ابتدائی ایام میں آزاد کشمیر بھر میں بڑے پیمانے پر اجتماعات، ہڑتالیں اور مظاہرے کیے۔ اس احتجاج میں انتظامی اصلاحات اور معاشی مسائل سے متعلق مطالبات پر مبنی 38 نکاتی چارٹر کی منظوری کا مطالبہ کیا گیا۔ اس تحریک کے باعث بڑے اضلاع میں معمولات زندگی شدید متاثر ہوئے۔ تحریک میں پرامن احتجاج اور سیکورٹی فورسز کے ساتھ پُرتشدد جھڑپیں دونوں شامل تھے۔ اس کے ردعمل میں حکومت نے مذاکرات کیے اور ساتھ ساتھ سیکورٹی اقدامات کا اطلاق اور مواصلاتی پابندیاں نافذ کیں، جس سے اجتماع کے حق کے دائرہ کار اور استعمال کے حوالے سے بے چینی نے جنم لیا۔

ایچ آر سی پی نے طاقت کے بے جا استعمال، شہریوں کی ہلاکتوں اور سیاسی حقوق سے محرومی کی مذمت کرتے ہوئے ریاست سے مطالبہ کیا کہ وہ پرامن احتجاج کے حق کا احترام کرے اور جامع بات چیت کرے۔ دریں اثنا، دفتر خارجہ نے اس بات پر زور دیا کہ آزاد جموں وکشمیر کے باشندوں کو شہری اور سیاسی حقوق حاصل ہیں۔ دفتر خارجہ نے اس صورتحال کا موازنہ مقبوضہ کشمیر میں جاری انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں سے کیا۔

سوچ، ضمیر اور مذہب کی آزادی

احمدیہ کمیونٹی پر حملے۔ 21 مارچ کو، کوٹلی کے ایک قبرستان میں مبینہ طور پر کم از کم 76 احمدیوں کی قبروں کو نامعلوم افراد نے نقصان پہنچایا۔ یہ قبرستان 1984 سے پہلے سے موجود ہے۔ آزاد جموں وکشمیر میں 2025 کے پہلے تین ماہ میں اس طرح کا یہ آٹھواں واقعہ تھا۔ یُوں احمدیوں کی قبروں کے تباہ شدہ کتبوں کی کل تعداد 169 ہوگئی۔ حکام نے اس واقعے کے بعد تعزیرات پاکستان کی دفعہ 297 کے تحت مقدمہ درج کیا۔ یہ دفعہ مذہبی جذبات کی توہین کے ارادے سے تدفین کی جگہوں پر ہونے والی بے حرمتی کا احاطہ کرتی ہے۔

توہین مذہب کے الزامات۔ جولائی میں مظفر آباد میں ایک شیعہ عالم کو مبینہ طور پر توہین مذہب کے الزامات پر پولیس نے تحویل میں لے لیا۔ مذکورہ عالم کی تقریر کا ایک ویڈیو کلپ سوشل میڈیا پر بڑے پیمانے پر پھیل گیا تھا جس پر پولیس نے یہ کارروائی کی۔ اگرچہ کوئی ایف آئی آر درج نہیں کی گئی لیکن اس واقعہ نے خطے میں عقیدے اور اظہار رائے کی آزادی کے حوالے سے خدشات کو جنم دیا۔

نقل و حرکت کی آزادی

29 ستمبر کو جوائنٹ عوامی ایکشن کمیٹی کی اپیل پر لاک ڈاؤن نے کئی اضلاع کو مکمل طور پر مفلوج کر دیا، مارکیٹیں بند ہو گئیں اور پبلک ٹرانسپورٹ رک گئی۔ گزشتہ دو برسوں میں یہ اس طرح کی تیسری بڑی عوامی تحریک تھی۔ حکام نے اس کے جواب میں مکمل مواصلاتی بلیک آؤٹ اور سیاسی مظاہروں کے دوران نقل و حرکت کی آزادی کو محدود کر دیا۔ مظفر آباد سمیت کئی شہروں میں سڑکیں بند کرنے جیسے حفاظتی اقدامات کیے گئے۔ ان کارروائیوں نے نقل و حمل میں خلل ڈالا اور رہائشیوں کی آمد و رفت کو طویل عرصے تک محدود رکھا۔ تاہم اس دوران سیکورٹی فورسز نے مظاہروں کو کنٹرول کیا اور حالات پر قابو پایا۔

اس سے قبل اگست میں موسمیاتی تبدیلیوں کے باعث سیلابی ریلوں اور مظفر آباد میں مٹی کا تودہ گرنے سے کئی دنوں تک آزاد جموں و کشمیر میں نقل و حرکت متاثر ہوئی۔ طوفانی بارشوں اور بادل پھٹنے سے پورے خطے میں نو اموات ہوئیں۔ گھروں، عمارتوں اور اہم رابطہ سڑکوں کو کافی نقصان پہنچا۔ وادی نیلم تک پہنچنے کے راستوں سمیت کئی سڑکیں بلاک یا خراب ہو گئیں جس کے نتیجے میں 700 سے زائد سیّاح پھنس گئے۔ مظفر آباد، مانسہرہ روڈ سمیت کئی پلوں اور بڑے راستوں پر رکاوٹیں آئیں جس کے باعث نقل و حرکت محدود ہو گئی، امدادی سرگرمیوں میں تاخیر ہوئی اور متاثرہ لوگ بے یار و مددگار رہے۔

انجمن سازی کی آزادی

آزاد جموں و کشمیر میں بڑے پیمانے پر اجتماعی تحریک کے دوران انجمن سازی کی آزادی واضح تھی، خاص طور پر جب تاجر، طلباء، وکلاء، ٹرانسپورٹرز اور دیگر تنظیموں نے جوائنٹ عوامی ایکشن کمیٹی کے زیر اہتمام علاقہ بھر میں شٹر ڈاؤن

اور پہیہ جام ہڑتال کی۔ اس صورتحال نے 29 ستمبر کے بعد بڑے اضلاع کو مفلوج کر دیا۔ یہ ہڑتال اور بڑے بڑے اجتماعات 38 نکاتی مطالبات کے چارٹر کو منوانے کے لیے ایک منظم کارروائی کا حصہ تھے۔ یہ عمل اس بات کی عکاسی کرتا تھا کہ عوام اپنے سیاسی، سماجی اور معاشی مسائل کے حوالے سے مضبوط انداز میں منظم و متحرک تھے۔

جمہوری پیش رفت

سیاسی شرکت

سال 2025 میں آزاد جموں و کشمیر میں رسمی اداروں (جیسے اسمبلی) کی اندرونی سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ عوامی سطح پر تحریک میں بھی سیاسی شرکت نظر آئی۔ نومبر میں ایک اہم سیاسی پیش رفت اس وقت ہوئی جب پاکستان پیپلز پارٹی نے آزاد جموں و کشمیر کی قانون ساز اسمبلی میں کامیابی کے ساتھ عدم اعتماد کی تحریک پیش کی۔ اس کے نتیجے میں وزیر اعظم چودھری انوار الحق کو ہٹا دیا گیا اور راجہ فیصل ممتاز راٹھور کو 36 ووٹوں کے ساتھ سولھویں وزیر اعظم کے طور پر منتخب کیا گیا۔ اس تبدیلی نے پارلیمانی صف بندی کو بھی تبدیل کر دیا جہاں پاکستان مسلم لیگ (ن) اپوزیشن میں چلی گئی۔

قانون ساز اسمبلی کے اندر پیش رفت کے ساتھ ساتھ نچلی سطح پر بھی سیاسی تحریک کے دوران عوامی شرکت نظر آئی۔ جوائنٹ ایکشن عوامی کمیٹی نے 29 ستمبر سے 4 اکتوبر 2025 تک خطے بھر میں ہڑتال اور احتجاج کا اہتمام کیا۔ اس میں ہزاروں شہریوں نے شرکت کی۔ احتجاج کے دوران گورننس، وسائل کے نظم و نسق اور نمائندگی کے حوالے سے بڑے پیمانہ پر عوامی عدم اطمینان کا اظہار کیا گیا۔ ستمبر کی ہڑتال سے چند دن پہلے، آزاد کشمیر حکومت اور جوائنٹ عوامی ایکشن کمیٹی کے درمیان مذاکرات کسی معاہدے کے بغیر ختم ہوگئے۔ مذاکرات کرنے والے سیاسی کرداروں میں سے بعض تو سیاسی اداروں سے منسلک تھے اور کچھ اداروں سے ہٹ کر بھی تھے۔ اس سے یہ واضح ہوا کہ مذاکرات کرنے والے ان سیاسی کرداروں نے عوامی مطالبات اور گورننس کے مسائل پر کس انداز سے بات چیت کی۔ کئی دنوں کی بدامنی کے بعد، وفاقی حکومت نے 4 اکتوبر کو احتجاجی تحریک کے رہنماؤں کے ساتھ ایک معاہدے پر دستخط کیے۔ حکومت نے زیادہ تر مطالبات کو تسلیم کرتے ہوئے بجلی کے نظام کو بہتر بنانے، دو سرنگوں کی تعمیر کے لیے فزیبلیٹی سٹڈی میں معاونت کرنے اور ایک بڑی واٹر سپلائی اسکیم کے لیے 10 ارب روپے کے مالیاتی پیکج کا وعدہ کیا۔

14 دسمبر کو آزاد جموں وکشمیر کے وزیراعظم فیصل ممتاز راٹھور نے راولاکوٹ میں اہم ترقیاتی منصوبوں کے لیے فوری طور پر فنڈز جاری کرنے کا اعلان کیا۔ انہوں نے جوائنٹ عوامی ایکشن کمیٹی سے کئے گئے معاہدوں پر عملدرآمد کے عزم کا اعادہ کیا۔ یہ فنڈز ڈسٹرکٹ ہسپتال کی تعمیر مکمل کرنے، واٹر سپلائی سکیموں، ایک میڈیکل کالج اور دل کے امراض کے ہسپتال پر خرچ کرنے کے لیے تھے۔

4 اکتوبر کے معاہدے کے متعدد مطالبات تسلیم کیے گئے لیکن مہاجرین کے لیے آزاد جموں وکشمیر قانون ساز اسمبلی میں 12 مخصوص نشستوں کا مسئلہ حل نہیں ہوا۔ کمیٹی نے بیرونی اثرورسوخ کا خاتمہ کرنے کے لیے ان نشستوں کو ختم کرنے کا مطالبہ کیا۔ یہ ایسا مطالبہ تھا جسے ماننے سے حکومت نے انکار کر دیا۔ مطالبے کو تسلیم کرنے کی بجائے حکومت نے اسمبلی میں بحث شروع کرنے اور قانونی ماہرین سے مشورہ کرنے پر اتفاق کیا تاکہ مسئلے کا ایسا حل نکالا جائے جس میں ممکنہ طور پر آئینی نظر ثانی بھی شامل ہو۔ تقریباً تین ماہ بعد ایک نو رکنی کمیٹی قائم کی گئی جس کے ذمہ اس معاملہ کا جائزہ لینا اور مانیٹرنگ اینڈ عملدرآمد کمیٹی کو سفارشات پیش کرنا تھا۔

مقامی حکومت

سال 2025 کے بڑے پیمانے پر احتجاج اور شٹ ڈاؤن ہڑتال کے دوران مظاہرین نے متعدد مسائل کی نشان دہی کی۔ ان میں مقامی حکومتوں کے اختیارات میں اضافہ، وسائل کے کنٹرول اور جوابدہی کے مطالبات نے مؤثر طریقے سے مقامی اداروں کی کارکردگی کی خامیاں اجاگر کیں۔ مظاہرین نے مقامی حکومتوں کو مضبوط بنانے اور عوامی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے اصلاحات کا مطالبہ کیا۔ اوپر بیان کیے گئے مالیاتی پیکج کے علاوہ، وفاقی حکومت کے ساتھ معاہدے میں یہ وعدہ بھی شامل تھا کہ موجودہ لوکل گورنمنٹ قوانین کو 90 دن کے اندر اے جے کے لوکل گورنمنٹ ایکٹ 1990 اور اعلیٰ عدلیہ کے متعلقہ فیصلوں کے ساتھ ہم آہنگ کیا جائے گا۔

پس ماندہ افراد کے حقوق

عورتیں

روزگار کے لیے مردوں کی بڑے پیمانے پر علاقے سے باہر ہجرت نے آزاد جموں وکشمیر میں خواتین پر بوجھ بڑھا دیا ہے، جنہیں خاندان کی بلا معاوضہ دیکھ بھال، گزارے کے لیے کھیتی باڑی اور گھریلو کام کاج سنبھالنا پڑتا ہے۔ 15 سے 29 سال کی عمر کے افراد میں بے روزگاری کی شرح 27 فیصد ہے اور رسمی شعبوں میں خواتین کی شرکت بہت کم تھی۔

صنفی بنیاد پر تشدد اور خواتین کی ہراسانی کرنے کا سلسلہ 2025 میں بھی جاری رہا۔ جنوری میں پولیس نے ضلع سدھنوتی میں جنسی زیادتی کا ایک کیس رپورٹ کیا۔ اس واقعے میں دو مشتبہ افراد شریک تھے جنہوں نے ایک 22 سالہ خاتون پر اس کے گھر میں حملہ کیا۔ ایک ملزم کو گرفتار کر لیا گیا جبکہ دوسرے کی گرفتاری کے لیے پولیس نے چھاپے مارے۔

فروری میں پولیس چیف نے ایک ایس ایچ او کی گرفتاری کا حکم دیا جس پر میرپور کے علاقے تھوتھال میں ایک برطانوی کشمیری خاتون کو جنسی طور پر ہراساں کرنے کا الزام تھا۔ متاثرہ خاتون نے الزام لگایا کہ افسر نے اسے اغوا کیا اور اسے جنسی زیادتی کا نشانہ بنانے کی کوشش کی۔ خاتون نے پولیس پر کیس کو کمزور کرنے اور اسے واپس لینے کے لیے دباؤ ڈالنے کا الزام بھی لگایا۔

اگست میں مظفرآباد میں ایک جواں سالہ خاتون پہاڑ سے گر کر ہلاک ہوگئی جو نام نہاد اخلاقی پولیسنگ میں ملوث افراد سے بھاگتے ہوئے حادثے کا شکار ہوئی تھی۔ یہ افراد خاتون کو مبینہ طور پر ہراساں کر رہے تھے۔ ایک پولیس کانسٹیبل سمیت مشتبہ افراد نے مبینہ طور پر خاتون کے ساتھ موجود شخص پر حملہ کیا۔ کچھ گرفتاریاں عمل میں لائی گئیں، جبکہ باقی افراد مفرور رہے۔ اس واقعے پر آزاد کشمیر بھر میں احتجاج بھڑک اٹھے جس میں عوامی حلقوں کی جانب سے احتساب، اخلاقیات کے نام پر ہراساں کرنے اور بھتہ خوری کے خاتمے کا مطالبہ کیا گیا۔

اس سے قبل مارچ میں مظفرآباد میں جعلی گیمنگ ایپ کو استعمال کر کے خواتین کو بلیک میل کرنے کے الزام میں دو مشتبہ افراد کو گرفتار کیا گیا۔ گیمنگ ایپ کی مدد سے خواتین کے ذاتی ڈیٹا کا ناجائز فائدہ اٹھایا گیا، متاثرین کو چالبازی

سے حساس معلومات دینے پر مجبور کیا گیا جسے پھر ہراساں کرنے اور بلیک میل کرنے کے لیے استعمال کیا گیا۔ اس وجہ سے کم از کم دو خواتین نے خودکشی کی کوشش کی۔

بچے

فروری میں آزاد کشمیر اسمبلی کے اسپیکر چودھری لطیف اکبر نے قومی اسمبلی کے بچوں کے حقوق سے متعلق پارلیمانی گروپ کے ایک وفد سے ملاقات کی۔ انہوں شرکاء کو یقین دلایا کہ آزاد جموں وکشمیر قانون ساز اسمبلی میں بچوں کے حقوق کا ایک کاکس قائم کیا جائے گا۔ اس کاکس کا مقصد بچوں کے تحفظ کے حوالے سے رابطوں کو مضبوط بنانا، تعلیم تک رسائی میں بہتری لانا اور چائلڈ لیبر کے مسئلے کو حل کرنا ہوگا۔ توقع تھی کہ مجوزہ کاکس بچوں کے حقوق کی آواز کو موثر طریقے سے آگے بڑھانے کے لیے سفارشات دے گا اور قومی اسمبلی کے کاکس کے ساتھ اشتراک عمل کرے گا۔

بچوں سے جسمانی و جنسی زیادتی۔ محکمہ سماجی بہبود نے 2025 میں آزاد جموں وکشمیر میں بچوں سے بدفعلی کے 48 واقعات رپورٹ کیے جو مظفرآباد اور راولاکوٹ میں ہوئے۔ ان مقدمات میں جسمانی تشدد کے 18، جنسی استحصال کے نو، نفسیاتی استحصال کے 10، بنیادی حقوق اور ضروریات سے محرومی کے سات اور استحصال کے چار واقعات شامل ہیں۔ لڑکیوں میں 25 کیسز سامنے آئے جو لڑکوں (23 کیسز) کے مقابلے میں کچھ زیادہ رہے۔ اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ چائلڈ پروٹیکشن یونٹ صرف دو اضلاع میں کام کرتے ہیں، واقعات کی اصل تعداد زیادہ ہونے کا امکان ہے۔ یہ صورتحال اس ضرورت کی نشاندہی کرتی ہے کہ تمام دس اضلاع میں تحفظ اور رپورٹنگ کے طریقہ کار کو وسیع کیا جائے۔

جولائی میں ڈڈیال میں ایک مقامی دکاندار کو ایک 14 سالہ لڑکے کے ساتھ جنسی زیادتی کے الزام میں گرفتار کرکے مزید تفتیش کے لیے پولیس کی تحویل میں دے دیا گیا۔ دسمبر میں جہلم وادی میں پولیس نے ایک امام مسجد کو نو سالہ بچی کے ساتھ زیادتی کے الزام میں گرفتار کیا۔

کم عمری کی شادی۔ آزاد جموں وکشمیر کی وزیر تقدیس گیلانی نے کم عمری اور جبری شادیوں کے خلاف قانون سازی کرنے کے عزم کا اظہار کیا تھا لیکن اس کے باوجود، 2025 میں آزاد جموں وکشمیر کی قانون ساز اسمبلی میں کوئی

بل پیش نہیں کیا گیا۔ شادی کے لیے عمر کی کم از کم قانونی حد بڑھانے کے معاملے پر پیشرفت سست رہی اور موجودہ قانونی ڈھانچہ اب بھی بعض حالات میں بچوں کی شادی کی اجازت دیتا ہے۔ بچوں کے تحفظ سے متعلق رائج قوانین کا نفاذ بھی کمزور رہا۔

متجنس (ٹرانس جینڈر) افراد

آزاد جموں وکشمیر نے موجودہ سماجی تحفظ کے فریم ورک میں متجنس افراد کو شامل رکھنے کی پالیسی کو برقرار رکھا ہے۔ تاہم علاقوں کی بنیاد پر مخصوص ڈیٹا اور متجنس افراد کے لیے خصوصی اقدامات کی کمی کے باعث ان کے مسائل، ضروریات اور موجودگی کو بدستور مناسب توجہ نہ مل سکی۔

فروری میں آزاد کشمیر کابینہ نے ہنرمند نوجوانوں کی معاونت کی خاطر سود سے پاک قرضوں کے لیے مجموعی طور پر ایک ارب روپے کی اسکیم کی منظوری دی تاکہ وہ اپنا کاروبار کر سکیں۔ اسکیم کیلیے اہل افراد میں متجنس افراد، خواتین اور معذوری کے ساتھ جیتے افراد بھی شامل تھے۔

معذوری کے ساتھ جیتے افراد

جنوری میں اسپیشل کمیونیکیشنز آرگنائزیشن نامی تنظیم نے معذوری کے ساتھ زندگی گزارنے والے افراد کے لیے مظفرآباد میں آزاد جموں وکشمیر کا پہلا خصوصی فری لانسنگ مرکز قائم کیا۔ اس اقدام کا مقصد یہ تھا کہ آئی ٹی کی خصوصی تربیت اور آن لائن کام کے مواقع فراہم کر کے ان افراد کی سماجی و اقتصادی شرکت کو فروغ دیا جائے۔

اے جے کے میں معذوری کا شکار افراد کے لیے پہلا مخصوص فری لانسنگ ہب قائم کیا گیا۔

مہاجرین اور ملک کے اندر نقل مکانی پر مجبور افراد

کشمیری مہاجرین۔ آزاد جموں وکشمیر میں 1989 کے بعد ہجرت کر کے آنے والے کشمیری مہاجرین کے نمائندوں نے مئی میں آزاد جموں وکشمیر کی قانون ساز اسمبلی میں مخصوص نشستوں کے قیام اور مالی معاونت میں اضافے سمیت غیر تسلیم شدہ مطالبات کے حوالے سے تشویش کا اظہار کیا۔ نمائندوں نے بتایا کہ ساڑھے نو ہزار سے زیادہ خاندان (تقریباً 46 ہزار افراد) 18 ماہ قبل اپنے مطالبات کا چارٹر جمع کروانے کے باوجود ابتر حالات میں زندگی گزار رہے ہیں۔ نمائندوں نے آباد کاری، الاؤنسز اور سیاسی نمائندگی کے معاملات کو آگے بڑھانے پر زور دیا۔ انہوں نے تنبیہ کی کہ اگر ان مسائل پر توجہ نہ دی گئی تو وہ آئندہ کا لائحہ عمل اختیار کریں گے۔

افغانوں کی واپسی۔ نومبر میں ڈڈیال میں حکام نے بائیو میٹرک تصدیق کے بعد دستاویزات نہ رکھنے والے 2,000 سے زائد افغان شہریوں کو طورخم بارڈر کے ذریعے افغانستان واپس بھیج دیا۔ یہ عمل پولیس نے نیشنل ڈیٹا بیس اینڈ رجسٹریشن اتھارٹی (نادرا) اور دیگر اداروں کے تعاون سے انجام دیا۔ حکام نے مقامی شہریوں کو متنبہ کرتے ہوئے کہا کہ دستاویزات کے بغیر کسی فرد کو پناہ دینے پر قانونی کارروائی کی جائے گی اور ساتھ ہی واضح کیا کہ صرف درست ویزہ اور پاسپورٹ رکھنے والوں کو ہی رہنے کی اجازت ہے۔

سماجی، معاشی اور ماحولیاتی حقوق

تعلیم

سال 2025 میں آزاد جموں وکشمیر کے شعبہ تعلیم میں اصلاحات بھی ہوئیں اور کچھ مشکلات بھی درپیش رہیں۔ حکومت نے انفراسٹرکچر، عملے اور اسکولوں کے انتظام کو بہتر بنانے پر توجہ دی۔ فروری میں، وزیر اعظم چودھری انوار الحق نے تعلیمی اصلاحات اور نظام میں جدت لانے کی ضرورت کو اجاگر کیا۔ انہوں نے اس عزم کا اظہار کیا کہ میرٹ کی بنیاد پر بہتری لائی جائے گی اور یتیموں کی مدد کی جائے گی۔ اس امداد میں رجسٹریشن اور امتحانی فیس سے استثنا بھی شامل ہوگا۔

جولائی میں آزاد جموں وکشمیر کی حکومت نے اساتذہ کے مسائل حل کرنے، خاص طور پر مالی مشکلات اور کام کے حالات کو بہتر بنانے کے لیے ترجیحی بنیادوں پر کام کیا۔ حکام نے اس بات پر زور دیا کہ تعلیمی نظام کی کارکردگی زیادہ موثر بنانے کے لیے اساتذہ کے ساتھ جاری بات چیت بہت اہم ہے۔

اگست میں ہائر ایجوکیشن کے وزیر ظفر اقبال ملک نے اعلان کیا کہ ستمبر کے وسط میں ایک جامع تعلیمی پیکیج متعارف کرایا جائے گا۔ اس پیکیج کا مقصد ادارہ جاتی خلا کو دور کرنا اور اسکولوں اور کالجوں میں وسائل کو بہتر بنانا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ آزاد جموں وکشمیر کے تمام اضلاع میں حکومت کالج کی سہولیات کو اپ گریڈ کرنے کیلیے 50 کروڑ روپے سے زائد کی سرمایہ کاری کر رہی ہے اور تعلیمی شعبے میں تقریباً 3,500 اسامیوں پر بھرتیاں بھی کی جا رہی ہیں۔ اکتوبر میں، حکومت نے 15 ہزار سے زیادہ تدریسی عہدوں کو اپ گریڈ کرنے کی منظوری دی۔ اس طرح اساتذہ کا پیشہ ورانہ مقام بہتر بنایا گیا۔

بھمبر میں اے جے کے کے پہلے دانش اسکول کی تعمیر کا آغاز جنوری میں ہوا۔

وفاقی حکومت کے دانش اسکول منصوبے کا مقصد کم وسائل رکھنے والے طلباء کو اچھے معیار کی تعلیم اور رہائش فراہم کرنا ہے۔ اس منصوبے کے تحت جنوری میں بھمبر میں آزاد جموں و کشمیر کے پہلے دانش اسکول کی تعمیر شروع ہوئی۔ نومبر میں باغ کے علاقے ہاڑی گہل میں دوسرے اسکول کی تعمیر شروع ہوئی۔ دونوں اسکول تکمیل کے بعد 2026 میں کھلیں گے۔

آزاد جموں و کشمیر یونیورسٹی کو ایک ارب تیس کروڑ روپے سے زائد کے خسارے کے ساتھ شدید مالی بحران کا سامنا کرنا پڑا۔ یہ بحران پنشن کے بڑھتے ہوئے اخراجات اور فنڈنگ ایک سطح پر رُک جانے کے باعث پیدا ہوا۔ انتظامیہ نے خبردار کیا کہ حکومت کی جانب سے فوری معاونت نہ کی گئی تو یونیورسٹی کا وجود خطرے میں پڑ جائے گا۔

مئی 2025 میں آزاد جموں و کشمیر کے تمام سرکاری اور نجی تعلیمی ادارے بشمول اسکول، کالج اور یونیورسٹیاں سیکیورٹی خدشات کے باعث بند کر دیئے گئے کیونکہ سرحد پار کشیدگی میں اضافہ ہو گیا تھا56۔ دو ماہ بعد موسلا دھار بارشوں، سیلابوں اور لینڈ سلائیڈنگ کے خطرات سمیت شدید موسمی حالات پیدا ہو گئے جن کی وجہ سے اسکول کچھ اور عرصہ کے لیے عارضی طور پر بند رہے جس سے پڑھائی کے تسلسل میں خلل پڑا۔

صحت

سال 2025 میں آزاد جموں و کشمیر کے لوگوں کو وفاق کے تعاون سے چلنے والے صحت کارڈ پروگرام تک رسائی حاصل نہیں رہی۔ اس پروگرام نے پہلے لاکھوں افراد کو حکومتی امداد کے ساتھ علاج معالجہ فراہم کیا تھا۔ وفاقی

حکومت کی جانب سے بقایا جات کی ادائیگی میں ناکامی کے بعد آزاد جموں و کشمیر اور ملحقہ علاقوں میں پروگرام کو معطل کر دیا گیا۔ مارچ 2024 سے اس پروگرام کی معطلی کے باعث آزاد جموں و کشمیر اور گلگت بلتستان کے ایک کروڑ سے زیادہ باشندے متاثر ہوئے۔

دسمبر میں آزاد جموں و کشمیر کی کابینہ نے ایک نئی ہیلتھ کارڈ اسکیم کی منظوری دی۔ تاہم اس پر عملدرآمد انشورنس فراہم کرنے والے کسی ادارے کے ساتھ معاہدوں کو حتمی شکل دینے کے بعد ہوگا۔ پروگرام کے لیے سالانہ بجٹ میں دو ارب روپے مختص کیے گئے۔ اسکیم پر عملدرآمد شروع ہونے کے بعد اس کے تحت سرکاری ہسپتالوں میں مفت یا مالی اعانت کے ساتھ علاج فراہم کیا جائے گا۔

دسمبر میں محکمہ صحت نے لائن آف کنٹرول کے ساتھ واقع ہسپتالوں میں 24 گھنٹے ایمرجنسی تیاری کو لازمی قرار دے دیا۔ اس کے ساتھ ٹراما اور زچگی سے متعلق خدمات کو اپ گریڈ کرنا بھی ضروری قرار دیا گیا۔ ہسپتالوں کو ہدایت کی گئی کہ وہ کشیدگی اور تنازع سے متاثرہ علاقوں میں یقینی بنائیں کہ ہنگامی حالات سے نمٹنے کے لیے مناسب عملہ، ادویات اور طبی آلات موجود ہوں۔

دسمبر میں ہی وزیراعظم نے مظفرآباد میں کینسر کی تشخیص کے جدید طریقہ کار اور علاج کے لیے نیوکلیئر میڈیسن اور آنکولوجی سینٹر کا افتتاح کیا۔ اس سہولت کا مقصد مریضوں کے آزاد جموں و کشمیر سے باہر سفر کو کم کرنا، ان کی جلد تشخیص کرنا اور علاج کو بہتر بنانا ہے۔

ماحول

موسمیاتی تبدیلی آزاد کشمیر کے لیے اب دُور کی بات نہیں رہی۔ یہ تبدیلی بے ترتیب بارشوں، سکڑتے گلیشیئرز، لینڈ سلائیڈنگ، سیلاب، جنگلات کی تباہی اور پانی کی قلت کی شکل میں روزمرہ کی زندگی کو متاثر کر رہی ہے۔ یہ موسمیاتی چیلنجز خطے میں ماحولیاتی توازن، ذرائع معاش کی پائیداری اور لوگوں کی سلامتی کے لیے خطرہ ہیں۔

فروری میں پاکستان کی کلائمیٹ چینج اینڈ انوائرنمنٹل کوآرڈینیشن کی وزارت کے حکام نے آزاد جموں و کشمیر کی حکومت کو مطلع کیا کہ اس خطے کو گرین کلائمیٹ فنڈ کے تعاون سے ایک کروڑ امریکی ڈالر کے ایک مجوزہ منصوبے میں

شامل کیا گیا ہے۔ یہ منصوبہ موسمیاتی تبدیلی کے اثرات میں کمی لانے اور نئی صورتحال سے مطابقت پیدا کرنے سے متعلق ہے۔ تاہم 2025 کے وسط تک آزاد جموں وکشمیر کو ماحولیات سے متعلق بین الاقوامی مالی معاونت تک رسائی کے لیے باضابطہ تجاویز جمع نہیں کرائی گئی تھیں۔ یہ تجاویز محکمہ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کے پاس زیر غور تھیں۔ ماہرین نے نشاندہی کی کہ ممکنہ گرین کلائمیٹ فنڈ کے وسائل کو مؤثر طریقے سے استعمال کرنے کے لیے ادارہ جاتی استعداد کو مضبوط بنانا بہت اہم ہے تاکہ فنڈ کی مدد سے خطے کو درپیش ماحولیاتی خطرات سے نمٹا جا سکے۔

اگست میں مون سون کی طوفانی بارشوں کی وجہ سے پورے آزاد جموں وکشمیر میں شدید سیلاب آئے اور لینڈ سلائیڈنگ ہوئی۔ اس صورتحال سے متعدد اموات کی اطلاع ملی اور امدادی کارروائیاں شروع کی گئیں۔ اسکولوں کو بند کر دیا گیا اور بگڑتے ہوئے موسمی حالات کے دوران 20 سے زیادہ افراد کو نقصان سے بچا لیا گیا۔

ٹریفک حادثات۔ سڑک کے ایک بڑے حادثے کے نتیجے میں چھ افراد ہلاک ہوئے۔ یہ واقعہ 12 دسمبر کو اس وقت پیش آیا جب آزاد جموں وکشمیر کے علاقے ہجیرہ سے راولپنڈی جانے والی ایک مسافر وین گراری پل کے قریب بے قابو ہو کر دریائے جہلم میں جا گری۔ مئی میں راولاکوٹ کے علاقہ تولی پیر میں ایک المناک سڑک حادثہ ہوا۔ واقعے میں آزاد کشمیر پولیس کے پانچ اہلکار اس وقت ہلاک ہوگئے جب ان کی گاڑی سڑک سے پھسل کر کھائی میں گر گئی۔ جولائی میں وادی نیلم کے چکار ہل اسٹیشن کے قریب ایک وین میں سوار اسکول کے بچے اور ڈرائیور حادثے کا شکار ہوگئے۔ وین پہاڑی سڑک سے پھسل کر کھائی میں گر گئی جس سے ڈرائیور اور کم از کم 25 بچے زخمی ہوگئے۔

ضمیمی

ضمیمہ ا

2025 میں منظور کیے گئے انسانی حقوق سے متعلق قوانین

اس ضمیمہ میں 2025 میں منظور کیے گئے ان منتخب قوانین کا خلاصہ بیان کیا گیا ہے جن کا تعلق انسانی حقوق اور آئینی جمہوریت سے ہے۔

وفاقی قانون سازی

- آئین (27 ویں ترمیم) ایکٹ 2025 آئین میں کئی طرح سے ترامیم کرتا ہے۔ یہ ایک وفاقی آئینی عدالت کے قیام کا اہتمام کرتا ہے جس کے فیصلے سپریم کورٹ آف پاکستان سمیت تمام عدالتوں پر لازم ہوں گے۔ یہ ترمیم ہائی کورٹ کے ججوں کے تبادلے کے طریقہ کار (آرٹیکل 200) کو بھی تبدیل کرتی ہے، جس کے تحت اب انہیں ان ججوں کی رضامندی اور چیف جسٹس آف پاکستان یا متعلقہ ہائی کورٹس کے چیف جسٹس صاحبان کے مشورے کے بغیر ایک سے دوسری ہائی کورٹ میں منتقل کیا جا سکتا ہے۔ مزید برآں، یہ صدر کو جوڈیشل کونسل کی سفارش پر ان تبادلوں کا مطلق اختیار دیتی ہے۔ اعلیٰ عدلیہ کی تشکیل نو کے ساتھ ساتھ، یہ آرٹیکل 243 اور 248 میں بھی ترمیم کرتی ہے، جس کے تحت اب صدر اور فیلڈ مارشل کو فوجداری کارروائی اور گرفتاری سے تاحیات استثنا حاصل ہو گیا ہے، جبکہ پہلے یہ تحفظ صرف ان کی مدتِ ملازمت تک محدود تھا۔
- نیشنل کمیشن فار مائنارٹیز رائٹس ایکٹ 2025 پاکستان میں مذہبی اقلیتوں کے سماجی، معاشی، شہری اور سیاسی حقوق کے تحفظ اور فروغ کے لیے ایک خود مختار آئینی کمیشن قائم کرتا ہے (جیسا کہ 2014ء کے سپریم کورٹ کے فیصلے میں تصور کیا گیا تھا)۔ یہ ایکٹ کمیشن کو آئینی اور قانونی تحفظات کے نفاذ کی نگرانی کرنے، حقوق کی خلاف ورزیوں کی تحقیقات کرنے، پالیسی اصلاحات کی سفارش کرنے، متاثرین کو قانونی اور مالی امداد فراہم کرنے اور ملک بھر میں اقلیتی برادریوں کی مؤثر شمولیت کو یقینی بنانے کا اختیار دیتا ہے۔

- انسدادِ دہشت گردی (ترمیمی) ایکٹ 2025 انسدادِ دہشت گردی ایکٹ 1997ء میں ترمیم کرتا ہے۔ یہ ایکٹ دہشت گردی سے متعلقہ اور سنگین عوامی امن و امان کے جرائم میں حکومت کے امتناعی حراست کے اختیارات کو وسعت دیتا ہے۔ یہ تین ماہ تک کی حراست کی اجازت دیتا ہے (جس میں آئینی تحفظات کے تحت توسیق کی جا سکتی ہے)، حراست کے احکامات جاری کرنے میں مسلح افواج کی شمولیت کی اجازت دیتا ہے، اور تین سال کی مدت کے لیے مشترکہ تحقیقاتی ٹیم (جے آئی ٹی) کے ذریعے تفتیش کا بندوبست کرتا ہے۔

- پریوینشن آف الیکٹرانک کرائمز ایکٹ (پیکا) پریوینشن آف الیکٹرانک کرائمز ایکٹ 2016 میں ترمیم کرتا ہے تاکہ ایسی آن لائن غلط یا فرضی معلومات کی دانستہ تشہیر کو جرم قرار دیا جاسکے جس سے عوام میں خوف، ہراس، افراتفری یا بے چینی پیدا ہونے کا خدشہ ہو، اگرچہ ان زمروں کی تعریف مبہم الفاظ میں کی گئی ہے۔ ایسے جرائم کے لیے، یہ تین سال تک قید، 20 لاکھ روپے تک جرمانہ، یا دونوں سزاؤں کا تعین کرتا ہے۔ یہ ایکٹ ایک طاقتور ریگولیٹری اتھارٹی، شکایات کونسل اور ایک ٹریبونل بھی قائم کرتا ہے—جو کہ تمام کے تمام انتظامیہ کے غیر متناسب کنٹرول کے تابع ہیں۔ مزید تشویشناک بات یہ ہے کہ پہلے سے قابلِ ضمانت اور ناقابلِ دست اندازیِ پولیس جرائم کو ناقابلِ ضمانت اور قابلِ دست اندازیِ پولیس جرائم میں تبدیل کر دیا گیا ہے، جس سے جبری کارروائی کا دائرہ وسیع ہو گیا ہے۔ مزید برآں، نیشنل سائبر کرائم انویسٹی گیشن ایجنسی کو فیڈرل انویسٹی گیشن اتھارٹی (ایف آئی اے) سے تبدیل کر دیا گیا ہے، البتہ یہ مناسب تحفظات کے بغیر کام کر رہی ہے۔

- اسلام آباد کیپیٹل ٹیریٹری چائلڈ میرج ریسٹرینٹ ایکٹ 2025 کا مقصد اسلام آباد کے وفاقی علاقے میں مرد اور خواتین دونوں کے لیے شادی کی کم از کم عمر 18 سال مقرر کر کے بچوں کی شادیوں کو ممنوع قرار دینا اور ان کی روک تھام کرنا ہے۔ اس کا مقصد بچوں کی شادی کو جرم قرار دے کر، والدین اور سہولت کاروں کو سزا دے کر، اور عدالتوں کو ایسی شادیاں ہونے سے پہلے ہی روکنے کا اختیار دے کر بچوں کو استحصال، بدسلوکی اور اسمگلنگ سے بچانا ہے۔

- تارکینِ وطن کی اسمگلنگ کی روک تھام (ترمیمی) ایکٹ 2025 تارکینِ وطن کی اسمگلنگ کے خلاف نفاذ کو بڑھانے کے لیے سزاؤں میں نمایاں اضافہ کر کے اور دائرہ اختیار کو خصوصی عدالتوں میں منتقل کر کے تارکینِ وطن کی اسمگلنگ کی روک تھام کے ایکٹ 2018ء میں ترمیم کرتا ہے۔
- انسانوں کی اسمگلنگ کی روک تھام (ترمیمی) ایکٹ 2025 تعریفوں کو وسعت دے کر (بشمول جنسی استحصال اور منظم گداگری)، سزاؤں میں اضافہ کر کے، اور جرائم کو ناقابلِ راضی نامہ بنا کر انسانوں کی اسمگلنگ کی روک تھام کے ایکٹ 2018ء میں ترمیم کرتا ہے۔ اس کا مقصد متاثرین کے تحفظ کو بڑھانا، اسمگلنگ کے مقدمات میں رضامندی کے دفاع کو ختم کرنا، مجرموں کے لیے سخت احتساب کو یقینی بنانا، اور انسانی اسمگلنگ کا زیادہ مؤثر طریقے سے مقابلہ کرنے کے لیے قانون کے نفاذ کو بہتر بنانا ہے۔

صوبائی قانون سازی

پنجاب

- پنجاب لوکل گورنمنٹ (ترمیمی) ایکٹ 2025ء: اہم اختیارات صوبائی حکومت کے ہاتھوں میں مرکوز کرتا ہے جنہیں بیوروکریسی کے ذریعے استعمال کیا جاتا ہے، جس سے مقامی حکومتوں کی خود مختاری مؤثر طریقے سے مجروح ہوتی ہے۔ یہ حکومت کو مقامی حکومت کے انتخابات کا پہلا مرحلہ غیر جماعتی بنیادوں پر کرانے کی بھی اجازت دیتا ہے اور ضلعی سطح کو ختم کرتا ہے۔ فراہم کردہ ووٹنگ کا طریقہ کار شہریوں کو مختلف نشستوں کے لیے متعدد ووٹ دینے کے بجائے صرف ایک ووٹ ڈالنے تک محدود کرتا ہے۔
- پولیس آرڈر (ترمیمی) ایکٹ 2025 سنگین نوعیت کے جرائم کی تفتیش کے لیے کرائم کنٹرول ڈیپارٹمنٹ قائم کرتا ہے۔ یہ صوبے میں مؤثر طریقے سے ایک متوازی پولیس ادارہ قائم کرتا ہے (کاؤنٹر ٹیررازم ڈیپارٹمنٹ اور باقاعدہ صوبائی پولیس کے علاوہ) جس کی سربراہی ایڈیشنل انسپکٹر جنرل آف پولیس کریں گے۔

- پنجاب ایسڈ کنٹرول ایکٹ 2025 کا مقصد پنجاب میں تیزاب کے حملوں کو روکنے اور افراد، بالخصوص خواتین کو تیزاب سے متعلقہ تشدد اور نقصان سے بچانے کے لیے تیزاب کی تیاری، درآمد، فروخت، ذخیرہ اندوزی اور نقل و حمل کو منظم اور سختی سے کنٹرول کرنا ہے۔ یہ تیزاب کے کاروبار میں ملوث تمام افراد اور اداروں کے لیے ایک جامع لائسنسنگ نظام متعارف کرواتا ہے، جس کے تحت ضلعی انتظامیہ کی اجازت کے بغیر تیزاب کا کاروبار کرنا غیر قانونی ہو جاتا ہے۔ یہ ایکٹ غفلت اور تیزاب کے غلط استعمال پر مجرمانہ ذمہ داری بھی عائد کرتا ہے۔

- پنجاب آٹزم اسکول اینڈ ریسورس سینٹر ایکٹ 2025 پنجاب میں ایک مخصوص ادارتی فریم ورک قائم کر کے آٹزم اسپیکٹرم ڈس آرڈر (ASD) کے شکار بچوں کی تعلیم، شمولیت اور بہبود کے حق کو یقینی بناتا ہے۔ یہ آٹزم کے شکار بچوں کے لیے خصوصی تعلیم، تھراپی کی سہولیات، اور استعداد سازی کی خدمات فراہم کرنے کے لیے ایک آٹزم اسکول اور ریسورس سینٹر کے قیام کا بندوبست کرتا ہے، جبکہ شمولیت کے طریقوں کو فروغ دیتا ہے۔

- پنجاب سینٹر آف ایکسیلنس آن کاؤنٹرنگ وائلنٹ ایکسٹریم ازم ایکٹ 2025 نفرت، انتہا پسندی، بنیاد پرستی، عدم برداشت، فلاحی اداروں کے غلط استعمال، اور دہشت گردی و دہشت گرد تنظیموں کی شان میں قصیدہ گوئی کے بیانیے کے ذریعے پاکستان کے خلاف دہشت گردی اور تخریبی سرگرمیوں سے پیدا ہونے والے مسائل اور چیلنجوں سے نمٹنے کے لیے اور ان کی بنیادی وجوہات اور اس سے جڑے معاملات کی تشخیص کے لیے پنجاب میں تحقیق پر مبنی سینٹر آف ایکسیلنس کے قیام کا بندوبست کرتا ہے۔

- پنجاب اسٹیبلشمنٹ آف اسپیشل کورٹس (اوورسیز پاکستانیز پراپرٹی) ایکٹ 2025 کا مقصد جائیداد کے تنازعات کے تصفیے کے لیے ایک خصوصی، تیز رفتار اور مؤثر عدالتی طریقہ کار فراہم کر کے بیرونِ ملک مقیم پاکستانیوں کی غیر منقولہ جائیداد کی ملکیت اور قبضے کے حقوق کا تحفظ کرنا ہے۔ یہ خصوصی عدالتیں قائم کرتا ہے جو خصوصی طور پر بیرونِ ملک مقیم پاکستانیوں کی طرف سے دائر جائیداد سے متعلق درخواستوں کی سماعت کے لیے وقف ہیں، جس میں الیکٹرانک فائلنگ، ورچوئل سماعتیں اور تیز رفتار کارروائی کی دفعات شامل ہیں۔

سندھ

- سندھ سینٹر فار ایکسیلنس آن کاؤنٹرنگ وائلنٹ ایکسٹریم ازم ایکٹ 2025 کا مقصد صوبہ سندھ میں نفرت، انتہا پسندی، بنیاد پرستی، عدم برداشت، فلاحی اداروں کے غلط استعمال، مشکوک اداروں کے لیے فنڈز جمع کرنے، اور دہشت گردی و دہشت گرد تنظیموں کی شان میں قصیدہ گوئی کے بیانیے کے ذریعے پیدا ہونے والی پرتشدد انتہا پسندی، دہشت گردی، عسکریت پسندی اور تخریبی سرگرمیوں کا مقابلہ کرنا ہے، اور اس کی بنیادی وجوہات کی تشخیص اور اس سے جڑے معاملات کو حل کرنا ہے۔
- انسدادِ دہشت گردی (سندھ ترمیمی) ایکٹ 2025 انسدادِ دہشت گردی ایکٹ 1997ء میں ترمیم کرتا ہے۔ یہ محکمہ داخلہ، صوبائی حکومت کی منظوری سے، ضرورت کے مطابق عدالتوں کی تعداد میں اضافہ، کمی یا انہیں ختم کر سکتا ہے۔ ایسے معاملات میں، نئے قائم کردہ، کم کیے گئے یا ختم کیے گئے عدالتوں میں زیرِ التواء مقدمات محکمہ کی طرف سے مناسب دائرہ اختیار رکھنے والی دوسری عدالت میں منتقل کیے جائیں گے۔

خیبر پختونخوا

- خیبر پختونخوا لوکل گورنمنٹ (ترمیمی) ایکٹ 2025 خیبر پختونخوا لوکل گورنمنٹ ایکٹ 2013ء میں ترمیم کرتا ہے۔
- خیبر پختونخوا سینٹینسنگ (ترمیمی) ایکٹ 2025ء (خیبر پختونخوا سزا دہی ایکٹ) خیبر پختونخوا سینٹینسنگ ایکٹ 2021ء میں ترمیم کرتا ہے۔ اس کے تحت وزیر اعلیٰ حاضر سروس یا ریٹائرڈ سول سرونٹس، پراسیکیوٹرز، ججز، وکلاء اور فوجداری نظامِ انصاف کے ماہرین میں سے ارکان کا تقرر کر سکتے ہیں۔

- خیبر پختونخوا کمیشن آن دی اسٹیٹس آف ویمن (ترمیمی) ایکٹ 2025 خیبر پختونخوا کمیشن آن دی اسٹیٹس آف ویمن ایکٹ 2016ء میں ترمیم کرتا ہے تاکہ متعلقہ محکمہ کی منظوری سے ضلعی کمیٹیاں قائم کی جا سکیں، جو ضلع کے ہر دفتر کے لیے پالیسیوں، پروگراموں اور منصوبوں کا معائنہ اور جائزہ لیں اور یہ یقینی بنائیں کہ وہ صنفی خدشات کو مناسب طریقے سے حل کریں۔ ضلعی کمیٹی کی سربراہی ایک خاتون کرے گی جو ان شرائط و ضوابط کے مطابق اور اتنی مدت کے لیے ہوگی جو قواعد و ضوابط میں مقرر کی جائے، اور اس کے ارکان کی تعداد محکمہ طے کرے گا، بشرطیکہ متعلقہ ضلع کی تحصیل مقامی حکومتوں میں سے دو خاتون ارکان کو ضلعی کمیٹی میں شامل کیا جائے۔

- خیبر پختونخوا اوورسیز پاکستانیز کمیشن ایکٹ 2025 صوبہ خیبر پختونخوا میں خیبر پختونخوا اوورسیز پاکستانیز کمیشن قائم کرتا ہے تاکہ سرکاری ایجنسیوں سے متعلق بیرونِ ملک مقیم پاکستانیوں کی شکایات موصول کر کے ان کا ازالہ کیا جا سکے اور ایسے بیرونِ ملک مقیم پاکستانیوں کی شکایات اور تجاویز متعلقہ دفاتر کو بھیجی جا سکیں۔

بلوچستان

- انسدادِ دہشت گردی (بلوچستان ترمیم) ایکٹ 2025 انسدادِ دہشت گردی ایکٹ 1997ء میں ترمیم کرتا ہے جس کے تحت قانون نافذ کرنے والے اداروں کو کسی بھی شخص کو بغیر کسی الزام کے تین ماہ تک حراست میں رکھنے کا اختیار دیا گیا ہے۔ ایسے حراست کے احکامات مسلح افواج یا انٹیلی جنس ایجنسیاں بھی جاری کر سکتی ہیں۔ اس ایکٹ کے تحت تحقیقات ایک پولیس افسر جس کا عہدہ سپرنٹنڈنٹ سے کم نہ ہو، یا مشترکہ تحقیقاتی ٹیم (جے آئی ٹی) کے ذریعے کی جاتی ہیں جسے تلاشی، گرفتاری اور جائیداد کی ضبطگی سے متعلق تمام اختیارات حاصل ہوں۔

- بلوچستان چائلڈ میرجز ریسٹرینٹ ایکٹ 2025 کا مقصد بلوچستان میں مرد اور خواتین دونوں کے لیے شادی کی کم از کم عمر بڑھا کر 18 سال کرنا اور بچوں کے لیے قانونی تحفظات کو مضبوط بنا کر کم عمری کی شادی کا خاتمہ کرنا ہے۔ یہ کم عمری کی شادی کرانے، سہولت فراہم کرنے اور اس کے فروغ کو

جرم قرار دیتا ہے، بشمول والدین، سرپرستوں اور نکاح رجسٹراروں کے ذریعے۔ یہ قانون مجرموں کے لیے قید اور جرمانے سمیت سخت سزائیں متعارف کرواتا ہے اور عدالتوں کو کم عمری کی شادیوں کو روکنے کے لیے حکمِ امتناع جاری کرنے کا اختیار دیتا ہے۔ یہ صوبائی قانون کو آئینی ضمانتوں اور بین الاقوامی انسانی حقوق کے معیارات کے مطابق بناتے ہوئے بچوں کے بہترین مفادات، صحت، تعلیم اور بہبود کو ترجیح دیتا ہے۔

- بلوچستان پروٹیکشن اگینسٹ ہراسمنٹ آف ویمن ایٹ دی ورک پلیس (ترمیمی) ایکٹ 2025 بلوچستان پروٹیکشن اگینسٹ ہراسمنٹ آف ویمن ایٹ دی ورک پلیس ایکٹ 2016 میں ترمیم کرتا ہے۔ حکومت کو سرچ کمیٹی کی سفارش پر بلوچستان کے لیے ایک خاتون محتسب کا تقرر کرنا ہوگا۔

- بلوچستان میٹرنل اینڈ پیرینیٹل ڈیتھ سرویلنس اینڈ رسپانس ایکٹ نمبر XXII بابت 2025 پورے بلوچستان میں زچگی اور نوزائیدہ بچوں کی اموات کو ریکارڈ کرنے کے لیے ایک مؤثر نظام قائم کرتا ہے۔

- بلوچستان سویلین وکٹمز آف ٹیررازم (ریلیف اینڈ ری ہیبلیٹیشن) (ترمیمی) ایکٹ 2025 بلوچستان سویلین وکٹمز آف ٹیررازم (ریلیف اینڈ ری ہیبلیٹیشن) ایکٹ 2014 میں ترمیم کرتا ہے۔

انتظامی علاقوں میں قانون سازی

گلگت بلتستان

- گلگت بلتستان کمیشن آن دی اسٹیٹس آف ویمن (ترمیمی) ایکٹ 2024 چیئرپرسن کے لیے اہلیت کی شرائط میں ایک اہم تبدیلی متعارف کرواتا ہے۔ چیئرپرسن کے لیے واحد اہلیت یہ ہے کہ وہ ایک خاتون ہونی چاہیے، جس کے لیے تعلیمی تجربے کی کوئی شرط نہیں ہے۔

ضمیمہ 2

ایچ آر سی پی کی اہم سرگرمیاں

ایچ آر سی پی کا کام چھ اہم حکمتِ عملی کے شعبوں پر مشتمل ہے (جن کی تفصیل نیچے دی گئی ہے)، جن میں سے بعض شعبہ جات میں ایک دوسرے سے جُڑا ہوا کام بھی شامل ہے۔ یہ کام درج ذیل صورتوں میں انجام دیا جاتا ہے: (الف) انسانی حقوق کی نگرانی اور فیکٹ فائنڈنگ، (ب) تحقیق، دستاویزات سازی اور تعلم، (ج) تربیت اور استعداد سازی، (د) یکجہتی کے لیے ملاقاتیں اور اتحاد سازی (ہ) آگاہی مہمات، (و) ایڈووکیسی اور لابنگ، (ز) انسانی حقوق کی تعلیم اور نوجوانوں کی شمولیت، (ح) مفادِ عامہ سے متعلق مقدمہ بازی، (ط) انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کے متاثرین کی معاونت۔

اس کے علاوہ کمیشن کے ارکان ہر ماہ انسانی حقوق سے متعلق مقامی یا قومی اہمیت کے اہم موضوعات پر باقاعدگی سے اجلاس منعقد کرتے ہیں۔ ایچ آر سی پی کے اس کام کی رہنمائی اس "نالج مینجمنٹ سسٹم" سے ہوتی ہے جس میں 1990 سے اب تک کے انسانی حقوق سے متعلق خبروں کو ڈیجیٹل شکل میں محفوظ کیا گیا ہے اور اسے 20 بڑے موضوعات اور 130 ذیلی موضوعات میں تقسیم کیا گیا ہے۔

- کمزور اور غیر محفوظ طبقات کے خلاف امتیاز اور تشدد کا تدارک
- 17 جنوری، راجن پور: دلہنوں کی اسمگلنگ اور نقصان دہ روایتی رسوم پر آوٹ ریچ میٹنگ۔
- 21 جنوری، ملتان: خواتین کے تحفظ کے مرکز اور جینڈر کرائم یونٹ کا نیٹ ورکنگ دورہ۔
- 27 جنوری، شکارپور: صنفی بنیاد پر تشدد کے خاتمے پر آوٹ ریچ میٹنگ اجلاس۔
- 12 فروری، تربت: قومی یومِ خواتین کی مناسبت سے موبلائزیشن اجلاس۔
- 18 فروری، گلگت: گلگت بلتستان معذوری کا شکار افراد کے حقوق ایکٹ 2019 کے ضوابط کار کی تشکیل پر ایڈووکیسی اجلاس۔

- 19 فروری، پشاور: مذہبی اقلیتوں پر اثر انداز ہونے والے عائلی قوانین پر مشاورت۔
- 24 فروری، سانگھڑ: خواتین اور لڑکیوں کے خلاف تشدد کی شرح پر مشاورت۔
- 26 فروری، اسلام آباد: ایچ آر سی پی کے قومی بین المذاہب ورکنگ گروپ کا اجلاس۔
- 8 مارچ، ملتان: ایک مسیحی خاندان کی بے دخلی پر فیکٹ فائنڈنگ مشن۔
- 10 مارچ، گلگت: گلگت بلتستان میں خواتین کے حق میں قوانین کے نفاذ کے عمل کو تیز کرنے پر مشاورت۔
- 13 مارچ، پشاور: اے آئی جی (انسانی حقوق) کے ساتھ ملاقات۔
- 13 مارچ، لاہور: 'دستک' کا نیٹ ورکنگ دورہ۔
- 18 مارچ، لاہور: 'حق بات' پوڈ کاسٹ کی قسط کا اجرا: '2014 کے جیلانی فیصلے پر نظرِ ثانی: ایک بھولا ہوا وعدہ؟'
- 18 مارچ، اسلام آباد: خواتین کے حقوق کے تحفظ پر ایڈووکیسی اجلاس۔
- 20 مارچ، ملتان: مذہبی اقلیتوں کے وراثتی حقوق پر ایڈووکیسی اجلاس۔
- 24 مارچ، اسلام آباد: یو این ایچ سی آر کنٹری آفس کے ساتھ نیٹ ورکنگ اجلاس۔
- 28 مارچ، کراچی: کراچی میں غیرت کے نام پر قتل کی شرح پر فیکٹ فائنڈنگ مشن۔
- 11 اپریل، گلگت: فیملی ہیلتھ ایسوسی ایشن آف پاکستان کا نیٹ ورکنگ دورہ۔
- 14 اپریل، لاہور: صنفی بنیاد پر تشدد کی شرح پر مشاورت۔
- 21 اپریل، گلگت: گلگت بلتستان میں صنفی تشدد کے واقعات کی رپورٹنگ پر اجلاس۔
- 13 مئی، حیدرآباد: سرکاری زمین سے ہندو برادری کی ممکنہ بے دخلی پر شکایات سیل کی تحقیقات۔
- 20 مئی، کوئٹہ: خواتین محتسب کے دفتر کا نیٹ ورکنگ دورہ۔

- 19 جون، اسلام آباد و کراچی: 'ٹرانس جینڈر پرسنز (تحفظِ حقوق) ایکٹ 2018' کے تحت اپنی مرضی کی شناخت کے حق پر گول میز اجلاس۔
- 24 جون، کراچی: محکمہ ترقیِ نسواں کا نیٹ ورکنگ دورہ۔
- 24 جون: 'حق بات' پوڈ کاسٹ: "ہمیں ویسا ہی دیکھیں جیسے ہم ہیں" (ٹرانس جینڈر افراد کی شناخت کے حق پر)۔
- 15 جولائی، ملتان: بچوں کے خلاف جنسی تشدد کے سدِ باب پر ایڈووکیسی اجلاس۔
- 17 جولائی، حیدرآباد: پسماندہ طبقات کے لیے انصاف، وقار اور تحفظ پر آؤٹ ریچ میٹنگ۔
- 17 جولائی، ملتان: چولستان میں زمین کے حقوق کی خلاف ورزیوں پر فیکٹ فائنڈنگ مشن۔
- 21 جولائی، کراچی: خواتین کے خلاف تشدد کے خاتمے پر آؤٹ ریچ میٹنگ ۔
- 22 جولائی، پشاور: ڈی پی او مردان، خواتین پولیس اسٹیشن اور بار ایسوسی ایشن کے ساتھ نیٹ ورکنگ میٹنگ ۔
- 23 جولائی، پشاور: اقلیتوں کے حقوق کے فروغ پر آؤٹ ریچ میٹنگ۔
- 1 اگست، کوئٹہ: ایک خاتون کے خلاف توہینِ مذہب کے الزامات پر شکایات سیل کی تحقیقات۔
- 18 اگست، پشاور: ایک خاتون اور دو بچوں کے مبینہ اغوا اور جبری تبدیلیِ مذہب پر شکایات سیل کی تحقیقات۔
- 19 اگست، لاہور: ایچ آر سی پی کی رپورٹ کا اجرا: 'خوف کے سائے: 2024/25 میں مذہب یا عقیدے کی آزادی'۔
- 12 ستمبر، گلگت: کمزور طبقات کے حقوق کے تحفظ پر ایڈووکیسی اجلاس۔
- 18 ستمبر، لاہور: اقلیتوں کے حقوق کے فروغ پر آؤٹ ریچ میٹنگ۔

- 22 ستمبر، کوئٹہ: اقلیتوں کے حقوق کے فروغ پر آؤٹ ریچ میٹنگ۔
- 27 ستمبر، کوئٹہ: ویمن کرائسز سینٹر کا دورہ۔
- 30 ستمبر، لاہور: ویمن کرائسز سینٹر اور بار ایسوسی ایشن کا دورہ۔
- 8 اکتوبر، لاہور: پنجاب کمیشن برائے حقوقِ نسواں کے ساتھ نیٹ ورکنگ اجلاس۔
- 22 اکتوبر، ملتان: دارالامان کا دورہ۔
- 24 اکتوبر، پشاور: دارالامان کا دورہ۔
- 6 نومبر، تربت: خواتین پولیس اسٹیشن کا نیٹ ورکنگ دورہ۔
- 17 نومبر، کراچی: ویمن ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ کا نیٹ ورکنگ دورہ۔
- 18 نومبر، اسلام آباد: 'بیداری' کا نیٹ ورکنگ دورہ۔
- 20 نومبر، حیدرآباد: گورنمنٹ فاطمہ گرلز ایلیمنٹری اور مڈل اسکولز میں حقوق کی آگاہی سے متعلق کیمپ۔
- 25 نومبر، تربت: خواتین کے خلاف تشدد کے خاتمے کے عالمی دن پر سول سوسائٹی کا مکالمہ۔
- 27 نومبر، حیدرآباد: سندھ یونیورسٹی جامشورو میں خواتین کے خلاف تشدد کے خاتمے پر مکالمہ۔
- 27 نومبر، کراچی: ٹیکنالوجی کے ذریعے خواتین کو ہراساں کیے جانے سے تحفظ پر مکالمہ (16 روزہ مہم)۔
- 29 نومبر، پشاور: خواتین اور لڑکیوں کے خلاف ڈیجیٹل تشدد کے خاتمے پر مکالمہ (16 روزہ مہم)۔
- 9 دسمبر، لاہور: وسطی پنجاب میں غیرت کے نام پر جرائم کے دوبارہ ابھرنے پر مشاورت۔
- 9 دسمبر، ملتان: جنوبی پنجاب میں خواتین کے خلاف تشدد پر مشاورت۔
- 10 دسمبر، لاہور: چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو کا دورہ۔
- 11 دسمبر، کوئٹہ: اینٹی ریپ سیل کا دورہ۔

- 11 دسمبر، گلگت: بچوں کے تحفظ کے اقدامات کو مضبوط بنانے پر مشاورت۔
- 18-19 دسمبر، ملتان: ایک فرد کے مبینہ اغوا اور سرِعام تشدد و تذلیل پر شکایات سیل کی تحقیقات۔
- 23 دسمبر، لاہور: چائلڈ پروٹیکشن ویلفیئر بیورو کا دورہ۔
- 23 دسمبر، گلگت: گلگت بلتستان کے سیلاب زدہ علاقوں میں خواتین اور لڑکیوں کے تحفظ اور صنفی تشدد سے نمٹنے پر گول میز اجلاس۔

مزدوروں اور کسانوں کے حقوق کا دفاع

- 20 فروری، اسلام آباد: سوشل سکیورٹی کے حق پر مشاورت۔
- 25 فروری، کراچی: قید ماہی گیروں کے حقوق پر مشاورت۔
- 14 مارچ، کراچی: قید ماہی گیروں کی صورتحال پر عوامی مکالمہ اور رپورٹ 'Caught in the net' کا اجرا۔
- 27 اپریل، ملتان: چھوٹے کسانوں اور مزارعین کے حقوق پر کسان کنونشن۔
- 29 اپریل، کراچی: اساتذہ کی تنخواہوں میں تاخیر پر مشاورت۔
- 17 مئی، ملتان: لیبر حقوق کے معیارات اور ایڈووکیسی کی حکمت عملیوں پر تربیتی ورکشاپ۔
- 28 مئی، کراچی: سرکاری جامعات میں تنخواہوں اور پنشن کی ادائیگی پر ایڈووکیسی میٹنگ۔
- 14 جولائی - 18 اگست: اسلام آباد، حیدرآباد، ملتان، گلگت، پشاور، لاہور، کراچی اور تربت میں فلم 'بقا سے آگے: باوقار کام کی جدوجہد' کی نمائش۔
- 20 اگست، لاہور: لیبر حقوق کے معیارات پر تربیتی ورکشاپ۔
- 28 نومبر، لاہور: پنجاب لیبر کوڈ پر پریس کانفرنس۔
- 1 دسمبر، لاہور: پنجاب لیبر کوڈ اور مزدوروں پر اس کے ممکنہ اثرات پر مشاورت۔

آئینی جمہوریت، وفاقیت اور انتخابی اصلاحات کی مضبوطی

- 6 نومبر، تربت: جمہوریت کے عالمی دن کے حوالے سے آؤٹ ریچ میٹنگ۔
- 13 نومبر، لاہور: 27 ویں آئینی ترمیم پر مشاورت۔
- 6 دسمبر، کوئٹہ: 27 ویں آئینی ترمیم پر تبادلہ خیال۔

قانون کی حکمرانی اور عدالتی اصلاحات (تشدد، جبری گمشدگیوں اور ماورائے عدالت قتل کا خاتمہ)

- 26 جون، لاہور: تشدد کے خلاف اقوام متحدہ کی کمیٹی کے 2025 کے جائزے پر مشاورت۔
- 4 ستمبر، کراچی: 'قانون کو نو آبادیات سے پاک کرنا: پاکستان میں انسانی حقوق اور قانونی اصلاحات' کے عنوان سے کانفرنس۔
- 10 اکتوبر، کوئٹہ، کراچی اور پشاور: سزائے موت کے خلاف عالمی دن کی مناسبت سے مشاورت اور مظاہرے۔
- 21 اکتوبر، لاہور: کوٹ لکھپت جیل کا نیٹ ورکنگ دورہ۔
- 21 اکتوبر، کراچی: ضمانت، پروبیشن اور پیرول کے حق پر ایڈوکیسی اجلاس۔
- 18 نومبر، پشاور: خیبر پختونخوا میں تنازعات کے متبادل حل پر مشاورت اور رپورٹ کا اجرا۔
- 22-24 دسمبر، لاہور: پنجاب میں ماورائے عدالت قتل کے واقعات کی تحقیقات کے لیے فیکٹ فائنڈنگ مشن۔

ضمیمہ 2

سول سوسائٹی کی آزادی اور دائرہ عمل کو آزاد کرانے کے لیے

- 15 جنوری، اسلام آباد: 'آئی سی ٹی پرامن اجتماع اور پبلک آرڈر ایکٹ 2024 کے اثرات پر مشاورتی اجلاس۔
- 24 جنوری، کراچی: آزادیِ اظہار پر پابندیوں کے حوالے سے پریس کانفرنس اور ایچ آر سی پی کی رپورٹ 'سخت سزائیں: 2024-2022 کے دوران آزادیِ اظہار کی صورتحال' کا اجرا۔
- 7 فروری، ملتان: صحافیوں کی سائبر ہراسانی پر عوامی مکالمہ۔
- 21 فروری، کوئٹہ: ڈیجیٹل آزادیوں پر عائد پابندیوں پر مشاورت۔
- 15 مارچ: 'حق بات' پوڈ کاسٹ کی قسط کا اجرا بعنوان 'آزادی سے بولیں: پریس میں سنسر شپ کا مقابلہ'۔
- 3 مئی، کراچی: ورلڈ پریس فریڈم ڈے (عالمی یومِ آزادیِ صحافت) کے حوالے سے اجلاس۔
- 24 جون، لاہور: آزادیِ اظہار کی صورتحال پر قومی ورکنگ گروپ کا اجلاس۔
- 3 جولائی، اسلام آباد: پیکا (ترمیمی) ایکٹ 2025 کے آزادیِ اظہار پر اثرات کے حوالے سے مشاورت۔
- 17 جولائی، اسلام آباد: کم ہوتی ہوئی ڈیجیٹل آزادی پر گول میز کانفرنس۔
- 27-26 جولائی، لاہور: ساؤتھ ایشینز فار ہیومن رائٹس کے تعاون سے علاقائی کانفرنس بعنوان 'رابطے، نہ کہ سرحدیں : جنوبی ایشیا میں حقوق پر مبنی علاقائی تحریکوں کی تعمیر'۔
- 22 اگست، اسلام آباد: حقِ معلومات کے قوانین کے استعمال پر تربیتی ورکشاپ۔
- 24 ستمبر، لاہور: پنجاب میں آزادیِ اظہار کی صورتحال پر آؤٹ ریچ میٹنگ۔
- 7 نومبر، تربت: شہری آزادیوں اور جمہوری حقوق پر ایڈوو کیسی اجلاس۔
- 25 دسمبر: پریوینشن آف الیکٹرانک کرائمز ایکٹ اور اس کے مضمرات پر ویبنار۔

موسمیاتی اقدامات میں شراکت داری اور مقامی برادریوں کے قدرتی وسائل کے حقوق کا تحفظ

- 25 فروری: 'حق بات' پوڈ کاسٹ کی قسط بعنوان 'زمین خطرے میں: موسمیاتی بحران کس طرح انتہائی کمزور طبقات کو متاثر کرتا ہے'۔
- 10-15 مارچ، اسلام آباد: مارگلہ ہلز نیشنل پارک میں غیر قانونی تعمیرات کے ماحولیاتی اثرات پر فیکٹ فائنڈنگ مشن۔
- 15 مئی، حیدرآباد: سندھ میں مقامی برادریوں کی آبائی زمینوں پر غیر قانونی قبضے کے خلاف ایڈووکیسی اجلاس۔
- 3 جون، حیدرآباد: دریائے سندھ پر نہروں کی تعمیر کے خلاف احتجاج کے دوران ہونے والی ہلاکتوں پر فیکٹ فائنڈنگ مشن۔
- 16 جون، کوئٹہ: معدنی وسائل کے تناظر میں مقامی برادریوں کے قدرتی وسائل پر حقوق پر گول میز اجلاس۔
- 17 جون، گلگت: معدنی وسائل کے تناظر میں مقامی برادریوں کے حقوق پر گول میز اجلاس۔
- 18 جون، حیدرآباد: کارپوریٹ فارمنگ کے تناظر میں مقامی برادریوں کے قدرتی وسائل پر حقوق پر گول میز اجلاس۔
- 18 جون، ملتان: ایچ آر سی پی کی رپورٹ 'غیر مساوی استحقاق: چولستان میں حقوقِ اراضی کی صورتحال' کے اجرا کے لیے پریس کانفرنس۔
- 23 جون، ملتان: کارپوریٹ فارمنگ کے تناظر میں مقامی برادریوں کے حقوق پر پریس کانفرنس۔
- 25 جون، پشاور: معدنی وسائل کے تناظر میں مقامی برادریوں کے حقوق پر گول میز اجلاس۔

- 10 جولائی، حیدرآباد: سندھ میں ماحولیاتی مسائل اور حکومتی اقدامات پر مشاورت۔
- 16 جولائی، لاہور: لاہور میں مجوزہ 'اربن ٹرانزٹ سسٹم' کے ماحولیاتی اثرات پر سول سوسائٹی کا مکالمہ۔
- 22 جولائی، لاہور: لاہور میں مجوزہ 'اربن ٹرانزٹ سسٹم' کے ماحولیاتی اثرات پر مشاورتی اجلاس۔
- 7 اگست، اسلام آباد: قدرتی وسائل پر مقامی برادریوں کے حقوق پر ایڈووکیسی اجلاس۔
- 2 نومبر، ملتان: سیلاب کے بعد کمزور گھرانوں کی بحالی پر مشاورت۔

بین الموضوعاتی سرگرمیاں

- 2 جنوری: کم آمدنی والی برادریوں پر گیس کی قلت کے اثرات پر ویبنار۔
- 15 جنوری، مٹیاری: محکمہ پولیس کا نیٹ ورکنگ دورہ۔
- 16 جنوری، لاہور: تحفظ مرکز کا نیٹ ورکنگ دورہ۔
- 24-25 جنوری، حیدرآباد: حقوق پر مبنی نیٹ ورکس کے لیے بنیادی حقوق اور ایڈووکیسی پر تربیتی ورکشاپ۔
- 30-31 جنوری، اسلام آباد: انسانی حقوق کے دفاع کاروں کے لیے قومی و بین الاقوامی قانونی فریم ورک پر تربیتی ورکشاپ۔
- 10-11 فروری، ٹھٹھہ: سول سوسائٹی گروپس کے لیے انسانی حقوق اور ایڈووکیسی پر تربیتی ورکشاپ۔
- 11 فروری، خانیوال: ڈسٹرکٹ پولیس آفس کا نیٹ ورکنگ دورہ۔
- 25 فروری، کراچی: آئی جی سندھ اور اے آئی جی (انسانی حقوق) سے نیٹ ورکنگ ملاقات۔
- 27 فروری، قصور: انسانی حقوق کے مقامی مسائل پر مشاورت۔
- 10 اپریل، ملتان: خدمت مرکز کا نیٹ ورکنگ دورہ۔
- 15-16 اپریل، اسلام کوٹ، نگر پارکر اور چھاچھرو: تین انسانی حقوق کیمپ۔

- 16 اپریل، حیدرآباد: مقامی انتظامیہ اور سول سوسائٹی کے ساتھ انسانی حقوق کے مسائل پر مشاورت۔
- 16-17 اپریل، پشاور: سول سوسائٹی کے لیے انسانی حقوق اور ایڈووکیسی پر تربیتی ورکشاپ۔
- 25 اپریل، کراچی: انسانی حقوق کے دفاع کاروں کے لیے قانونی فریم ورک پر ورکشاپ۔
- 30 اپریل، اسلام آباد: "انسانی حقوق کی صورتحال 2024 رپورٹ کا اجرا۔
- 7 مئی، لاہور: انسانی حقوق کے دفاع کاروں کی قومی مشاورت (ایچ آر سی پی کونسل کا اجلاس)۔
- 16-17 مئی، کراچی: انسانی حقوق کے قانون پر تربیتی ورکشاپ۔
- 20 مئی، ملتان: انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں پر 'استثنا' کے خاتمے میں قانون اور سول سوسائٹی کے کردار پر اجلاس۔
- 21-22 مئی، پشاور: این جی اوز کے لیے پراجیکٹ مینجمنٹ اور ایڈووکیسی پر ورکشاپ۔
- 25 مئی، گلگت: ایس ایچ او غذر کے ساتھ نیٹ ورکنگ ملاقات۔
- 25 مئی، تربت: مقامی انسانی حقوق کی صورتحال پر اجلاس۔
- 26 مئی، گلگت: اشکومن پولیس اسٹیشن کا دورہ۔
- 13 جون، کراچی: سندھ میں انسانی حقوق کی صورتحال پر پریس کانفرنس۔
- 28-29 جون، اسلام آباد: اسٹاف پلاننگ اور جائزہ اجلاس۔
- 9-12 جولائی، کوئٹہ: بلوچستان میں شہری آزادیوں میں کمی اور جبری گمشدگیوں سمیت انسانی حقوق کی مجموعی صورتحال کا جائزہ لینے کے لیے فیکٹ فائنڈنگ مشن۔
- 22 جولائی، لاہور: پنجاب میں انسانی حقوق کی صورتحال پر پریس کانفرنس۔
- 2 اگست، لاہور: 'حق بات پوڈ کاسٹ: انسانی حقوق کی صورتحال 2024۔

- 6 اگست، اسلام آباد: ایچ آر سی پی کی رپورٹ 'بلوچستان: اعتماد کا بحران' کے اجرا کے لیے پریس کانفرنس۔
- 16-17 اگست، گلگت: بین الاقوامی انسانی حقوق کے فریم ورک پر تربیتی ورکشاپ۔
- 16 ستمبر، اسلام آباد: پراجیکٹ کلوزنگ میٹنگ۔
- 29 ستمبر، اسلام آباد: انسانی حقوق کے دفاع کاروں کے لیے انسانی حقوق کے قانون پر ورکشاپ۔
- 15 اکتوبر، لاہور/اسلام آباد: نیشنل کمیشن فار ہیومن رائٹس کے ساتھ نیٹ ورکنگ ملاقات۔
- 15 اکتوبر، حیدرآباد: ڈی آئی جی آفس کا دورہ۔
- 22 نومبر، لاہور: ایچ آر سی پی کونسل کا اجلاس۔
- 23 نومبر، لاہور: انسانی حقوق کے دفاع کاروں کا قومی کنونشن: 39 واں سالانہ عمومی اجلاس۔
- 10 دسمبر، کراچی: انسانی حقوق کے عالمی دن کے حوالے سے کانفرنس۔
- 18 دسمبر، پشاور: آئی جی شکایت سیل کا دورہ۔
- 19 دسمبر، حیدرآباد: ایس ایس پی آفس کا دورہ۔
- 19 دسمبر، حیدر آباد: ایس ایس پی جامشورو کے ساتھ نیٹ ورکنگ ملاقات۔
- 22 دسمبر، اسلام آباد: وزارتِ انسانی حقوق کے ساتھ نیٹ ورکنگ ملاقات۔
- 29-30 دسمبر، اسلام آباد: اسٹاف پلاننگ اور ریویو میٹنگ۔

تصانیف

انسانی حقوق کی صورتحال سیریز

پاکستان میں انسانی حقوق کی صورتحال 2024 (انگریزی)۔

پاکستان میں انسانی حقوق کی صورتحال 2024 (اردو)۔

موضوعاتی رپورٹس

- سخت سزائیں: 2024-2022 میں آزادیِ اظہار کی صورتحال۔
- محصور لوگ 24/2023 : میں مذہب یا عقیدے کی آزادی۔
- خوف کے سائے: 25/2024 میں مذہب یا عقیدے کی آزادی۔
- رابطے، نہ کہ حدیں: جنوبی ایشیا میں حقوق پر مبنی علاقائی تحریکوں کی تعمیر۔

پالیسی پیپرز اور قانون سازی کا جائزہ

- آرٹیکل A-9 کا وعدہ: آئینی حقوق اور ماحولیاتی نظم و نسق کے درمیان ہم آہنگی۔
- بقا سے وقار تک: کفافی اجرت (Living wage) کے حق میں دلائل۔
- جال میں پھنسے ہوئے: بھارت اور پاکستان میں قید ماہی گیروں کے لیے ایک علاقائی پالیسی فریم ورک۔

بین الاقوامی معاہداتی اداروں کو جمع کرائی گئیں رپورٹس

تشدد کے خلاف اقوام متحدہ کی کمیٹی کو پاکستان کی دوسری دوری رپورٹ کے لیے گزارشات۔

فیکٹ فائنڈنگ مطالعے اور رپورٹس

- غیر مساوی استحقاق: چولستان میں حقوقِ اراضی کی صورتحال۔

ضمیمہ 2

- نومبر 2024 کے پی ٹی آئی احتجاج۔
- عدالتوں سے آگے: خیبر پختونخوا میں تنازعات کے متبادل حل کا تجزیہ۔
- جب پالیسی تقسیم کرتی ہے: خیبر پختونخوا اور بلوچستان میں سرحدی بندشوں کے انسانی حقوق پر اثرات۔
- دو طرفہ لڑائی کی زد میں: خیبر پختونخوا میں شہریوں، سیکیورٹی اور انصاف کا بحران۔
- ضلعی انتظامیہ کی جانب سے ڈیرہ غازی خان پریس کلب کی بندش۔
- بلوچستان: اعتماد کا بحران۔
- مارگلہ ہلز نیشنل پارک میں غیر قانونی تعمیرات اور ماحولیاتی انحطاط۔

قانون سازی واچ سیل

- پنجاب ہتکِ عزت ایکٹ 2024۔
- پریوینشن آف الیکٹرانک کرائمز (ترمیمی) ایکٹ 2025۔
- پنجاب لیبر کوڈ 2025۔

جہدِ حق سیریز

- ایچ آر سی پی نے اپنے ماہانہ نیوز لیٹر 'جدوجہدِ حق' کے 12 شمارے شائع کیے، جو مقامی انسانی حقوق کے مسائل پر روشنی ڈالتے ہیں۔

ضمیمہ 3

ایچ آر سی پی کے بیانات
غیر محفوظ و نظر انداز شدہ طبقوں پر تشدد اور امتیازی سلوک کی مذمت

پریس ریلیز: سندھ میں ہندو برادری کی نقل مکانی پر ایچ آر سی پی کی رپورٹ کا اجراء

کراچی، 22 جنوری 2025۔ پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) کی فیکٹ فائنڈنگ رپورٹ، 'ہجرت: کیا ہندو برادری سندھ چھوڑ رہی ہے؟' ظاہر کرتی ہے کہ ریاست ایک کمزور اقلیت کے تحفظ میں ناکام ہے۔ کئی ہندو خاندان نہ صرف مذہبی بنیادوں پر ہونے والے تشدد بلکہ معاشی مشکلات اور موسمیاتی تبدیلی کے باعث ہجرت پر مجبور ہو رہے ہیں۔

رپورٹ کے مشاہدات سے آگاہ کرنے کے لیے منعقد کیے گئے ایک اجلاس میں ایچ آر سی پی کے چیئرمین اسد اقبال بٹ نے نشاندہی کی کہ سندھ میں ہندو برادریوں کے خلاف تشدد اور امتیازی سلوک کی خبریں بہت کم رپورٹ ہوتی ہیں۔ ان برادریوں کے بہت سے افراد بیرون ملک، بشمول بھارت، ہجرت پر مجبور ہیں، حالانکہ اس کے لیے انہیں بھاری سماجی قیمت ادا کرنا پڑتی ہے۔

وزیراعلیٰ سندھ کے مشیر برائے انسانی حقوق، راج ویر سنگھ سوڈھا، نے کہا کہ اعلیٰ ذات کے کئی ہندو خاندان صوبے میں امن و امان کی خراب صورت حال کے دوران مجرمانہ گروہوں کی جانب سے بھتہ خوری کا نشانہ بنے ہیں، جس کے باعث وہ ہجرت پر مجبور ہوئے۔ ایچ آر سی پی کی کونسل رکن پشپا کماری نے ہندو خواتین کے اغوا، جبری تبدیلی مذہب اور کم عمری کی شادی کے مسائل کو اجاگر کیا۔

کونسل رکن اور صحافی سہیل سنگی نے سندھ اور وفاقی حکومتوں سے مطالبہ کیا کہ وہ ہندو برادری کے لیے محفوظ اور باوقار ماحول پیدا کرنے کے لیے فوری اقدامات کریں، جن میں قانون کا مؤثر نفاذ، پولیس میں ہندوؤں کی نمائندگی بڑھانا اور حکومت اور مقامی ہندو برادریوں کے درمیان مسلسل مشاورت شامل ہے۔

ایچ آر سی پی کی تحقیق یہ بھی تجویز کرتی ہے کہ اس مسئلے کی سنگینی کا اندازہ لگانے کے لیے ہندو افراد اور خاندانوں کی سندھ سے نقل مکانی سے متعلق مستند اعداد و شمار اکٹھے کیے جائیں، اقلیتوں کے خلاف تشدد والے علاقوں میں قانون نافذ کرنے والے خصوصی یونٹس تعینات کیے جائیں، اور جبری تبدیلی مذہب اور کم عمری کی شادی کی روک تھام کے لیے قانون سازی کی جائے اور اس پر عمل درآمد یقینی بنایا جائے۔ ایچ آر سی پی سندھ کے نائب چیئرمین قاضی خضر حبیب نے اجلاس کے اختتام پر شرکاء کا شکریہ ادا کیا۔

26 جنوری 2025۔ ایچ آر سی پی نے ریاست کو یاد دلایا ہے کہ وہ 2014 کے عدالت عظمیٰ کے فیصلے کے تحت نہ صرف مذہبی اقلیتوں کی عبادت گاہوں بلکہ ان کی تدفین کی جگہوں کی حفاظت کے لیے قانونی طور پر پابند ہے۔ اس تناظر میں، احمدیوں کی قبروں کی مسلسل بے حرمتی قابل مذمت ہے۔ 21 اور 24 جنوری کے درمیان شیخوپورہ میں مبینہ طور پر 40 مقبروں کو توڑا گیا۔ مقامی انتظامیہ کو ہدایت کی جانی چاہیے کہ وہ مجرموں کے خلاف کارروائی کرے اور اس بات کو یقینی بنائے کہ نفرت انگیز تقاریر پر اکسانے والوں کو سخت سزا ملے۔

پریس ریلیز: ایچ آر سی پی کی رپورٹ اقلیتوں کے خلاف ہجوم کے حملوں کی شدت اور تسلسل کی مذمت کرتی ہے

اسلام آباد، 26 فروری 2025۔ پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) کی جاری کردہ ایک رپورٹ میں مذہبی اقلیتوں کے گھروں اور عبادت گاہوں پر ہجوم کے حملوں، احمدیوں کی قبروں کی مسلسل بے حرمتی اور برادری کے افراد کی غیر قانونی گرفتاریوں کے ساتھ ساتھ ہندو اور مسیحی خواتین اور بچیوں کو لاحق جبری تبدیلی مذہب کے خطرے کی نشاندہی کی گئی ہے۔ رپورٹ میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ اکتوبر 2024 تک 750 سے زائد افراد توہینِ مذہب کے الزامات کے تحت قید تھے۔ عقیدے کی بنیاد پر کم از کم چار قتل کے واقعات کی تصدیق کی گئی، جن میں سے تین میں احمدیہ برادری کے افراد کو نشانہ بنایا گیا۔

'محصور لوگ': 24-2023 میں مذہب یا عقیدے کی آزادی کی صورت حال' کے نام سے شائع ہونے والی رپورٹ میں یہ بات سامنے آئی ہے کہ سوشل میڈیا پر پھیلنے والی غلط معلومات توہین مذہب کے مقدمات کے بڑے پیمانے پر اندراج کا سبب بن رہی ہیں۔ رپورٹ میں جڑانوالہ اور سرگودھا میں مسیحی برادری پر ہجوم کے دو حملوں کا تجزیہ کرتے ہوئے ان سوشل میڈیا پوسٹس کی وسعت اور تسلسل کی نشاندہی کی گئی ہے، جنھوں نے توہینِ مذہب کے الزامات کے بعد تشدد کو ہوا دی۔

رپورٹ اس بات کی نشاندہی کرتی ہے کہ نفرت اور تشدد میں ملوث افراد کو حاصل سزا سے استثنا بدستور برقرار ہے۔ اگرچہ پنجاب میں اسپیشل برانچ نے تحقیقات کی ہیں، لیکن ان نیٹ ورکس کے خلاف کوئی مؤثر کارروائی نہیں کی گئی جو مبینہ طور پر افراد کو توہینِ مذہب کے جھوٹے مقدمات میں پھنسانے میں ملوث ہیں۔ تاہم، رپورٹ میں بعض مثبت رجحانات کا بھی ذکر کیا گیا ہے، جیسے کہ بعض موقعوں پر عدالت نے عقیدے کی بنیاد پر تشدد کے متاثرین اور ملزمان کو ریلیف دیا۔

یہ رپورٹ ایچ آر سی پی کے قومی بین المذاہب ورکنگ گروپ کے اجلاس میں پیش کی گئی جو تمام مذہبی اقلیتوں اور فرقوں کے لیے اجتماعی جدوجہد اور ایڈووکیسی کا ایک پلیٹ فارم ہے۔

ورکنگ گروپ کے اراکین نے اس امر پر زور دیا کہ مذہبی اقلیتوں کو غیر متناسب طور پر متاثر کرنے والے امتیازی قوانین میں کم از کم طریقہ کار کی سطح پر تبدیلیاں متعارف کرائی جائیں۔ انہوں نے تجویز کیا کہ ایک آئینی ترمیم کے ذریعے مذہبی اقلیتوں کو صدر اور وزیرِاعظم کے عہدے پر فائز ہونے کا حق دیا جائے۔ اراکین نے ضلع امن کمیٹیوں میں مسلم علماء کے متعصبانہ کردار، ہجوم کے حملوں کے متاثرین کے لیے ناکافی معاوضے کو اجاگر کیا، اور توہینِ مذہب کے الزامات کا سامنا کرنے والوں کے لیے قانونی معاونت کے نظام کی ضرورت پر بھی زور دیا۔

اجلاس میں غریب برادریوں میں مذہبی تبدیلیوں کے وسیع رجحان اور مذہبی اقلیتوں کے لیے قبرستانوں کی عدم دستیابی کی بھی نشاندہی کی گئی۔ دیگر سفارشات میں اقلیتوں کے حق میں قانون سازی کی جانچ انسانی حقوق کی وزارت سے کرانے، اقلیتی برادریوں کے شادی سے متعلق قوانین کا نفاذ، اور اقلیتوں کے لیے سیاسی گنجائش بڑھانے سے متعلق اقدامات، نیز پارلیمنٹ میں اقلیتی کاکس کا قیام شامل ہے۔

اجلاس کے اختتام پر، ایچ آر سی پی کے کونسل ممبر فرحت اللہ بابر نے ایک کمیشن کے قیام کی تجویز دی، جو انتہائی دائیں بازو کے وکلاء گروپس کی جانب سے لوگوں کو توہین مذہب کے جھوٹے مقدمات میں پھنسانے کے واقعات کی تحقیقات کرے۔

18 اپریل 2025۔ ایچ آر سی پی کراچی میں ایک احمدی شخص کے مبینہ قتل کی اطلاعات سے پریشان ہے۔ ایک انتہائی دائیں بازو کی مذہبی جماعت کے اراکین نے صدر کے علاقے میں نوآبادیاتی دور کی احمدی عبادت گاہ پر منظم حملہ کیا جس کے بعد قتل کا یہ وقوعہ پیش آیا۔ امن و امان کی یہ ناکامی ایک بار پھر واضح کرتی ہے کہ ستم زدہ برادری پر منظم ظلم و ستم میں ریاست بدستور ملوث ہے۔

اس سے پہلے مارچ میں لاہور میں درجنوں احمدی عبادت گزاروں کو محض مذہبی رسومات ادا کرنے پر گرفتار کیا گیا، جب کہ ان کی قبروں اور عبادت گاہوں کی بے حرمتی کا سلسلہ جاری ہے۔ احمدی برادری کو عزت، زندگی اور عبادت کی آزادی کے حق سے مسلسل محروم رکھا جا رہا ہے۔ اگر پاکستان نے انسانی حقوق کی اپنی بین الاقوامی ذمہ داریوں کو پورا کرنا ہے تو پھر یہ سلسلہ بند ہونا چاہیے۔ صدر میں ہونے والے حملے کے مجرموں کو فوری طور پر تلاش کر کے انہیں گرفتار کیا جانا چاہیے اور دائیں بازو کے دباؤ میں آئے بغیر حملے میں ملوث لوگوں کے خلاف قانونی کارروائی کی جانی چاہیے۔

پریس ریلیز: ڈیرک آباد، کوٹ ادو میں کسانوں کے تحفظ کے لیے فوری اقدامات کیے جائیں

لاہور، 13 مئی 2025۔ پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) کی جانب سے رواں سال مارچ میں بھیجے گئے ایک فیکٹ فائنڈنگ مشن نے ڈیرک آباد، کوٹ ادو کے چھوٹے کسانوں کو درپیش مبینہ ناانصافیوں اور ریاستی غفلت کی نشاندہی کی ہے۔ ان کسانوں میں اکثریت مسیحی برادری سے تعلق رکھتی ہے، جنہیں اب مقامی قبضہ مافیا بے دخل کر رہا ہے۔ یہ مشن چرچ ڈیرک آباد کے پادری کی جانب سے موصول ہونے والی شکایت کے جواب میں بھیجا کیا گیا، جنہوں نے الزام لگایا کہ مقامی قبضہ مافیا مسیحی برادری کو اس زمین سے محروم کرنے کی کوشش کر رہا ہے، جس پر ان کا جائز حق ہے، جو مذہبی بنیادوں پر امتیاز کے مترادف ہے۔

مشن نے مقامی قبضہ مافیا کی جانب سے زمینوں پر قبضے کے واقعات میں تشویشناک اضافے اور ریاست کی طرف سے ان کمزور کسانوں کے تحفظ سے متعلق عدالتی احکامات پر عملدرآمد میں مستقل ناکامی کا مشاہدہ کیا ہے۔ ان عدالتی احکامات میں پنجاب بورڈ آف ریونیو کا 1983 کا ایک ہدایت نامہ شامل ہے، جو اس برادری کے زرعی زمین پر حق کو تسلیم کرتا ہے۔ اسی طرح، 1995 میں ڈپٹی کمشنر مظفر گڑھ کے دفتر سے جاری کردہ ایک ہدایت کے مطابق نو چک (547، 548، 552، اور 584 سے 589 تک) پر مسیحی برادری کا قبضہ تسلیم کیا گیا، بشرطیکہ واجب الادا رقم ادا کی جائے، جو کسانوں کے بقول ادا کی جا چکی ہے۔ کسانوں نے مشن کو بتایا کہ ان کی رِٹ پٹیشن لاہور ہائی کورٹ میں زیرِ سماعت ہے، جہاں سے بے دخلی روکنے کا حکم امتناع جاری ہو چکا ہے۔

ان کسانوں نے مشن کو بتایا کہ عدالتی فیصلوں کے باوجود وہ اب بھی زمین کے الاٹمنٹ لیٹرز کے منتظر ہیں۔ ایچ آر سی پی کو خدشہ ہے کہ اگر انہیں یہ دستاویزات نہ ملیں تو وہ اپنی زیرِ کاشت قلیل زمین سے بھی محروم ہو جائیں گے، جس

کے نتیجے میں ان کی جبری بے دخلی اور آمدن سے محرومی کا خطرہ بڑھ جائے گا، اور وہ مزید غربت کا شکار ہو سکتے ہیں۔

ایچ آر سی پی حکومتِ پنجاب سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اس معاملے کی فوری تحقیقات کرے اور ڈیرک آباد کے تمام اہل کسانوں کو زمین کے الاٹمنٹ لیٹرز جاری کرے۔ حکومت کو چاہیے کہ وہ قبضہ مافیا اور غیر قانونی بے دخلی میں ملوث افراد کے خلاف سخت قانونی کارروائی کرے اور متاثرہ خاندانوں کو فوری تحفظ فراہم کرے تاکہ وہ انتقامی کارروائی کے خوف کے بغیر اپنی زندگی بسر کر سکیں اور روزگار کما سکیں۔ بطور مسیحی، یہ برادری دہرے خطرے سے دوچار ہے اور اپنے حقوق کی پہچان، قانونی تحفظ اور کئی دہائیوں سے جاری ریاستی غفلت کے ازالے کی حقدار ہے۔

17 مئی 2025۔ ایچ آر سی پی نے ضلع باجوڑ میں تین افراد کے قتل کی شدید مذمت کی ہے۔ مقتولین میں دو خواتین بھی شامل ہیں جو غیرت سے متعلق مشتبہ حملے میں مارے گئے۔ تشدد کی اس طرح کی کارروائیاں زندگی کے حق کی سنگین خلاف ورزی ہیں اور پدرسری اصولوں کے غلبے کی عکاسی کرتی ہیں۔ حکام کو چاہیے کہ وہ مکمل اور غیر جانبدارانہ تحقیقات کریں اور یقینی بنائیں کہ قصورواروں کو قانون کے تحت جوابدہ ٹھہرایا جائے اور اس واقعے کو ناقابلِ مصالحت جرم سمجھا جائے۔ ریاست کو ایسے تمام معاملات میں فریق بننا چاہیے۔

18 مئی 2025۔ ایچ آر سی پی اسلام آباد کیپٹل ٹیریٹری میں بچوں کی شادی پر پابندی کے بل کی منظوری کا خیر مقدم کرتا ہے۔ 18 سال سے کم عمر افراد کی شادی کو جرم قرار دینا اور اس جرم میں ملوث والدین، سرپرستوں، مولویوں، اور نکاح رجسٹراروں کے لیے سزائیں متعارف کروانا بچوں کے حقوق کے تحفظ کی جانب ایک اہم قدم ہے۔ یہ بچوں کے حقوق کے کنونشن کے تحت پاکستان کے بین الاقوامی وعدوں کے ساتھ ملکی قانون کو ہم آہنگ کرنے کی طرف ایک پیش رفت بھی ہے۔

ہم سینیٹ سے بھی اس بل کو منظور کرنے اور پنجاب، بلوچستان اور خیبر پختونخوا کی صوبائی حکومتوں سے اسی طرح کی قانون سازی کرنے پر زور دیتے ہیں تاکہ یقینی بنایا جا سکے کہ تمام بچوں کو، قطع نظر کسی بھی مقام کے، کم عمری اور جبری شادی سے محفوظ رہیں - یہ ایک ایسا عمل ہے جس سے ان کی صحت، تعلیم اور عزت کے حقوق کی خلاف ورزی ہوتی ہے۔

23 مئی 2025۔ ایچ آر سی پی نے چترال میں فرقہ وارانہ امتیاز پر شدید تشویش کا اظہار کیا، جہاں گرم چشمہ میں اسماعیلی قصابوں کو گوشت کی فراہمی پر پابندی لگانے کے مقامی انتظامیہ کے حالیہ فیصلے نے تمام شہریوں کے لیے

مساوی معاشی مواقع کے بارے میں سنگین سوالات کھڑے کیے ہیں۔ اس طرح کے یک طرفہ اقدامات، خاص طور پر ایک ایسے خطہ میں جو روایتی طور پر فرقوں کے مابین ہم آہنگی کے لیے جانا جاتا ہے، پھوٹ ڈالنے کا موجب بن سکتے ہیں جس سے بالآخر تشدد کو ہوا ملے گی۔

تمام پاکستانی شہریوں کو مساوی آئینی حقوق حاصل ہیں، چاہے ان کا فرقہ وارانہ تعلق کچھ بھی ہو۔ مذہبی دباؤ کی وجہ سے ان حقوق کو مجروح کرنا خطرناک نظیر قائم کرے گا اور تکثرتیت کو نقصان پہنچائے گا۔ ہم ضلعی انتظامیہ پر زور دیتے ہیں کہ وہ تمام برادریوں کو یکساں طور پر تحفظ فراہم کرنے کے لیے اپنی ذمہ داری نبھائے، اور اس بات کو یقینی بنائے کہ فیصلوں کی جڑیں قانون اور انصاف پر مبنی ہوں نا کہ خوشامد پر۔ ایسا کرنے میں کسی بھی طرح کی ناکامی موجودہ تقسیم کو گہرا کر سکتی ہے اور قانون کی حکمرانی میں عوامی اعتماد کو ختم کر سکتی ہے۔

29 مئی 2025۔ 4 اپریل 2025 کو پسنی، بلوچستان میں 14 سالہ ساحل گلاب کا مبینہ اغوا، جنسی زیادتی اور قتل شدید تشویش کا باعث ہے۔ طاقتور افراد کے مبینہ اثر ورسوخ کی وجہ سے ایف آئی آر کے اندراج کے باوجود تفتیش میں بہت کم پیش رفت ہوئی ہے۔ ایچ آر سی پی حکومت بلوچستان پر زور دیتا ہے کہ وہ غیر جانبدارانہ اور مکمل انکوائری کرے اور اس بات کو یقینی بنائے کہ قصورواروں کا محاسبہ ہو۔ ہم حکام سے مطالبہ کرتے ہیں کہ ساحل کے خاندان کے حقوق کی حفاظت کی جائے، باضابطہ قانونی کارروائی کی ضمانت دی جائے اور اس تشویش ناک واقعے میں ملوث مجرموں کو استثنا نہ ملے۔

30 مئی 2025۔ ایچ آر سی پی کو اسلامی نظریاتی کونسل کی طرف سے اسلام آباد کیپیٹل ٹیریٹری چائلڈ میرج ریسٹرینٹ بل کی منظوری میں رکاوٹ ڈالنے کی کوشش پر شدید تشویش ہے۔ پارلیمان سے منظور ہونے والے اس انتہائی ضروری قانون نے بچوں کی شادی کو جرم قرار دیا ہے اور نابالغوں خصوصاً لڑکیوں کو استحصال اور بدسلوکی سے بچانے کے لیے قانونی نظام قائم کیا ہے جو طویل عرصے سے التوا کا شکار تھا۔ بچوں کے تحفظ کو مذہب سے متصادم قرار دینا ہر بچے کے حقوق کو مجروح کرتا ہے۔ ایچ آر سی پی ریاست پر زور دیتا ہے کہ وہ اپنی آئینی اور بین الاقوامی ذمہ داریاں پوری کرے اور یقینی بنائے کہ اس اہم بل کو یکطرفہ تشریحات کا سہارا لیے بغیر لاگو کیا جائے۔

4 جون 2025۔ ایچ آر سی پی کو لاہور ہائی کورٹ بار ایسوسی ایشن (ایل ایچ سی بی اے) کے حالیہ خط پر شدید تشویش ہے، جس میں پنجاب پولیس پر زور دیا گیا ہے کہ وہ احمدیہ برادری کے ارکان کو عید کے دوران اپنی مذہبی رسومات ادا

کرنے سے روکیں۔ یہ عمل، اس شرط کے ساتھ کہ احمدیوں کو اپنے عقائد سے انحراف والا حلف نامہ جمع کرانا چاہیے، آرٹیکل 20 کے تحت اس برادری کے مذہب یا عقیدے کی آزادی کے آئینی حق کے ساتھ ساتھ مساوی شہریت کے حق کی خلاف ورزی کے زمرے میں آتا ہے۔

ایچ آر سی پی کو خدشہ ہے کہ احمدیہ برادری کے خلاف ادارہ جاتی امتیازی سلوک سے قانون کو اپنے ہاتھ میں لینے والے عناصر اور انتہاپسند گروپوں کو شہہ ملے گی کہ وہ برادری کی آزادی اور عوامی شرکت پر پابندی نافذ کر سکیں۔ ایل ایچ سی بی اے اس ہدایت کو واپس لے۔ مزید برآں، پنجاب حکومت کو مقامی حکام کو ہدایت کرنی چاہیے کہ وہ احمدیہ برادری کے ارکان کو ایسے وقت میں تحفظ فراہم کریں جب وہ خاص طور پر متشدد ہجوم کے تشدد کے خطرات سے دوچار ہیں۔

10 جون 2025۔ ایچ آر سی پی نے 2024 میں پنجاب میں خواتین اور بچوں کے خلاف تشدد کے واقعات میں سزا کی مایوس کن شرح پر شدید تشویش کا اظہار کیا ہے۔ ذرائع ابلاغ سے معلوم ہوتا ہے کہ 60,000 سے زائد ایف آئی آر درج ہونے کے باوجود صرف 924 ملزمان کو سزا سنائی گئی، جب کہ 2,300 سے زائد کو بری کیا گیا جس سے پولیس کے احتساب اور تحقیقات کا ناقص نظام بے نقاب ہوا ہے۔ اس سے وزیر اعلیٰ مریم نواز شریف کے غیر محفوظ طبقوں کے تحفظ کے لیے بیان کردہ عزم کو بھی نقصان پہنچا ہے۔

ایچ آر سی پی پولیس کی کارروائی کے طریقوں، استغاثہ کے طریقہ کار میں بہتری لانے اور انصاف کے طلب گار متاثرین کے لیے بامعنی مدد کے لیے نظام میں فوری اصلاح کا مطالبہ کرتا ہے۔ اس حوالے سے تفتیش کے ایسے طریق ہائے کار ہوں جو صدماتی کیفیت اور صنف کے حوالے سے حساس ہوں، پولیس کی کارکردگی بہتر کرنے پر توجہ دی جائے، متاثرین کے لیے امدادی منصوبوں میں توسیع لائی جائے، اور استغاثہ اور سزایابی کی شرح کے سلسلے میں کارکردگی کی رپورٹس ضلعی سطح پر عوام کے لیے قابل رسائی بنائی جائیں۔

20 جون 2025۔ ایچ آر سی پی نے سندھ ہیومن رائٹس کمیشن کو ضلع سانگھڑ کے علاقے شہداد پور سے ایک نوجوان ہندو خاتون اور دو نوعمر لڑکیوں کے مبینہ اغوا اور جبری تبدیلی کا ازخود نوٹس لینے پر سراہا ہے۔ جبری تبدیلی کے مسلسل واقعات نہ صرف متاثرین کی مذہب یا عقیدے کی آزادی کی خلاف ورزی ہیں بلکہ ان کی آزادی اور جسمانی خودمختاری کو بھی خطرے میں ڈال دیتے ہیں۔ ہم مطلوبہ تحقیقات کی حمایت کرتے ہیں اور سندھ حکومت سے جبری تبدیلی کے خلاف قانون سازی کرنے کے اپنے دیرینہ مطالبے کا اعادہ کرتے ہیں۔

24 جون 2025۔ ایچ آر سی پی انتہائی دائیں بازو کے ایک گروپ کی طرف سے سینیٹر پرویز رشید کے خلاف استعمال کی گئی اشتعال انگیز زبان کی شدید مذمت کرتا ہے۔ ایک منتخب نمائندے کو تمام شہریوں کے لیے مذہب یا عقیدے کی آزادی کا دفاع کرنے پر ’غدار‘ قرار دیا گیا ہے۔ مذہبی اقلیتوں خصوصاً احمدیہ برادری کو ریاست مخالف عناصر قرار دینا بھی انتہائی تشویشناک بیانیہ ہے۔

ایسے بیانات نہ صرف آزادیٔ اظہار کے اصولوں کی خلاف ورزی ہیں بلکہ انتہا پسندی کو بھی ہوا دیتے ہیں اور موجودہ سماجی تقسیم کو مزید گہرا کرتے ہیں۔ نظریے کے نام پر مذہبی اقلیتوں کو مسلسل قربانی کا بکرا بنایا جانا پاکستان کی جمہوری بنیادوں کے لیے سنگین خطرہ ہے۔ ہم ریاست پر زور دیتے ہیں کہ وہ قانون کی حکمرانی کو برقرار رکھے اور تشدد پر اکسانے والوں کے خلاف فیصلہ کن کارروائی کرے۔

21 جولائی 2025۔ پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق نے حکام سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ عدیل عباسی کی ملک بدری کے حکم نامے پر فوری طور پر نظرِ ثانی کریں۔ وہ ایک ہندوستانی شہری ہیں جو معذوری کا شکار ہیں اور پاکستان میں ایک اعصابی مرض کا علاج کروا رہے ہیں۔ ان کی اہلیہ، شگفتہ شکیل، جو ایک پاکستانی شہری اور ان کی دیکھ بھال کی واحد ذمہ دار ہیں، 2019 میں پلوامہ حملے کے بعد دھمکیوں اور ہراسانی کے باعث 2021 میں ان کے ساتھ ہندوستان چھوڑنے پر مجبور ہوئیں۔

ویزا میں بروقت توسیع کی درخواستیں جمع کروانے کے باوجود، انتظامی تاخیر اور مبینہ طور پر دستاویزات کے گم ہو جانے کے باعث اب انہیں ملک بدری کے نوٹس کا سامنا ہے۔ چونکہ مسٹر عباسی طبی طور پر سفر کے قابل نہیں، اس لیے ہم حکام پر زور دیتے ہیں کہ ان کا ملک بدری کا حکم منسوخ کیا جائے اور انہیں انسانی بنیادوں پر طویل مدتی ویزا جاری کیا جائے۔

31 جولائی 2025۔ پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کو ان اطلاعات پر تشویش ہے کہ تربت میں انسدادِ دہشت گردی کی عدالت میں ایک نابالغ کو سوشل میڈیا پر انسانی حقوق کے ایک کارکن کی تقریر مبینہ طور پر شیئر کرنے کے الزام میں ’دہشت گردی‘ کے مقدمے میں پیش کیا گیا ہے۔

انسدادِ دہشت گردی کے قوانین کا اس نوعیت کا استعمال بچوں کے حقوق اور منصفانہ قانونی عمل کی سنگین خلاف ورزی ہے۔ ہم فوری طور پر الزامات واپس لینے، ایف آئی آر کا مکمل اور شفاف جائزہ لینے، اور اختیارات کے خطرناک حد تک غلط استعمال کے ذمہ دار اہلکاروں کے احتساب کا مطالبہ کرتے ہیں۔

14 اگست 2025۔ پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق اقلیتی برادریوں کی عبادت گاہوں بالخصوص حالیہ معاملے میں مسیحی گرجاگھروں کے خلاف ایک عالمِ دین کے توہین آمیز بیانات کی شدید مذمت کرتا ہے۔ اس طرح کے بیانات نہ صرف لاکھوں شہریوں کے مذہبی جذبات کو مجروح کرتے ہیں بلکہ نفرت کو فروغ دیتے ہیں اور آئینِ پاکستان کے آرٹیکل 20 کے تحت مذہب یا عقیدے کی آزادی کی ضمانت کو بھی کمزور کرتے ہیں۔

ہم ریاست پر زور دیتے ہیں کہ وہ 2014 کے عدالتِ عظمیٰ کے فیصلے پر عمل درآمد کو یقینی بناتے ہوئے نفرت انگیز تقاریر کے خلاف مؤثر کارروائی کرے، اور سول سوسائٹی سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ پرامن بقائے باہمی کو نقصان پہنچانے والے بیانیوں کو مسترد کرے۔

پریس ریلیز: مذہبی اقلیتوں کو مساوی شہری تسلیم کیا جائے

لاہور، 19 اگست 2025۔ پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کے زیرِ اہتمام ایک سیمینار میں گزشتہ برس مذہبی اقلیتوں کے خلاف بڑھتے ہوئے تشدد پر گہری تشویش کا اظہار کیا گیا۔ اس موقع پر تنظیم کی رپورٹ 'خوف کے سائے: 2024/25 میں مذہب یا عقیدے کی آزادی' بھی جاری کی گئی، جو پاکستان میں مذہبی آزادی اور اقلیتی حقوق کی تشویشناک صورتِ حال کو اجاگر کرتی ہے۔

رپورٹ میں مذہبی اقلیتوں کے خلاف بڑھتے ہوئے تشدد، بشمول احمدیوں کی ٹارگٹ کلنگ اور محفوظ قرار دی گئی عبادت گاہوں کی مسماری کی نشاندہی کی گئی ہے۔ ایک نہایت سنگین پیش رفت کے طور پر یہ بھی سامنے آیا کہ پولیس نے توہینِ مذہب کے دو ملزمان کو ماورائے عدالت قتل کر دیا، حالانکہ وہ مشتعل ہجوم سے تحفظ کے طلبگار تھے۔ ایسے واقعات قانون کی حکمرانی، پولیس اصلاحات، اور مؤثر احتسابی نظام کی فوری ضرورت کو ظاہر کرتے ہیں۔

رپورٹ میں جبری تبدیلی مذہب اور ہندو و مسیحی کم عمر بچیوں کی شادیوں کے مسلسل واقعات کی بھی نشاندہی کی گئی ہے، جو پنجاب اور سندھ میں بچپن کی شادی کے خلاف قوانین پر مؤثر عمل درآمد میں ناکامی کو ظاہر کرتے ہیں۔

اسی دوران، نفرت انگیز تقاریر میں اضافہ، جس میں عدالتِ عظمیٰ کے چیف جسٹس کو دھمکیاں دینے سے لے کر منتخب نمائندوں کی اعلانیہ تضحیک تک شامل ہے، اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ شہری آزادیوں کا دائرہ سکڑ رہا ہے اور انتہا پسند عناصر کو تقویت مل رہی ہے۔

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق نے وکلا تنظیموں کے بعض انتہا پسند مذہبی گروہوں کی جانب بڑھتے ہوئے جھکاؤ پر بھی تشویش ظاہر کی ہے، جو وکالت کے شعبے کی خود مختاری کو متاثر کرتا ہے۔ مزید بر آں، رپورٹ میں ان الزامات کی نشاندہی کی گئی ہے کہ بعض سیکیورٹی اہلکاروں کی مبینہ ملی بھگت سے نوجوانوں کو توہینِ مذہب کے مقدمات میں پھنسا کر ان سے بھتہ وصول کیا گیا۔

ان سنگین مسائل کے باوجود، رپورٹ میں چند مثبت اقدامات کا بھی اعتراف کیا گیا ہے، جن میں کم عمری کی شادی کی ممانعت کا ایکٹ 2025 اور صوبائی سطح پر پر تشدد انتہاپسندی کے تدارک کے لیے تحقیقی مراکز کا قیام شامل ہے۔

دیگر سفارشات میں وفاقی حکومت سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ قومی کمیشن برائے انسانی حقوق کی تحقیقات کی بنیاد پر ایک خود مختار انکوائری کمیشن قائم کیا جائے تاکہ توہینِ مذہب کے الزامات کے غلط استعمال کی جامع جانچ ہو سکے۔ حکام کو ان مدارس کی نگرانی بھی کرنی چاہیے جو کم عمر لڑکیوں کی جبری تبدیلی مذہب کے واقعات میں مبینہ طور پر ملوث پائے گئے ہیں۔

قانون نافذ کرنے والے اداروں کی استعداد کار بڑھانے کی ضرورت پر بھی زور دیا گیا ہے تاکہ وہ ہجوم کے تشدد کی روک تھام کر سکیں۔ اس کے لیے انٹیلی جنس اکٹھا کرنے، ہجوم کو منتشر کرنے، ابتدائی انتباہی اشاروں کی شناخت، اور کمیونٹی پولیسنگ کی تربیت فراہم کی جائے۔ مزید بر آں، ایسے عناصر کے خلاف فوری اور مؤثر کارروائی کی جائے جو عوام کو تشدد پر اکساتے ہیں۔

تنظیم نے اس بات پر بھی زور دیا ہے کہ حکومت اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کے لیے ایک آزاد، خود مختار اور بااختیار قومی کمیشن قائم کرے، جس میں تمام مذہبی برادریوں کی مساوی نمائندگی یقینی ہو۔

14 ستمبر 2025۔ صوابی، خیبر پختونخوا میں مقامی عمائدین کی جانب سے ٹرانس جینڈر افراد کو ضلع سے نکالنے کے لیے کمیٹی تشکیل دینے کا مبینہ فیصلہ قابلِ مذمت ہے۔ اس طرح کے اقدامات غیر آئینی، امتیازی اور پہلے سے محروم برادری کے خلاف تشدد کو ہوا دینے کے مترادف ہیں۔

کسی بھی شہری کو صنفی شناخت کی بنیاد پر پاکستان میں کہیں بھی رہنے، کام کرنے یا روزگار کمانے کے حق سے محروم نہیں کیا جا سکتا۔ ہم صوبائی اور ضلعی حکام سے مطالبہ کرتے ہیں کہ خواجہ سراؤں کے تحفظ، وقار اور مساوی حقوق کو فوری طور پر یقینی بنایا جائے، جیسا کہ ٹرانس جینڈر پرسنز (تحفظِ حقوق) ایکٹ 2018 میں درج ہے۔

23 ستمبر 2025۔ پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کو ان اطلاعات پر شدید تشویش ہے کہ متعدد بیمار افغان مہاجرین گرفتاری کے خوف سے پاکستان کے ہسپتالوں سے رجوع کرنے سے گریز کر رہے ہیں، جبکہ بعض ہسپتالوں نے مبینہ طور پر بغیر ویزا مریضوں کے علاج سے انکار کیا ہے۔

مزید برآں، ایسی اطلاعات بھی سامنے آئی ہیں کہ حاملہ خواتین، جنہیں فوری طبی امداد درکار ہے، خوف کے باعث علاج کرانے کے قابل نہیں ہیں۔ اس نوعیت کا طرزِ عمل نہ صرف انسانی وقار کے بنیادی اصولوں کی خلاف ورزی ہے بلکہ پاکستان کی آئینی اور بین الاقوامی انسانی حقوق کی ذمہ داریوں سے بھی متصادم ہے۔

خصوصاً افغان خواتین اور لڑکیوں کو صنف یا قومیت کی بنیاد پر جبری ملک بدری انسانی حقوق کی سنگین تشویش کا باعث ہے اور بین الاقوامی قوانین کی خلاف ورزی کے زمرے میں آتا ہے۔

کھلا خط: قومی کمیشن برائے اقلیتی حقوق بل 2025 کے فوری نفاذ کا مطالبہ

یکم اکتوبر 2025۔ پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) قومی کمیشن برائے اقلیتی حقوق بل 2025 کے نفاذ میں طویل تاخیر پر شدید تشویش کا اظہار کرتا ہے۔ یہ بل 12 مئی 2025 کو پارلیمان سے منظور ہوا تھا اور بعد ازاں صدارتی دستخط کے لیے بھجوایا گیا، مگر تقریباً پانچ ماہ گزرنے کے باوجود اس اہم پیش رفت میں تعطل کی کوئی واضح وجہ سامنے نہیں آئی۔ پاکستان نے اپنے آئین اور انسانی حقوق کے بین الاقوامی معاہدوں، بشمول شہری و سیاسی حقوق کے بین الاقوامی میثاق اور یورپی یونین کے جی ایس پی پلس فریم ورک کے تحت ذمہ داریوں کے تحت اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کا وعدہ کر رکھا ہے۔ لیکن ایک بااختیار، آزاد، مالی وسائل سے لیس اور اقلیتوں کے حقوق کے ایک جامع کمیشن کی عدم موجودگی کے باعث اقلیتیں اب بھی امتیاز، جبر اور محرومی کا شکار ہیں۔ منظور شدہ بل وسیع تر سول سوسائٹی کے اتفاقِ رائے کی عکاسی کرتا ہے۔ اس میں ایک غیر مذہبی بنیاد پر تشکیل شدہ کمیشن تجویز کیا گیا ہے، جسے تمام اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کا اختیار ہو گا، نا کہ صرف کسی ایک برادری کے مفادات کا۔ اس کی رکنیت میں نہ صرف مذہبی اقلیتوں کی نمائندگی شامل ہے بلکہ انسانی حقوق کے قومی ادارے اور انسانی حقوق کے ماہرین بھی اس

کا حصہ ہیں تا کہ وسیع پیمانے پر شمولیت کو یقینی بنایا جاسکے۔ تاہم، ایچ آر سی پی حکومت پر زور دیتا ہے کہ تمام مذہبی اقلیتوں اور فرقوں، بالخصوص وہ جو مسلسل محرومی کا شکار ہیں اور جو انتہا پسندوں کے تشدد کا نشانہ بنتے ہیں انہیں اس کمیشن میں محض نمائشی حیثیت کے بجائے حقیقی شرکت کا اختیار دیا جائے۔

ہم حکومت پر زور دیتے ہیں کہ وہ شفافیت کے ساتھ صدرِ مملکت سے موصول ہونے والی کسی بھی سفارش کو سامنے لائے، اور ان دفعات کو کمزور نہ کرے جن پر پہلے ہی سول سوسائٹی اور اقلیتی نمائندوں کے درمیان اتفاق ہو چکا ہے۔ اس کمیشن کا بروقت نفاذ اور مؤثر طریقے سے فعال ہونا پاکستان کی آئینی ضمانتوں کو برقرار رکھنے، شہریوں اور ریاست کے درمیان اعتماد کی بحالی اور ملک کی بین الاقوامی انسانی حقوق کی ذمہ داریوں کی تکمیل کے لیے نہایت ضروری ہے۔ اس تناظر میں، کسی بھی قسم کی تاخیر مذہبی اقلیتوں کو درپیش محرومی اور خوف کی فضا میں مزید اضافہ کر سکتی ہے۔

11 اکتوبر 2025۔ پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق نے پنجاب کے علاقے ربوہ میں احمدیوں کی عبادت گاہ پر گزشتہ روز ہونے والے حملے کی شدید مذمت کی ہے۔ حملہ آور نے چھ افراد کو گولی مار کر زخمی کر دیا جن میں سے ایک کی حالت تشویشناک بتائی جاتی ہے۔

ہم شہریوں کے تحفظ کو یقینی بنانے میں ریاست کے ردِ عمل اور کارکردگی پر گہری مایوسی کا اظہار کرتے ہیں۔ پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق عدالتِ عظمیٰ کے 2014 کے تصدق جیلانی فیصلے کے جامع نفاذ کے اپنے مطالبے کا اعادہ کرتا ہے، جس میں تمام شہریوں —بلا امتیاز مذہب— اور ان کی عبادت گاہوں کے تحفظ کو یقینی بنانے کی ہدایت دی گئی ہے۔

2 دسمبر 2025۔ پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق قومی کمیشن برائے اقلیتی بل 2025 کی منظوری کا اصولی طور پر خیر مقدم کرتا ہے، جو ایک طویل عرصے سے زیرِ التوا آئینی ذمہ داری کو پورا کرتا ہے، جس کی پہلی بار نشاندہی 2014 میں عدالتِ عظمیٰ نے کی تھی۔

یہ تسلیم کرتے ہوئے کہ قانون سازی کے عمل کے دوران ہونے والی بحث اور ترامیم بعض سیاسی تناؤ کی عکاسی کرتی ہیں، ہم اس بل کا باریک بینی سے جائزہ لینے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ تاہم، ہم اس بات پر زور دیتے ہیں کہ مجوزہ کمیشن تمام مذہبی اقلیتوں کو یکساں اور بلا امتیاز تحفظ فراہم کرے، بغیر کسی استثناء یا درجہ بندی کے۔

مزید برآں، اس کے مینڈیٹ اور اختیارات کو مذہب یا عقیدے کی آزادی اور عدم امتیاز سے متعلق آئینی ضمانتوں کے ساتھ مکمل طور پر ہم آہنگ ہونا چاہیے، تا کہ تمام اقلیتی شہریوں کے حقوق کا مؤثر تحفظ یقینی بنایا جاسکے۔

پریس ریلیز: محنت کشوں اور کسانوں کے حقوق کا تحفظ

21 جنوری 2025۔ پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کو یہ جان کر شدید تشویش ہے کہ حکومتِ بلوچستان نے بلوچستان ہائی کورٹ کے حکم پر عمل کرتے ہوئے کم از کم دس ورکرز ایسوسی ایشنز کی رجسٹریشن منسوخ کر دی ہے۔

ہم عدالت سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ آئینِ پاکستان کے آرٹیکل 17 کی روشنی میں اس فیصلے پر نظرِ ثانی کرے، جو تمام شہریوں کے انجمن سازی کے حق کا تحفظ کرتا ہے اور کارکنوں کے حقوق کے لیے بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔

12 فروری 2025۔ پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کو کراچی یونین آف جرنلسٹس کی جانب سے ان رپورٹس پر شدید تشویش ہے کہ 375 میڈیا کارکنان، جو پہلے بول نیوز سے وابستہ تھے، ابھی تک اپنے واجبات سے محروم ہیں، حالانکہ پاکستان الیکٹرانک میڈیا ریگولیٹری اتھارٹی اگست 2024 سے متعدد بار ان ادائیگیوں کی ہدایت دے چکا ہے۔ بعض متاثرہ افراد اپنے بقایاجات کے حصول کے لیے نو سال تک انتظار کر چکے ہیں۔

اگرچہ ملکی لیبر قوانین کے تحت منصفانہ اور بروقت اجرت کا حق تسلیم شدہ ہے، تاہم، ایسے واقعات بدقسمتی سے میڈیا انڈسٹری میں عام ہوتے جا رہے ہیں، جو نہ صرف کارکنوں کے معاشی حقوق بلکہ صحافتی معیار اور ادارہ جاتی شفافیت کو بھی متاثر کرتے ہیں۔

ہم بول نیوز کی انتظامیہ اور دیگر تمام میڈیا اداروں پر زور دیتے ہیں کہ وہ اپنے موجودہ اور سابق ملازمین کے تمام واجبات فوری طور پر ادا کریں، تاکہ محنت کشوں کے بنیادی حقوق کا احترام یقینی بنایا جا سکے۔

پریس ریلیز: سماجی تحفظ کے حق کی فراہمی کا تعلق وسائل سے نہیں، سیاسی عزم سے ہے

اسلام آباد، 20 فروری 2025۔ آج منعقد ہونے والے ایک گول میز اجلاس میں پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) نے ریاست پر زور دیا کہ وہ آئین کے آرٹیکل 38 کے تحت سماجی تحفظ کے حق کو پورا کرے اور کمزور و کم آمدنی والے مزدوروں کو آمدنی کے عدمِ تحفظ سے بچائے، جس میں بڑھاپا، بے روزگاری، بیماری، چوٹ، اور زچگی جیسے عوامل شامل ہیں۔

تقریب سے خطاب کرتے ہوئے پاکستان ورکرز یونائیٹڈ فیڈریشن کے رہنما چودھری شوکت نے تمام آجروں پر زور دیا کہ وہ اپنے مزدوروں کو باقاعدہ تقرر نامے جاری کریں اور انہیں ای او بی آئی میں رجسٹر کرائیں۔ خیبر پختونخوا

ایمپلائیز سوشل سیکیورٹی انسٹی ٹیوشن کے نائب کمشنر خورشید عالم نے کہا کہ کم از کم اجرت پر عملدرآمد نہ ہونا بھی باعث تشویش ہے۔

پنجاب ایمپلائیز سوشل سیکیورٹی انسٹی ٹیوشن کے ڈائریکٹر (ایڈمنسٹریشن) ملک فرخ ممتاز نے کہا کہ مزدور کی تعریف ای او بی آئی اور سماجی تحفظ کے اداروں میں یکساں ہونی چاہیے، چاہے ان کی اجرت جو بھی ہو۔ نیشنل لیبر فیڈریشن کوئٹہ کے سیکریٹری جنرل عمر حیات نے کہا کہ بلوچستان میں سیکڑوں کوئلہ کان کن ای او بی آئی کے فوائد، بشمول چوٹ اور معذوری الاؤنس، سے لاعلم ہیں۔ پائلر کے نمائندے مقصود احمد نے سماجی تحفظ کے حق کو یقینی بنانے کے لیے سہ فریقی کانفرنس کے انعقاد کی فوری ضرورت پر زور دیا۔

آئی ایل او کی گورننگ باڈی کے رکن ظہور اعوان نے نشاندہی کی کہ ای او بی آئی کے تحت صرف وہ تنظیمیں سماجی تحفظ کی اہل ہیں جہاں کم از کم پانچ مزدور کام کرتے ہوں، جس کی وجہ سے لاکھوں چھوٹے کاروبار، جن میں ملازمین کی تعداد کم ہے، رجسٹریشن سے محروم رہ جاتے ہیں۔ نیشنل انڈسٹریل ریلیشنز کمیشن (این آئی آر سی) کے رکن مصباح اللہ خان نے ان ملازمین کی صورتحال پر روشنی ڈالی جنہیں مستقل حیثیت حاصل نہیں، حالانکہ وہ کئی برسوں سے کام کر رہے ہیں۔

ایچ آر سی پی کے کونسل رکن فرحت اللہ بابر نے کہا کہ غیر رسمی مزدوروں کے سماجی تحفظ کے حق کو نظر انداز کرنا ریاست کی "مجرمانہ غفلت" کے مترادف ہے۔ انہوں نے تجویز دی کہ آئین کے آرٹیکل 38 کو بنیادی حق قرار دیا جائے۔

ایچ آر سی پی کی وائس چیئرپرسن اسلام آباد نسرین اظہر نے اجلاس کے اختتام پر کہا کہ سرمایہ دارانہ طرزِ پیداوار نے مزدوروں کے استحصال میں مزید اضافہ کر دیا ہے۔

24 فروری 2025۔ پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کے علم میں آیا ہے کہ بول نیوز کی انتظامیہ نے ہماری 12 فروری 2025 کی پوسٹ کا جواب دیا ہے، جس میں کراچی یونین آف جرنلسٹس کی جانب سے موصول ہونے والی شکایت کی طرف توجہ مبذول کرائی گئی تھی۔ اس شکایت میں الزام عائد کیا گیا تھا کہ بول نیوز کے سابق میڈیا کارکنان کی ایک بڑی تعداد کو ان کے واجبات ادا نہیں کیے گئے۔

ہم واضح کرنا چاہتے ہیں کہ مذکورہ پوسٹ کا مقصد کسی مخصوص میڈیا ادارے کو نشانہ بنانا نہیں تھا، بلکہ اس میں واضح طور پر ان تمام میڈیا ہاؤسز سے مطالبہ کیا گیا تھا—جو اپنے موجودہ اور سابق ملازمین کی ادائیگیاں روکے ہوئے ہیں—کہ وہ فوری طور پر اپنے واجبات ادا کریں۔ اگرچہ شکایت کا حوالہ خاص طور پر بول نیوز کے ملازمین سے متعلق تھا، مگر اس کا دائرہ کار وسیع تر تھا۔

مزید برآں، پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق نے کسی بھی مرحلے پر یہ مؤقف اختیار نہیں کیا کہ بول نیوز انتظامیہ اس مسئلے کے حل میں مکمل طور پر ناکام رہی ہے۔ ہم انتظامیہ کے اس بیان کو نوٹ کرتے ہیں کہ وہ اس معاملے کو حل کرنے کے عمل میں ہے، اور توقع رکھتے ہیں کہ یہ عمل کارکنوں کے حقوق کے تحفظ کے لیے منصفانہ، شفاف اور بروقت طریقے سے مکمل کیا جائے گا۔

2 مارچ 2025۔ پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق آصف جاوید کی المناک موت پر گہرے دکھ اور تشویش کا اظہار کرتا ہے۔ وہ ایک ملٹی نیشنل کمپنی کے سابق ملازم تھے، جنھوں نے حال ہی میں لاہور ہائی کورٹ کے باہر خودسوزی کی، مبینہ طور پر کارکنوں کی بحالی سے متعلق ایک عدالتی مقدمے میں بے ضابطگیوں اور مبینہ ہیرا پھیری کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے۔

یہ مقدمہ، جس میں مسٹر جاوید بھی فریق تھے، ان کی 2015 میں برطرفی سے متعلق تھا۔ پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق پہلے بھی اس امر کی نشاندہی کر چکا ہے کہ متعدد مزدور تنازعات طریقہ کار میں تاخیر اور بعض صورتوں میں کارپوریٹ اثرورسوخ کے باعث برسوں تک زیرِ التوا رہتے ہیں، جو انصاف تک رسائی کے حق کو متاثر کرتا ہے۔

ہم مسٹر جاوید کی موت اور ان کے مقدمے میں مبینہ کارپوریٹ مداخلت کی آزاد، شفاف اور اعلیٰ سطحی تحقیقات کا مطالبہ کرتے ہیں۔ مزید برآں، ریاست کو یقینی بنانا چاہیے کہ تمام قومی اور کثیر القومی اداروں میں لیبر قوانین پر سختی سے عمل درآمد ہو، اور ان کمپنیوں کے خلاف مؤثر کارروائی کی جائے جو قانونی سقم سے فائدہ اٹھا کر انصاف میں تاخیر کا سبب بنتی ہیں۔

18 مئی 2025۔ پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق اعلیٰ تعلیمی اداروں کی فیکلٹی کے ساتھ اظہارِ یکجہتی کرتا ہے—بشمول حاضر سروس اور ریٹائرڈ اساتذہ—جن کے دیرینہ واجبات اور پنشن کی ادائیگیاں تاخیر کا شکار ہیں۔

اس ضمن میں وفاقی اردو یونیورسٹی کے سابق فیکلٹی اراکین کا معاملہ خاص طور پر قابلِ توجہ ہے۔ پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق سینیٹر مسرور احسن اور سینیٹر بشریٰ انجم بٹ کی جانب سے اس مسئلے کو ایوانِ بالا میں اٹھانے کے اقدام کو سراہتا ہے؛ تاہم، یہ مسئلہ تاحال حل طلب ہے۔

ہم حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ اس معاملے کے فوری اور مؤثر حل کو یقینی بنایا جائے، تاکہ اساتذہ اور ملازمین کے معاشی و سماجی حقوق کا تحفظ ممکن ہو سکے۔

پریس ریلیز: ایچ آر سی پی محنت کشوں کے لیے کفافی اجرت کا مطالبہ کرتا ہے

لاہور، 18 جون 2025۔ پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کو اس امر پر تشویش ہے کہ 2025-26 کا وفاقی بجٹ ملک کے سب سے کمزور طبقوں کے معاشی اور سماجی حقوق پر شدید منفی اثرات مرتب کرے گا۔ آئی ایم ایف کی شرائط کے مطابق سخت کفایت شعاری پروگرام کے تحت اپنائے گئے بجٹ نے کم آمدنی والے طبقوں کو معاشی مشکلات سے تحفظ فراہم نہیں کیا جو پہلے ہی 2022 سے 2024 تک کے مہنگائی کے طویل بحران سے نبرد آزما ہیں۔

اگرچہ حکومت نے تنخواہ دار افراد کے لیے انکم ٹیکس کی شرحوں میں معمولی کمی کی ہے، لیکن یہ ریلیف محنت کش طبقے کے گھرانوں کی کمزور قوتِ خرید کو بہتر کرنے کے لیے ناکافی ہے۔ زیادہ پریشان کن پیش رفت یہ ہے کہ وفاقی سطح پر کم از کم اجرت میں اضافہ نہ کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے، جو کہ 37,000 روپے ماہانہ ہے یہ ایسی رقم ہے جو چھ افراد پر مشتمل خاندان کے بنیادی اخراجات پورا کرنے کے لیے ناکافی ہے۔ یہاں تک کہ پنجاب اور خیبر پختونخوا جیسے صوبوں میں، جہاں کم از کم اجرت 40,000 روپے تک بڑھا دی گئی ہے، وہاں یہ اضافہ حقیقی آمدنی میں مہنگائی کی وجہ سے ہونے والے نقصانات کی تلافی نہیں کرتا۔ مزید برآں، کم از کم اجرت کا عملی اطلاق بدستور غیر مؤثر ہے، سندھ میں 80 فیصد صنعتیں مبینہ طور پر کم از کم اجرت کے قوانین کی تعمیل نہیں کر رہیں اور یہی رجحان ملک بھر میں نظر آتا ہے۔

کلیدی سماجی شعبوں کے لیے مختص بجٹ -- صحت (جی ڈی پی کا 0.96 فیصد)، تعلیم (1.06 فیصد)، اور سماجی تحفظ (1.1 فیصد)-- بین الاقوامی معیارات پر پورا نہیں اترتا اور ان شعبوں میں خطے کے دیگر ممالک کے بجٹ سے بھی کم ہے۔ اس کے برعکس، ہندوستان، سری لنکا اور بنگلہ دیش جیسے ممالک ان بنیادی سہولیات پر ہم سے کہیں زیادہ خرچ کرتے ہیں۔

ضمیمہ 3

آج ایچ آر سی پی کی جانب سے منعقد کی گئی ایک پریس کانفرنس کے دوران ماہرِ معیشت ڈاکٹر فہد علی نے نشاندہی کی کہ ایسے وقت میں جب پاکستان کی 45 فیصد آبادی غربت کی لکیر سے نیچے زندگی گزار رہی ہے اور 88 فیصد افراد کی ماہانہ آمدن 75 ہزار روپے، جو ایچ آر سی پی کے مطابق ایک معقول کفافی اجرت یعنی لِوینگ ویج ہے، سے بھی کم ہے، یہ بجٹ سماجی انصاف اور انسانی وقار کے ساتھ تشویشناک حد تک عدم وابستگی کو ظاہر کرتا ہے۔

ایچ آر سی پی کے سیکرٹری جنرل حارث خلیق نے کہا کہ انہیں یہ جان کر 'شدید مایوسی' ہوئی ہے کہ وزیر خزانہ نے اراکین پارلیمان کی تنخواہوں میں تو 'بے حد اور غیر متناسب اضافے' کا اعلان کیا ہے مگر کم از کم اجرت میں اضافہ نہیں کیا۔

ایچ آر سی پی پنجاب کے وائس چیئر راجہ اشرف نے کہا کہ صحت اور تعلیم کی فراہمی ریاست کی ذمہ داری ہے، جبکہ ایچ آر سی پی کی سینئر مینیجر فیروزہ بتول نے نشاندہی کی کہ غریب دشمن بجٹ سے عورتیں غیر متناسب طور پر متاثر ہوتی ہیں۔ ایچ آر سی پی کے خزانچی حسین نقی نے کہا کہ بجٹ منظور کرنے سے پہلے اس معاملے پر مفصل بحث ہونی چاہیے تھی کہ 'بجٹ عام شہریوں کے معاشی اور سماجی حقوق پر کیا اثرات مرتب کرے گا۔

ایچ آر سی پی وفاقی اور صوبائی حکومتوں پر زور دیتا ہے کہ وہ اپنی مالی ترجیحات پر نظر ثانی کریں اور اس بات کو یقینی بنائیں کہ معاشی بحالی کے منصوبے پاکستان کے سب سے پسماندہ لوگوں کے حقوق اور ضروریات کو خاص طور پر مدنظر رکھیں۔ صحت عامہ، تعلیم اور بامعنی سماجی تحفظ کے شعبوں میں مناسب وسائل مختص کیے بغیر، مساوی شہریت کا وعدہ لاکھوں لوگوں کے لیے کھوکھلا ہی رہے گا۔ باوقار زندگی کے حق کو مالی بندشوں کے تابع نہیں کیا جا سکتا- اس حق کو مقدم حیثیت حاصل ہے۔

انتخابی اصلاحات سمیت آئینی جمہوریت اور وفاق کا استحکام

8 اگست 2025۔ ایچ آر سی پی نے 9 مئی 2023 کے فسادات کے سلسلے میں سزاؤں کے بعد قومی اسمبلی کے اپوزیشن لیڈر عمر ایوب خان اور سینیٹ کے اپوزیشن لیڈر شبلی فراز سمیت متعدد اپوزیشن رہنماؤں اور قانون سازوں کو نااہل قرار دینے کے ای سی پی کے فیصلے پر شدید تشویش کا اظہار کیا ہے۔

ایچ آر سی پی تشدد، عوامی املاک کی توڑ پھوڑ اور ریاستی تنصیبات پر حملوں کی مذمت کرتا ہے، خواہ وہ 9 مئی کے فسادات سے متعلق ہوں یا کسی بھی وقت کسی دوسرے گروہ کی جانب سے کیے گئے ہوں۔ تاہم، وہ اس بات پر بھی

فکر مند ہے کہ آئین کے تحت مناسب قانونی کارروائی اور منصفانہ ٹرائل کی ضمانتوں کو برقرار رکھا جانا چاہیے۔ بڑے پیمانے پر ٹرائلز کی رپورٹس، بشمول فوجی عدالتوں کی جانب سے دی گئی کڑی سزائیں اور طویل قید کی سزائیں، قانونی کارروائی کی غیر جانبداری اور شفافیت پر سنگین سوالات اٹھاتی ہیں۔

سیاسی عمل میں شرکت کا حق کسی بھی جمہوریت کا سنگِ بنیاد ہے۔ آرٹیکل 63 (1) (h) کے تحت منتخب نمائندوں کو نااہل قرار دینے کے اختیار کو اس انداز میں استعمال نہیں کیا جانا چاہیے جس سے سیاسی تکثیریت کو نقصان پہنچے یا اختلافِ رائے کو خاموش کیا جائے۔ ایچ آر سی پی عدلیہ پر زور دیتا ہے کہ وہ اس بات کو یقینی بنائے کہ اپیلوں کی سماعت منصفانہ اور بلا تاخیر ہو، اور ریاست سے مطالبہ کرتا ہے کہ سیاسی مقابلے کو جمہوری طریقوں سے حل کیا جائے، نہ کہ شہری اور سیاسی جگہ کو محدود کرکے۔

9 نومبر 2025۔ ایچ آر سی پی آئین میں 27ویں ترمیم کو پارلیمان میں پیش کرنے کے انداز پر افسوس کا اظہار کرتا ہے۔ حکومت کی جلد بازی، بشمول حزبِ اختلاف، وسیع تر قانونی برادری اور سول سوسائٹی کے ساتھ بامعنی مشاورت کی عدم موجودگی نے اس ترمیمی بل کے پسِ پردہ نیت پر سوالات پیدا کیے ہیں۔

عدالتی نظام کی تشکیلِ نو سے متعلق متعدد تبدیلیوں، بعض اداروں میں اختیارات کے ارتکاز، اور بعض ریاستی عہدوں کو تاحیات استثنیٰ دینے کی تجاویز نے آئین سازوں، قانونی برادری، انسانی حقوق کے دفاع کاروں اور دیگر افراد کو تشویش میں مبتلا کر دیا ہے جو عدلیہ کی آزادی اور جمہوریت کی اعلیٰ اقدار پر یقین رکھتے ہیں۔

ایچ آر سی پی مجوزہ ترمیم اور ملک کی سیاست و معاشرے پر اس کے دوررس اثرات کا جائزہ لینے کے لیے تمام متعلقہ فریقین کے ساتھ فوری مشاورت کا ارادہ رکھتا ہے۔

قانون کی حکمرانی کا فروغ اور نظامِ انصاف میں اصلاحات بشمول تشدد، جبری گمشدگیوں اور ماورائے عدالت قتل کا خاتمہ

9 جنوری 2025۔ ایچ آر سی پی نے سابق ایم این اے علی وزیر کی فوری رہائی کا مطالبہ کیا ہے، جنھیں حال ہی میں حب کی گڈانی سینٹرل جیل منتقل کیا گیا ہے۔ مسٹر وزیر 2020 سے متنازع اور مبہم الزامات پر کئی مواقع پر گرفتار کیے جا چکے ہیں۔

ضمیمہ 3

خیبر پختونخوا کے پسماندہ علاقوں میں پشتون برادریوں کے حقوق کے لیے ان کی بھرپور جدوجہد اور آئین پسندی، انسانی حقوق اور پرامن احتجاج پر ان کے واضح یقین کے باوجود، مسٹر وزیر کو کسی بھی دوسرے پارلیمانی رکن کے مقابلے میں زیادہ گرفتاریوں، فوجداری الزامات اور ضمانت کے حق سے محرومی کا نشانہ بنایا گیا ہے۔ کمزور طبقوں کے لیے انصاف اور احتساب کے حوالے سے ان کے مطالبات کو فوری طور پر پورا کیا جانا چاہیے۔

17 جنوری 2025۔ ایچ آر سی پی ان منظم گروہوں کی مذمت کرتا ہے جو مبینہ طور پر کچھ قانون نافذ کرنے والے اہلکاروں کی ملی بھگت سے ملک بھر میں توہینِ مذہب کے من گھڑت الزامات کے ذریعے 450 سے زیادہ لوگوں کو توہینِ مذہب کے مقدمات میں پھنسانے کے ذمہ دار ہیں۔

ایچ آر سی پی کو موصول ہونے والی اطلاعات، اکتوبر 2024 کی این سی ایچ آر کی رپورٹ کے نتائج، اور اسلام آباد میں ایک پریس کانفرنس میں متاثرین کے اہل خانہ کی جانب سے حالیہ الزامات اس امر کی تصدیق کرتے ہیں کہ منظم گروہ، جن میں سے کچھ قانونی برادری کے انتہائی دائیں بازو کے طبقوں سے مضبوط تعلق رکھتے ہیں، گستاخانہ مواد غیر مشتبہ افراد کے ساتھ آن لائن شیئر کرتے ہیں اور پھر ملزمان کے اہل خانہ کو بلیک میل کرنے کے لیے جھوٹے مقدمات درج کراتے ہیں۔ نہ تو حکومت اور نہ ہی عدلیہ اس پیمانے پر ایسے منظم نیٹ ورکس کو نظرانداز کرنے کی متحمل ہو سکتی ہے۔

منافع کے لیے توہینِ رسالت کے قوانین کا استعمال مجرمانہ ارادے کی نشاندہی کرتا ہے، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایسے گروہوں کے متاثرین ریلیف کے مستحق ہیں، جبکہ ان گروہوں کو خود قانون کے کٹہرے میں لایا جانا چاہیے۔ ان اطلاعات کی یہ بھی تحقیقات ہونی چاہئیں کہ متاثرین کو حراست میں بھی تشدد کا نشانہ بنایا گیا ہے، اور مجرموں کو جوابدہ ٹھہرایا جانا چاہیے۔

27 جنوری 2025۔ ایچ آر سی پی نے سندھ حکومت سے کم از کم تین افراد کی ہلاکت کی مکمل انکوائری کا مطالبہ کیا ہے، جو سانگھڑ کے قریب جانی جونیجو گاؤں میں دو حریف گروپوں کے درمیان جھگڑے کے بعد دو طرفہ فائرنگ میں مارے گئے۔ اس واقعے میں مبینہ طور پر مزید 19 افراد زخمی ہوئے، جن میں سے کچھ کی حالت نازک ہے۔ فائرنگ کے ذمہ داروں کو قانون کے کٹہرے میں لایا جانا چاہیے، چاہے ان کی سیاسی حیثیت کچھ بھی ہو۔

19 فروری 2025۔ ایچ آر سی پی کم از کم سات مسافروں کی ٹارگٹ کلنگ کی شدید مذمت کرتا ہے، جنھیں نامعلوم مسلح افراد نے بارکھان، بلوچستان میں لاہور جانے والی بس سے اتار کر ان کے قومی شناختی کارڈ کی بنیاد پر گولی مار کر

ہلاک کر دیا۔ یہ ایک سال میں اس نوعیت کا کم از کم پانچواں واقعہ ہے اور ہرنائی میں سڑک کنارے بم دھماکے کے بعد پیش آیا ہے، جس میں کوئلے کے 12 کان کن ہلاک ہو گئے تھے۔

بلوچستان میں جاری تشدد کا سلسلہ ختم ہونا چاہیے اور مجرموں کو انصاف کے کٹہرے میں لایا جانا چاہیے۔ ریاست کو بلوچستان کے عوام کے آئینی حقوق کے حصول پر توجہ مرکوز کرتے ہوئے تمام فریقین کے ساتھ بلا تعطل، بامقصد سیاسی بات چیت کے ذریعے اس طرح کے تشدد کی دیرینہ وجوہات کا فوری طور پر ازالہ کرنا چاہیے۔

27 فروری 2025۔ ایچ آر سی پی کو ان اطلاعات پر شدید تشویش ہے کہ ایک پاکستانی ہندو شہری پرکاش کو 21 فروری کو واہگہ کے قریب نامعلوم افراد نے مبینہ طور پر اغوا کر لیا تھا، جب وہ اپنے اہل خانہ کے ساتھ ایک مذہبی تہوار میں شرکت کے لیے بھارت جا رہے تھے۔ پرکاش کے اہل خانہ نے دعویٰ کیا ہے کہ یہ واقعہ امیگریشن کے عمل کے دوران پیش آیا۔ ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ انہیں فوری طور پر بازیاب کیا جائے اور کم از کم ان کے گھر والوں کو ان کے ٹھکانے سے آگاہ کیا جائے۔

5 مارچ 2025۔ ایچ آر سی پی سویلین اور سیکیورٹی فورسز کی ہلاکتوں میں اضافے کی اطلاعات پر شدید پریشان ہے، خاص طور پر خیبر پختونخوا میں، جہاں کل بنوں میں عسکریت پسندوں کے حملے کے نتیجے میں خواتین اور بچوں سمیت قیمتی جانوں کا نقصان ہوا ہے۔ بلوچستان میں بھی عسکریت پسند شہریوں کو بڑھتی ہوئی تعداد میں نشانہ بنا رہے ہیں، جبکہ کراچی میں ایک پولیس افسر کا عسکریت پسندوں کے ہاتھوں قتل ریاست کی شہریوں کے زندگی اور تحفظ کے حق کے تحفظ میں مسلسل ناکامی کو ظاہر کرتا ہے۔

وفاقی اور صوبائی حکومتوں کو بلاامتیاز کریک ڈاؤن کی بجائے خفیہ معلومات اور شواہد کی بنیاد پر ٹھوس حکمت عملی اپنانی چاہیے، جبکہ شفاف ٹرائل کے حق اور احتساب کی ضرورت کو یقینی بنانا چاہیے۔

10 مارچ 2025۔ ایچ آر سی پی ڈیرہ اسماعیل خان میں ایک ایسے خاندان کے غم میں شریک ہے جس کی 11 سالہ بیٹی کو مقامی پنچایت نے زبردستی ونی میں شادی پر مجبور کیا، جس کے بعد اس کے غمزدہ والد نے خودکشی کر لی۔ پنچایت نے اسے ایک مقامی بااثر شخصیت کی مبینہ توہین کے بدلے ایک بڑی رقم ادا کرنے کے ساتھ ساتھ اپنی بیٹی سے تعلق ترک کرنے پر مجبور کیا تھا۔

عدالتِ عظمیٰ کے 2019 کے فیصلے کی سنگین خلاف ورزی کو صوبائی حکومت کو سنجیدگی سے لینا چاہیے، جس کے تحت جرگوں کو دیوانی یا فوجداری معاملات پر فیصلہ کرنے کا کوئی اختیار نہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ روایتی متبادل نظامِ انصاف کے اثرات اور کمزور طبقات پر اس کے اثرات کے بارے میں عدالتی تحقیقات کا آغاز کیا جانا چاہیے۔

لڑکی کی حفاظت یقینی بنائی جائے اور اسے اپنے خاندان کے ساتھ رہنے دیا جائے۔ اگرچہ اس فیصلے کے ذمہ داروں میں سے بہت سے افراد کو کٹہرے میں لایا گیا ہے، تاہم تمام مجرموں کا سراغ لگا کر قانون کے مطابق سزا دینا ضروری ہے۔

12 مارچ 2025۔ ایچ آر سی پی کو بلوچستان میں جاری بحران پر شدید تشویش ہے، جہاں پشاور جانے والی جعفر ایکسپریس کو عسکریت پسندوں نے ریل ٹریک کو اڑانے کے بعد ہائی جیک کر لیا تھا اور کئی سو مسافروں کو یرغمال بنا لیا گیا تھا۔ ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ تمام مغویوں کو فوری رہا کیا جائے۔

ہم تمام متعلقہ فریقین پر زور دیتے ہیں کہ وہ بلوچستان میں شہریوں کو درپیش مسائل پر انسانی حقوق کے نقط؟ نظر سے، عوامی حمایت کے ساتھ اتفاقِ رائے پیدا کریں اور مسائل کا پرامن، سیاسی حل تلاش کریں۔ ایچ آر سی پی ریاست اور غیر ریاستی عناصر دونوں کی جانب سے غیر مسلح شہریوں کے خلاف تشدد کی مذمت کرتا ہے۔

19 مارچ 2025۔ ایچ آر سی پی کو ان اطلاعات پر شدید تشویش ہے کہ بلوچ قبائلی رہنما ناصر قمبرانی، جو کہ معروف شاعر نادر قمبرانی کے صاحبزادے ہیں، کو کئی روز قبل کوئٹہ میں ان کی رہائش گاہ سے نامعلوم افراد نے زبردستی لاپتہ کر دیا تھا۔

ان کے اہل خانہ کا الزام ہے کہ مسٹر قمبرانی کو پہلے 2015 میں جبری گمشدگی اور غیر قانونی حراست کا نشانہ بنایا گیا اور بعد ازاں 2018 میں رہا کیا گیا تھا۔ ایچ آر سی پی مسٹر قمبرانی کے آزادی کے حق کی اس منظم خلاف ورزی کی شدید مذمت کرتا ہے اور مطالبہ کرتا ہے کہ انہیں فوری طور پر بحفاظت بازیاب کیا جائے اور ان کے مجرموں کا محاسبہ کیا جائے۔

26 مارچ 2025۔ ایچ آر سی پی گزشتہ رات اسلام آباد میں نامعلوم افراد کے ہاتھوں صحافی اے وحید مراد کے اغوا کی خبروں سے پریشان ہے۔ ان کی بوڑھی ساس سے بھی مبینہ طور پر بدسلوکی کی گئی۔ مسٹر مراد کا ابھی تک پتہ نہیں چل سکا۔ ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ ان کا سراغ لگایا جائے، انہیں بحفاظت اور فوری طور پر بازیاب کیا جائے اور ان کے اغوا کاروں کو انصاف کے کٹہرے میں لایا جائے۔

30 مارچ 2025۔ ایچ آر سی پی مردان کے قریب مبینہ حملے اور اس کے نتیجے میں ایک خاتون اور ایک بچے سمیت شہریوں کی جانوں کے نقصان کی غیر جانبدارانہ اور فوری تحقیقات کا مطالبہ کرتا ہے۔ ہم لواحقین کے دکھ میں برابر کے شریک ہیں اور اپنا مطالبہ دہراتے ہیں کہ وفاقی و صوبائی حکومتیں فوری طور پر شہریوں کا امن و امان بحال کریں۔

29 اپریل 2025۔ ایچ آر سی پی بلوچ یکجہتی کمیٹی کے زیر حراست ارکان، خاص طور پر بیبو بلوچ پر تشدد کے الزامات سے پریشان ہے۔ انہیں جیل حکام نے مبینہ طور پر کوئٹہ سے منتقل کرنے کی کوشش میں مزاحمت کرتے ہوئے جسمانی تشدد کا نشانہ بنایا تھا۔ بعد ازاں معلوم ہوا کہ محترمہ بلوچ ڈسٹرکٹ جیل پشین میں بند ہیں۔ اس طرح کے سلوک سے ملک کے قانونی ڈھانچے کے ساتھ ساتھ تشدد کے خلاف کنونشن کے تحت پاکستان کی ذمہ داریوں کی بھی خلاف ورزی ہوتی ہے۔ ہم ان الزامات کی آزادانہ تحقیقات کا بھی مطالبہ کرتے ہیں۔

20 مئی 2025۔ ایچ آر سی پی کو ان اطلاعات پر تشویش ہے کہ شمالی وزیرستان کے گاؤں ہرمز میں مبینہ طور پر گولہ بارود گرنے سے متعدد بچے ہلاک اور کئی دیگر افراد زخمی ہوئے۔ اگرچہ ابھی تک یہ واضح نہیں کہ حملہ کہاں سے ہوا تھا، تاہم شہری علاقوں میں مبینہ طور پر ڈرون کا مسلسل استعمال انتہائی تشویشناک ہے اور زندگی کے بنیادی حق سمیت انسانی حقوق کی سنگین خلاف ورزی ہے۔ ایچ آر سی پی مقامی کمیونٹی کے واقعے کی آزادانہ تحقیقات کے مطالبے کی حمایت کرتا ہے۔

21 مئی 2025۔ ایچ آر سی پی بلوچستان کے علاقے خضدار میں اسکول بس پر گھناؤنے حملے کی شدید مذمت کرتا ہے، جس میں متعدد بچے ہلاک اور درجنوں زخمی ہوئے۔ اسکول کے بچوں کو جان بوجھ کر نشانہ بنانا، جو ہر لحاظ سے معصوم غیر جنگجو ہیں، ایک سرخ لکیر ہے جسے کبھی عبور نہیں کیا جانا چاہیے۔ یہ عمل انسانیت کے بنیادی اصولوں اور بین الاقوامی انسانی قانون کی خلاف ورزی ہے۔

اس طرح کے حملوں کو روکنے میں وفاقی اور صوبائی حکومتوں کی مسلسل ناکامی عام شہریوں کو تحفظ فراہم کرنے میں سنگین اور مسلسل کوتاہیوں کو نمایاں کرتی ہے۔ ریاست کی ذمہ داری ہے کہ وہ سویلین اداروں اور قانون کی حکمرانی کو مضبوط بنا کر امن و امان کو برقرار رکھے۔

ایچ آر سی پی قانونی ذرائع سے مجرموں اور ان کے معاونین کی فوری شناخت اور ان کے خلاف قانونی کارروائی کا مطالبہ کرتا ہے۔ ہم بلوچستان میں نمائندگی، نظم و نسق اور وسائل کی تقسیم کے گھمبیر مسائل کو حل کرنے کے لیے بامعنی سیاسی مذاکرات کی فوری ضرورت پر بھی زور دیتے ہیں۔

26 مئی 2025۔ ایچ آر سی پی نے مورو، سندھ کی صورتحال پر شدید تشویش کا اظہار کیا، جہاں جبری گمشدگیوں، کارپوریٹ فارمنگ اور دریائے سندھ پر نئی نہروں کی تعمیر کے خلاف حالیہ احتجاج کے نتیجے میں مظاہرین اور پولیس کے کچھ اہلکار ہلاک اور زخمی ہوئے ہیں۔ پولیس کی نگرانی میں ایک متوفی سیاسی کارکن کی تدفین کے علاوہ بعد ازاں ہونے والی گرفتاریاں اور مظاہرین اور ان کے اہل خانہ کے خلاف بغاوت کے الزامات تشویش ناک ہیں۔ اگرچہ ایچ آر سی پی کسی بھی جانب سے ہونے والے تشدد کو جائز قرار نہیں دیتا، لیکن پولیس کی طرف سے طاقت کا غیر متناسب استعمال اور اختلاف رائے کو مجرمانہ بنانا غیر قانونی عمل ہے۔ ہم ان واقعات کی فوری اور غیر جانبدارانہ تحقیقات کا مطالبہ کرتے ہیں۔

28 مئی 2025۔ ایچ آر سی پی خیبر پختونخوا کے مختلف علاقوں میں مشتبہ ڈرون اور کواڈ کاپٹر حملوں کی مسلسل اطلاعات پر شدید تشویش کا شکار ہے۔ ان حملوں کے نتیجے میں مبینہ طور پر کئی عام شہری، بشمول بچے، ہلاک اور زخمی ہوئے۔ اس طرح کا ایک حالیہ حملہ مبینہ طور پر اس وقت ہوا جب نوجوان والی بال کھیل رہے تھے۔ یہ رجحان ظاہر کرتا ہے کہ خطہ عدم تحفظ سے دوچار ہے۔ مقامی باشندوں کا الزام ہے کہ ایسے واقعات میں عام لوگوں کا نقصان ہوتا ہے۔ ایچ آر سی پی ایسے بار بار ہونے والے واقعات کی فوری اور شفاف تحقیقات کا مطالبہ کرتا ہے اور ریاست سے تقاضا کرتا ہے کہ وہ تنازعات سے متاثرہ علاقوں میں شہریوں کے تحفظ کو ترجیح دے۔

2 جون 2025۔ ایچ آر سی پی بار ایسوسی ایشن مانسہرہ سمیت تمام ایسوسی ایشنز کی اس نوعیت کی کسی بھی قرارداد یا فیصلے کی سختی سے مخالفت کرتا ہے جس میں وکلاء کو توہین مذہب یا متعلقہ جرائم کا الزام لگانے والے افراد کی نمائندگی کرنے سے منع کیا گیا ہو۔ اس طرح کے اقدامات باضابطہ قانونی کارروائی کے بنیادی اصول کی براہ راست خلاف ورزی ہیں، جو ہر فرد کو منصفانہ ٹرائل اور قانونی نمائندگی کے حق کی ضمانت دیتا ہے، چاہے اس پر کوئی بھی الزام ہو۔ ملزمان کی قانونی مشاورت سے انکار نہ صرف نظام انصاف کو کمزور کرے گا بلکہ ہجوم کی ذہنیت اور ماورائے عدالت کارروائیوں کو بھی شہہ دے گا۔ ایک جمہوری معاشرے میں قانونی برادری کو قانون کی حکمرانی کو برقرار رکھنا چاہیے، اسے ترک نہیں کرنا چاہیے۔

5 جون 2025۔ ایچ آر سی پی کو بلوچستان اسمبلی کی طرف سے انسداد دہشت گردی (بلوچستان ترمیم) ایکٹ 2025 کی منظوری پر شدید تشویش ہے۔ اگرچہ قومی سلامتی کے معاملے پر تشویش جائز ہے، تاہم یہ بل باضابطہ الزامات کے بغیر ملزمان کی من مانی گرفتاری اور انہیں تین ماہ تک حراست میں رکھنے کے وسیع اختیارات فراہم کرتا ہے۔

یہ قانون سیکورٹی ایجنسیوں کو حراست کے احکامات جاری کرنے اور مشترکہ تحقیقاتی ٹیموں کے ذریعے پوچھ گچھ کی قیادت کرنے کا اختیار دیتا ہے، جب کہ مجوزہ نگرانی بورڈ، جس میں فوجی اہلکار شامل ہیں، کو زیر حراست افراد کے نظریاتی اور نفسیاتی رجحانات کا جائزہ لینے کا کام سونپا گیا ہے۔ یہ نظام قانون نافذ کرنے والے سویلین اداروں کے دائرہ اختیار میں تجاوز کے مترادف ہے اور اس سے جوابدہی کی لکیریں دھندلی ہو جاتی ہیں۔ مزید برآں، قانون نافذ کرنے والے اداروں کو 'انکوائریوں' کے دوران مواد کو تلاش کرنے، گرفتار کرنے اور ضبط کرنے کا اختیار دینا آئینی تحفظات کے غلط استعمال اور ان کے غیر مؤثر ہونے کے مترادف ہے۔

ہم صوبائی حکومت پر زور دیتے ہیں کہ وہ اس قانون سازی پر نظر ثانی کرے اور اس بات کو یقینی بنائے کہ یہ آرٹیکل 10 کے تحت پاکستان کی آئینی ذمہ داریوں اور آئی سی سی پی آر کے تحت انسانی حقوق کے بین الاقوامی وعدوں کے عین مطابق ہو۔

پریس ریلیز: ایچ آر سی پی مورو احتجاج کے واقعے کی عدالتی تحقیقات کا مطالبہ کرتا ہے

لاہور، 6 جون 2025۔ پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) نے سندھ کے ضلع نوشہرو فیروز کے علاقے مورو میں 20 مئی کو ہونے والے احتجاج کے دوران پیش آنے والے واقعات کی فوری اور آزادانہ عدالتی تحقیقات کا مطالبہ کیا ہے۔ ان واقعات میں پولیس اور مظاہرین کے درمیان جھڑپوں کے نتیجے میں دونوں جانب متعدد افراد کے زخمی ہونے اور مظاہرین کی ہلاکتوں کی بھی اطلاعات موصول ہوئی ہیں، جبکہ کئی گاڑیوں کو لوٹ کر نذرِ آتش بھی کر دیا گیا۔

ایچ آر سی پی کی فیکٹ فائنڈنگ ٹیم نے مورو کا دورہ کیا تاکہ دریائے سندھ سے نہریں نکالنے اور زرعی زمین کو کارپوریٹ فارمنگ کے لیے مختص کرنے کے خلاف قومی شاہراہ پر شروع ہونے والے مظاہروں کے بعد پیدا ہونے والی صورتحال کی چھان بین کی جا سکے۔ مقامی افراد، بشمول ہاری مزدور اتحاد کے ارکان، کی گواہیوں کے مطابق احتجاج پرامن تھا، جب تک پولیس نے طاقت کا استعمال نہیں کیا۔ احتجاج کے دوران عرفان لغاری نامی شخص شدید زخمی ہوا جو بعد ازاں حیدرآباد کے ایک اسپتال میں دم توڑ گیا۔ عرفان کے اہلِ خانہ کا مؤقف ہے کہ اس کا کسی قوم پرست جماعت سے تعلق نہیں تھا اور وہ پرامن احتجاج میں شریک تھا۔

تصادم کے فوراً بعد صوبائی وزیر داخلہ کی رہائش گاہ، لنجار ہاؤس کو آگ لگا دی گئی۔ زاہد لغاری کے اہلِ خانہ کے مطابق اس گھر کے نجی سکیورٹی گارڈ، جو بھاری اسلحے سے لیس تھے، نے فائرنگ کی۔ زاہد، جو احتجاج میں شامل نہیں تھا بلکہ ذاتی کام سے وہاں گیا ہوا تھا، مبینہ طور پر سر میں گولی لگنے سے جاں بحق ہو گیا۔ اس کی عمر 27 سال تھی اور اس کی اہلیہ اس وقت اپنے پہلے بچے کی ماں بننے والی ہے۔

ایچ آر سی پی کی ٹیم نے متاثرہ گاؤں گوٹھ بجارانی لغاری کا دورہ کیا اور جاں بحق افراد کے اہلِ خانہ، مقامی صحافیوں اور اساتذہ کے بیانات قلم بند کیے۔ ٹیم نے مورو تھانے میں پولیس حکام سے ملاقات کی کوشش کی، تاہم ایس ایچ او نے یہ کہہ کر تبصرہ کرنے سے انکار کر دیا کہ اس معاملے پر صرف سینئر سپرنٹنڈنٹ آف پولیس (ایس ایس پی) بات کر سکتے ہیں۔ تاہم موبائل سروس معطل ہونے کے باعث ایس ایس پی سے رابطہ نہ ہو سکا۔ ٹیم نے لنجار ہاؤس کا بھی دورہ کیا، مگر وہاں کسی نے ان سے ملاقات پر آمادگی ظاہر نہ کی۔

مشن کو اطلاع دی گئی کہ مبینہ طور پر 400 سے زائد افراد کے خلاف جھوٹے فوجداری اور دہشت گردی کے مقدمات درج کیے گئے ہیں اور سیاسی کارکنوں سمیت درجنوں افراد یا تو گرفتار کر لیے گئے ہیں یا لاپتا ہیں۔ کئی ایف آئی آرز مورو سے دور اضلاع، جیسے شکارپور اور میرپور خاص میں درج کی گئی ہیں۔ لنجار ہاؤس کو نذرِ آتش کرنے کے مقدمے میں حزبِ اختلاف کے سینیئر رہنماؤں کو نامزد کیا گیا ہے۔ 20 مئی سے اب تک علاقے میں موبائل سروس بند ہے، اور پولیس کی نمایاں موجودگی نے مقامی آبادی میں خوف کی فضا پیدا کر دی ہے۔

چونکہ یہ واقعہ صوبائی وزیر داخلہ کے حلقے میں پیش آیا اور ایف آئی آرز میں ان کے سیاسی مخالفین کے نام شامل کیے گئے ہیں، ایچ آر سی پی پولیس کی زیرِ قیادت تحقیقات، جس کا اعلان سندھ کے انسپکٹر جنرل پولیس نے کیا تھا، کی غیر جانبداری پر سوال اٹھاتا ہے۔ ہم سندھ حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ فوری طور پر ایک آزاد عدالتی تحقیقات کا اعلان کرے تاکہ حقائق سامنے آ سکیں، ذمہ داروں کا تعین کیا جا سکے اور تمام شہریوں کے حقوق کا تحفظ یقینی بنایا جا سکے۔

19 جون 2025۔ایچ آر سی پی کے نوٹس میں لایا گیا ہے کہ کوئٹہ ڈسٹرکٹ جیل میں مینٹیننس آف پبلک آرڈر آرڈیننس 1960 کے تحت مارچ 2025 سے زیرِ حراست بلوچ یکجہتی کمیٹی کے پانچ کارکنوں کو جیل سپرنٹنڈنٹ نے مبینہ طور پر پاور آف اٹارنی لیٹرز (وکالت ناموں) پر دستخط کرنے سے روک رکھا ہے۔ ان خطوط پر عمل درآمد میں

ضمیمہ 3

رکاوٹ ماہ رنگ بلوچ، بیبرگ بلوچ، صبغت اللہ شاہ جی، بیبو بلوچ اور گل زادی بلوچ کو اپنی مرضی کے قانونی نمائندگی کے آئینی حقوق، مناسب طریقہ کار اور قانون کے تحت مساوی تحفظ سے محروم کرتی ہے۔ ہم بلوچستان حکومت کے ساتھ ساتھ انسپکٹر جنرل جیل خانہ جات سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ فوری کارروائی کریں اور اس بات کو یقینی بنائیں کہ قیدیوں کو بغیر کسی رکاوٹ اور دباؤ کے وکالت ناموں پر دستخط کرنے کی اجازت دی جائے۔

27 جون 2025۔ ایچ آر سی پی کے مشاہدے میں آیا ہے کہ خیبر پختونخوا میں جرگہ نظام کی بحالی کے امکانات تلاش کرنے کے لیے ایک حکومتی کمیٹی قائم کی گئی ہے۔ تنازعات کے متبادل حل کے طریقہ کار کو دوسرے صوبوں میں قانونی حیثیت حاصل ہے، تاہم کمیٹی کو اس بات کو یقینی بنانا چاہیے کہ اس طرح کے کسی بھی نظام میں انسانی حقوق کے تحفظات شامل ہوں۔ اے ڈی آر شمولیتی ہو، خاص طور پر خواتین اور پسماندہ گروہوں کی شمولیت یقینی بنائی جائے، اور انصاف، شفافیت اور جوابدہی کو برقرار رکھا جائے۔

جرگوں کی غیر جمہوری ساخت اور حقوق کی خلاف ورزیوں کی تاریخ، بشمول یہ حقیقت کہ وہ بعض اوقات نقصان دہ روایتی طریقوں کو فروغ دیتے ہیں، اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ بامعنی اصلاحات کے ذریعے آزاد عدالتی اداروں کو مضبوط کیا جائے اور اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ کوئی بھی متبادل ماڈل آئینی تحفظات اور قانون کی حکمرانی سے ہم آہنگ ہو۔

2 جولائی 2025۔ ایچ آر سی پی نے اس بات پر شدید تشویش کا اظہار کیا ہے کہ اسسٹنٹ کمشنر تمپ محمد حنیف نورزئی 3 جون کو بلوچستان کے ضلع کیچ میں نامعلوم مسلح افراد کے ہاتھوں اغوا ہونے کے بعد سے لاپتا ہیں۔ ان کی مسلسل گمشدگی ان کے خاندان اور وسیع تر برادری کے لیے انتہائی تکلیف دہ ہے۔ ہم فوری طور پر انسانی بنیادوں پر ان کی رہائی کی اپیل کرتے ہیں، جبکہ حکام پر زور دیتے ہیں کہ وہ مسٹر نورزئی کی محفوظ اور فوری بازیابی کے لیے اپنی کوششیں تیز کریں۔

10 جولائی 2025۔ ایچ آر سی پی اے این پی کے سیاسی رہنما اور امن کے داعی مولانا خان زیب کے قتل کی مذمت کرتا ہے، جنہیں آج خیبر پختونخوا کے علاقے باجوڑ میں نامعلوم حملہ آوروں نے قتل کر دیا۔ ہم اس افسوسناک واقعے کی فوری اور غیر جانبدارانہ تحقیقات کا مطالبہ کرتے ہیں۔ وفاقی اور صوبائی حکومتوں کو اس بات کو یقینی بنانا چاہیے کہ صوبے کے دہشت گردی سے متاثرہ اضلاع میں حالات معمول پر آئیں اور عوام اپنی زندگی پرامن طریقے سے اور خوف کے بغیر گزار سکیں۔

11 جولائی 2025۔ ایچ آر سی پی کم از کم 9 مسافروں کی ہلاکت پر شدید غمزدہ ہے جنہیں بلوچستان کے اضلاع لورالائی اور ژوب کے درمیان سرحد کے قریب پنجاب جانے والی کوچوں سے اترنے کا حکم دیا گیا اور بعد میں گولی مار دی گئی۔ مزدوروں اور عام شہریوں پر یہ ظالمانہ تشدد قابلِ مذمت ہے اور اسے فوری طور پر بند ہونا چاہیے۔ ایچ آر سی پی مطالبہ کرتا ہے کہ وفاقی اور صوبائی حکومتیں بلوچستان کے دیرینہ مسائل کے منصفانہ سیاسی حل کے لیے فوری اقدام کریں۔

17 جولائی 2025۔ ایچ آر سی پی نے قلات کے قریب موسیقاروں پر مسلح حملے کی مذمت کی ہے جو ایک شادی کی تقریب میں گانے کے لیے کراچی سے کوئٹہ جا رہے تھے۔ اطلاعات کے مطابق تین قوال موقع پر ہی جاں بحق اور 13 زخمی ہوئے۔ اندھا دھند قتل کی ایسی بزدلانہ کارروائیاں سراسر ناقابلِ قبول ہیں۔ ایچ آر سی پی متاثرہ خاندانوں کے دکھ میں شریک ہے اور واقعے کی فوری تحقیقات کا مطالبہ کرتا ہے۔

23 جولائی 2025۔ ایچ آر سی پی نے لاہور میں انسداد دہشت گردی کی عدالت کی طرف سے پی ٹی آئی کے سینئر رہنماؤں بشمول ڈاکٹر یاسمین راشد، عمر سرفراز چیمہ، اعجاز چوہدری، اور دیگر کے خلاف سنائی گئی سزاؤں پر تشویش کا اظہار کیا ہے۔ وہ 9 مئی 2023 کے واقعات کے سلسلے میں پہلے ہی دو سال سے زائد عرصہ کی سزا کاٹ چکے ہیں۔

ان سزاؤں کے وقت اور شدت سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کے پیچھے سیاسی محرکات ہیں۔ جہاں ایچ آر سی پی تشدد یا غیر قانونی طرز عمل کے واقعات میں محاسبے کی ضرورت پر زور دیتا ہے، وہیں یہ سیاسی شخصیات کے خلاف انسداد دہشت گردی کی قانون سازی کے استعمال کو متناسب طاقت اور باضابطہ قانونی کارروائی کے اصول کی خلاف ورزی بھی سمجھتا ہے۔ یہ نظام انصاف پر عوام کے اعتماد کو مجروح کرنے کے مترادف ہے۔

31 جولائی 2025۔ ایچ آر سی پی فیصل آباد میں انسداد دہشت گردی کی عدالت کی طرف سے پی ٹی آئی کے رہنماؤں اور کارکنوں کی اجتماعی سزا پر افسوس کا اظہار کرتا ہے، جس میں پارٹی کی کئی سینئر شخصیات کو دس سال قید کی سزا بھی شامل ہے۔ اگرچہ تشدد میں ملوث افراد کو جوابدہ ٹھہرایا جانا چاہیے، لیکن عام شہریوں کے ٹرائل کے لیے انسداد دہشت گردی کے قوانین کا استعمال سنگین قانونی تحفظات کو جنم دیتا ہے اور یہ جمہوری اقدار کے مسلسل خاتمے کی علامت ہے۔ ہم اس بات کا اعادہ کرتے ہیں کہ ان تمام ملزمان کا سویلین عدالتوں میں منصفانہ، شفاف ٹرائل ہونا چاہیے اور ریاست پر زور دیتے ہیں کہ وہ سیاسی اختلاف کو دبانے کے لیے سخت قوانین کے استعمال سے گریز کرے۔

28 جولائی 2025۔ ایچ آر سی پی تیراہ، ضلع خیبر میں جانی نقصان پر افسوس کا اظہار کرتا ہے، جہاں مبینہ طور پر مارٹر حملے میں ایک نابالغ لڑکی کی ہلاکت پر احتجاج تشدد کی شکل اختیار کر گیا، جس کے نتیجے میں متعدد افراد ہلاک اور زخمی ہوئے۔ ہم شہریوں کے خلاف وحشیانہ طاقت کے استعمال کی مذمت کرتے ہیں اور اس واقعے کی فوری، شفاف عدالتی تحقیقات کا مطالبہ کرتے ہیں۔

اگرچہ لوگوں کے پرامن احتجاج کے حق کو برقرار رکھا جانا چاہیے، تاہم ایچ آر سی پی پرتشدد مظاہروں کو جائز تصور نہیں کرتا۔ تیراہ کی صورتحال خطے میں سلامتی اور تنازعات کے حل کے لیے جوابدہی، واضح مواصلات اور حقوق پر مبنی نقطہ نظر کی فوری ضرورت پر زور دیتی ہے۔

31 جولائی 2025۔ ایچ آر سی پی تانگیر، دیامر میں گلگت بلتستان میں عوامی ایکشن کمیٹی کے وائس چیئرمین جاوید ناجی اور ایک شادی شدہ خاتون کے 'غیرت' کے نام پر بہیمانہ قتل کی شدید مذمت کرتا ہے۔ یہ کہ ناجی کو ان کی ماں اور بیوی کی موجودگی میں قتل کیا گیا، اس فعل کی بربریت کو واضح کرتا ہے۔ یہ تانگیر میں ایک ہفتے کے اندر اس طرح کا دوسرا واقعہ ہے جس میں دو خواتین اور دو مردوں کو 'غیرت' کے نام پر قتل کیا گیا۔ ہم فوری اور شفاف تحقیقات، قصورواروں کے خلاف فوری قانونی کارروائی اور گلگت بلتستان میں 'غیرت' پر مبنی تشدد کے حوالے سے استثنیٰ کے کلچر کو ختم کرنے کے لیے فوری کارروائی کا مطالبہ کرتے ہیں۔

13 اگست 2025۔ ایچ آر سی پی نے قومی اسمبلی سے انسداد دہشت گردی ایکٹ 1997 میں ترمیم کی منظوری پر اپنی تشویش کا اعادہ کیا۔ ان دفعات کو بحال کیا گیا ہے جو حکومت، قانون نافذ کرنے والے اداروں اور سیکورٹی ایجنسیوں کو مشکوک سمجھے جانے والے افراد کو تین ماہ تک حراست میں رکھنے کی اجازت دیتی ہیں۔

مبہم معیار کی بنیاد پر بغیر کسی الزام یا ٹرائل کے حراست سے آئین کے آرٹیکل 10 اور 10الف کے تحت باضابطہ قانونی کارروائی کی ضمانتوں کو نقصان پہنچنے کا احتمال ہے اور اختیارات کے غلط استعمال کی راہ ہموار ہو گی ہے۔ ایچ آر سی پی قانون سازوں پر زور دیتا ہے کہ وہ اس اقدام پر نظر ثانی کریں اور اس بات کو یقینی بنائیں کہ انسداد دہشت گردی کی کوششیں پاکستان کی انسانی حقوق کی آئینی ذمہ داریوں سے ہم آہنگ ہوں۔

20 اگست 2025۔ ایچ آر سی پی کوئٹہ میں 20 اگست 2025 کو علی الصبح کیے جانے والے غیر قانونی چھاپے کی شدید مذمت کرتا ہے، جس میں محکمہ انسداد دہشت گردی کے تقریباً 50 اہلکار، سادہ لباس میں ملبوس افراد کے ہمراہ،

ایچ آر سی پی کے سابق وائے چیئر جسٹس (ر) ظہور کے گھر میں بغیر کسی وارنٹ یا اجازت نامے کے زبردستی داخل ہوئے۔ چھاپے کے دوران، ان کے بیٹے، ضمیر احمد شاہوانی، جو اس وقت سرکاری وکیل کے طور پر کام کر رہے ہیں، کو گرفتار کر کے اپنے ساتھ لے گئے۔

من مانی گرفتاری اور نجی احاطے میں غیر قانونی داخلے کے خلاف آئینی تحفظات کو ڈھٹائی سے نظر انداز کرنا انتہائی تشویشناک ہے۔ اس طرح کے اقدامات قانون نافذ کرنے والے اداروں پر عوام کا اعتماد ختم کرتے ہیں اور قانون کی حکمرانی کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ مسٹر شاہوانی کو فوری طور پر رہا کیا جانا چاہیے اور ملوث اہلکاروں کو جوابدہ ٹھہرایا جائے۔

23 اگست 2025۔ ایچ آر سی پی سابق وزیر اعظم عمران خان کے دو بھتیجوں کی 9 مئی 2023 کو پی ٹی آئی کی قیادت میں ہونے والے مظاہروں میں مبینہ طور پر ملوث ہونے کے الزام میں گرفتاری سے پریشان ہے۔ ان میں سے کچھ مظاہرے پر تشدد ہو گئے تھے۔ کسی بھی آزاد مبصر کے لیے یہ حقیقت سمجھنا مشکل ہے کہ یہ گرفتاریاں اس واقعے کے 27 ماہ بعد کیوں کی گئیں۔ یہ ایسے وقت میں ہوا جب دیگر ملزمان کے ٹرائل طویل عرصے سے چل رہے ہیں یا مکمل ہو چکے ہیں۔

ایچ آر سی پی شہریوں کے حقوق کی مزید پسپائی پر شدید تشویش کا شکار ہے اور پولیسنگ اور قانونی نظام میں اپنی مایوسی کا اظہار بھی کرتا ہے، خاص طور پر جب سیاسی مخالفین سے نمٹنے کی بات آتی ہے۔ ہم حکام سے مطالبہ کرتے ہیں کہ ایسے تمام معاملات میں شفافیت اور قانون کی حکمرانی کو یقینی بنایا جائے۔

3 ستمبر 2025۔ ایچ آر سی پی بلوچستان نیشنل پارٹی کی سیاسی ریلی پر حملے کی مذمت کرتا ہے، جس میں بہت سے سیاسی کارکنوں کا بھاری جانی نقصان ہوا ہے۔ ہم اس واقعے کی فوری اور غیر جانبدارانہ انکوائری چاہتے ہیں اور صوبے میں امن و امان کی بحالی اور تمام فریقین کے درمیان بامقصد بات چیت کے آغاز کے اپنے مطالبے کا اعادہ کرتے ہیں، جس سے حقیقی سیاسی نمائندگی اور حقوق کا حصول ممکن ہو۔ مزید برآں، زندگی کے حق کا تحفظ سب سے پہلے کیا جائے۔

7 ستمبر 2025۔ ایچ آر سی پی 28 اگست 2025 کو ضلع مالاکنڈ میں تحصیل بار ایسوسی ایشن کے صدر خالد خان ایڈووکیٹ کی ٹارگٹ کلنگ کی شدید مذمت کرتا ہے۔ قانونی برادری کے ارکان پر اس طرح کے حملے قانون کی حکمرانی کو بری طرح نقصان پہنچاتے ہیں اور انصاف اور احتساب پر عوام کا اعتماد ختم کرتے ہیں۔ ایچ آر سی پی حکام سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اس بات کو یقینی بنائیں کہ مسٹر خان کے قتل کی تحقیقات کے لیے بنائی گئی جے آئی ٹی فوری اور غیر

ضمیمہ 3

جانبدارانہ انکوائری کرے اور ان کے خاندان کو تحفظ فراہم کرتے ہوئے مجرموں کو انصاف کے کٹہرے میں لائے۔

18 ستمبر 2025۔ ایچ آر سی پی نے بلوچستان میں کیچ بار ایسوسی ایشن کے رکن وکیل سرفراز مجید کی غیر قانونی حراست اور مبینہ تشدد کی مذمت کی ہے۔ اطلاعات کے مطابق مسٹر مجید کو عدالت جاتے ہوئے سیکورٹی فورسز نے روکا، ان پر حملہ کیا اور کئی گھنٹے تک غیر قانونی حراست میں رکھا۔ اس طرح کا سلوک قانون کی صریح خلاف ورزی ہے اور شہریوں میں خوف اور عدم تحفظ کی فضا پیدا کرتا ہے، خاص طور پر بلوچستان جیسے تنازعات سے متاثرہ علاقوں میں۔ ہم واقعے کی فوری، غیر جانبدارانہ اور شفاف تحقیقات کا مطالبہ کرتے ہیں۔

22 ستمبر 2025۔ ایچ آر سی پی کو یہ جان کر شدید صدمہ پہنچا ہے کہ ضلع خیبر کے علاقہ تیراہ میں مبینہ طور پر فضائی بمباری کے نتیجے میں بچوں سمیت متعدد شہری ہلاک ہو گئے ہیں۔ ہم حکام سے مطالبہ کرتے ہیں کہ واقعے کی فوری اور غیر جانبدارانہ انکوائری کرائی جائے اور ذمہ داروں کو انصاف کے کٹہرے میں لایا جائے۔ ریاست آئینی طور پر شہریوں کے زندگی کے تمام حقوق کے تحفظ کی پابند ہے، جسے وہ محفوظ کرنے میں بارہاناکام رہی ہے۔

22 ستمبر 2025۔ ایچ آر سی پی صحافی اور اینکر امتیاز میر پر حملے کی مذمت کرتا ہے، جس سے وہ بری طرح زخمی ہو گئے ہیں۔ مجرموں کے خلاف فی الفور قانونی کارروائی کی جائے۔ ہم تشویش کے ساتھ مشاہدہ کرتے ہیں کہ پاکستان صحافیوں کے لیے سب سے زیادہ غیر محفوظ ممالک میں سے ایک ہے، جس میں اظہار رائے کی آزادی پر بڑھتی ہوئی پابندیاں شامل ہیں۔ حکام کو ان صحافیوں کے تحفظ کے لیے کام کرنا چاہیے جو محض اپنے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

22 ستمبر 2025۔ ایچ آر سی پی کے صحافی اور اینکر امتیاز میر کے خلاف اپنی بات کا اظہار کرتا ہے، جس سے وہ بری طرح زخمی ہو گئے۔ مجرموں کو فی الفور انصاف کے کٹہرے میں لایا جائے۔ یہ تشویش ناک امر ہمارے مشاہدے میں آیا ہے کہ پاکستانی صحافیوں کے لیے سب سے زیادہ غیر محفوظ ممالک میں ایک ہے جہاں اظہار رائے کی آزادی پر پابندیاں بڑھی ہیں۔ وزیر اعظم کو ان صحافیوں کے تحفظ کے لیے کام کرنا چاہیے جو محض اپنے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

11 اکتوبر 2025۔ ایچ آر سی پی 15 سالہ حمّال کریم کی فوری بازیابی کا مطالبہ کرتی ہے، جنہیں سیکورٹی اہلکاروں نے 2 ستمبر 2025 کو مبینہ طور پر ضلع کیچ کے علاقے تمپ میں ان کے گھر میں زبردستی گھس کر اغوا کیا۔ ان کے اہلِ خانہ کے مطابق انہیں ابتدائی طور پر فرنٹیئر کور کے تمپ کیمپ میں حراست میں رکھا گیا اور بعد ازاں تربت منتقل کر

دیا گیا۔ تاہم اس کے بعد سے ان کے بارے میں کوئی اطلاع نہیں۔ انہیں فوری طور پر رہا کر کر ان کے والدین کے حوالے کیا جائے۔

13 اکتوبر 2025۔ ایچ آر سی پی پنجاب میں مبینہ پولیس مقابلوں کے بڑھتے ہوئے معمول پر شدید تشویش کا اظہار کرتا ہے، جہاں ماورائے عدالت ہلاکتیں بظاہر حاکمیتِ قانون کا متبادل بنتی جا رہی ہیں۔ جنوری 2025 سے اب تک صوبے میں 500 سے زائد ایسے واقعات پیش آ چکے ہیں جن میں 670 سے زیادہ افراد جان کی بازی ہار چکے ہیں جو کسی بھی دوسرے صوبے سے زیادہ ہیں۔

یہ رجحان فروری 2025 میں پنجاب پولیس کے ایک خصوصی ونگ کے طور پر کرائم کنٹرول ڈیپارٹمنٹ (سی سی ڈی) کے قیام کے بعد مزید مضبوط ہوتا دکھائی دیتا ہے۔

ہمیں شدید تشویش ہے کہ سی سی ڈی، جسے ابتدا میں جرائم پر قابو پانے کے لیے قائم کیا گیا تھا، اب ایک متوازی پولیس فورس کی شکل اختیار کر چکا ہے جسے ایف آئی آر درج کرنے، ملزمان کو حراست میں لینے اور مبینہ سخت جرائم پیشہ عناصر کے خلاف جان لیوا کارروائیاں کرنے کے وسیع اختیارات حاصل ہیں۔

رحیم یار خان میں قتل کے ایک ملزم خواجہ تعریف (المعروف تیفی بٹ) کی حالیہ ہلاکت کے حالات اس تشویشناک رجحان کی نشاندہی کرتے ہیں۔

ایچ آر سی پی اس بات پر زور دیتا ہے کہ کوئی بھی ادارہ قانون سے بالاتر نہیں ہو سکتا: حتیٰ کہ سنگین جرائم کے مرتکب افراد بھی آئین کے تحت قانونی طریقہ کار اور منصفانہ سماعت کے حق دار ہیں۔

14 اکتوبر 2025۔ ایچ آر سی پی 8 اکتوبر سے رونما ہونے والے واقعات پر شدید تشویش کا اظہار کرتا ہے، جو سکیورٹی فورسز اور انتہائی دائیں بازو کی جماعت ٹی ایل پی کے درمیان پرتشدد جھڑپوں پر منتج ہوئے، اور 13 اکتوبر کی صبح سویرے ضلع شیخوپورہ کے علاقے مریدکے میں ایک آپریشن کے دوران مظاہرین اور پولیس اہلکاروں کی ہلاکتوں اور زخمی ہونے کا سبب بنے۔

ہم اس آپریشن سے متعلق شفافیت اور قابلِ اعتماد، آزادانہ معلومات کے فقدان پر بھی پریشان ہیں، جن کی فراہمی حکومت کی ذمہ داری تھی۔ اگرچہ ریاستی ادارے نفرت انگیز تقاریر اور خاص طور پر مذہبی اقلیتوں کے خلاف ہجوم کو

تشدد پر اکسانے میں ٹی ایل پی کے مسلسل کردار کو نظر انداز کرتے رہے ہیں، تاہم اس سے ضرورت سے زیادہ طاقت کے استعمال کا جواز ہرگز فراہم نہیں ہوتا۔

آئین اور بین الاقوامی قانون دونوں اس بات کے پابند بناتے ہیں کہ سکیورٹی فورسز پر تشدد اجتماعات کو منتشر کرتے وقت بھی، کم سے کم ضروری طاقت استعمال کریں۔ حکومت کو چاہیے کہ مجرمانہ افعال کی فوری تحقیقات یقینی بنائے اور ذمہ داران کو قانون کے مطابق سزا دی جائے۔

ایچ آر سی پی کا ماننا ہے کہ اب وقت آ گیا ہے کہ ریاست ایک جامع اور تکثیری معاشرے کے قیام کے لیے سنجیدہ عزم کا اظہار کرے، جس کے لیے پالیسی میں دیانت دارانہ اور شفاف تبدیلی اور طویل عرصے سے زیر التوا بنیادی اصلاحات ناگزیر ہیں۔ اسی صورت میں انتہا پسند مذہبی تشدد کے سنگین مسئلے کا حل ممکن ہے۔

18 اکتوبر 2025۔ ایچ آر سی پی بلوچستان کے ضلع خضدار کے علاقے زہری میں شدید تشدد کی اطلاعات پر شدید تشویش کا اظہار کرتا ہے، جہاں مبینہ طور پر جنگجوؤں کے خلاف فوجی کارروائیاں جاری ہیں۔ اطلاعات کے مطابق ایک جنازے کے اجتماع پر حملے کے نتیجے میں کم عمر بچوں سمیت متعدد افراد جاں بحق ہوئے۔

مقامی ذرائع کے مطابق لوگوں کی نقل و حرکت پر بھی سخت پابندیاں عائد کر دی گئی ہیں اور کئی علاقے عملاً نو گو ایریاز قرار دے دیے گئے ہیں۔

ہم وفاقی اور صوبائی حکومتوں سے مطالبہ کرتے ہیں کہ شہری ہلاکتوں کے ایسے واقعات کی فوری، شفاف اور خودمختار تحقیقات کا آغاز کیا جائے۔ صحافیوں اور غیر جانب دار مبصرین کو بھی متاثرہ علاقوں تک رسائی دی جائے تاکہ زمینی حقائق کی تصدیق کی جا سکے۔

20 نومبر 2025۔ ایچ آر سی پی ان اطلاعات پر تشویش کا اظہار کرتا ہے کہ سابق وزیر اعظم عمران خان کی بہنوں کے ساتھ راولپنڈی کی اڈیالہ جیل کے باہر بدسلوکی کی گئی، جب وہ جیل میں قید اپنے رہنما سے طے شدہ ملاقات کے لیے پہنچیں۔ عینی شاہدین اور میڈیا رپورٹس کے مطابق اہلِ خانہ اور پارٹی نمائندگان پُرامن احتجاج کر رہے تھے جب پولیس نے مبینہ طور پر طاقت استعمال کرتے ہوئے مداخلت کی۔

قیدیوں کے اہلِ خانہ کا ملاقات کا حق اور پُرامن اجتماع کا حق انسانی حقوق کے قومی و بین الاقوامی قوانین کے تحت

محفوظ ہیں۔ ایچ آر سی پی شفاف تحقیقات کا مطالبہ کرتا ہے اور حکام سے اپیل کرتا ہے کہ تمام متعلقہ افراد کے حقوق، تحفظ اور وقار کا مکمل احترام یقینی بنایا جائے۔

1 دسمبر 2025۔ ایچ آر سی پی کو سابق وزیر اعظم عمران خان کی حراست کے حالات اور اہلِ خانہ سے ملاقاتوں پر مبینہ پابندیوں سے متعلق اطلاعات پر شدید تشویش ہے۔ یہ الزامات کہ وہ اپنے قریبی رشتہ داروں، ساتھیوں یا قانونی مشیروں سے ملاقات نہیں کر پا رہے فوری وضاحت کے متقاضی ہیں کیونکہ اہلِ خانہ اور وکلا تک بلا رکاوٹ رسائی حراستی اختیارات کے غلط استعمال سے تحفظ کی ایک بنیادی ضمانت ہے۔

ہم حکومتِ پاکستان اور محکمہ داخلہ پنجاب سے مطالبہ کرتے ہیں کہ تمام اقدامات آئینی تقاضوں اور انسانی سلوک کے بین الاقوامی معیارات کے مطابق ہوں۔

15 دسمبر 2025۔ ایچ آر سی پی کو سندھ کے ساحل کے قریب کجار کریک کے نزدیک بھارتی حکام کی جانب سے 11 پاکستانی ماہی گیروں، جن میں دو کم عمر لڑکے بھی شامل ہیں، کی گرفتاری پر شدید تشویش ہے۔ سمندری حدود کی غیر واضح حد بندی کے باعث نادانستہ خلاف ورزی پر بچوں کو حراست میں لینا بچوں کے حقوق کے کنونشن کی دفعات 9 اور 37 کی خلاف ورزی ہے، جس کے پاکستان اور بھارت دونوں فریق ہیں۔

ایچ آر سی پی کے مشاہدے کے مطابق، سرحد کے دونوں جانب غریب ماہی گیر برادریاں حل طلب سمندری تنازعات اور مؤثر انسانی ہمدردی کے نظام کے فقدان کے باعث مسلسل متاثر ہوتی ہیں۔ ابراہیم حیدری کے خاندانوں کو پہنچنے والا دکھ ان پالیسیوں کی انسانی قیمت کو ظاہر کرتا ہے۔ ہم انسانی بنیادوں پر بچوں کی فوری رہائی اور وطن واپسی کا مطالبہ کرتے ہیں اور دونوں حکومتوں سے اپیل کرتے ہیں کہ مستقبل میں ایسے واقعات کی روک تھام کے لیے بچوں کے حقوق پر مبنی طریقہ کار اپنائیں۔

22 دسمبر 2025۔ ایچ آر سی پی من مانی حراست اور جبری گمشدگیوں کے فوری خاتمے کے اپنے مطالبے کا اعادہ کرتا ہے اور ملک بھر میں ہر حال میں قانون کی بالادستی کو یقینی بنانے پر زور دیتا ہے۔ کسی بھی فرد کو قانونی طریقہ کار کے بغیر آزادی سے محروم نہیں کیا جا سکتا اور نہ ہی اسے عدالتوں کے تحفظ سے باہر رکھا جا سکتا ہے۔

اس تناظر میں ہم سندھ کے ضلع ٹنڈو محمد خان میں انڈس میڈیکل کالج کے طالب علم شاہ نواز کھوسو کی گمشدگی حالیہ واقعے

پر شدید تشویش رکھتے ہیں، جنہیں نامعلوم افراد نے مبینہ طور پر ایک ہفتہ قبل دادو کے قریب بس سے اتار لیا اور تب سے ان کا کوئی سراغ نہیں۔ دیگر تمام ایسے کیسز کی طرح انہیں فوری طور پر عدالت کے سامنے پیش کیا جائے۔

29 دسمبر 2025۔ ایچ آر سی پی کو من مانی گرفتاریوں، حراست اور جبری گمشدگیوں کے تسلسل پر شدید تشویش ہے، جن کا پاکستان کو فوری طور پر تدارک کرنا چاہیے۔ پشاور یونیورسٹی کے طلبہ حبیب وزیر اور عدنان وزیر کے مبینہ اغوا کا واقعہ، جو 12 نومبر 2025 سے ایک سرکاری جرگے میں شرکت کے بعد لاپتہ ہیں، اس امر کی مثال ہے کہ قانونی تقاضوں کو کس طرح نظر انداز کیا جا رہا ہے۔

اسی طرح سابق رکن قومی اسمبلی نثار پنہور اور ان کے بیٹے محسن پنہور کی مبینہ گمشدگی بھی تشویشناک ہے، جنہیں 22 دسمبر 2025 کو کراچی میں سادہ لباس افراد نے اٹھایا، حالانکہ اس سے قبل ان کی مختصر رہائی کے بعد یقین دہانیاں کروائی گئی تھیں۔

یہ واقعات بلوچستان میں خواتین اور کم عمر افراد بشمول معذور طالبہ اور کارکن ماہ جبین بلوچ اور دیگر افراد، کی حراست کی سنگین تصویر پیش کرتے ہیں۔

ایسے اقدامات آئینی ضمانتوں کی خلاف ورزی ہیں اور متاثرہ خاندانوں و معاشروں کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچاتے ہیں۔ ہم اپنے مطالبے کا اعادہ کرتے ہیں کہ ریاست کو شفافیت، ذمہ داران کے محاسبے اور متاثرہ خاندانوں کو بلا مشروط انصاف تک رسائی یقینی بنانی چاہیے۔

سول سوسائٹی کے لیے سکڑتی فضا کشادہ کی جائے

پریس ریلیز: پُرامن اجتماع کے حق کو محدود کرنے والے آئی سی ٹی قانون کی مذمت

اسلام آباد، 16 جنوری 2025۔ آج منعقدہ ایک مشاورتی اجلاس میں ایچ آر سی پی نے پُرامن اجتماع و عوامی نظم ایکٹ 2024 کو ایک ’’سخت گیر‘‘ قانون قرار دیتے ہوئے اس کی مذمت کی۔ سیکریٹری جنرل حارث خلیق نے نشاندہی کی کہ ایسے قوانین نہ صرف آئین کے آرٹیکل 8 اور 16 سے متصادم ہیں بلکہ شہری و سیاسی حقوق کے بین الاقوامی معاہدے کے تحت پاکستان کی ذمہ داریوں کی بھی خلاف ورزی کرتے ہیں۔

ضمیمہ 3

ایڈووکیٹ اسفند یار وڑائچ نے وضاحت کی کہ اس قانون نے پُرامن اجتماع کی آزادی کو محدود کرتے ہوئے اجتماعات کو مخصوص مقامات تک محدود کر دیا ہے اور سخت اجازت نامہ نظام کے ذریعے اجتماعات پر اچانک پابندی عائد کرنے کی راہ بھی ہموار کی ہے۔ مزید بر آں، اس قانون میں مبینہ ''غیر قانونی'' اجتماعات کے شرکاء کے لیے سخت سزائیں مقرر کی گئی ہیں جبکہ طاقت کے استعمال کے لیے کوئی واضح معیار فراہم نہیں کیا گیا۔

صحافی حامد میر نے کہا کہ ایسے قوانین کا اطلاق بالخصوص بلوچ کارکنوں کے خلاف غیر متناسب طور پر کیا گیا ہے۔ اسلام آباد پولیس کے اے آئی جی طاہر کاظم نے مؤقف اختیار کیا کہ یہ قانون ''معقول پابندیوں'' کی عکاسی کرتا ہے، تاہم اس کے غلط استعمال سے بھی اتفاق کیا۔

دیگر مقررین نے خبردار کیا کہ یہ قانون شہری آزادیوں، بالخصوص پسماندہ طبقات کے حقوق، کے لیے نقصان دہ ہے اور ریاست پر دوہرے معیار اپنانے کا الزام عائد کیا۔

18 جنوری 2025۔ ایچ آر سی پی بلوچ یکجہتی کمیٹی سے تعلق رکھنے والے پُرامن مظاہرین، بشمول خواتین کی فوری رہائی اور ان کے خلاف مقدمات کے خاتمے کا مطالبہ کرتا ہے جنہیں سندھ پولیس نے گرفتار کیا ہے۔

24 جنوری 2025۔ ایچ آر سی پی گوادر میں کتابوں کا اسٹال لگانے پر گرفتار کیے گئے طلبہ کی فوری رہائی اور ضبط شدہ کتب کی واپسی کا مطالبہ کرتا ہے۔ حکام کو چاہیے کہ اپنے ہی شہریوں کے خلاف اس قسم کے بزدلانہ اور غیر معقول جابرانہ اقدامات بند کریں۔

پریس ریلیز: پیکا بِل بنیادی حقوق کے منافی ہے

لاہور، 25 جنوری 2025۔ پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) کو قومی اسمبلی میں الیکٹرانک جرائم کی روک تھام (ترمیمی) بِل 2025 کی منظوری پر شدید تشویش ہے۔ ڈیجیٹل اظہار کی آزادی کے تحفظ کے حوالے سے ماضی میں ریاست کے غیر مناسب کردار کے پیشِ نظر، خدشہ ہے کہ اگر یہ قانون بن گیا تو پھر یہ سیاسی کارکنوں، انسانی حقوق کے دفاع کاروں، صحافیوں اور اختلافِ رائے رکھنے والوں کو ریاستی اداروں پر تنقید کے نام پر نشانہ بنانے کا ایک اور ذریعہ ثابت ہو گا۔

ضمیمہ 3

دفعہ 26-الف میں ' جھوٹی یا غلط خبروں ' پر بِل کا زور پریشان کُن ہے۔ بِل کا متن 'جھوٹی خبروں' کی اطمینان بخش تعریف فراہم نہیں کرتا اور اس کے بجائے عوام میں 'خوف، دہشت، انتشار یا بدامنی جیسے مبہم نتائج کا حوالہ دیتا ہے۔ مزید برآں، تین برس تک کی مجوزہ سزا حد سے زیادہ ہے۔

ڈیجیٹل مواد کو کنٹرول کرنے کے لیے چار نئی اتھارٹیز کی تشکیل اور اس کے نتیجے میں کئی طرح کا کنٹرول سسٹم لاگو ہو گا جس سے اظہار اور رائے کی آزادی پر شدید منفی اثر پڑے گا۔ یہ امر کہ مجوزہ سوشل میڈیا پروٹیکشن ٹریبونل میں اپیلیں براہ راست عدالتِ عظمیٰ میں جائیں گی اور یہ کہ یہ ٹریبونل حکومت کے مقرر کردہ ممبران پر مشتمل ہو گا، اس لیے بھی تشویش کا باعث ہے کیونکہ اس کا مطلب عدالتی نگرانی میں کمی اور انتظامیہ کے کنٹرول میں اضافہ ہے۔

ایچ آر سی پی حکومت کو یاد دلانا چاہتا ہے کہ ڈیجیٹل آزادیاں پہلے ہی سخت کنٹرول میں ہیں، چاہے قانون کے ذریعے یا پالیسی کے ذریعے، جس سے لوگوں کے معلومات اور رابطے کے حقوق شدید متاثر ہو رہے ہیں، اور یہ دونوں حقوق ہی اکیسویں صدی کی جمہوریت کے لیے لازم وملزوم ہیں۔ اس بِل پر مزید آگے بڑھنے سے پہلے سینیٹ میں کھلی اور جامع بحث ہونی چاہیے۔

پریس ریلیز: آزادی اظہار کے تحفظ کے لیے پیکا قانون کے خلاف اتحاد کا قیام

اسلام آباد، 30 جنوری 2025۔ پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) کی جانب سے آج منعقد ہونے والے مشاورتی اجلاس میں شرکاء نے الیکٹرانک جرائم کی روک تھام کا (ترمیمی) ایکٹ 2025 کی منظوری پر شدید افسوس کا اظہار کیا۔ شرکاء کا کہنا تھا کہ یہ قانون نہ صرف صحافت بلکہ عام سوشل میڈیا صارفین کی آزادی اظہار پر بھی مزید قدغن لگائے گا۔ اجلاس میں رؤف عطا، سینئر وکیل عابد ساقی، پاکستان فیڈرل یونین آف جرنلسٹس (پی ایف یو جے) کے صدر افضل بٹ، راولپنڈی اسلام آباد یونین آف جرنلسٹس (آر آئی یو جے) کے صدر طارق علی ورک، جنرل سیکریٹری آصف بشیر چوہدری، 'وجہ' کی بانی فوزیہ کُلثوم رانا اور پاکستان پیپلز پارٹی کے سینیٹر ضمیر حسین گھمرو نے شرکت کی۔ سینئر صحافی حامد میر اور مطیع اللہ جان، ایچ آر سی پی کے کونسل اراکین ناصر زیدی، فرحت اللہ بابر اور ندا علی، اور ایچ آر سی پی کے سابق چیئرمین افراسیاب خٹک نے بھی اس قانون پر اظہار خیال کیا۔

اجلاس کی صدارت ایچ آر سی پی کی شریک چیئرپرسن منیزے جہانگیر نے کی، جبکہ 'بولو بھی' کے ڈائریکٹر اسامہ خلجی، اے جی ایچ ایس کی نمائندہ انس وقی اور وکیل صلاح الدین احمد نے قانون سے متعلق پریزنٹیشنز دیں۔ شرکاء نے

شدید افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ جن سیاسی جماعتوں نے پہلے پیکا ترامیم کی مخالفت کی تھی، انہوں نے اب اسے فوری طور پر منظور کر لیا ہے۔ شرکاء نے مطالبہ کیا کہ تمام متعلقہ جماعتیں آزادی اظہار کے حوالے سے اپنا مؤقف واضح کریں۔ انہوں نے اس معاملے میں اسٹیبلشمنٹ کے آگے جھکنے پر سیاسی جماعتوں کی مذمت کی۔

اگرچہ شرکاء نے تسلیم کیا کہ جعلی خبروں سے متعلق خدشات موجود ہیں، تاہم انہوں نے زور دیا کہ ان خدشات اور آزادی اظہار کے آئینی حق کے درمیان توازن قائم کیا جانا چاہیے۔ انہوں نے خبردار کیا کہ 'جعلی خبر' کی مبہم اور وسیع تعریف کی اختلاف رائے کو دبانے کے لیے استعمال کی جا سکتی ہے۔ اس کے علاوہ، اس قانون کے تحت اب کوئی بھی شخص شکایت درج کرا سکتا ہے، چاہے وہ متاثرہ فریق ہو یا نہ ہو، جس سے اس کے بے جا استعمال کے امکانات مزید بڑھ گئے ہیں۔

مشاورت کے اختتام پر آزادی اظہار کے تحفظ کے لیے ایک وسیع اتحاد بنانے کی قرارداد منظور کی گئی۔ اس اتحاد میں پی ایف یو جے، ایس سی بی اے، ایچ آر سی پی، ڈیجیٹل میڈیا الائنس فار پاکستان، فریڈم نیٹ ورک، ارادہ، وجہ، بولو بھی اور اینکرز ایسوسی ایشن آف پاکستان شامل ہوں گے۔

پریس ریلیز: پی ٹی آئی کے نومبر کے احتجاج کی آزادانہ تحقیقات کی جائیں: ایچ آر سی پی

لاہور، 3 فروری 2025۔ پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) کی جاری کردہ فیکٹ فائنڈنگ رپورٹ میں یہ نتیجہ اخذ کیا گیا ہے کہ وفاقی حکومت کے دعووں کے برعکس، 26 نومبر 2024 کو اسلام آباد میں پی ٹی آئی کی زیر قیادت احتجاج میں مبینہ طور پر جانی نقصان ہوا تھا۔ مظاہرین کے ساتھ ساتھ سیکورٹی اہلکاروں کی ہلاکتوں کی اطلاعات بھی موصول ہوئی ہیں۔

ایک اعلیٰ سطحی فیکٹ فائنڈنگ مشن نے ریاستی نمائندوں، پی ٹی آئی کی قیادت، موقع پر موجود رپورٹرز اور احتجاج کے دوران مبینہ طور پر ہلاک ہونے والے سات افراد کے اہل خانہ کی زبانی شہادتیں قلمبند کی ہیں۔ مشن کو ان الزامات پر شدید تشویش ہے کہ ہسپتال انتظامیہ اور پولیس نے متاثرین کی لاشوں کو اُس وقت تک اپنی تحویل میں رکھا جب تک اُن کے اہل خانہ نے کسی قسم کی قانونی کارروائی نہ کرنے پر رضامندی ظاہر نہیں کی تھی۔ اگرچہ ہسپتال انتظامیہ نے فیکٹ فائنڈنگ ٹیم سے بات کرنے سے انکار کیا ہے، تاہم صحافیوں اور مبینہ متاثرین کے اہلِ خانہ کے بیانات سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ ہسپتال معلومات کو چھپا رہے ہیں۔

ضمیمہ 3

اگرچہ پرامن اجتماع کے حق کی آئینی ضمانت دی گئی ہے، لیکن اسے قانون کی حدود میں رہ کر استعمال کرنا چاہیے۔ اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ کچھ مظاہرین کے پاس غلیلیں، آنسو گیس کے گولے اور آتشیں اسلحہ تھا جو جائے وقوعہ پر پایا گیا۔ ساتھ ہی، انتظامیہ نے احتجاج سے نمٹنے میں بصیرت کا مظاہرہ نہیں کیا اور طاقت کا ضرورت سے کہیں زیادہ استعمال کیا۔ مشن نے مظاہرین پر آتشیں اسلحہ کے استعمال کے بارے میں معلومات لینے کے لیے وزیر داخلہ سے رابطہ کرنے کی کوشش لیکن وہ ٹیم سے ملنے کے لیے دستیاب نہیں تھے۔

مشن کو یہ جان کر شدید تشویش ہوئی کہ مرکزی دھارے کے ذرائع ابلاغ نے واقعے کے متعلق مکمل خاموشی اختیار کیے رکھی۔ اس کی وجہ ریاستی جبر یا خود پر عائد کی گئی سنسرشپ ہو سکتی ہے۔ ذرائع ابلاغ کو بغیر کسی رکاوٹ کے زمینی صورتحال کا جائزہ لینے اور حقائق کو رپورٹ کرنے کی اجازت ہونی چاہیے تھی۔

لہٰذا، رپورٹ حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ فوری طور پر ان واقعات کی آزادانہ و غیر جانبدارانہ تحقیقات کا اعلان کرے۔ اور مبینہ متاثرین کے اہلِ خانہ، پی ٹی آئی اور دیگر سیاسی فریقین کو اِس تحقیقاتی عمل میں شامل کیا جائے۔

5 فروری 2025۔ پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) کو ان رپورٹس پر شدید تشویش ہے کہ دائیں بازو کے نظریات سے وابستہ بعض افراد اور گروہ سول سوسائٹی کے اراکین کو دھمکیاں دے رہے ہیں، جن میں معروف صحافی اور ایچ آر سی پی کی شریک چیئر منیزے جہانگیر بھی شامل ہیں۔ یہ دھمکیاں ان سرگرمیوں کے ردعمل میں دی جارہی ہیں جن میں نوجوانوں کو مذہبی انتہاپسندی کے ذریعے مبینہ طور پر بہکانے یا پھنسانے کے معاملات کو اجاگر کیا گیا ہے۔

ایچ آر سی پی سمجھتا ہے کہ یہ کوشش عدالت عالیہ اسلام آباد کی جانب سے مجوزہ اس کمیشن سے توجہ ہٹانے کی ایک کوشش ہے جو توہینِ مذہب کے جھوٹے الزامات کے ذریعے افراد کو پھنسانے کے واقعات کی تحقیقات کے لیے تشکیل دیا جانا ہے یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس کی دستاویزی شہادتیں ریاستی اداروں کے پاس موجود ہیں۔

ایچ آر سی پی نے اس تشویش سے پنجاب کی وزیر اعلیٰ اور وفاقی وزیر داخلہ کو آگاہ کیا ہے اور فوری کارروائی کا مطالبہ کیا ہے۔

14 فروری 2025۔ ایچ آر سی پی ہم نیوز کی اینکر مونا عالم کے خلاف جاری بدنیتی پر مبنی کردار کشی کی مہم کی سخت مذمت کرتا ہے، جنھیں جعلی ویڈیوز اور تصاویر کے ذریعے نشانہ بنایا جارہا ہے۔ اگرچہ وفاقی تحقیقاتی ایجنسی (ایف آئی

اے) نے اس معاملے کا نوٹس لیا ہے، تاہم صحافتی برادری اور سول سوسائٹی پر بھی لازم ہے کہ وہ محترمہ عالم کے ساتھ یکجہتی کا اظہار کریں، جو ان مسائل کا سامنا کر رہی ہیں جو بدقسمتی سے خواتین صحافیوں کے لیے معمول بنتے جا رہے ہیں۔ ایچ آر سی پی مطالبہ کرتا ہے کہ ایف آئی اے ذمہ داران کی فوری طور پر شناخت کرے اور انہیں قانون کے کٹہرے میں لایا جائے۔

22 فروری 2025۔ ایچ آر سی پی کو پتن ڈیولپمنٹ آرگنائزیشن کی رپورٹس پر شدید تشویش ہے کہ اسلام آباد پولیس نے دو مجسٹریٹس کے ہمراہ ان کے ملکی کوآرڈینیٹر سرور باری کے گھر پر چھاپہ مار کر اسے سیل کر دیا اور ان کی اہلیہ اور ایک بزرگ خاتون رشتہ دار کو گھر سے بے دخل کر دیا۔ یہ اقدام آئین کے آرٹیکل 14(1) کی صریح خلاف ورزی ہے۔ شہریوں کو ہراساں کرنے کے ایسے طریقے ناقابلِ قبول ہیں۔ اس معاملے کی فوری عدالتی سماعت ہونی چاہیے۔

26 فروری 2025۔ ایچ آر سی پی پاکستان فیڈرل یونین آف جرنلسٹس (پی ایف یو جے) کے ساتھ مکمل یکجہتی کا اظہار کرتا ہے اور اس کے مطالبات کی حمایت کرتا ہے، جو آئین کے تحت دی گئی آزادیٔ اظہار کے تحفظ کے لیے پیش کیے گئے ہیں۔

5 مارچ 2025۔ ایچ آر سی پی کو اس بات پر شدید تشویش ہے کہ حکومت بعض اخبارات، جیسے کہ ڈان، کو سرکاری اشتہارات کی فراہمی روک رہی ہے۔ ایسے اخبارات کو حکومت پالیسیوں کا ناقد سمجھا جاتا ہے۔ اسی دوران بعض دیگر اخبارات کو بڑے پیمانے پر سرکاری اشتہارات دیے جا رہے ہیں، حتیٰ کہ بعض اوقات انہیں خبروں کے طور پر پیش کیا جا رہا ہے جو صحافتی اصولوں کی خلاف ورزی ہے۔

ایچ آر سی پی یاد دلاتا ہے کہ حکومت آئینی طور پر عوام کے معلومات تک رسائی اور آزادیٔ اظہار کی حفاظت کی پابند ہے۔ مالی دباؤ کے ذریعے غیر اعلانیہ سنسرشپ کو برداشت نہیں کیا جا سکتا۔

7 مارچ 2025۔ ایچ آر سی پی سندھ کے ضلع جامشورو میں تقریباً 100 طلبہ کے خلاف درج ایف آئی آر پر تشویش کا اظہار کرتا ہے، جو 4 مارچ کو دریائے سندھ پر نہروں کی تعمیر کے خلاف احتجاج کر رہے تھے۔ پولیس کی جانب سے طاقت کے غیر متناسب استعمال کی بھی مذمت کی جاتی ہے۔

ایچ آر سی پی سندھ حکومت کو یاد دلاتا ہے کہ پرامن اجتماعات کو صرف سڑک بند ہونے کی بنیاد پر طاقت کے ذریعے منتشر کرنا بین الاقوامی رہنما اصولوں کے خلاف ہے۔ ایف آئی آر واپس لی جائے اور زیرِ حراست افراد کو رہا کیا جائے۔

20 مارچ 2025۔ ایچ آر سی پی کراچی کے صحافی فرحان ملک (رفتار میڈیا) کی فوری رہائی اور شفاف تحقیقات کا مطالبہ کرتا ہے۔ ریاست کو ایف آئی اے جیسے اداروں کو اختیارات سے تجاوز کے عمل سے روکنا چاہیے اور آئین کے آرٹیکل 19 کے تحت آزادی اظہار کا تحفظ یقینی بنانا چاہیے۔

21 مارچ 2025۔ ایچ آر سی پی کوئٹہ، بلوچستان میں صورتحال کے بگڑنے پر شدید تشویش میں مبتلا ہے، جہاں پرامن مظاہرین کے خلاف کارروائی اور جانی نقصان کی اطلاعات موصول ہوئی ہیں۔ یہ مظاہرین جبری گمشدگیوں اور ریاستی طاقت کے غلط استعمال کے خاتمے کا مطالبہ کر رہے تھے۔

ریاست کو فوری طور پر طاقت کا استعمال بند کرنا چاہیے اور من مانی حراست میں لیے گئے افراد کو رہا کرنا چاہیے۔

22 مارچ 2025۔ ایچ آر سی پی ریاست سے مطالبہ کرتا ہے کہ اختلافِ رائے کو دبانے کے لیے غیر معمولی اقدامات سے گریز کیا جائے۔ بی وائے سی کے رہنماؤں کی گرفتاری اور کوئٹہ میں انٹرنیٹ سروس کی بندش عوامی بے چینی کو مزید بڑھائے گی۔ تمام سیاسی جماعتوں کو چاہیے کہ وہ بلوچستان کے تمام فریقین کے ساتھ بامعنی مکالمہ کریں۔ ایچ آر سی پی مطالبہ کرتا ہے کہ ماہ رنگ بلوچ اور دیگر رہنماؤں کو فوری رہا کیا جائے۔

24 مارچ 2025۔ ایچ آر سی پی کراچی میں بلوچ حقوق کے کارکنان اور ان کے حامیوں کی گرفتاری کی شدید مذمت کرتا ہے، جو کوئٹہ میں بی وائی سی کے ساتھ یکجہتی میں پرامن احتجاج کر رہے تھے۔

سمی دین سمیت تمام زیرِ حراست کارکنان کو فوری طور پر رہا کیا جائے اور سندھ حکومت پرامن اجتماعات کو بلارکاوٹ جاری رکھنے کی اجازت دے۔

28 مارچ 2025۔ ماہرِ تعلیم اور انسانی حقوق کے کارکن تیمور رحمان کو ایف آئی اے کی جانب سے نوٹس کا اجراء تشویش ناک ہے۔ یہ نوٹس م آن لائن ہتکِ عزت کیس سے متعلق ہے۔ ایچ آر سی پی کے مطابق یہ شکایت غیر سنجیدہ بنیادوں پر ہے اور اسے فوری واپس لیا جانا چاہیے۔

9 اپریل 2025۔ ایچ آر سی پی سابق سینیٹر اور انسانی حقوق کے معروف دفاع کار فرحت اللہ بابر کے خلاف ایف آئی اے کی جانب سے شروع کی گئی انکوائری کی شدید مذمت کرتا ہے۔ یہ انکوائری مالی بدعنوانی کے الزامات پر مبنی ہے۔ یہ کارروائی ان کے طویل عرصے سے جاری ریاستی پالیسیوں پر تنقید کے تناظر میں شکوک و شبہات پیدا کرتی ہے۔

ایچ آر سی پی اسے اختلافِ رائے کو دبانے کے لیے قانونی نظام کے غلط استعمال کی ایک اور مثال قرار دیتا ہے اور انکوائری واپس لینے کا مطالبہ کرتا ہے۔

15 مئی 2025۔ ایچ آر سی پی گلگت بلتستان میں عوامی ایکشن کمیٹی کے مجوزہ جرگے سے قبل سیاسی کارکنوں کے خلاف کریک ڈاؤن پر شدید تشویش کا اظہار کرتا ہے۔ گرفتار افراد کو فوری رہا کیا جائے اور بلاجواز گرفتاریوں اور چھاپوں کا سلسلہ بند کیا جائے جائے۔

19 مئی 2025۔ ایچ آر سی پی حیدرآباد، سندھ میں سیاسی کارکنوں کے خلاف کریک ڈاؤن اور انسدادِ دہشت گردی قوانین کے تحت ایف آئی آرز کے اندراج پر شدید تشویش ظاہر کرتا ہے۔ عوامی دانشور تاج جویو کے گھر پر چھاپہ بھی قابلِ مذمت ہے۔ سندھ حکومت پولیس کے مبینہ تشدد کی تحقیقات کرے اور تمام زیرِ حراست افراد کو رہا کرے۔

پریس ریلیز: ایچ آر سی پی پیکا (ترمیمی) ایکٹ کی منسوخی کا مطالبہ کرتا ہے

اسلام آباد، 29 مئی 2025۔ پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) کی جانب سے جاری کی گئی ایک رپورٹ میں 'پریوینشن آف الیکٹرانک کرائمز ایکٹ (پیکا) (ترمیمی) ایکٹ 2025' میں سنگین خامیوں کی نشاندہی کی گئی ہے اور اس قانون کو مکمل طور پر منسوخ کرنے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ رپورٹ میں یہ بھی مطالبہ کیا گیا ہے کہ اس قانون کی 2016 اور 2023 کی شکلوں کے کسی بھی جابرانہ نفاذ کو بھی قبول نہ کیا جائے۔

یہ رپورٹ ایچ آر سی پی کے لیجسلیشن واچ سیل کے تحت تیار کی گئی ہے، جس کے مشاہدات ڈیجیٹل رائٹس کی کارکن فریحہ عزیز نے آج یورپی یونین کے مالی تعاون سے چلنے والے ایک پراجیکٹ کے تحت منعقدہ ایڈووکیسی اجلاس میں پیش کیے۔ اجلاس کا آغاز کرتے ہوئے ایچ آر سی پی کی ڈائریکٹر فرح ضیاء نے کہا کہ کمیشن نے حالیہ جابرانہ قوانین، خصوصاً وہ جو شہری آزادیوں کو محدود کرتے ہیں اور اختلافِ رائے اور اظہارِ رائے کی آزادی کو دبانے کے لیے استعمال ہو رہے ہیں، پر شدید تشویش کا اظہار کیا ہے۔

رپورٹ کی مصنفہ فریحہ عزیز نے بتایا کہ یہ قانون مبہم انداز میں 'جھوٹی اور گمراہ کن معلومات' کو جرم قرار دیتا ہے، جس کی سزا تین سال تک قید ہو سکتی ہے۔ اس قانون کے تحت ایک طاقتور ریگولیٹری اتھارٹی، شکایات کونسل اور ٹریبیونل قائم کیے گئے ہیں، جو سب حکومتی کنٹرول میں ہیں۔ دیگر تحفظات میں قابلِ ضمانت اور ناقابلِ گرفتاری جرائم کو ناقابلِ ضمانت اور قابلِ گرفتاری جرائم میں تبدیل کرنا شامل ہے، جس سے جبر کے امکانات بڑھ گئے ہیں۔ اس کے علاوہ، ایف آئی کی جگہ نیشنل سائبر کرائم انویسٹی گیشن ایجنسی نے لے لی ہے، جو مناسب حفاظتی اقدامات کے بغیر کام کر رہی ہے۔

اجلاس میں صحافی عدنان رحمت نے کہا کہ ریاست کی ذمہ داری ہے کہ وہ شہریوں کے حقوق کا تحفظ کرے۔ انہوں نے اظہارِ رائے کو جرم کے دائرے سے نکالنے اور وسیع تر نمائندگی کے ذریعے سیاسی جماعتوں کے ساتھ مکالمے کی تجویز دی۔

صحافی سلیم شاہد نے پیکا (ترمیمی) ایکٹ پر تنقید کرتے ہوئے اسے اظہارِ رائے اور معلومات کے آئینی حقوق کی خلاف ورزی قرار دیا اور صحافیوں و سول سوسائٹی سے ان آزادیوں کے تحفظ کے لیے متحد ہونے کا مطالبہ کیا۔ بی این پی-مینگل کے سابق رکنِ اسمبلی ثناء اللہ بلوچ نے اظہارِ رائے کی آزادی کو ایک مضبوط پارلیمان کی بنیادی قرار دیا۔

ایچ آر سی پی کی شریک چیئرپرسن منیزے جہانگیر نے بلوچستان اور گلگت بلتستان میں سخت نگرانی کے ماحول اور وہاں کے صحافیوں پر دباؤ کا ذکر کیا۔ انہوں نے آزاد جموں و کشمیر میں صحافیوں کو درپیش مشکلات کی بھی نشاندہی کی۔ اسی تناظر میں، صحافی اسد علی طور نے بتایا کہ ان کے کام کے باعث مبینہ طور پر ان کے اہلِ خانہ کے بینک اکاؤنٹس منجمد کر دیے گئے، جسے منیزے جہانگیر نے 'معاشی دہشت گردی' قرار دیا۔

ڈیجیٹل رائٹس کے کارکن اسامہ خلجی اور آفتاب عالم نے سول سوسائٹی، صحافیوں اور انسانی حقوق کے دفاع کاروں پر مشتمل ایک قومی اتحاد بنانے کی تجویز دی، تاکہ سیاسی جماعتوں سے اظہارِ رائے کی آزادی پر بڑھتی پابندیوں کے حوالے سے بات کی جا سکے۔ ایچ آر سی پی کے کونسل رکن فرحت اللہ بابر نے اس تجویز کی حمایت کرتے ہوئے کہا کہ آزادی اظہار اور معلومات کے حق کے تحفظ کے ساتھ ساتھ جھوٹی معلومات کے خلاف مؤثر اقدامات بھی ضروری ہیں۔

اجلاس کے اختتام پر ایچ آر سی پی اسلام آباد کی وائس چیئرپرسن نسرین اظہر نے تجویز دی کہ یہ مجوزہ اتحاد ان تمام قوانین کی نشاندہی کرے جو آئینی طور پر حاصل بنیادی آزادیوں سے متصادم ہیں۔

پریس ریلیز: ایچ آر سی پی کا اپنی سرگرمیوں پر قدغن لگانے کی کوششوں پر اظہار تشویش

لاہور، 2 جولائی 2025۔ پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) نے ملک میں انسانی حقوق کے دفاع کے کام کے لیے مسلسل سکڑتی ہوئی فضا پر شدید تشویش کا اظہار کیا ہے۔

گزشتہ چند مہینوں میں، ایچ آر سی پی کو من مانے، غیر قانونی اور بلاجواز اقدامات کے ایک سلسلے کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے جس سے ادارے کو اپنی سرگرمیوں کی مؤثر انجام دہی میں مشکلات درپیش ہیں۔ ایچ آر سی پی کا کام تمام شہریوں اور افراد کے حقوق پر مبنی ہے، جن کی ضمانت پاکستان کے آئین اور ملک کے بین الاقوامی وعدوں اور ذمہ داریوں میں بھی دی گئی ہے۔

ہمیں یہ جان کر بہت مایوسی ہوئی ہے کہ سیکورٹی اداروں کی نمائندگی کا دعویٰ کرنے والے افراد نے تقریبات کے مقام کی انتظامیہ یا ہمارے عملے کو یہ بتا کر ایچ آر سی پی کی سرگرمیوں میں رکاوٹ ڈالی ہے کہ اِن ڈور اجلاس کے لیے نو آبجیکشن سرٹیفکیٹ درکار ہے، حالانکہ یہ قانونی تقاضا نہیں ہے۔ دو حالیہ مثالوں میں عسکریت پسندی اور دہشت گردی کا سامنا کرنے والے خطوں اور انسانی حقوق پر ان کے اثرات کے بارے میں اسلام آباد میں ایک اعلیٰ سطحی مشاورت اور قدرتی وسائل پر مقامی آبادیوں کے حق پر گلگت میں گول میز کانفرنس شامل ہے۔ ستم ظریفی یہ ہے کہ دونوں تقریبات میں متعلقہ اراکین پارلیمان اور سرکاری محکموں نے اپنی شرکت کی تصدیق کی تھی۔

ملک بھر میں ایسے واقعات بھی ہوئے ہیں جہاں ہمارے اراکین اور عملے کو ہراسانی اور دھمکیوں کا سامنا کرنا پڑا۔ ایچ آر سی پی کی دہائیوں پر محیط تاریخ میں پہلی بار، اس کے چیئرپرسن کو کراچی پولیس نے پوچھ گچھ کے لیے حراست میں لیا۔

ہمارے پاس یہ یقین کرنے کی وجہ ہے کہ دیگر اقدامات محض اتفاق نہیں ہیں۔ ان میں 2024 میں لاہور میں ہمارے دفتر کو بند کرنے کی کوشش، دفتر کے بجلی کے میٹر کو ہٹانا، اور اسٹیٹ بینک آف پاکستان کی ایک ہدایت کا حوالہ دیتے ہوئے بینک کی جانب سے ہمارے فنڈز کے اجراء سے انکار شامل ہے۔ تاہم، جب عدالت نے ہدایت نامے کی بابت پوچھا تو اسٹیٹ بینک نے عدالت کو مطلع کیا کہ اس طرح کے ہدایت نامے کا سِرے سے وجود ہی نہیں تھا۔

ہم حکام پر زور دیتے ہیں کہ وہ انجمن سازی، اجتماع اور اظہار رائے کی بنیادی آزادیوں کا احترام کریں، اور یقینی بنائیں کہ انسانی حقوق کے دفاع کار انتقامی کارروائی یا بے جا مداخلت کے خوف کے بغیر کام کر سکیں۔ اگر پاکستان ایک ایسی ریاست بننا چاہتا ہے جو اپنے تمام شہریوں کے حقوق کو محفوظ رکھے اور ان کی فلاح و بہبود کی ذمہ دار رہے تو ایچ آر سی پی جیسی سول سوسائٹی کی تنظیموں کا وجود ناگزیر ہے۔ اس سے بڑھ کر یہ کہ انسانی حقوق کی جدوجہد سے ایک رواداراور شمولیتی معاشرے کے قیام میں مدد ملتی ہے جس کی پاکستان کو اِس وقت اشد ضرورت ہے۔

7 جولائی 2025۔ پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی کو یہ جان کر شدید تشویش ہوئی ہے کہ بلوچستان میں متعدد سول سوسائٹی کارکنان کو ان کی انسانی حقوق سے متعلق سرگرمیوں کے تناظر میں حراست میں لیا گیا ہے۔ ان میں ایچ آر سی پی کے رکن عبداللہ بلوچ شامل ہیں جنھیں حب سے گرفتار کیا گیا، جبکہ گلزار دوست کو تربت سے حراست میں لیا گیا ہے۔

ایچ آر سی پی حکام سے مطالبہ کرتا ہے کہ انہیں بغیر کسی شرط کے فوری طور پر رہا کیا جائے اور ریاست کو یاد دلاتا ہے کہ وہ شہریوں کے پرامن اجتماع کے آئینی حق کا مکمل تحفظ یقینی بنائے۔

9 جولائی 2025۔ ایچ آر سی پی کو اس بات پر شدید تشویش ہے کہ حال ہی میں عدالت کی جانب سے 27 یوٹیوب چینلز کو بلاک کرنے کی ہدایت جاری کی گئی ہے، جو مبینہ طور پر فیڈرل انویسٹیگیشن ایجنسی (ایف آئی اے) کی شکایت کے بعد دی گئی۔

پورے چینلز کو بلاک کرنا، بجائے اس کے کہ مبینہ غیر قانونی یا نفرت انگیز مواد کے مخصوص حصوں کو مناسب قانونی طریقہ کار کے تحت نمٹا جائے، اختلافِ رائے کو مجرمانہ سرگرمی سے جوڑنے کے مترادف ہے۔

اظہارِ رائے کی آزادی آئینی طور پر بنیادی حق ہے، جو نہ صرف انفرادی آزادی کے تحفظ کے لیے ضروری ہے بلکہ حکومتی احتساب، عوامی مباحثے کے فروغ اور مختلف آرا تک رسائی کو بھی یقینی بناتی ہے۔ نفرت انگیز تقریر سے متعلق کسی بھی مداخلت کو واضح، متناسب اور قانونی طریقہ کار کے مطابق ہونا چاہیے۔

پریس ریلیز: قومی گول میز کانفرنس کا میڈیا اور ڈیجیٹل آزادیوں کے تحفظ کا مطالبہ

اسلام آباد، 17 جولائی 2025۔ پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) نے یورپی یونین کی معاونت سے ایک قومی گول میز کانفرنس کا انعقاد کیا، جس میں ماہرینِ تعلیم، سول سوسائٹی کے رہنما، وکلا، مدیران اور میڈیا سے وابستہ افراد نے شرکت کی۔ اس کانفرنس کا مقصد اظہارِ رائے کی آزادی پر بڑھتی ہوئی پابندیوں اور ڈیجیٹل اسپیس کی کم ہوتی گنجائش کا جائزہ لینا تھا۔

گول میز کانفرنس کا آغاز معروف سیاسیات دان ڈاکٹر محمد وسیم کے ابتدائی کلمات سے ہوا، جبکہ نظامت کے فرائض ڈیجیٹل حقوق کی کارکن فریحہ عزیز نے انجام دیے۔ انھوں نے الیکٹرانک جرائم کی روک تھام کا ایکٹ (پیکا) 2025 میں ترمیم، خصوصاً دفعہ 37، کی وضاحت کی، جو پاکستان ٹیلی کمیونی کیشن اتھارٹی (پی ٹی اے) کو مبہم اور وسیع اختیارات دیتی ہے۔ کئی مقررین نے آن لائن مواد تخلیق کرنے والوں کے خلاف حالیہ کارروائیوں میں قانونی طریق؟ کار کی عدم پیروی کی نشان دہی کی۔ صحافی مطیع اللہ جان اور اسد طور نے بتایا کہ یوٹیوب چینلز کو پیشگی اطلاع یا کسی قانونی کارروائی کے بغیر بند کیا گیا۔

اینکر پرسن ابصا کومل نے سینسر شپ کے طریقوں میں تبدیلی کی نشاندہی کی، جو اب گرفتاریوں کے بجائے معاشی دباؤ اور ادارتی دھمکیوں کی صورت میں ظاہر ہو رہے ہیں، جس کے باعث بہت سے افراد خود پر سنسر شپ نافذ کرنے پر مجبور ہیں۔ روزنامہ ڈان کے ریذیڈنٹ ایڈیٹر عامر وسیم نے ان خیالات سے اتفاق کیا۔ اینکر پرسن اور ایچ آر سی پی کی شریک چیئر پرسن منیزے جہانگیر نے خبردار کیا کہ حکام سول سوسائٹی اور میڈیا کے درمیان اختلافات کا فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ انھوں نے تمام متعلقہ فریقین کے درمیان اتحاد کی ضرورت پر زور دیا۔

ایڈووکیٹ طلحہ سرفراز خان نے ہتکِ عزت اور ہراسانی کے درمیان فرق واضح کرنے کی ضرورت پر زور دیا۔ بیرسٹر ردا حسین اور ایڈووکیٹ عثمان وڑائچ نے ہتکِ عزت کے قوانین کے غلط استعمال پر تنقید کی، جو شہریوں کے بجائے ریاستی اداروں کے تحفظ کے لیے استعمال ہو رہے ہیں، اور کہا کہ ڈیجیٹل حقوق کی پامالی گویا ایک 'ڈیجیٹل مارشل لا' کی صورت اختیار کر چکی ہے۔

ضمیمہ 3

خیبر پختونخوا اور بلوچستان سے تعلق رکھنے والے صحافیوں نے ان دونوں صوبوں سے رپورٹنگ میں درپیش مشکلات کی نشاندہی کی اور کہا کہ دور دراز علاقوں میں جاری جبر اب شہری مراکز تک بھی پھیل چکا ہے۔ شرکا اس بات پر متفق تھے کہ پیکا 2016 اور اس میں 2025 کی ترمیم کو یا تو مکمل طور پر منسوخ کیا جائے یا کم از کم اس میں ترمیم کی جائے۔

سابق سیکریٹری جنرل پاکستان فیڈرل یونین آف جرنلسٹس اور ایچ آر سی پی کے کونسل رکن ناصر زیدی نے سول سوسائٹی سے اپیل کی کہ وہ متحد ہو کر فوری قانونی اصلاحات کے لیے آواز بلند کرے۔ صحافی ماہم مہر نے کہا کہ صرف قوانین ہی کافی نہیں ہیں بلکہ معاشی اور قانونی راستوں کو بھی حکمتِ عملی کے ساتھ اپنانا ہوگا۔

سابق سینیٹر اور ایچ آر سی پی کے کونسل رکن فرحت اللہ بابر نے سینیٹ کی کمیٹی برائے اطلاعات سے مطالبہ کیا کہ وہ پیکا سے متعلق ایف آئی اے کے مقدمات کا ڈیٹا حاصل کرے اور اسے عام کرے۔ انھوں نے توہینِ مذہب کے قوانین اور پیکا کے غلط استعمال کا جائزہ لینے کے لیے ایک کمیشن کے قیام اور ڈیجیٹل نگرانی پر نظرِ ثانی کا بھی مطالبہ کیا۔

ایچ آر سی پی کے سیکریٹری جنرل حارث خلیق نے گول میز کانفرنس کے اختتام پر کہا کہ اظہارِ رائے کی آزادی کے بغیر کوئی بھی حق، خواہ وہ شہری، معاشی ہو یا سماجی، پر بات کرنا ممکن نہیں۔ انھوں نے کہا کہ ریاستی پالیسیوں پر تنقید اور سیاسی اختلافِ رائے پر پابندیوں کی بجائے نفرت انگیز تقریر، آن لائن ہراسانی اور تشدد پر قابو پانا ضروری ہے۔

19 جولائی 2025۔ پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) اسلام آباد پولیس کی جانب سے پرامن مظاہرین کے ساتھ کیے جانے والے سلوک پر شدید تشویش کا اظہار کرتا ہے۔ ان مظاہرین میں بڑی تعداد میں خواتین اور بچے شامل ہیں، جو بلوچستان سے اسلام آباد آئے ہیں اور صوبے میں سیاسی قیدیوں اور جبری طور پر لاپتہ افراد کی رہائی کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ ایچ آر سی پی پرامن اجتماع اور احتجاج کے ان کے بنیادی حق کی مکمل حمایت کرتا ہے اور مطالبہ کرتا ہے کہ حکام جائز حقوق کے لیے آواز اٹھانے اور عسکریت پسندی کے درمیان واضح فرق کریں۔ بلوچستان کی خواتین اور بچوں کو بھی اسی قدر عزت اور وقار کا حق حاصل ہے جتنا ملک کے دیگر حصوں کے شہریوں کو حاصل ہے۔

5 اگست 2025۔ ایچ آر سی پی کو اس بات پر شدید تشویش ہے کہ روزنامہ ڈان کے صحافی اکبر نوتیزئی کو وفاقی تحقیقاتی ایجنسی (ایف آئی اے) کے سائبر کرائم ونگ کی جانب سے ایک نوٹس جاری کیا گیا ہے، جو ایک سال سے زائد پرانی شائع شدہ رپورٹ سے متعلق ہے۔ ایسے اقدامات صحافیوں کے لیے خوف اور ہراسانی کے ماحول کو فروغ دیتے ہیں

اور آزادی صحافت کو محدود کرنے کے لیے سائبر کرائم قوانین کے غلط استعمال پر سنگین سوالات اٹھاتے ہیں۔ ایچ آر سی پی مطالبہ کرتا ہے کہ آئینی طور پر دی گئی آزادی اظہار کی حفاظت کی جائے اور صحافیوں کو عوامی مفاد میں اپنے پیشہ ورانہ فرائض انجام دینے پر ہراساں نہ کیا جائے۔ یہ نوٹس فوری طور پر واپس لیا جانا چاہیے۔

7 اگست 2025۔ ایچ آر سی پی پاکستان ٹریڈ یونین فیڈریشن کے نائب چیئرمین رحمن اللہ کے خلاف ایف آئی آر کے اندراج کی شدید مذمت کرتا ہے، جن پر اشتعال انگیزی کے الزامات عائد کیے گئے ہیں۔ ریاست کے تحفظ کے نام پر پرامن احتجاج اور اختلافِ رائے کو جرم قرار دینا بنیادی حقِ اظہارِ رائے کی خلاف ورزی ہے۔ یہ ایف آئی آر فوری طور پر واپس لی جانی چاہیے۔

13 اگست 2025۔ ایچ آر سی پی اس بڑھتے ہوئے رجحان کی شدید مذمت کرتا ہے جس کے تحت صحافیوں کو بغیر کسی قانونی جواز کے بیرونِ ملک سفر سے روکا جا رہا ہے۔ حالیہ مثال صحافی اسد طور کی ہے، جنھیں اسلام آباد انٹرنیشنل ایئرپورٹ پر امیگریشن حکام نے امریکہ میں ایک بین الاقوامی پیشہ ورانہ تقریب میں شرکت سے روک دیا۔

پروویژنل نیشنل آئیڈنٹیفکیشن لسٹ (پی این آئی ایل) کے ذریعے نقل و حرکت کو من مانی طور پر محدود کرنا آئینی طور پر دی گئی آزادی اظہار اور آزادی نقل و حرکت کی خلاف ورزی ہے، اور صحافت کے لیے ایک غیر دوستانہ ماحول پیدا کرنے کے مترادف ہے۔ ایچ آر سی پی مطالبہ کرتا ہے کہ ایسے اقدامات فوری طور پر بند کیے جائیں اور تمام صحافیوں کے نام پی این آئی ایل سے نکالے جائیں۔

15 اگست 2025۔ ایچ آر سی پی صحافی اور انسانی حقوق کے سرگرم کارکن سمیع اللہ کی فوری رہائی کا مطالبہ کرتا ہے، جنھیں ضلع خیبر کی انتظامیہ نے ان کے خیالات کے اظہار کی بنیاد پر غیر قانونی طور پر حراست میں لیا ہے۔ ریاست کو اختلافِ رائے کا احترام کرنا سیکھنا چاہیے۔

7 ستمبر 2025۔ ایچ آر سی پی اظہارِ رائے کو دبانے کے لیے پریوینشن آف الیکٹرانک کرائمز ایکٹ (پیکا) کے مسلسل غلط استعمال پر شدید تشویش کا اظہار کرتا ہے۔ حال ہی میں پشاور کے ایک وکیل کے خلاف دفعہ 11 کے تحت مقدمہ درج کیا گیا، جس میں ان پر "ریاست مخالف" تقریر کا الزام لگایا گیا ہے۔ یہ واقعہ واضح کرتا ہے کہ مبہم اور وسیع قانونی دفعات کو ناقدین کو نشانہ بنانے کے لیے استعمال کیا جا رہا ہے، جو آئینی طور پر دی گئی آزادی اظہار کی خلاف

ضمیمہ 3

ورزی ہے۔ ایچ آر سی پی ایک بار پھر مطالبہ کرتا ہے کہ ان متنازع دفعات کو منسوخ کیا جائے تاکہ ڈیجیٹل حقوق اور شہری آزادیاں مؤثر طور پر محفوظ ہو سکیں۔

17 ستمبر 2025۔ ایچ آر سی پی کو اسلام آباد ہائی کورٹ انتظامیہ کے اس حکم پر شدید تشویش ہے جس کے تحت جسٹس ثمن رفعت امتیاز کو ہراسانی سے تحفظ برائے خواتین برائے ملازمت ایکٹ 2010 کے تحت حاصل اختیارات استعمال کرنے سے روک دیا گیا ہے۔ ایسا اس وقت کیا گیا جب انہوں نے وکیل ایمان مزاری-حاضر کی شکایت پر انکوائری کمیٹی تشکیل دی۔ کسی بھی انکوائری کمیٹی میں خواتین رکن کی شمولیت لازمی ہے۔ اس وقت اسلام آباد ہائی کورٹ میں 12 ججز میں صرف ایک خاتون جج موجود ہیں، جو عدلیہ میں صنفی عدم توازن کی سنگین عکاسی کرتا ہے۔

ایچ آر سی پی اس بات پر بھی تشویش ظاہر کرتا ہے کہ ایمان مزاری حاضر اور ہادی علی چٹھہ کے خلاف نیشنل سائبر کرائم انویسٹیگیشن ایجنسی کی جانب سے دہشت گردی اور سائبر کرائم کے الزامات کے تحت مقدمہ درج کیا گیا ہے، جو مبینہ طور پر جبری گمشدگیوں سے متعلق سوشل میڈیا پوسٹس پر مبنی ہے۔ یہ مقدمہ اظہارِ رائے کی آزادی اور انسدادِ دہشت گردی قوانین کے غلط استعمال پر سنگین سوالات اٹھاتا ہے۔ ایچ آر سی پی مطالبہ کرتا ہے کہ یہ مقدمہ فوری طور پر واپس لیا جائے اور ریاست پیکا کو اختلافِ رائے دبانے کے لیے استعمال کرنا بند کرے۔

23 ستمبر 2025۔ ایچ آر سی پی لاہور پریس کلب کے عہدیداروں کے خلاف پریوینشن آف الیکٹرانک کرائمز ایکٹ کے تحت درج نوٹسز کی فوری واپسی کا مطالبہ کرتا ہے۔ کسی بھی قانون کو آزاد آوازوں یا میڈیا کو دبانے کے لیے استعمال نہیں کیا جانا چاہیے۔

پریس ریلیز: حکومت کو میڈیا اور این جی اوز کی کردار کشی کی مہم بند کرنی چاہیے

لاہور، 2 اکتوبر 2025۔ پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی)، ویمنز ایکشن فورم (لاہور)، شرکت گاہ ویمنز ریسورس سینٹر، ساؤتھ ایشیا پارٹنرشپ-پاکستان، سیمرغ، اور سینٹر فار لیگل ایڈ، اسسٹینس اینڈ سیٹلمنٹ (کلاس) وزارت اطلاعات و نشریات کی جانب سے جاری حالیہ اشتہار کی سخت مذمت کرتے ہیں، جس میں صحافیوں، این جی او کے کارکنوں اور 'فری لانس 'محققین کو 'دشمن کے پروپیگنڈے' کے ممکنہ آلہ کار کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔

سول سوسائٹی کے نمائندوں اور آزاد میڈیا کو ایک معلوماتی جنگ کا حصہ قرار دینا انتہائی غیر ذمہ دارانہ رویہ ہے اور یہ ان آزادیوں کو کمزور کرتا ہے جو ایک جمہوری معاشرے کے لیے بنیادی حیثیت رکھتی ہیں۔

پاکستان میں آزاد صحافی اور این جی اوز پہلے ہی نہایت سخت حالات جیسے کہ مسلسل ہراسانی، رجسٹریشن اور رپورٹنگ کی مشکل شرائط، فنڈنگ کی بلاجواز جانچ پڑتال اور مبہم سیکورٹی بیانیوں کے ذریعے پھیلائی گئی بداعتمادی کی فضا میں کام کر رہے ہیں۔ ان کے کام کو قومی سلامتی کے لیے خطرہ قرار دینا ان افراد کو مزید خطرے میں ڈالتا ہے جو عوام کے حقوق کے تحفظ اور معلومات کی فراہمی کے لیے پرعزم ہیں۔ ایسے بیانیے ماضی میں نگرانی، دھمکیوں اور حتیٰ کہ صحافیوں اور انسانی حقوق کے دفاع کاروں پر جسمانی حملوں کو جواز فراہم کرنے کے لیے استعمال کیے جاتے رہے ہیں۔

شہریوں کو یہ ترغیب دینا کہ وہ کسی بھی 'مشکوک' این جی او کارکن یا رپورٹر کی اطلاع دیں، جبکہ اس کے لیے کوئی قانونی حفاظتی اقدامات موجود نہیں، غیر قانونی کارروائی، ہراسانی اور سنسرشپ کو جواز فراہم کرنے کے مترادف ہے۔ مزید یہ کہ ڈیجیٹل ٹیکنالوجیز کو محض ایک ایسے آلے کے طور پر پیش کرنا جس کا مقصد 'افراتفری، خوف اور بے چینی' پھیلانا ہے، اظہار رائے کی آزادی پر مزید منفی اثرات مرتب کرے گا جو پہلے ہی الیکٹرانک جرائم کی روک تھام کے ایکٹ اور اس میں کی جانے والی ترامیم سمیت دیگر قوانین کے تحت پابندیوں کی زد میں ہے۔ اس طرح کی پالیسیاں آزاد صحافت کی حوصلہ شکنی کرنے کے ساتھ ساتھ ان اہم انسانی حقوق اور فلاحی خدمات میں رکاوٹ ڈالیں گی جو کئی تنظیمیں فراہم کر رہی ہیں۔

ہم حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ اس مہم کو فوری طور پر ترک کرے، سول سوسائٹی کے جائز کام کو ریاست مخالف سرگرمیوں کے ساتھ خلط ملط کرنے سے گریز کرے اور ترجیحی بنیادوں پر ایک ایسا سازگار ماحول قائم کرے جہاں صحافی اور انسانی حقوق کی تنظیمیں محفوظ اور آزادانہ طور پر کام کر سکیں۔

7 اکتوبر 2025۔ ایچ آر سی پی نے اسلام آباد وائلڈ لائف مینجمنٹ بورڈ کی سابق چیئرپرسن رینا سعید خان کے خلاف ایف آئی آر کے حالیہ اندراج پر تشویش کا اظہار کیا ہے۔ یہ دیکھتے ہوئے کہ وہ مارگلہ ہلز نیشنل پارک میں مبینہ طور پر غیر قانونی کارروائیوں کو روکنے اور ماحولیاتی طور پر حساس علاقوں کی حفاظت کے لیے کی جانے والی کوششوں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہی تھیں، ہم حکام سے اس معاملے میں مکمل غیر جانبداری اور شفافیت برقرار رکھنے کی اپیل کرتے ہیں۔ اختلافی آوازوں کو دبانے کے لیے سیاسی انتقام نہیں لینا چاہیے۔

ضمیمہ 3

22 اکتوبر 2025۔ ایچ آر سی پی نے بلوچستان حکومت کی طرف سے بلوچ ویمنز فورم کی مرکزی آرگنائزر شلی بلوچ اور کارکن ناز گل اور سید بی بی شریف کو انسداد دہشت گردی ایکٹ 1997 کے تحت فورتھ شیڈول میں شامل کرنے کے فیصلے پر شدید تشویش کا اظہار کیا ہے۔ سیاسی اختلاف کرنے والوں یا انسانی حقوق کے دفاع کاروں خطرے کی علامت قرار دینا ایک سنگین اقدام ہے جس سے اظہار، انجمن اور نقل و حرکت کی آزادی بھی متاثر ہوتی ہے۔ ایچ آر سی پی اس نوٹیفکیشن کو فوری طور پر واپس لینے کا مطالبہ کرتا ہے۔

25 اکتوبر 2025۔ ایچ آر سی پی نے سینئر صحافی مطیع اللہ جان پر دہشت گردی اور منشیات کی سمگلنگ کے الزامات پر شدید تشویش کا اظہار کیا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان الزامات کے پس پردہ سیاسی محرکات ہیں۔ صحافیوں کو نشانہ بنانے کے لیے انسداد دہشت گردی اور منشیات کے قوانین کا استعمال آزادی صحافت کو مجروح کرتا ہے اور اختلاف رائے کو دباتا ہے۔ مسٹر جان کی گرفتاری سے قبل مبینہ اغوا کی رپورٹیں باضابطہ قانونی کارروائی اور پروٹیکشن آف جرنلسٹس اینڈ میڈیا پروفیشنلز ایکٹ 2021 کی سنگین خلاف ورزیوں کی طرف بھی اشارہ کرتی ہیں۔ ہم ان الزامات کی آزادانہ تحقیقات پر زور دیتے ہیں اور حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ اس بات کو یقینی بنائے کہ صحافی ہراسانی اور دھمکیوں سے محفوظ رہ کام کر سکیں۔

29 اکتوبر 2025۔ ایچ آر سی پی نے سیاسی کارکن غنی امان چانڈیو کی فوری بازیابی کا مطالبہ کیا، جنھیں مبینہ طور پر کراچی کے ایک ہسپتال میں ریاستی اہلکاروں نے زبردستی حراست میں لیا تھا، جہاں وہ اپنی جوان بیٹی کی دیکھ بھال کر رہے تھے۔ جس انداز میں یہ کارروائی کی گئی وہ انتہائی تشویشناک ہے۔ مسٹر چانڈیو اور اس طرح کے دیگر شہری جنھیں من مانی حراست میں لیا گیا ہے، اغوا کیا گیا ہے یا جبری طور پر لاپتہ کیا گیا ہے، بنیادی آزادیوں کو محدود کرنے اور سیاسی اختلاف کو دبانے کی ریاست کی مسلسل پالیسی کی عکاسی کرتا ہے۔ ایچ آر سی پی اس بات کا اعادہ کرتا ہے کہ اس طرح کے سخت اقدامات صرف سیاسی افراتفری اور سماجی تقسیم کو بڑھاتے ہیں۔

3 دسمبر 2025۔ ایچ آر سی پی وکلاء ایمان مزاری حاضر اور ہادی چٹھہ کے خلاف سائبر کرائم، دہشت گردی اور عدالتی کارروائی کے بڑھتے ہوئے غلط استعمال پر ان دونوں وکلاء کے ساتھ یک جہتی کا اظہار کرتا ہے۔ ان کارروائیوں کا مقصد اختلاف رائے کو دبانا ہے۔ پیکا کے تحت این سی آئی اے کی طرف سے درج کی گئی ایف آئی آر میں فوج کے طرز عمل، آزادی اظہار اور منصفانہ ٹرائل پر آئینی اور بین الاقوامی تحفظات کی خلاف ورزی پر تنقید کو جرم قرار دیا گیا

ہے۔ مزید برآں، محترمہ مزاری حاضر اور مسٹر چٹھہ پر دباؤ، عدالت میں حاضری کے باوجود ان کی من مانی گرفتاری اور اپنی مرضی کی قانونی نمائندگی کے حق سے محروم کرنے سے ریاستی تشدد کے متاثرین کا دفاع کرنے والی آوازوں کو خاموش کرنے منظم ارادے کی عکاسی کرتی ہے۔ ہم بے بنیاد الزامات کو واپس لینے اور اس طرح کی دھونس دھمکی کے خاتمے کا مطالبہ کرتے ہیں۔

5 دسمبر 2025۔ ایچ آر سی پی گزشتہ روز کراچی پریس کلب میں عورت مارچ کی طے شدہ پریس کانفرنس میں پولیس کی رکاوٹ اور معروف کارکن شیما کرمانی سمیت دگر کارکنوں اور نامہ نگاروں کی مختصر حراست اور ان سے بدتمیزی کی مذمت کرتا ہے۔ ہمیں اس بات پر بھی تشویش ہے کہ صحافی ذوفین ابراہیم کو پریس کلب میں داخلے سے روک دیا گیا۔ ایچ آر سی پی حکام پر زور دیتا ہے کہ وہ شہری مقامات تک تمام لوگوں کی رسائی کا احترام کریں اور پولیس کی مبینہ بدانتظامی کی تحقیقات کریں۔

16 دسمبر 2025۔ ایچ آر سی پی نے ملک میں آزاد اور تنقیدی خبروں کی رپورٹنگ کے لیے تیزی سے سکڑتی فضا پر شدید تشویش کا اظہار کیا ہے جس میں ڈان میڈیا گروپ کے سرکاری اشتہارات پر 13 ماہ کی پابندی بھی شامل ہے، جسے حال ہی میں ڈان نیوز ٹی وی اور سٹی ایف ایم 89 تک بڑھا دیا گیا ہے۔ یہ اس لیے بھی ستم ظریفی ہے کہ ڈان کے بانی ایم اے جناح پریس کی آزادی کے پرزور حامی تھے۔

من ناپسند کی بنیاد پر ریاستی اشتہارات کی تقسیم، جو کہ عوامی فنڈز پر مشتمل ہے، کو میڈیا تنظیموں پر دباؤ ڈالنے، اداریوں پر اثر انداز ہونے اور تنقیدی صحافت کو سزا دینے کے لیے ایک آلے کے طور پر استعمال کیا جارہا ہے۔ ہم اس بات کا اعادہ کرتے ہیں کہ ایسے ماحول میں آزادی اظہار اور جمہوری احتساب برقرار نہیں رہ سکتے جہاں پریس کو نظم وضبط کرنے کے لیے معاشی جبر کا استعمال کیا جائے اور حکومت پر زور دیا کہ وہ ایسے امتیازی سلوک کو ختم کرے اور آزاد، خود مختار اور ذمہ دارانہ صحافت کے لیے سازگار ماحول کو بحال کرے۔

پریس ریلیز: ایچ آر سی پی کے اجلاس میں اظہارِ رائے پر پابندیوں کے خلاف اجتماعی مزاحمت کی اپیل

اسلام آباد، 24 دسمبر 2025۔ پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) کے زیرِ اہتمام ایک راؤنڈ ٹیبل اجلاس میں شرکاء کی ایک بڑی تعداد موجود تھی، جہاں مقررین نے الیکٹرانک جرائم کی روک تھام کا ایکٹ 2016 (پیکا) اور اس میں کی گئی ترامیم کے عام شہریوں پر منفی اثرات کو دہرایا اور ڈیجیٹل اظہارِ رائے کی آزادی کے تحفظ کے لیے مشترکہ جدوجہد پر زور دیا۔

اجلاس کی نظامت وکیل ازور شکیل نے کی۔ یہ راؤنڈ ٹیبل ایچ آر سی پی کی جاری مہم "پیکا کے دس سال، خاموشی کے دس سال" کے تحت منعقد ہوا۔ پاکستان فیڈرل یونین آف جرنلسٹس (پی ایف یو جے) کے صدر افضل بٹ نے ایسے قوانین کی اصولی مخالفت کی ضرورت پر دوبارہ زور دیا جو بنیادی حقوق کو محدود کرتے ہیں۔ انہوں نے مناسب کنٹرول اور جبر کے درمیان فرق واضح کرنے کے لیے حکام سے براہِ راست مکالمے کی بھی تجویز دی۔

سینئر صحافی اور ایچ آر سی پی کے کونسل ممبر ناصر زیدی نے کہا کہ ریاست کا اظہارِ رائے کے حوالے سے رویہ تاریخی طور پر پابندیوں پر مبنی رہا ہے، جہاں قوانین آئینی حقوق کے تحفظ کی بجائے بیانیے کو کنٹرول کرنے کے لیے بنائے گئے۔ کئی صحافیوں نے آزادیِ صحافت کو درپیش مسائل کی نشاندہی کی۔ صحافی اکبر نوتیزئی نے کہا کہ بلوچستان میں اخبارات کے ریاستی اشتہارات پر بڑھتے انحصار کے باعث ادارتی آزادی کو برقرار رکھنا مشکل ہوتا جا رہا ہے۔ صحافی مطیع اللہ جان نے خبردار کیا کہ پیکا کے تحت ایف آئی اے کی تحقیقات میں دیگر سیکیورٹی اداروں کی شمولیت اختیارات کے ناجائز استعمال کا خطرہ بڑھا دیتی ہے۔

اجلاس کے دوران متعدد شرکا نے ہراسانی کے ذاتی تجربات بھی بیان کیے۔ ایک صحافی نے ایف آئی اے کے اہلکاروں کی جانب سے دھمکیوں کا ذکر کیا، جس سے قانون نافذ کرنے والے اداروں میں مبینہ بدعنوانی اور احتساب کے فقدان کی عکاسی ہوتی ہے۔

وکلا اور صحافیوں، جن میں ثاقب بشیر اور اسد طور شامل تھے، نے پیکا سے متعلق مقدمات میں مختلف عدالتوں میں مربوط اور شواہد پر مبنی قانونی چارہ جوئی کی اہمیت پر زور دیا، تاہم ان کا کہنا تھا کہ محض قانونی راستے کافی نہیں بلکہ شفاف عوامی بحث اور اجتماعی مزاحمت بھی ناگزیر ہے۔ سابق وزیر اعظم شاہد خاقان عباسی نے بھی اس بات سے اتفاق کیا کہ آزادیِ صحافت کو محدود کرنے والے قوانین کے خلاف مزاحمت ضروری ہے۔

اجلاس کے اختتام پر سابق سینیٹر اور ایچ آر سی پی کے کونسل ممبر فرحت اللہ بابر نے پیکا قوانین کے تحت قانون کے معین ضابطے کی خلاف ورزیوں سے نمٹنے کے لیے بلا معاوضہ (pro bono) قانونی ٹیمیں تشکیل دینے اور اس معاملے پر سیاسی جماعتوں سے منظم رابطے کی تجویز دی، جس کی راولپنڈی جرنلسٹس یونین کے صدر طارق علی نے تائید کی۔ فرحت اللہ بابر نے یہ بھی کہا کہ ان قوانین کے غلط استعمال کے ذمہ دار اہلکاروں کی اعلانیہ نشاندہی کی جانی چاہیے۔

موسمیاتی انصاف اور قدرتی وسائل پر مقامی برادریوں کے حق کے تحفظ کا مطالبہ

پریس ریلیز: ایچ آر سی پی کسان کنونشن زمین کے حقوق، موسمیاتی انصاف کا مطالبہ کرتا ہے

ملتان، 27 اپریل 2025۔ آج پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) کے زیر اہتمام کسان کنونشن میں جنوبی پنجاب بھر سے زرعی مزدوروں، کسانوں اور انسانی حقوق کے کارکنوں نے شرکت کی، جہاں انہوں نے موسمیاتی تبدیلی، زمین کے حقوق، کارپوریٹ فارمنگ اور زرعی پالیسی سازی میں خواتین اور اقلیتی برادریوں کی منظم بے دخلی پر اپنی شدید تشویش کا اظہار کیا۔

مقررین نے پاکستان کے زرعی مرکز پر موسمیاتی تبدیلی کے تباہ کن اثرات کو اجاگر کرتے ہوئے کہا کہ بدلتے موسم اور خشک ہوتی نہریں فصلوں کے اوقات اور پیداوار کو بری طرح متاثر کر رہے ہیں۔ ایچ آر سی پی کی کونسل رکن لبنیٰ ندیم نے اس بات پر زور دیا کہ پنجاب کے لیبر قوانین میں خواتین زرعی مزدوروں کو اب بھی نظر انداز کیا جا رہا ہے، حالانکہ موسمیاتی آفات کا سب سے زیادہ بوجھ یہی خواتین اٹھاتی ہیں۔

کنونشن کا مرکزی موضوع زمین کے حقوق تھا۔ صدر چولستان بچاؤ تحریک، اللہ رکھا نے چولستان کے مقامی کسانوں کی مبینہ بے دخلی کی مذمت کی، حالانکہ ایچ آر سی پی کے سابق چیئرپرسن حنا جیلانی کی سربراہی میں ہونے والے ایک

فیکٹ فائنڈنگ مشن کے نتیجے میں 27,000 سے زائد افراد کو زمین الاٹ کی گئی تھی۔ کوٹ ادو سے تعلق رکھنے والے کارکن رفیع شنکر اور کاریتاس کے ایگزیکٹو افسر سلیم چنن نے ان خاندانوں کے خلاف بے دخلی کی دھمکیوں کی مذمت کی جو کئی نسلوں سے یہ زمینیں آباد کرتے آئے ہیں۔

شرکاء نے کارپوریٹ فارمنگ منصوبوں کی سختی سے مخالفت کی، جو مقامی کسانوں کی بے دخلی اور ماحولیاتی نظام کی تباہی کا باعث بنتے ہیں۔ انجمن تحریک کسان بھکر کے صدر، مہر غلام عباس سیال نے 'آبائی زمینوں' کو بڑی کمپنیوں کو لیز پر دیے جانے پر تنقید کرتے ہوئے کہا کہ "غذائی تحفظ کارپوریٹ لالچ پر مقدم ہونا چاہیے۔" انجمن تحریک کسان، عارف والا کے صدر رانا محمد سلیم نے ایسے منصوبوں کے لیے جنگلات کی غیر قانونی کٹائی پر روشنی ڈالی، اور کہا کہ ان منصوبوں سے کمپنیوں نے بھاری منافع کمایا جبکہ مقامی افراد کا روزگار بھی متاثر ہوا۔

خواتین اور اقلیتوں نے بھی اپنے تحفظات سے آگاہ کیا۔ انسانی حقوق کی کارکن علیشا نایاب نے مطالبہ کیا کہ خواتین اور مسیحی مزدوروں کو لیبر حقوق اور زمین کے فوائد فراہم کیے جائیں۔ انہوں نے کہا کہ "خواتین بیج بوتی ہیں، فصل اگاتی ہیں اور کاٹتی ہیں، مگر قانون کی نظر میں ان کا کوئی وجود نہیں۔" ٹرانس جینڈر کمیونٹی کے اراکین نے بھی زرعی پالیسی سازی میں شمولیت کا مطالبہ کیا۔ انجمن مزارعین خانیوال کی صدر، عقیلہ ناز نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ "خواتین زرعی مزدوروں کا دن" سرکاری طور پر منایا جائے اور خواتین کسانوں کو پالیسی سازی میں مرکزی حیثیت دی جائے۔

کنونشن کے اختتام پر ایک مطالبات کا منشور پیش کیا گیا، جس میں زرعی مزدوروں کے لیے کم از کم اجرت کے قوانین کو صنعتی مزدوروں کے مساوی کرنے، خواتین اور اقلیتوں کو زرعی مزدوروں کے طور پر باضابطہ تسلیم کرنے، کارپوریٹ زمینوں پر قبضے کے خاتمے، اور طویل مدتی کاشتکاروں کے لیے زمین کی ملکیت کے حقوق دینے کا مطالبات شامل تھے۔ شرکاء نے یہ بھی مطالبہ کیا کہ ریاستی زمینوں کو بے زمین کسانوں میں تقسیم کیا جائے اور خواتین کو مساوی ملکیتی حقوق دیے جائیں۔ ایچ آر سی پی پنجاب کے نائب صدر راجہ اشرف نے شرکاء کا شکریہ ادا کیا۔

انسانی حقوق کے کارکن فادر مقصود نے شرکاء کے اجتماعی عزم کو ان الفاظ میں سمیٹا: 'ہم ہمدردی نہیں، انصاف مانگ رہے ہیں۔'

پریس ریلیز: چولستان میں کارپوریٹ فارمنگ کے تناظر میں زمینوں تک غیر مساوی رسائی قابلِ مذمت ہے

لاہور، 16 مئی 2025ء۔ پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) نے اپنے اکتوبر 2024 کے فیکٹ فائنڈنگ مشن کے بعد چولستان میں مقامی برادریوں کی مسلسل محرومی پر شدید تشویش کا اظہار کیا ہے۔ مشن نے مقامی روزگار و ماحولیاتی استحکام کی قیمت پر زمینوں پر جبری قبضے، شہری حقوق کی پامالی اور کارپوریٹ فارمنگ کے پھیلاؤ کے تشویش ناک رجحانات کو بھی اجاگر کیا ہے۔

علاقے بھر کے رہائشیوں نے بتایا کہ زرخیز زمین اور روایتی چراگاہوں پر منظم انداز میں قبضہ کیا جا رہا ہے، جس سے مویشی بانی کرنے والے کسان اور مقامی برادریاں قابلِ عمل متبادل سے محروم ہو رہی ہیں۔ اگرچہ، پنجاب حکومت نے 2010 میں اراضی الاٹمنٹ اسکیم کا اعلان کیا تھا، لیکن قرعہ اندازی 2023 تک نہ ہو سکی جس میں تقریباً 26,000 چولستانیوں کو مستحقین قرار دیا گیا تھا۔ مشن کی رپورٹ کے مطابق یہ ریلیف ڈیزائن اور عمل درآمد دونوں اعتبار سے مسائل کا شکار رہا، اس سے نہ تو نظام میں موجود دیرینہ رکاوٹیں دُور ہو سکیں اور نہ ہی اس اصول کو یقینی بنایا جا سکا کہ ایسی اسکیمیں صرف مقامی باشندوں تک محدود ہوں۔ بیشتر مقامی افراد نے شکایت کی کہ انہیں بنجر زمین الاٹ کی گئی ہے اور تاحال سرکاری الاٹمنٹ لیٹر موصول نہیں ہوئے، جبکہ غیر مقامی افراد کو اسی اسکیم کے تحت مکمل یا جزوی قابلِ کاشت زمین کے لیز مل چکے ہیں۔

مزید تشویش کی بات یہ ہے کہ فروری 2023 سے فوج کی باضابطہ شمولیت کے ساتھ کارپوریٹ فارمنگ کا دائرہ بڑھا دیا گیا۔ پنجاب حکومت کے ساتھ مارچ 2023 میں طے پانے والے مشترکہ منصوبے کے تحت منافع کی شراکت کی بنیاد پر 20 سالہ لیز (جسے مزید 10 سال تک بڑھایا جا سکتا ہے) دی گئی۔ مئی 2023 میں لاہور ہائی کورٹ کے اُس حکم کو جو فوج کو کارپوریٹ فارمنگ کے لیے زمین منتقل کرنے سے روکتا تھا، جولائی 2023 میں کالعدم قرار دیا گیا، یوں اسپیشل انویسٹمنٹ فسیلیٹیشن کونسل کی نگرانی میں گرین انیشی ایٹو پاکستان کے تحت زمینوں کی منتقلی کی راہ ہموار ہو گئی۔

مشن کو طاقتور ریاستی اداروں کے ہاتھوں جبری بے دخلی کی بھی شکایات موصول ہوئیں۔ مقامی لوگوں نے مزید بتایا کہ ان منصوبوں سے صرف غیر مقامی افراد فائدہ اٹھا رہے ہیں، جس سے علاقے میں سماجی و معاشی محرومی میں اضافہ ہو رہا ہے۔

اسی طرح، ایسی باعثِ تشویش اطلاعات بھی ہیں کہ جن رہائشیوں نے 2023 میں پُرامن احتجاج کی کوشش کی، انہیں مبینہ طور پر ضلعی انتظامیہ نے اجازت دینے سے انکار کر دیا؛ یہ پُرامن اجتماع کے آئینی حق کی سنگین خلاف ورزی ہے۔

ایچ آر سی پی وفاقی و پنجاب حکومتوں، چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی اور تمام متعلقہ ریاستی اداروں سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ شفاف، منصفانہ اور حقوق پر مبنی اراضی الاٹمنٹ کے لیے فوری اصلاحات نافذ کریں؛ کسی کی شناخت یا اثر ورسوخ کی پروا کیے بغیر تمام غیر قانونی قبضے ختم کریں؛ اختلاف رائے رکھنے والے شہریوں کے خلاف جبر و دھمکی کی ہر شکل کا خاتمہ کر کے قانون کی حکمرانی کو برقرار رکھیں؛ اور یہ یقینی بنائیں کہ کارپوریٹ فارمنگ کے منصوبے انسانی حقوق یا ماحولیاتی بگاڑ کا باعث نہ بنیں۔ ان اصلاحات میں اقلیتوں کے حقوق کا تحفظ بھی شامل ہو اور یہ بھی یقینی بنایا جائے کہ خواتین اور متجنس افراد اراضی سے متعلق پالیسیوں تک یکساں رسائی حاصل کر سکیں اور ان سے مستفید ہو سکیں۔

28 جون 2025۔ ایچ آر سی پی نے دریائے سوات میں سیلابی ریلے کے حالیہ واقعہ میں ہونے والے جانی نقصان پر شدید دکھ کا اظہار کیا ہے جس میں کم از کم نو افراد ہلاک اور متعدد لاپتہ ہیں۔ یہ سانحہ عوامی تحفظ کے اقدامات کے مضبوط نظام کی فوری ضرورت پر زور دیتا ہے، خاص طور پر سیاحتی علاقوں میں جو موسمیاتی خطرات سے متاثر ہیں۔

ہم حکام پر زور دیتے ہیں کہ وہ انکوائری کمیٹی کے ذریعے بہتر رابطہ کاری، بروقت ریسکیو اور جوابدہی کے عمل کو یقینی بنائیں۔ چونکہ آب و ہوا سے متعلق آفات کی تعداد اور شدت میں اضافہ ہو رہاہیلھذا، ایچ آر سی پی شفاف منصوبہ بندی، کمیونٹی بیداری اور لچکدار انفراسٹرکچر کے ذریعے جانوں کی حفاظت کے لیے ریاست کی ذمہ داری پر زور دیتا ہے۔ زندگی کے حق کا تحفظ ترقی اور آفات سے نمٹنے کی پالیسیوں میں سب سے اہم نقطہ ہونا چاہیے۔

پریس ریلیز: سیلاب سے ہونے والی تباہی انتظامی غفلت کی عکاس ہے

لاہور، 10 ستمبر 2025۔ پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) کو ملک بھر میں آنے والے تباہ کن سیلابوں پر سخت تشویش ہے۔ خاص طور پر جنوبی پنجاب، خیبر پختونخوا کے بعض حصوں اور گلگت بلتستان سے موصول ہونے والی اطلاعات انسانی جانوں اور مال و اسباب کے وسیع پیمانے پر نقصان کی نشاندہی کرتی ہیں۔ یہ آفات اب محض 'قدرتی' نہیں رہیں بلکہ یہ انسانوں کی پیدا کی ہوئی ہیں جس کی وجہ ناقص منصوبہ بندی، زمینوں پر قبضے، جنگلات کی کٹائی، بدعنوانی اور ماحولیاتی غفلت ہے، جس کی ذمہ داری ریاست اور یکے بعد دیگرے آنے والی حکومتوں پر عائد ہوتی ہے۔

اگرچہ امدادی سرگرمیاں جاری ہیں، تاہم ایچ آر سی پی اس بات پر زور دیتا ہے کہ ان کوششوں کو فوری طور پر بڑھایا جائے۔ مزید امدادی ٹیمیں تعینات کی جائیں اور زیادہ کیمپ قائم کیے جائیں جہاں خوراک، پناہ گاہ، صاف پانی اور طبی سہولتوں تک منصفانہ رسائی یقینی بنائی جائے۔ سب سے زیادہ کمزور طبقات—خواتین، بچے، بزرگ اور معذور افراد—پر خصوصی توجہ دی جائے۔

یہ سیلاب ماحولیاتی پناہ گزینوں کی حالت زار کو بھی اجاگر کرتے ہیں، جو اپنے گھر اور روزگار چھوڑنے پر مجبور ہوئے ہیں۔ حکومت کو چاہیے کہ ان بے گھر افراد کو طویل المدتی بحالی کے منصوبوں کے ذریعے تسلیم کرے اور رہائش اور روزگار کے مواقع کے ذریعے ان کی بحالی نو کو یقینی بنائے۔ بصورت دیگر غربت، محرومی اور سماجی بے چینی میں اضافہ ہو گا۔

اگلے مرحلے میں اس کے سنگین نتائج سامنے آئیں گے، جن میں خوراک کی مہنگائی، شہروں کی طرف ہجرت اور پہلے سے دباؤ کا شکار شہری انفراسٹرکچر کا انہدام شامل ہے۔ وسیع زرعی زمین زیرِ آب آنے اور فصلوں کی تباہی کے باعث خوراک کی ترسیل کا نظام متاثر ہو گا، جو ایک معاشی اور انسانی بحران کا باعث بنے گا۔

ایچ آر سی پی حکومت کو خبردار کرتا ہے کہ غیر مربوط اقدامات ناکافی ہوں گے۔ اس وقت مکمل وسائل سے لیس، بااختیار اور فعال مقامی حکومتوں کی ضرورت ہے تاکہ مقامی سطح پر آفات کی تیاری اور فوری ردعمل یقینی بنایا جا سکے۔ شہری دفاع کے اداروں کو فعال کیا جائے، ابتدائی انتباہی نظام کو جدید بنایا جائے اور ماحولیاتی طور پر محفوظ انفراسٹرکچر کو ترجیح دی جائے۔ آبی گزرگاہوں پر قبضے کے فوری خاتمے اور دلدلی علاقوں کی بحالی جیسے اقدامات ان آفات کے تسلسل اور شدت کو کم کرنے کے لیے نہایت اہم ہیں۔

ایچ آر سی پی وفاقی اور صوبائی حکومتوں پر زور دیتا ہے کہ وہ اپنی آئینی ذمہ داریوں کو تسلیم کریں، سیاسی عزم اور دور اندیشی کا مظاہرہ کریں، اور فیصلہ کن و شمولیتی اقدامات کریں تاکہ پاکستان کو ہر سال بے دخلی اور تباہی کے تسلسل سے بچایا جا سکے۔

پریس ریلیز: حکومت کو سیلاب متاثرین کی بحالی کو ترجیح دینی چاہیئے

لاہور، 22 دسمبر 2025۔ پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) پنجاب حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ جنوبی پنجاب میں شدید مون سون سیلاب سے متاثرہ خاندانوں کی فلاح و بہبود کو ترجیح دی جائے۔ ان میں سے کئی خاندان مناسب امداد نہ ہونے کے باعث اپنے گھروں کی تعمیرِ نو کے حوالے سے مشکلات کا شکار ہیں جو کہ موسمِ سرما کی آمد کے ساتھ بڑھ گئی ہیں۔

ایچ آر سی پی کی جانب سے نومبر کے اوائل میں جنوبی پنجاب کے سیلاب متاثرہ علاقوں میں کی گئی فیکٹ فائنڈنگ میں ملتان کی بستی لانگ اور بستی شیر شاہ، اور اوچ شریف کی بستی جٹ کھرپا کے متاثرہ خاندانوں کے مسائل قلمبند کیے گئے۔ بستی لانگ کے مکینوں نے بتایا کہ سیلاب سے تقریباً 300 گھر تباہ ہوئے، تاہم نقصانات کے تعین کے لیے سرکاری سروے یا تو کیے ہی نہیں گئے یا تاخیر کا شکار رہے، جس کے نتیجے میں متاثرہ گھرانوں کو مناسب معاوضہ نہیں ملا۔ حکومت کی جانب سے فی ایکڑ 20 ہزار روپے کے معاوضے کو ایک متاثرہ فرد نے 'زخموں پر نمک چھڑکنے' کے مترادف قرار دیا۔

موضع جٹ کھرپا کے رہائشیوں نے الزام لگایا کہ ستلج سے آنے والا سیلابی پانی کو جان بوجھ کر ان کے دیہات کی طرف موڑا گیا تاکہ قریبی شہری علاقوں اور بااثر افراد کے زرعی مفادات کو تحفظ دیا جاسکے۔ متعدد مقامات پر مقامی برادریوں کا کہنا تھا کہ امداد کی تقسیم اور نقصانات کے اندازوں میں سیاسی مداخلت شامل رہی۔ جبکہ ایک متاثرہ شخص کا کہنا تھا کہ صرف وہی افراد حکومتی امداد حاصل کر سکے جن کے پاس اراکینِ اسمبلی کی سفارشات تھیں۔ باغات اور زرعی اراضی کی تباہی کی نشاندہی کرتے ہوئے، اور بعض علاقوں میں اب بھی پانی کھڑا ہونے کے باعث، کئی افراد نے خدشہ ظاہر کیا کہ وہ اگلی فصل کاشت نہیں کر سکیں گے، جس سے ان کی جمع پونجی خطرے میں پڑ جائے گی۔

ایچ آر سی پی پنجاب حکومت پر زور دیتا ہے کہ نقصانات کے شفاف اور جامع تخمینے لگائے جائیں اور فوری بحالی، رہائش اور تعمیرِ نو کے لیے معاونت فراہم کی جائے۔ کسی بھی بے ضابطگی کے ذمہ دار اہلکاروں کو جوابدہ ٹھہرایا جائے۔ ضروری امر یہ ہے کہ مزارعین اور زرعی مزدوروں کو بھی تمام امدادی اور معاوضے کی اسکیموں میں شامل کیا جائے۔

پریس ریلیز: شدت پسندی اور جمہوری انحطاط کا سال: ایچ آر سی پی کی سالانہ رپورٹ 2024 کا اجراء

اسلام آباد، 30 اپریل 2025۔ پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) کی آج جاری ہونے والی سالانہ رپورٹ شہری آزادیوں میں تشویشناک کمی، امنِ عامہ کی بگڑتی صورتحال، اور وفاقی نظام پر واضح دباؤ کی نشاندہی کرتی ہے۔

'پاکستان میں انسانی حقوق کی صورتحال 2024' کے عنوان سے شائع ہونے والی اس رپورٹ کے مطابق، فروری 2024 کے عام انتخابات انتخابی دھاندلی کے الزامات کی زد میں رہے۔ سیاسی غیر یقینی صورتحال کے ماحول میں ایک بڑی سیاسی جماعت کا مستقبل اور اس کی مخصوص نشستوں کی تقسیم غیر واضح رہی۔ نئی آنے والی حکومت نے جلد بازی میں کئی ناقص قوانین منظور کر کے غیر جمہوری عناصر کو گنجائش فراہم کی۔

رپورٹ کے مطابق، 2024 میں شدت پسندی میں تشویشناک اضافہ ہوا، اس سے منسلک ہلاکتوں کی تعداد 2,500 سے تجاوز کر گئی۔ ان میں سے زیادہ تر حملے خیبر پختونخوا اور بلوچستان میں ہوئے۔ کم از کم 24 افراد ہجوم کے ہاتھوں مارے گئے، جن میں سے بعض واقعات، جیسے کہ سوات اور سرگودھا میں، کا تعلق توہینِ مذہب کے الزامات سے تھا۔

رپورٹ کی رونمائی کے موقع پر، ایچ آر سی پی کے چیئرپرسن اسد اقبال بٹ نے ریاستی جبر کی جانب توجہ دلاتے ہوئے بتایا کہ 2024 میں جبری گمشدگی کے کم از کم 379 نئے مقدمات، توہینِ مذہب کے الزام میں دو ماورائے عدالت قتل، اور صرف سندھ و پنجاب میں 4,864 مبینہ پولیس مقابلے رپورٹ ہوئے۔

ایچ آر سی پی کی سابق چیئرپرسن حنا جیلانی نے کہا کہ جبری گمشدگی کسی بھی صورت میں قابلِ جواز نہیں، خواہ جنگ ہو یا بغاوت، اور 'کسی بھی مقصد کے لیے تشدد یا دہشت گردی کو جائز قرار نہیں دیا جا سکتا۔' انہوں نے کہا کہ انسانی حقوق کی برادری کا مطالبہ ہے کہ 'تشدد کے ہر واقعے سے قانون کے مطابق نمٹا جائے۔'

کم از کم 1,200 افراد کو توہینِ مذہب کے الزامات کے تحت قید کیا گیا، جنہیں مبینہ طور پر دائیں بازو کے انتہا پسند عناصر نے سوشل میڈیا پر توہین مذہب پر مبنی مواد شیئر کرنے پر اکسایا۔ احمدی برادری نے مذہبی بنیادوں پر کم از کم چھ قتل، اور 200 سے زائد قبروں و عبادت گاہوں کی بے حرمتی کی اطلاع دی، جو ریاست کی دائیں بازو کی جماعتوں کے سامنے پسپائی اور شدت پسندی میں اضافے کی علامت ہے۔

سوشل میڈیا پلیٹ فار ’ایکس‘ پر مسلسل پابندی، سیاسی موضوعات پر رپورٹنگ کرنے والے صحافیوں کی گرفتاریاں، جلسے جلوسوں کی روک تھام کے لیے دفعہ 144 کا بار بار نفاذ، پشتون تحفظ موومنٹ پر پابندی، اور احتجاجی مظاہروں کے خلاف غیر متناسب، بلکہ بعض اوقات مہلک، طاقت کا استعمال، اس امر کی نشاندہی کرتا ہے کہ ریاست تنقید یا اختلافِ رائے برداشت کرنے کو تیار نہیں۔ ایچ آر سی پی کی شریک چیئرپرسن منیزے جہانگیر نے 2024 میں حکومتی قانون سازی اور اظہارِ رائے کی آزادی پر اس کے اثرات پر تنقید کرتے ہوئے کہا کہ سرکاری عہدیداروں کو عام شہریوں کی جائز تنقید سے استثنا نہیں دیا جانا چاہیے۔

ملک بھر میں 24 لاکھ مقدمات زیر التوا ہونے کے باعث عدالتی نظام پر شدید بوجھ رہا۔ اگرچہ، عدالتوں نے کم از کم 174 افراد کو سزائے موت سنائی، لیکن کسی بھی مجرم کو پھانسی نہیں دی گئی۔ جیلوں میں گنجائش سے زائد قیدیوں کا تناسب تقریباً 228 فیصد رہا۔

ایچ آر سی پی کے سیکرٹری جنرل حارث خلیق نے نشاندہی کی کہ کان کن، سینیٹیشن ورکرز اور پولیو ورکرز شدید خطرات سے دوچار رہے اور ان شعبوں میں کم از کم 172 ہلاکتیں ہوئیں۔ خواتین اور بچوں کے خلاف تشدد بدستور جاری رہا: غیرت کے نام پر قتل کے کم از کم 405، جنسی زیادتی کے 4,175، گھریلو تشدد کی بناء پر قتل کے 1,641، اور بچوں پر تشدد کے 1,630 واقعات رپورٹ ہوئے۔ حکومت نے افغان شہریوں کی واپسی کا عمل جاری رکھا، تاہم یہ خدشات برقرار رہے کہ یہ بے دخلیاں رضامندی اور وقار سے متعلق عالمی معیارات پر پورا نہیں اترتیں۔ تعلیم و صحت کی صورتحال ناقص رہی، جبکہ سال کے مختلف حصوں میں شدید موسم اور آلودہ فضا نے صورت حال کو مزید ابتر دیا۔

ایچ آر سی پی اسلام آباد کی وائس چیئر نسرین اظہر نے تقریب کے اختتام پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ 26ویں آئینی ترمیم نے عدالتی امور میں انتظامیہ کی مداخلت کو بڑھا دیا ہے۔

پریس ریلیز: بڑھتی کشیدگی کے ماحول میں امن اور حقوق کے تحفظ کا مطالبہ

لاہور، 8 مئی 2025۔ انسانی حقوق کمیشن پاکستان (ایچ آر سی پی) کی گورننگ کونسل نے گزشتہ روز اپنے ششماہی اجلاس کے اختتام پر پاکستان اور بھارت کی حکومتوں سے پُرزور اپیل کی ہے کہ وہ کشیدگی کو فوری طور پر کم کریں۔ کمیشن کا ماننا ہے کہ بھارت کے فضائی حملوں کے نتیجے میں خواتین اور بچوں سمیت شہری ہلاکتیں بین الاقوامی انسانی حقوق کے قانون کی سنگین خلاف ورزی ہیں اور ممکنہ طور پر انسانیت کے خلاف جرائم کے زمرے میں آتی ہیں۔

ایچ آر سی پی تمام فریقین پر زور دیتا ہے کہ وہ بات چیت اور پُرامن بقائے باہمی کے لیے پختہ عزم ظاہر کریں۔ کمیشن سرحد کے دونوں جانب انتہا پسندی اور مذہب کے سیاسی استعمال کی کھلی مذمت کرتا ہے۔ دونوں ایٹمی ریاستوں کے درمیان مسلح تصادم نہ صرف خطے کے استحکام کو خطرے میں ڈال دے گا بلکہ اس سے ایک ارب سے زائد افراد کے بنیادی حقوق بھی خطرے میں پڑ جائیں گے۔ کشیدگی کا یہی ماحول دونوں ریاستوں کو تنقید کو دبانے اور سکیورٹی کے نام پر سختیاں بڑھانے کا موقع فراہم کرتا ہے، جس سے جمہوری اقدار اور احتساب کا عمل کمزور ہوتا ہے۔ ایسے حالات میں سب سے پہلے سچ قربان ہوتا ہے۔ ایچ آر سی پی عوام کو میڈیا کے زہریلے بیانیے سے خبردار کرتا ہے اور صحافت میں دیانت داری برقرار رکھنے کی اپیل کرتا ہے۔

ملکی سطح پر، ایچ آر سی پی لاپتا افراد کے بارے میں تحقیقاتی کمیشن کو حاصل استثنا پر تشویش کا اظہار کرتا ہے، اور مطالبہ کرتا ہے کہ اس کی جگہ ایک بااختیار اور قابلِ اعتماد ادارہ تشکیل دیا جائے جو ذمہ داروں کو قانون کے کٹہرے میں لائے۔ احمدی برادری اور ان کی عبادت گاہوں پر دائیں بازو کے سیاسی گروہوں کے حملوں کی سخت مذمت اور اس برادری کو اپنے مذہبی فرائض آزادانہ طور پر ادا کرنے کی اجازت دی جانی چاہیئے۔ ایچ آر سی پی حال ہی میں توہینِ مذہب کے قانون کے غلط استعمال کے خلاف اصولی مؤقف اپنانے پر قومی کمیشن برائے انسانی حقوق پر دائیں بازو کے گروہوں کے حملے کی مذمت کرتا ہے اور ایسے قوانین کے تحت طویل قید کاٹنے والے افراد کے حوالے سے بھی سخت تشویش کا اظہار کرتا ہے۔

ایچ آر سی پی عدالت عظمیٰ سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ 2018 کے ٹرانس جینڈر پرسنز (حقوق کا تحفظ) ایکٹ اور حراستی مراکز کے استعمال سے متعلق درخواستوں کی فوری سماعت کرے۔ کمیشن بین الصوبائی سیاسی کشیدگی کے خاتمے، طلبہ یونینز کی بحالی، افغان مہاجرین کے حقوق کے تحفظ، اور مقامی برادریوں کو زمینوں پر قبضے سے بچانے کے لیے اقدامات پر بھی زور دیتا ہے۔

قانون نافذ کرنے والے اداروں اور سیکورٹی ایجنسیوں کی جانب سے قانون کی کھلی خلاف ورزیاں فوری طور پر بند کی جائیں۔ ایچ آر سی پی کو حراست میں تشدد، ماورائے عدالت قتل اور بلاجواز گرفتاریوں کی مسلسل اطلاعات موصول ہو رہی ہیں۔ کمیشن سمجھتا ہے کہ سابق رکنِ پارلیمنٹ علی وزیر اور انسانی حقوق کے کارکن ادریس خٹک کو ناحق قید میں رکھا گیا ہے۔ کمیشن ان کی فوری رہائی کا مطالبہ کرتا ہے۔ اسی طرح، کمیشن بلوچ یکجہتی کمیٹی کے رہنماؤں کی رہائی اور ریاست، سیاسی جماعتوں اور سول سوسائٹی کے درمیان بلوچستان سے متعلق فوری سیاسی مکالمے کی ضرورت پر بھی زور دیتا ہے۔

ایچ آر سی پی سینیٹ کی ذیلی کمیٹی کی جانب سے اقلیتوں کے لیے قومی کمیشن کے قیام کے بل کی منظوری کا خیر مقدم کرتا ہے اور پارلیمنٹ سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ بھی اس کی توثیق کرے۔ آخر میں، کمیشن چھوٹے کسانوں کے حقوق کو ترجیح دینے والی جامع زرعی اصلاحات، تمام صوبوں کے درمیان اتفاقِ رائے کے قیام، اور صحت و تعلیم کے حق میں ریاستی سرمایہ کاری کی اہمیت پر زور دیتا ہے تاکہ ایک منصفانہ اور جمہوری مستقبل کی بنیاد رکھی جا سکے۔

پریس ریلیز: سندھ میں شہری آزادیوں اور امن و امان کی بگڑتی صورتحال باعثِ تشویش ہے

کراچی، 24 جون 2025۔ پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) کی سالانہ رپورٹ 'انسانی حقوق کی صورتحال 2024' میں جمہوریت کی شدید تنزلی کی نشان دہی کی گئی ہے، جس کی علامات میں عام انتخابات کی شفافیت پر سنگین سوالات، اختلافِ رائے پر سخت پابندیاں، اور بڑھتی ہوئی شدت پسندی شامل ہے۔ آج ایک پریس کانفرنس میں ایچ آر سی پی کے عہدیداروں نے صوبے میں بگڑتی ہوئی امن و امان کی صورتحال، ماورائے عدالت قتل اور صنفی بنیادوں پر تشدد پر شدید تشویش کا اظہار کیا ہے۔

میرپور خاص میں ڈاکٹر شاہ نواز کنبھر، جن پر توہینِ مذہب کا الزام تھا، کا دورانِ حراست قتل توہینِ مذہب کے قوانین کے غلط استعمال اور ماورائے عدالت قتل کا ارتکاب کرنے والوں کو حاصل سزا سے استثنا میں خطرناک اضافہ کی عکاسی کرتا ہے۔ کراچی میں سول سوسائٹی کی جانب سے ڈاکٹر کنبھر کے قتل کے خلاف نکالی گئی پرامن رواداری مارچ پر قانون نافذ کرنے والے اداروں کا پرتشدد اور غیر متناسب ردعمل اختلافِ رائے اور اظہارِ رائے کی کم ہوتی گنجائش کی نشاندہی کرتا ہے۔

ایچ آر سی پی کو اس بات پر شدید تشویش ہے کہ 2024 میں سندھ میں سیاسی کارکنوں اور انسانی حقوق کے کارکنوں کی جبری گمشدگیاں بلا تعطل جاری رہیں۔ قوم پرست کارکن ہدایت لوہار، جنہیں پہلے قانون نافذ کرنے والے اداروں نے حراست میں لیا اور بعد ازاں رہا کر دیا تھا، کو ضلع قمبر شہداد کوٹ میں ان کے گھر کے قریب قتل کر دیا گیا۔ ایچ آر سی پی کے چیئرپرسن کو بھی ان کے انسانی حقوق سے متعلق کام کی بنیاد پر پولیس نے بلاجواز حراست میں رکھا اور ان سے پوچھ گچھ کی۔ رپورٹ میں یہ بھی نشاندہی کی گئی ہے کہ سندھ میں عام انتخابات میں سیاسی مداخلت کے الزامات سامنے آئے۔ انتخابات سے پہلے اور بعد میں سندھ ہائی کورٹ میں متعدد انتخابی پٹیشنز دائر کی گئیں، خاص طور پر پی ٹی آئی سے تعلق رکھنے والے آزاد امیدواروں کی جانب سے۔ تاہم اقلیتی نمائندے انتھونی نوید کا بطور ڈپٹی اسپیکر سندھ اسمبلی انتخاب کو ایک مثبت پیش رفت کے طور پر دیکھا گیا۔

حکومتی کوششوں کے باوجود سندھ میں 2024 کے دوران جرائم کی شرح میں 2023 کے مقابلے میں اضافہ ریکارڈ کیا گیا، جس کی تصدیق سندھ پولیس کے اعداد و شمار سے ہوتی ہے۔ شدت پسندی کے واقعات بھی جاری رہے، جن میں ایک حملہ، جس کی ذمہ داری کالعدم بلوچ لبریشن آرمی نے قبول کی، کراچی میں ہوا جس میں دو چینی شہری اور ایک پاکستانی ہلاک ہوا۔

سال بھر کمزور طبقات کے خلاف تشدد اور امتیازی سلوک کی اطلاعات موصول ہوتی رہیں۔ خواتین غیرت کے نام پر تشدد کا شکار رہیں اور کم از کم 134 واقعات رپورٹ ہوئے۔ ایک واقعے میں کراچی میں 100 سے زائد افراد نے متجنس افراد پر حملہ کیا اور انہیں جسمانی و جنسی تشدد کی دھمکیاں دیں۔ پناہ گزینوں کی صورتحال بھی تشویشناک رہی، سندھ اسمبلی نے متفقہ طور پر ایک قرارداد منظور کی جس میں تمام 'غیر قانونی مہاجرین' کو صوبے سے نکالنے کا مطالبہ کیا گیا، تاہم افغان مہاجرین کی ملک بدری کے معاملے پر سندھ کی سول سوسائٹی منقسم رہی۔

وفاقی حکومت کی جانب سے چھ نہریں تعمیر کرنے کے منصوبے، جس کا زیادہ فائدہ پنجاب کو ہونا تھا، پر سندھ سے مشاورت کے بغیر عملدرآمد کے خلاف بڑے پیمانے پر احتجاج ہوئے۔ اس فیصلے نے سندھ میں پانی کی تقسیم پر بین الصوبائی شکایات کو ہوا دی اور دریائے سندھ سے جڑی ماحولیاتی اور زرعی پائیداری کے لیے خطرہ پیدا کر دیا۔ صوبہ شدید گرمی کی لہر اور مون سون کی تباہ کن بارشوں کا بھی شکار رہا، جس کے نتیجے میں بنیادی ڈھانچے کو نقصان پہنچا اور متعدد اضلاع میں لوگ بے گھر ہوئے۔

پریس ریلیز: خیبر پختونخوا میں قانون کی عملداری کمزور رہی۔ ایچ آر سی پی کی سالانہ رپورٹ 2024

پشاور، 30 جون 2025۔ پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) نے آج ایک پریس کانفرنس کے دوران انسانی حقوق کی صورت حال سے متعلق اپنی سالانہ رپورٹ برائے 2024 جاری کی۔ رپورٹ کے مطابق ملک میں جمہوری معیار میں نمایاں کمی دیکھنے میں آئی، جس کی بنیادی وجہ عام انتخابات کی شفافیت پر بڑھتے ہوئے خدشات اور پارلیمانی نظام کی کمزوری ہے۔

رپورٹ کے مطابق خیبر پختونخوا میں 2024 کے دوران شدت پسندی کے باعث عام شہریوں، قانون نافذ کرنے والے اداروں اور سیکیورٹی فورسز کو بھاری جانی نقصان اٹھانا پڑا، جو اس خطے کی بگڑتی ہوئی سیکیورٹی صورت حال کی عکاسی کرتا ہے۔ کرم میں فرقہ وارانہ تشدد اور قبائلی دشمنیوں کے نتیجے میں تقریباً 250 ہلاکتیں ہوئیں، جبکہ سڑکوں اور رسد کی بندش نے انسانی بحران کو جنم دیا۔

جمہوری حکمرانی، شہری آزادیوں اور امن و امان کی بگڑتی صورت حال نے خطے کے سیاسی اور سماجی استحکام پر سنگین سوالات کھڑے کیے ہیں۔ تاہم 2024 کے انتخابات میں خواتین کی بڑھتی ہوئی شرکت کو سیاسی شمولیت کی جانب ایک حوصلہ افزا قدم قرار دیا گیا ہے۔

صوبائی پولیس کے اعداد و شمار کے مطابق توہین مذہب کے الزام میں 77 افراد کے خلاف مقدمات درج کیے گئے اور 49 افراد کو گرفتار کیا گیا، جن میں ایک خاتون بھی شامل ہے۔ تاہم، سوات میں ایک سیاح کا توہین مذہب کے الزام میں ہجوم کے ہاتھوں بہیمانہ تشدد کا نشانہ بننے کا واقعہ ملک بھر میں بڑھتے ہوئے ہجوم کے تشدد کے رجحان کی سنگینی کو ظاہر کرتا ہے۔

قومی جرگے سے قبل پشتون تحفظ موومنٹ (پی ٹی ایم) پر عائد پابندی نے شہری آزادیوں کو مزید محدود کیا۔ رپورٹ میں سرکاری اعداد و شمار کی بنیاد پر صوبے سے جبری گمشدگیوں کے کم از کم 105 نئے کیسز درج کیے گئے، جن پر عدلیہ کو بار بار مداخلت کرنا پڑی۔ طورخم بارڈر کے دوبارہ کھلنے سے نقل و حرکت میں کچھ بہتری آئی، لیکن مقامی سطح پر پابندیاں اور احتجاج جاری رہے۔

قانون سازی کی رفتار سست رہی اور صرف 30 بل پیش کیے گئے جن میں سے 21 منظور ہوئے۔ عدلیہ پر دباؤ برقرار رہا، پشاور ہائی کورٹ میں 23 ہزار سے زائد مقدمات زیر التواہیں جبکہ مجموعی طور پر 38 ہزار سے زائد مقدمات زیر التواہیں، جن میں متعدد توہین عدالت سے متعلق ہیں اور ان میں سیاسی و پولیس شخصیات فریق ہیں۔

رپورٹ میں صنفی بنیاد پر تشدد کے مستقل رجحان کو اجاگر کیا گیا ہے، جس میں گھریلو تشدد، جنسی حملوں اور غیرت کے نام پر قتل کے سیکڑوں واقعات شامل ہیں۔ بچوں کے خلاف تشدد میں بھی اضافہ دیکھنے میں آیا، جن میں درجنوں نابالغ بچوں کا قتل، بدسلوکی یا جنسی استحصال شامل ہے، جو بچوں کے تحفظ کے نظام میں موجود سنگین خامیوں کی نشاندہی کرتا ہے۔ خیبر پختونخوا وفاقی حکومت کے 'غیر قانونی غیر ملکیوں کی واپسی کے منصوبے' کے تحت افغان مہاجرین کی جبری بے دخلی کی ایک اہم گزرگاہ رہا۔

محنت کشوں کے حقوق کی خلاف ورزیاں بلا تعطل جاری رہیں۔ کم از کم 26 کان کن خطرناک حالاتِ کار اور شدت پسند حملوں کے باعث جاں بحق ہوئے، جو معدنیات نکالنے والی صنعتوں میں کام کرنے والے مزدوروں کو درپیش خطرات کی عکاسی کرتا ہے۔ شدت پسندوں نے اغوا کی متعدد وارداتوں میں 30 سے زائد مزدوروں کو مختلف واقعات میں اغوا کیا۔ کم از کم اجرت بڑھانے کے صوبائی وعدوں کے باوجود مختلف شعبوں میں اجرت سے متعلق مسائل برقرار رہے۔

ماحولیاتی مسائل میں بھی اضافہ ہوا۔ شدید بارشوں اور سیلاب کے نتیجے میں 100 سے زائد افراد جاں بحق ہوئے، جبکہ پشاور دنیا کے آلودہ ترین شہروں میں شامل رہا۔

پریس ریلیز: پنجاب میں سیاسی انتشار اور بڑھتی ہوئی ناانصافیاں باعثِ تشویش ہیں: ایچ آر سی پی

لاہور، 22 جولائی 2025۔ پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) نے آج ایک پریس کانفرنس میں اپنی حالیہ رپورٹ 'پاکستان میں انسانی حقوق کی صورتحال 2024' کے تناظر میں پنجاب میں انسانی حقوق کی صورتحال پر روشنی ڈالی۔

رپورٹ کے مطابق 2024 کے عام انتخابات میں ووٹروں کی تعداد اور ڈالے گئے ووٹوں کی تعداد میں اضافہ تو ہوا، لیکن مجموعی ٹرن آؤٹ میں کمی دیکھنے میں آئی۔ اگرچہ خواتین کی اسمبلیوں میں نمائندگی دوگنا سے بھی زیادہ ہوگئی، لیکن پنجاب اسمبلی بدستور خلل اندازی، اپوزیشن کی رائے کو نظرانداز کرنے اور عجلت میں قانون سازی جیسے مسائل

کا شکار رہی۔ سال 2024 میں اسمبلی کی کارروائیاں شدید بد نظمی کا شکار رہیں۔ ایوان میں غیر مناسب حرکات کے خلاف خواتین ارکانِ اسمبلی نے واک آؤٹ کیا، جبکہ خواتین اور اقلیتوں کی مخصوص نشستوں کی الاٹمنٹ میں قانونی رکاوٹیں حائل رہیں۔

جون میں عجلت میں منظور کیے گئے پنجاب ہتکِ عزت ایکٹ 2024 کو انسانی حقوق کے نیٹ ورکس نے آزادی اظہارِ رائے پر قدغن قرار دیتے ہوئے شدید تنقید کا نشانہ بنایا۔ بعد ازاں اس قانون کو غیر آئینی قرار دیتے ہوئے لاہور ہائیکورٹ میں چیلنج کر دیا گیا۔ پنجاب حکومت نے اسلام آباد میں پی ٹی آئی کے احتجاج کو روکنے کے لیے سڑکیں بند کیں، جس سے سیاسی کارکنوں اور عام شہریوں دونوں کے نقل و حرکت کے حق کی خلاف ورزی ہوئی۔

مذہبی اقلیتوں کے خلاف مظالم کا سلسلہ بھی جاری رہا، جن میں سرگودھا میں ایک مسیحی شخص کی ہجوم کے ہاتھوں ہلاکت شامل ہے، جس پر توہین مذہب کا الزام لگایا گیا تھا۔ احمدی برادری نے منظم امتیاز اور عدم تحفظ کے باعث انتخابی عمل مکمل دستبرداری اختیار کر لی۔

رپورٹ میں اس امر پر شدید تشویش کا اظہار کیا گیا ہے کہ کوئٹہ - تافتان شاہراہ پر پنجاب کے نو شہریوں کو قتل کر دیا گیا، جبکہ پنجگور، بلوچستان میں مبینہ شدت پسندوں کے حملے میں سات پنجابی مزدور جاں بحق ہوئے۔

ملک بھر میں بچوں سے بدسلوکی کے سب سے زیادہ کیسز پنجاب میں رپورٹ ہوئے۔ صرف جنوری تا جون 2024 کے دوران ملک بھر میں پیش آنے والے 1,630 واقعات میں سے 78 فیصد کا تعلق پنجاب سے تھا۔ اس عرصے میں جنسی زیادتی کے 2,506، اغوا کے 2,189، بچوں کی اسمگلنگ کے 457 اور جسمانی تشدد کے 455 واقعات درج ہوئے۔ فیصل آباد میں 11 سالہ گھریلو ملازمہ عائشہ کی ہلاکت اور سرگودھا و لاہور میں اسی نوعیت کے واقعات نے گھروں میں کم عمر ملازمین پر ہونے والے تشدد کو بے نقاب کیا۔

ذہنی معذور خواتین کے ساتھ جنسی تشدد، گھریلو تشدد کے نتیجے میں ہلاکتیں (جن میں حاملہ خواتین بھی شامل تھیں)، اور غیرت کے نام پر قتل کے واقعات سال بھر جاری رہے۔ لاہور کے ایک نجی کالج میں مبینہ زیادتی کے ایک واقعے میں ایچ آر سی پی نے اس بات کا مشاہدہ کیا کہ واقعے کے وقوع پذیر ہونے کا کوئی حتمی ثبوت موجود نہیں۔ لاہور ہائیکورٹ نے کم عمری کی شادی کی ممانعت کا ایکٹ 1929 میں عمر کی بنیاد پر صنفی تفریق کو آئین کے منافی قرار دیا، تاہم اس حوالے سے جامع قانون سازی تا حال تعطل کا شکار ہے۔

رپورٹ کے مطابق، مزدوروں کے حقوق اور ماحولیاتی مسائل کو بھی نظر انداز کیا گیا۔ صفائی کے کارکنان بدستور خطرناک حالات میں کام کرنے پر مجبور رہے۔ دریں اثنا، صوبائی حکومت نے نومبر میں لاہور اور ملتان میں ریکارڈ کی گئی خطرناک آلودہ ہوا کے خلاف کوئی مؤثر اقدام نہیں کیا۔

پریس ریلیز: ایچ آر سی پی اور سہر کا انسانی حقوق کے عالمی تنظیمی ڈھانچے کی از سرِ نو تشکیل کا مطالبہ

لاہور، 29 جولائی 2025۔ 26 اور 27 جولائی کو پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) اور ساؤتھ ایشینز فار ہیومن رائٹس (سہر) کے زیرِ اہتمام منعقدہ ایک علاقائی کانفرنس میں اس بات پر زور دیا گیا کہ جنوبی ایشیا کو انسانی حقوق کے عالمی تنظیمی ڈھانچے کی تشکیلِ نو میں عالمی جنوب کی قیادت کرنی چاہیے، کیونکہ عالمی شمال نہ تو فلسطین میں بین الاقوامی انسانی حقوق کے قانون کا تحفظ کر سکا ہے اور نہ ہی افغانستان میں صنفی امتیاز کے خلاف مؤثر اقدام کر پایا ہے۔ 'رابطے، نہ کہ حدیں: جنوبی ایشیا میں حقوق پر مبنی علاقائی تحریکوں کی تعمیر' کے عنوان سے منعقد ہونے والی اس کانفرنس میں بنگلا دیش، نیپال، بھارت، سری لنکا، مالدیپ، افغانستان اور پاکستان سے تعلق رکھنے والے انسانی حقوق کے کارکنوں، فنکاروں، ادیبوں اور ماہرینِ تعلیم نے شرکت کی۔

ایچ آر سی پی کے سیکریٹری جنرل حارث خلیق نے اپنے افتتاحی خطاب میں خطے میں بڑھتی غربت، جبری نقل مکانی، غیر ملکیوں سے نفرت اور جمہوری زوال کے تناظر میں سرحد پار یکجہتی کو ناگزیر قرار دیا۔ ڈاکٹر سیدہ حمید نے اپنے کلیدی خطبے میں جنوبی ایشیا کی مشترکہ تہذیبی وراثت کی بنیاد پر عوامی روابط کی از سرِ نو بحالی پر زور دیا، جبکہ ایچ آر سی پی کی سابق چیئرپرسن حنا جیلانی نے کہا کہ انسانی حقوق کی جدوجہد تنہا نہیں پنپ سکتی اور اس کے لیے مسلسل اجتماعی کوششیں ضروری ہیں۔

جمہوریت اور انسانی حقوق پر پہلے سیشن کے مقررین نے شہری آزادیوں پر قدغنوں، آمرانہ رجحانات اور امتیازی قوانین پر تشویش ظاہر کی۔ سری لنکا اور نیپال میں پرامن مزاحمت اور آئینی تحفظات امید کی کرن کے طور پر سامنے آئے، مگر افغان خواتین آج بھی طالبان کے زیرِ اقتدار شدید صنفی امتیاز کا شکار ہیں۔

پاکستان میں میڈیا پر قدغنیں، بھارت اور بنگلا دیش میں ڈیجیٹل آزادیوں میں کمی، خطے میں حقوق کے تحفظ اور جمہوری آزادی کی بحالی کے لیے نوجوانوں کی شمولیت، علاقائی یکجہتی اور عوامی روابط کو کلیدی حکمتِ عملی قرار دیا گیا۔

ضمیمہ 3

دوسرے سیشن میں مقررین نے بھارت اور بنگلا دیش میں ریاستی پالیسیوں کے ذریعے مذہبی اور نسلی اقلیتوں کے منظم اخراج، سری لنکا میں مسلم اور تامل برادریوں کی شہری آزادیوں کی کم ہوتی گنجائش، اور پاکستان میں اقلیتوں کی بڑھتی ہوئی غیر محفوظ صورتحال پر تشویش ظاہر کی۔ مقررین نے کہا کہ قوم پرستی، عوامیت پسندی اور اکثریتی مذہبی سیاست نے اقلیتوں کی غیر انسانی تصویر کشی کو فروغ دیا ہے۔

ماحولیاتی انصاف پر بات کرتے ہوئے ماہرین نے ماحولیاتی بحران کی شدت اور اس کے پسماندہ طبقات پر غیر متناسب اثرات پر روشنی ڈالی۔ مقررین نے ناقص طرزِ حکمرانی، صنعتی آلودگی، اور قومی و بین الاقوامی اداروں کی غیر مؤثر پالیسیوں کو بحران کی اہم وجوہات قرار دیا اور ماحولیاتی انصاف، منصفانہ ترقیاتی حکمتِ عملیوں اور قدرتی وسائل کے بہتر انتظام اور آفات سے نمٹنے کی تیاری کے لیے ڈیٹا کے تبادلے پر زور دیا۔

اختتامی سیشن میں مقررین نے سماجی و اقتصادی حقوق اور شہری و سیاسی آزادیوں کے باہمی ربط پر گفتگو کی اور جنوبی ایشیائی تنظیم برائے علاقائی تعاون (سارک) جیسے علاقائی فورمز کو از سرِ نو فعال کرنے اور موجودہ نیٹ ورکس کو مؤثر بنانے کی ضرورت پر زور دیا۔ مقررین نے انسدادِ دہشت گردی، بغاوت اور اظہارِ رائے و ڈیجیٹل آزادیوں پر پابندی لگانے والے قوانین کے استعمال پر تشویش ظاہر کی اور انسانی حقوق کے کارکنوں کے لیے محفوظ مقامات اور نیٹ ورکس تشکیل دینے پر زور دیا۔ سہر کی شریک چیئرپرسن روشمی گوسوامی نے غزہ میں انسانی حقوق کی صورتحال پر ایک مشترکہ یادداشت تیار کرنے کی تجویز دی، جبکہ ایچ آر سی پی کے چیئرپرسن اسد اقبال بٹ نے کہا کہ سرحد پار یکجہتی ہی آگے بڑھنے کا واحد راستہ ہے۔

پریس ریلیز: بلوچستان میں اعتماد کی بحالی اور تنازع کے حل کے لیے سیاسی مکالمہ اور انسانی حقوق کی پاسداری ناگزیر ہے

اسلام آباد، 6 اگست 2025۔ بلوچستان میں ایک فیکٹ فائنڈنگ مشن کے بعد پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) نے صوبے کو درپیش انسانی حقوق کے بحران پر شدید تشویش کا اظہار کیا ہے۔ مشن کی رپورٹ میں ایک تشویشناک رجحان دیکھا گیا ہے کہ جبری گمشدگیوں کا سلسلہ جاری ہے، جمہوری آزادیاں محدود ہو رہی ہیں، صوبائی خودمختاری کمزور پڑ رہی ہے اور قانون سے بالاتر رہنے کا رویہ بے لگام ہے — یہ تمام عوامل عوامی بیگانگی اور سیاسی عدم استحکام کو مزید بڑھا رہے ہیں۔

مشن کے مطابق، اگرچہ ریاستی نمائندے اب جبری گمشدگیوں کے وجود کا اعتراف کرتے ہیں، تاہم وہ اسے ایک ایسے سیکیورٹی بیانیے کے تناظر میں پیش کرتے ہیں جو اسے بغاوت کا محض ایک ضمنی نتیجہ قرار دیتا ہے یہ بیانیہ اس خطرے کو جنم دیتا ہے کہ ایک ایسے فعل کو معمول بنا دیا جائے جو بین الاقوامی انسانی حقوق کے قانون کے مطابق انسانیت کے خلاف جرم ہے۔ رپورٹ میں ان الزامات کی آزادانہ تحقیقات کا مطالبہ بھی کیا گیا ہے جو اُن افراد کے خلاف ممکنہ انتقامی کارروائیوں سے متعلق ہیں جو جبری گمشدگیوں پر آواز بلند کرتے ہیں۔

مشن کا کہنا ہے کہ اگرچہ غیر بلوچ آباد کاروں سمیت عام شہریوں کو نشانہ بنانے والے عسکریت پسند حملے کسی طور بھی قابلِ جواز نہیں اور ان میں ملوث افراد کو قانون کے کٹہرے میں لایا جانا چاہیے، تاہم انسدادِ دہشت گردی (بلوچستان ترمیمی) ایکٹ 2025 کی منظوری انتہائی تشویش ناک ہے۔ یہ قانون 90 دن تک حراست کی اجازت دیتا ہے، وہ بھی مؤثر عدالتی نگرانی کے بغیر، جس سے تشدد اور بدسلوکی کے خدشات بڑھ جاتے ہیں۔ مشن نے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ اس قانون کو واپس لیا جائے اور اس کے بجائے یہ یقینی بنایا جائے کہ انسدادِ دہشت گردی سے متعلق تمام اقدامات پاکستان کی انسانی حقوق کی ذمہ داریوں سے ہم آہنگ ہوں۔

رپورٹ کے مطابق انتخابی عمل میں دھاندلی اور قوم پرست جماعتوں کو سیاسی طور پر الگ تھلگ کرنے سے عوام کا جمہوری نظام پر اعتماد بری طرح مجروح ہوا ہے۔ مشن نے تجویز دی ہے کہ ریاست شفافیت، انصاف اور جوابدہی کو یقینی بنائے، دھاندلی کے معتبر الزامات کی تحقیقات کرے اور انتظامی ڈھانچوں کو غیر سیاسی بنائے تاکہ سیاسی بیگانگی مزید نہ بڑھے۔

مشن نے قانون نافذ کرنے والے سویلین اداروں کو عسکریت سے پاک کرنے اور ایک یکجا شہری پولیس فورس کے قیام کی سفارش کی ہے جس کے پاس مقامی کمیونٹی پر مبنی اور انسانی حقوق سے ہم آہنگ پولیسنگ کے لیے مناسب وسائل اور تربیت موجود ہو، تاکہ نیم فوجی اور فوجی اداروں پر ضرورت سے زیادہ انحصار ختم کیا جا سکے۔

رپورٹ میں سول سوسائٹی کی تحریکوں، جیسے کہ بلوچ یکجہتی کمیٹی، کو غیر معتبر بنانے کے عمل کی بھی نشاندہی کی گئی ہے اور کہا گیا ہے کہ انسانی حقوق کی ایڈووکیسی کو عسکریت پسندی سے جوڑنے سے خاص طور پر نوجوانوں میں بیگانگی کا احساس مزید بڑھ رہا ہے۔ ریاست کو چاہیے کہ وہ انسانی حقوق کے دفاع کاروں کے کردار کو کھلے عام تسلیم کرے اور ان کے تحفظ کی ضمانت دے۔

مشن نے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ 18ویں آئینی ترمیم کے تحت حاصل شدہ آئینی تحفظات بحال کرے اور قدرتی وسائل کے انتظام میں صوبائی خود مختاری کا احترام کرے۔ سینڈک جیسے متنازع منصوبوں اور بلوچستان مائنز اینڈ منرل ایکٹ میں حالیہ ترامیم پر نظرِ ثانی کی جائے تاکہ مقامی لوگوں کی مشاورت اور فوائد کی منصفانہ تقسیم کو یقینی بنایا جا سکے۔

اگر ریاست نے شفاف، جامع اور انسانی حقوق پر مبنی سیاسی حل فوری طور پر نہ اپنایا تو بلوچستان میں سیاسی اور سکیورٹی حالات مزید بگڑتے جائیں گے۔ مشن نے خبردار کیا ہے کہ صوبے سے باہر نسلی بنیادوں پر انتقامی کارروائیوں کا خطرہ حقیقی ہے اور یہ مزید بڑھ رہا ہے، جو قومی یکجہتی کے لیے نقصان دہ ہے۔ اس لیے، مشن نے مزید عسکریت کے بجائے اصولی قیادت کی ضرورت پر زور دیا ہے۔

پریس ریلیز: نوآبادیاتی اثرات سے آزاد قانون انسانی حقوق کے فروغ کے لیے ناگزیر ہے: ایچ آر سی پی

کراچی، 4 ستمبر 2025۔ پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) کے زیرِ اہتمام ”قانون کو نوآبادیاتی اثرات سے آزاد کرنا: پاکستان میں انسانی حقوق اور قانونی اصلاحات“ کے عنوان سے منعقد ہونے والی کانفرنس میں وکلا، صحافیوں، ماہرینِ تعلیم اور انسانی حقوق کے علمبرداروں نے اس بات کا جائزہ لیا کہ اکستان کے عدالتی اور سیاسی ڈھانچے میں نوآبادیاتی قانون کی جھلک اب تک نمایاں ہے، جس کا ایک بھاری خمیازہ کمزور طبقات کو بھگتنا پڑتا ہے۔

ایچ آر سی پی کے چیئرپرسن اسد بٹ نے یاد دلایا کہ آزادیوں کو محدود کرنے والے قوانین اسمبلیوں سے فوراً منظور ہو جاتے ہیں، جب کہ مفادِ عامہ کے قوانین التوا کا شکار رہتے ہیں۔ ایچ آر سی پی کے سیکریٹری جنرل حارث خلیق نے زور دیا کہ نوآبادیاتی نظام نے معاشروں کو بالادست اور پسماندہ طبقات میں تقسیم کر دیا ہے اور عوام کے ساتھ شہریوں کے بجائے رعایا جیسا برتاؤ کیا جاتا ہے۔

جسٹس (ر) مقبول باقر نے اپنے خطاب میں کہا کہ پاکستان کا عدالتی نظام اب بھی اس مقصد کے لیے بنایا گیا ہے کہ لوگوں کو کنٹرول کیا جائے، نہ کہ ان کے حقوق کا تحفظ۔ انھوں نے اختلافِ رائے کو جرم قرار دینے والے قوانین کے خاتمے، انسانی ہمدردی کو قانونی عمل کا حصہ بنانے اور عدلیہ کی آزادی کے تحفظ پر زور دیا۔

ابتدائی سیشن میں وکیل سارہ ملکانی نے واضح کیا کہ بغاوت اور امتناعی حراست کے قوانین نوآبادیاتی حکمتِ عملی کا تسلسل ہیں، جبکہ محقق نازش بروہی نے نشاندہی کی کہ ریاست کا جاری "تہذیب سکھانے کا مشن" دراصل نوآبادیاتی ورثہ ہے۔ صحافی اکبر نوتیزئی نے نشاندہی کی کہ بلوچستان کو اب بھی "نوآبادی" سمجھا جاتا ہے، جہاں وسائل کی لوٹ مار اور وسیع پیمانے پر جبری گمشدگیاں جاری ہیں۔ وکیل اسفندیار وڑائچ نے اجتماع کی آزادی کو "تمام حقوق کا مرکز" قرار دیتے ہوئے پرامن احتجاج پر قدغن لگانے والے نئے قوانین پر تشویش کا اظہار کیا۔

بعد ازاں تین موضوعاتی نشستوں میں شرکاء نے اپنی اپنی تحقیق کے خلاصے پیش کیے۔ اظہارِ رائے کی آزادی پر گفتگو کرتے ہوئے ڈیجیٹل حقوق کی کارکن فریحہ عزیز اور وکلا مومنہ توفیق، سمرا سہیل، صبغت شیخ اور اسفند کچھیلا نے نشاندہی کی کہ پیکا اور بغاوت کے قوانین کو دباؤ کے آلے کے طور پر استعمال کیا جا رہا ہے۔ ایچ آر سی پی کے کونسل رکن سہیل سنگی نے کہا کہ ڈیجیٹل جبر دراصل "پریس پر نوآبادیاتی پابندیوں کی جدید شکل" ہے۔

وکلاء عبیرہ اشفاق اور مدثر فاروق، ثقافتی حقوق کی ماہر سعدیہ فاروق عظیمی اور ایچ آر سی پی کی کونسل رکن سعدیہ بلوچ نے ضابطہ فوجداری، اراضی کے حقوق اور سماجی ضبط میں نوآبادیاتی اثرات کا جائزہ لیا۔ انہوں نے تعلیمی اصلاحات، امتیازی قوانین کے خاتمے اور انسانی و مقامی اصولوں پر مبنی قانون کی نئی تعریف پر زور دیا۔

ایچ آر سی پی کے اسٹاف ممبر سلمان فرخ اور وکیل علیزہ مسعود نے واضح کیا کہ نوآبادیاتی قوانین نے جبری شادی اور عورتوں کی رضا سے انکار کو استحکام بخشا ہے، جبکہ وکیل حریم گودیل نے بتایا کہ توہینِ مذہب کی دفعات استعماری دور میں متعارف ہوئیں اور آج تک ان کا غلط استعمال جاری ہے۔۔ ایچ آر سی پی کی کونسل رکن مہناز رحمان نے خواتین کی جدوجہد کو واضح کیا جو نوآبادیاتی اور پدرشاہی ڈھانچوں کے خلاف ہے۔ وکیل صلاح الدین احمد نے عدلیہ میں حساسیت پیدا کرنے اور خواتین و اقلیتوں کے خلاف قوانین کے غلط استعمال کو روکنے کے لیے حفاظتی اقدامات تجویز کیے۔

اپنے اختتامی کلمات میں ایچ آر سی پی کی سابق چیئرپرسن حنا جیلانی نے کہا: 'ہم نہ تو نوآبادیاتی اور نہ ہی مقامی آمریت کی روایات کو تھامے رکھ سکتے ہیں۔ قانون کی حکمرانی کو انصاف اور مساوات کا عکاس ہونا چاہیے۔'

کانفرنس کے اختتام پر سندھ اسمبلی کے ڈپٹی اسپیکر انتھونی نوید نے کہا کہ مذہبی برادریوں کے حقوق اور آزادیوں سے متعلق مسودہ قوانین پر تنقید ضروری ہے تاکہ یہ قوانین کمزور طبقات کے لیے رکاوٹ بننے کے بجائے ان کے تحفظ کا ذریعہ بن سکیں۔

پریس ریلیز: ایچ آر سی پی کے فیکٹ فائنڈنگ مشن کا خیبر پختونخوا میں انسانی حقوق اور سکیورٹی کی صورتِ حال پر اظہارِ تشویش

پشاور، 26 ستمبر 2025۔ پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) کے زیر قیادت خیبر پختونخوا کے فیکٹ فائنڈنگ مشن نے ریاستی رٹ کے تیزی سے ختم ہوتے ہوئے اثر اور حکومت کی شہریوں کے حقِ زندگی اور آزادی کے تحفظ میں ناکامی، بالخصوص ضم شدہ اضلاع میں، پر شدید تشویش کا اظہار کیا ہے۔

یہ مشن ایچ آر سی پی کے چیئرپرسن اسد اقبال بٹ، شریک چیئر منیزے جہانگیر، خزانچی اور سینئر صحافی حسین نقی، وائس چیئر اکبر خان، ماہرِ تعلیم اور ایچ آر سی پی کی رکن ڈاکٹر صبا گل خٹک، اور ایچ آر سی پی کے اسٹاف ممبران شاہد محمود اور سلمان فاروق پر مشتمل تھا۔ مشن نے 24 تا 26 ستمبر 2025 کے دوران سول سوسائٹی کے نمائندوں بشمول صحافیوں، وکلا، انسانی حقوق کے دفاع کاروں اور تنازع کے باعث بے گھر ہونے والے خاندانوں، سیاسی جماعتوں کے رہنماؤں، قانون نافذ کرنے والے اداروں اور وزیر اعلیٰ سمیت خیبر پختونخوا حکومت کے اعلیٰ عہدیداروں سے ملاقاتیں کیں۔

مقامی برادریوں اور فریقین نے بڑھتے ہوئے تشدد، بے دخلی اور سکیورٹی آپریشنز، اور مجوزہ خیبر پختونخوا مائنز اینڈ منرلز ایکٹ 2025 کے تحت قدرتی وسائل کے حصول کے درمیان ایک تشویش ناک تعلق کی نشاندہی کی ہے۔ ضم شدہ اضلاع کے کئی حصوں میں شدت پسند بظاہر بلا روک ٹوک سرگرم ہیں، جو مبینہ طور پر مقامی آبادی کو ہراساں اور بلیک میل کر رہے ہیں، انکار کرنے والوں کو قتل کر رہے ہیں اور شام کے بعد نقل و حرکت پر پابندیاں عائد کر رہے ہیں۔ بعض اطلاعات کے مطابق، ان علاقوں میں قانون نافذ کرنے والے ادارے بھی عملی طور پر غیر فعال ہو چکے ہیں۔

مشن کو خاص طور پر تیراہ میں حالیہ ہلاکتوں پر سخت تشویش ہے، جن میں اطلاعات کے مطابق فضائی بمباری کے کے نتیجے میں عورتوں اور بچوں سمیت 20 سے زائد عام شہری جاں بحق ہوئے۔ مشن نے ایک شفاف انکوائری کا مطالبہ کرتے ہوئے صوبائی اور وفاقی حکام پر زور دیا ہے کہ وہ ذمہ داری ایک دوسرے پر ڈالنے کے بجائے جواب دہی کو یقینی بنائیں۔ متاثرین کے لواحقین کو ناکافی معاوضہ دینا ریاستی جواب دہی اور قانون کے معین ضابطے کے تحت سلوک کا متبادل نہیں ہو سکتا۔

ضمیمہ 3

مشن اس امر پر بھی تشویش کا اظہار کرتا ہے کہ خیبر پختونخوا ایکشنز (ان ایڈ آف سول پاور) آرڈیننس 2019، جو ایک متنازع قانون ہے، تاحال نافذ ہے اور اس کے ذریعے حراستی مراکز اور امتناعی حراست کو قانونی جواز فراہم کیا جا رہا ہے۔ یہ آئین کے آرٹیکل 10 اور پاکستان کی بین الاقوامی قانونی ذمہ داریوں کی کھلی خلاف ورزی ہے۔ اس کے علاوہ، عدالتی اور انتظامی نگرانی میں کمی اور کمزور ریگولیٹری نظام کے باعث جبری گمشدگیوں کا سلسلہ جاری ہے، جس کے ہزاروں واقعات کی شکایات موصول ہوئی ہیں، اگرچہ سرکاری اعداد و شمار کہیں کم ہیں۔

مشن نے وکلا، صحافیوں اور انسانی حقوق کے دفاع کاروں، بالخصوص جبری گمشدگیوں کے خلاف آواز بلند کرنے والوں کی ہراسانی کے واقعات بھی ریکارڈ کیے ہیں۔ یہ الزام کہ قانون نافذ کرنے والے اور سکیورٹی ادارے لوگوں کو جبری طور پر لاپتہ کرنے میں ملوث رہے ہیں اور بعد ازاں یہ افراد حراستی مراکز میں پائے گئے، نہایت سنگین ہے اور اس پر حکومت کا فوری ردعمل ضروری ہے۔

مشن نے قانونی برادری کی طرف سے تنازعات کے متبادل حل (اے ڈی آر) کے نظام کی بحالی پر شدید تحفظات بھی ریکارڈ کیے ہیں، کیونکہ اس طرح ایک متوازی عدالتی ڈھانچہ وجود میں آ سکتا ہے، جو نہ صرف ناقابلِ اعتبار ہو گا بلکہ وہ قانون کی حکمرانی کو بھی کمزور کرے گا۔

مشن کے مطابق، ایسا تاثر ملتا ہے کہ 2018 میں بڑی جدوجہد کے بعد حاصل ہونے والا آئینی انضمام ختم کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ یہ نہ صرف سماجی اور معاشی ترقی کو پیچھے دھکیل دے گا بلکہ خاص طور پر خواتین اور متجنس (ٹرانس جینڈر) برادری جیسے کمزور طبقات کے حقوق کے لیے بھی تباہ کن ثابت ہو گا۔

پریس ریلیز: عدلیہ کی آزادی، شہری آزادیوں اور سلامتی کو لاحق خطرات باعث تشویش ہیں

لاہور، 23 نومبر 2025۔ پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق اپنی 39ویں سالانہ عام اجلاس کے اختتام پر آئینی جمہوریت، شہری آزادیوں اور ملک بھر میں کمزور طبقات کے تحفظ کو درپیش بڑھتے ہوئے خطرات پر تشویش کا اظہار کرتا ہے۔

ایچ آر سی پی کو 27ویں آئینی ترمیم کی منظوری پر شدید تشویش ہے، جو عدلیہ کی آزادی کو کمزور کرتی ہے اور ان معاملات پر انتظامیہ کا اختیار بڑھاتی ہے جو انتظامی مداخلت سے محفوظ رہنے چاہئیں۔ عوامی اعتماد پہلے ہی کمزور ہے اور ایسے وقت میں یہ ترمیم نظامِ احتساب کو مزید کھوکھلا کر دے گی۔

سرکاری عہدے داروں کو حاصل تاحیات استثنا نے اختیارات کو چند ہاتھوں میں اس حد تک سمیٹ دیا ہے کہ پارلیمان کی بالادستی عملاً کمزور پڑ گئی ہے۔ ایچ آر سی پی اس بات پر بھی زور دیتا ہے کہ بااختیار اور منتخب مقامی حکومتیں جمہوریت کے استحکام اور شہریوں کی نظم و نسق میں شمولیت بڑھانے کے لیے نہایت ضروری ہیں۔

خیبر پختونخوا اور بلوچستان میں شدت پسندی کے تدارک کے اقدامات میں بنیادی آزادیوں اور اختلافِ رائے کے حق کا تحفظ لازمی ہے۔ بلوچستان اور دیگر علاقوں میں انٹرنیٹ کی طویل بندش نے تعلیم، روزگار اور جمہوری شرکت کو شدید متاثر کیا ہے جسے فوری طور پر ختم کیا جائے۔ ایچ آر سی پی وفاقی اور صوبائی حکومتوں پر زور دیتا ہے کہ حقوق کے احترام پر مبنی سیکیورٹی اقدامات اپنائیں، ریاستی اہلکاروں کی بدسلوکی کی غیر جانبدار تحقیقات کریں، اور مقامی برادریوں کے ساتھ بامعنی مشاورت کو یقینی بنائیں۔ اس میں جبری گمشدگیوں کا خاتمہ اور قانون کے معین ضابطے کے بغیر حراستی مراکز کے استعمال کا خاتمہ شامل ہے۔ اختلافِ رائے کو دبانے کے لیے شیڈول فور کا استعمال فوراً بند ہونا چاہیے۔

ایچ آر سی پی کو افغان پناہ گزینوں کی جاری ہراسانی، حراست اور جبری ملک بدری پر شدید تشویش ہے۔ ان میں سے بہت سے افراد کو ظلم و ستم، خاندان سے جدائی اور شدید انسانی بحران کے حقیقی خطرات لاحق ہیں۔ حکومت ملک بدری فوری طور پر معطل کرے، قانون کے معین طریق کار کے تحت سلوک کو یقینی بنائے، اور بین الاقوامی حفاظتی اصولوں پر عمل کرے۔ پاکستان کو 1951 کے اقوامِ متحدہ کے مہاجر کنونشن اور 1967 کے پروٹوکول کی توثیق کرنی چاہیے اور پیدائشی شہریت اور شہریت کے حق کا تحفظ کرنا چاہیے۔

حراستی تشدد اور ماورائے عدالت قتل، بالخصوص سی سی ڈی اور سی ٹی ڈی کے اہلکاروں کے ہاتھوں، فوری آزادانہ تحقیقات اور جوابدہی کے متقاضی ہیں۔ ایسی سنگین خلاف ورزیاں سزا سے استثنا کو بڑھاتی ہیں اور شہریوں کے حقِ زندگی اور وقار کو خطرے میں ڈالتی ہیں۔

مذہبی اقلیتیں، خصوصاً احمدی برادری، ہجوم کے تشدد، عبادت گاہوں پر حملوں اور قبروں کی بے حرمتی کا مسلسل نشانہ بن رہی ہیں۔ ریاست انہیں تحفظ فراہم کرے، نفرت انگیزی اور تشدد پر اکسانے والوں کے خلاف کارروائی کرے، توہینِ مذہب کے قوانین کے غلط استعمال کی تحقیقات کے لیے طویل عرصے سے زیرِ التوا کمیشن کو فعال کرے اور جبری تبدیلیٔ مذہب کے خلاف قانون سازی کرے۔

کم عمری کی شادی ایک سنگین مسئلہ بنی ہوئی ہے جو بچیوں کی صحت، تعلیم اور مستقبل کو شدید خطرات سے دوچار کرتی ہے۔ ایچ آر سی پی مطالبہ کرتا ہے کہ قوانین میں 'نابالغ' کی تعریف کو یکساں کیا جائے اور 18 سال سے کم عمر کی تمام شادیوں کو غیر قانونی قرار دیا جائے۔ تعلیمی اداروں اور دیگر سرکاری و نجی جگہوں پر جنسی ہراسانی بھی برقرار ہے؛ محفوظ ماحول کے لیے رپورٹنگ کا مضبوط نظام، شفاف احتساب، اور مؤثر تربیت لازمی ہے۔

ایچ آر سی پی حکومت پر زور دیتا ہے کہ وہ موسمیاتی تبدیلیوں کے باعث بے گھر ہونے والے افراد، خاص طور پر گلگت بلتستان میں، کے لیے محفوظ پناہ، بنیادی سہولیات اور بحالی کے مستحکم اقدامات کو یقینی بنائے۔ جنوبی پنجاب سمیت حالیہ سیلاب سے متاثرہ خاندانوں کے لیے گھروں اور روزگار کی بحالی کے لیے طویل المدتی معاونت لازمی ہے۔ پاکستانی اور بھارتی ماہی گیروں کی قید کا مسئلہ بھی فوری توجہ کا متقاضی ہے؛ انہیں اپنے اپنے ممالک واپس بھیجا جائے، انسانی سلوک، قانونی نمائندگی اور بلاجواز حراست سے تحفظ فراہم کیا جائے تاکہ ان کے بنیادی حقوق اور روزگار محفوظ رہیں۔

انسانی حقوق کے دفاع کاروں کا انتقال

30 جنوری 2025۔ پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) آزاد فلم ساز اور انسانی حقوق کے سرگرم کارکن تپن کمار بوس کے انتقال پر گہرے دکھ اور افسوس کا اظہار کرتا ہے۔ وہ پاکستان انڈیا فورم فار پیس اینڈ ڈویلپمنٹ کے تحت جنوبی ایشیا میں امن کے فروغ کے لیے طویل عرصے تک سرگرم رہے۔ ان کا انتقال ناقابلِ تلافی نقصان ہے۔ تاہم یہ واقعہ اس امر کی یاددہانی بھی ہے کہ عوامی سطح پر امن کے عمل کو مزید مضبوط اور مؤثر بنانے کی ضرورت ہے تاکہ تمام انسانوں کے مفاد کا تحفظ یقینی بنایا جا سکے۔

3 اپریل 2025۔ ایچ آر سی پی کراچی میں ڈاکٹر سید ہارون احمد کے انتقال پر ان کے اہل خانہ، دوستوں، طلبہ اور ساتھیوں کے ساتھ گہرے رنج و غم کا اظہار کرتا ہے۔ وہ سماجی انصاف اور انسانی حقوق کے لیے غیر متزلزل عزم کے حامل تھے۔ ڈاکٹر احمد ایچ آر سی پی کے رکن بھی تھے۔

8 اپریل 2025۔ ایچ آر سی پی کو یہ جان کر شدید افسوس ہوا ہے کہ سیاستدان، مصنف اور ڈرامہ نگار سینیٹر تاج حیدر کراچی میں وفات پا گئے ہیں۔ وہ ان چند سیاسی رہنماؤں میں شامل تھے جنہوں نے معاشی انصاف، ثقافتی حقوق اور جمہوری طرزِ حکمرانی کے لیے اصولی اور غیر متزلزل جدوجہد کی۔ ایچ آر سی پی ان کے اہلِ خانہ، دوستوں اور ساتھیوں سے دلی تعزیت کا اظہار کرتا ہے۔

9 جولائی 2025۔ ایچ آر سی پی سینئر صحافی، کالم نگار اور مدیر زبیدہ مصطفیٰ کے انتقال پر گہرے دکھ کا اظہار کرتا ہے۔ انہوں نے سماجی، ثقافتی اور لسانی حقوق کے فروغ میں نمایاں کردار ادا کیا۔ وہ محروم اور پسماندہ طبقات کی مؤثر آواز تھیں۔ ان کا انتقال ایک ناقابلِ تلافی نقصان ہے۔

10 جولائی 2025۔ ایچ آر سی پی مصنفہ تسنیم منٹو کے انتقال پر ان کے اہلِ خانہ سے دلی تعزیت کا اظہار کرتا ہے۔ وہ ترقی پسند سیاسی فکر پر یقین رکھتی تھیں اور عام شہریوں اور محنت کش طبقے کی زندگیوں میں مثبت تبدیلی کے لیے کوشاں رہیں۔

5 ستمبر 2025۔ ایچ آر سی پی ڈاکٹر زینت حسین کے انتقال پر گہرے دکھ کا اظہار کرتا ہے اور ان کے اہلِ خانہ واحباب کے غم میں شریک ہے۔ وہ مرحوم ڈاکٹر مبشر حسن کی اہلیہ تھیں۔ ان کی نمازِ جنازہ 6 ستمبر 2025 کو ان کی رہائش گاہ K-4 مین بلیوارڈ، گلبرگ II، لاہور میں ادا کی جائے گی، جبکہ تعزیتی اجلاس 7 ستمبر 2025 کو منعقد ہو گا۔

9 ستمبر 2025۔ ایچ آر سی پی انسانی حقوق کی سرگرم کارکن اور حقوق نسواں کی علمبردار نزہت کدوائی کے انتقال پر گہرے دکھ کا اظہار کرتا ہے۔ وہ ویمنز ایکشن فورم کی دیرینہ رکن تھیں اور انصاف، دیانت اور انسانی وقار کے اصولوں کے لیے معروف تھیں۔ ان کا انتقال انسانی حقوق کی برادری کے لیے ایک بڑا نقصان ہے۔

20 دسمبر 2025۔ پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) انسانی حقوق کے کارکن ماما عبدالقدیر کے انتقال پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتا ہے۔ اپنے بیٹے کے 2009 میں اغوا اور قتل کے بعد انہوں نے جبری گمشدگیوں کے خلاف ایک منظم تحریک شروع کی۔ وہ وائس فار بلوچ مسنگ پرسنز کے بانی تھے اور 2013 میں کوئٹہ سے اسلام آباد تک جبری گمشدگیوں کے خلاف آواز بلند کرنے کے لیے تاریخی لانگ مارچ کی قیادت کی۔ ان کی جدوجہد اُن بے

شمار خاندانوں میں ہمیشہ زندہ رہے گی جن کے ساتھ وہ انصاف کے لیے کھڑے رہے۔ ہم ایک بار پھر اس امر کا اعادہ کرتے ہیں کہ ریاست پر لازم ہے کہ وہ اُن حقوق کی بحالی کے لیے مربوط اور مؤثر اقدامات کرے جن کے لیے ماما عبدالقادر نے اپنی زندگی کے کئی عشرے وقف کیے۔

دیگر بیانات

8 جنوری 2025۔ پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) یہ وضاحت کرنا چاہتا ہے کہ اس کا کسی بھی ایسے ادارہ جاتی سفیر (Institutional Ambassador) سے کوئی تعلق نہیں جو اس کے نام یا مخفف کو استعمال کر رہا ہوں یا اس حوالے سے سوشل میڈیا پر مواد تخلیق کر رہا ہوں۔

ہم اس امر کا بھی اعادہ کرتے ہیں کہ اپنے دفاتر میں تعینات علاقائی رابطہ کاروں (Regional Coordinators) کے علاوہ، جن کے نام اور رابطہ معلومات ہماری ویب سائٹ (https://hrcp-web.org/hrcpweb/our-offices/) پر دستیاب ہیں، ہمارے کوئی دیگر مقامی رابطہ کار موجود نہیں، خواہ وہ رضاکارانہ بنیادوں پر کام کر رہے ہوں یا کسی اور حیثیت میں۔

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کے صرف دو سرکاری ترجمان ہیں: چیئرپرسن اسد اقبال بٹ اور سیکریٹری جنرل حارث خلیق وقتاً فوقتاً، یہ ترجمان تنظیم کے نظم و نسق سے وابستہ دیگر عہدیداران یا سینئر عملے کے ارکان کو اس ذمہ داری کے لیے نامزد کرسکتے ہیں۔ اس کے علاوہ کسی بھی فرد یا گروہ کے بیانات کو پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کے ادارہ جاتی مؤقف کی نمائندگی تصور نہ کیا جائے۔

گزشتہ چند برسوں سے کسی گروپ کی جانب سے مخفف 'ایچ آر سی پی' کا مسلسل استعمال تشویش کا باعث ہے، اور ہم اسے غیر اخلاقی، گمراہ کن اور عوام میں ابہام پیدا کرنے والا عمل سمجھتے ہیں۔

18 جنوری 2025۔ ایچ آر سی پی کرم میں متاثرہ آبادی کو فوری طور پر بنیادی ضروریات کی فراہمی کا مطالبہ کرتا ہے۔ خیبر پختونخوا اور وفاقی حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ جاری تشدد اور ہلاکتوں کو روکے اور فریقین کے درمیان طے شدہ معاہدے پر مکمل عمل درآمد کو یقینی بنائے۔

24 فروری 2025۔ ایچ آر سی پی سندھ حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ کراچی میں ہیوی ٹریفک کی نقل و حرکت کو مؤثر طور پر ریگولیٹ کرے تاکہ سڑک حادثات، خصوصاً لاپرواہی سے ڈرائیونگ کے باعث ہونے والی اموات، کو روکا جاسکے۔ حکومت کو ٹریفک قوانین کے سخت نفاذ، انفراسٹرکچر کی بہتری اور عوامی آگاہی کو فروغ دینا چاہیے۔

27 مارچ 2025۔ ایچ آر سی پی نے محققہ سیدہ ارمین نسیم کو پانچواں آئی اے رحمان ریسرچ گرانٹ 2025 سے نوازا ہے۔ وہ بھارت اور پاکستان میں نوجوانوں کے نسلی و مذہبی قوم پرستی کے رجحانات اور انسانی حقوق پر ان کے اثرات کا مطالعہ کریں گی۔

آئی اے رحمان کی یاد میں قائم کی گئی یہ تحقیقی گرانٹ، جو ایک سینئر صحافی، انسانی حقوق کے محافظ، اور ایچ آر سی پی کے سابق اعزازی ترجمان تھے، پاکستان اور اس سال وسیع تر جنوبی ایشیائی خطے میں انسانی حقوق سے متعلق اصل اور معیاری تحقیق کے فروغ کے لیے مختص کیا گییئی ہے۔

اس سال کے گرانٹ وصول کنندہ کا انتخاب وکلا، صحافیوں اور انسانی حقوق کے کارکنان پر مشتمل ایک آزاد اور غیر جانبدار کمیٹی نے کیا، تاکہ تحقیق کے عمل میں شفافیت، علمی معیار اور انسانی حقوق کے اصولوں کو یقینی بنایا جاسکے۔

1 ستمبر 2025۔ ایچ آر سی پی آئی اے رحمان کی 95ویں سالگرہ پر انہیں خراج تحسین پیش کرتا ہے۔ ان کی خدمات اظہارِ رائے کی آزادی، بنیادی حقوق، امن کے فروغ، اور محنت کش و اقلیتی حقوق کے لیے بے مثال ہیں۔ وہ 1990 سے 2016 تک ایچ آر سی پی کے ڈائریکٹر اور سیکریٹری جنرل رہے اور 2021 تک اعزازی ترجمان کے طور پر وابستہ رہے۔

24 جولائی 2025۔ پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) ادارے کے تحفظ اور اس کی آزادانہ و مؤثر فعالیت کو یقینی بنانے کے حوالے سے قومی کمیشن برائے انسانی حقوق (این سی ایچ آر) کی حمایت کو نہایت قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ یہ حمایت آئینِ پاکستان کے آرٹیکل 17 اور 19 کے تحت حاصل شدہ بنیادی حقوق، نیز ایک ریاستی فریق کے طور پر پاکستان کی بین الاقوامی ذمہ داریوں اور وعدوں کے عین مطابق ہے۔

این سی ایچ آر قومی کمیشن برائے انسانی حقوق کی چیئرپرسن کی شکرگزار ہے کہ انہوں نے یہ مراسلہ متعلقہ حکام کو ارسال کیا تاکہ تنظیم کے جمہوری، آئینی اور انسانی حقوق سے متعلق کردار کے تحفظ اور تسلسل کو یقینی بنایا جاسکے۔

22 ستمبر 2025۔ پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) واضح اور دوٹوک انداز میں یہ مؤقف پیش کرنا چاہتی ہے کہ اس نے کسی بھی فرد کو کسی اعزاز یا ایوارڈ کے لیے نامزد نہیں کیا۔ ایچ آر سی پی ایک غیر جانبدار اور غیر سیاسی تنظیم ہے جو صرف انسانی حقوق کے فروغ اور تحفظ کے لیے کام کرتی ہے۔ یہ دعوے کہ ایچ آر سی پی نے کسی مخصوص فرد کی سیاسی یا کسی اور بنیاد پر حمایت کی ہے یا اسے کسی اعزاز کے لیے نامزد کیا ہے، مکمل طور پر بے بنیاد، غلط اور گمراہ کن ہیں۔

ہم ایک بار پھر اس امر کی جانب توجہ مبذول کراتے ہیں کہ مخفف 'ایچ آر سی پی' کو مسلسل ایسی دیگر تنظیموں کے لیے استعمال کیا جارہا ہے جن سے ہمارا کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں۔ یہ طرزِ عمل نہ صرف عوام میں ابہام پیدا کرتا ہے بلکہ ادارے کی ساکھ اور شناخت کو بھی متاثر کرنے کا سبب بنتا ہے۔

ضمیمہ 4

پاکستان اور انسانی حقوق کے بین الاقوامی معاہدے

انسانی حقوق کے بین الاقوامی معاہدے

2025 کے اختتام تک، پاکستان درج ذیل معاہدوں پر دستخط اور ان کی توثیق کر چکا تھا:

- تشدد اور دیگر ظالمانہ، غیر انسانی یا توہین آمیز سلوک کے خلاف کنونشن (2008 میں دستخط اور 2010 میں توثیق)۔
- شہری و سیاسی حقوق کا بین الاقوامی معاہدہ 2008 میں دستخط اور 2010 میں توثیق)۔
- خواتین کے خلاف ہر قسم کے امتیازی سلوک کے خاتمے کا کنونشن 1996 میں توثیق)۔
- نسلی امتیاز کی تمام شکلوں کے خاتمے سے متعلق بین الاقوامی کنونشن 1966 میں دستخط اور توثیق)۔
- اقتصادی، سماجی اور ثقافتی حقوق سے متعلق بین الاقوامی معاہدہ 2004 میں دستخط اور 2008 میں توثیق)۔
- بچوں کے حقوق کا کنونشن 1990 میں دستخط اور توثیق)۔
- بچوں کے حقوق کے کنونشن کا اختیاری پروٹوکول (مسلح تصادم میں بچوں کی شمولیت سے متعلق) (2001 میں دستخط اور 2016 میں توثیق)۔
- بچوں کے حقوق کے کنونشن کا اختیاری پروٹوکول) بچوں کی فروخت، بچوں کی جسم فروشی اور بچوں کی پورنوگرافی سے متعلق) (2001 میں دستخط اور 2011 میں توثیق)۔
- معذور کا شکار افراد کے حقوق کا کنونشن 2008 میں دستخط اور 2011 میں توثیق)۔

- انجمن سازی کی آزادی اور تنظیم سازی کے حق کے تحفظ کا کنونشن 1948 (آئی ایل او کنونشن نمبر 87)۔
- تنظیم سازی اور اجتماعی سودے بازی کے حق کا کنونشن 1949 (آئی ایل او کنونشن نمبر 98)۔
- جبری مشقت سے متعلق کنونشن 1930 (آئی ایل او کنونشن نمبر 29) اور اس کا 2014 کا پروٹوکول۔
- جبری مشقت کے خاتمے کا کنونشن 1957 (آئی ایل او کنونشن نمبر 105)۔
- کم از کم عمر سے متعلق کنونشن 1973 (آئی ایل او کنونشن نمبر 138)۔
- بچوں سے مشقت کی بدترین شکلوں کا کنونشن 1999 (آئی ایل او کنونشن نمبر 182)۔
- مساوی اجرت کا کنونشن 1951 (آئی ایل او کنونشن نمبر 100)۔
- امتیاز سے متعلق (روزگار اور پیشہ) کنونشن 1958 (آئی ایل او کنونشن نمبر 111)۔
- میری ٹائم لیبر کنونشن 2006 (ترمیم شدہ)۔
- لیبر کے اعداد و شمار کا کنونشن 1985 (آئی ایل او کنونشن نمبر 160)۔

2025 کے اختتام تک، پاکستان نے درج ذیل معاہدوں پر دستخط یا ان کی توثیق نہیں کی تھی:

- تشدد کے خلاف کنونشن کا اختیاری پروٹوکول۔
- شہری اور سیاسی حقوق کے بین الاقوامی معاہدے کا دوسرا اختیاری پروٹوکول (جس کا مقصد سزائے موت کا خاتمہ ہے)۔
- تمام افراد کے جبری گمشدگی سے تحفظ کا کنونشن۔
- تمام مہاجر کارکنوں اور ان کے خاندان کے ارکان کے حقوق کے تحفظ کا بین الاقوامی کنونشن۔

اقوامِ متحدہ کے خصوصی طریق ہائے کار اور دیگر مشاہدات

- جنوری میں، اقوامِ متحدہ کے ماہرین نے ماہرِ تعلیم جنید حفیظ کے خلاف توہینِ مذہب کے الزامات پر لازمی سزائے موت کی سزا، بلا جواز حراست اور طویل عرصے تک قید تنہائی کے الزامات پر شدید تشویش کا اظہار کیا۔

- فروری میں، اقوامِ متحدہ کے ماہرین نے پاکستان سے مطالبہ کیا کہ وہ زیر حراست بلوچ انسانی حقوق کے دفاع کاروں کو فوری رہا کرے اور پرامن مظاہرین کے خلاف کریک ڈاؤن بند کرے۔ انہوں نے بالخصوص بلوچ یکجہتی کمیٹی کے خلاف پولیس کی بڑھتی ہوئی کارروائیوں، جن میں ایک مسافر ٹرین پر بلوچ علیحدگی پسندوں کے حملے کے بعد شدت آ گئی تھی، پر تشویش کا اظہار کیا۔

- مارچ میں، ججوں اور وکلاء کی آزادی سے متعلق خصوصی مبصر نے فوجی عدالتوں کی جانب سے 100 سے زائد شہریوں کو سزا سنائے جانے پر تشویش کا اظہار کیا اور ریاست سے مطالبہ کیا کہ شہریوں پر فوجی عدالتوں کے دائرہ اختیار کو ختم کیا جائے اور ان عدالتوں کے تحت زیرِ حراست تمام شہریوں کو ضمانت پر رہا کیا جائے۔

- مارچ میں، اقوامِ متحدہ کے ماہرین نے ریاست کی توجہ ملک میں مذہبی اقلیتوں کے خلاف مسلسل حملوں، بشمول قتل، ہراسگی اور نفرت انگیز تقریر کے ساتھ ساتھ ان کی عبادت گاہوں اور قبرستانوں پر حملوں کی جانب مبذول کروائی۔

- مئی میں، اقوامِ متحدہ کے ماہرین نے انسانی حقوق کی وکیل ایمان مزاری کے کام کے حوالے سے ان کی عدالتی ہراسانی اور انہیں مجرم گردانے جانے کے ممکنہ خطرے کی نشاندہی کی۔ اسی مہینے، اقوامِ متحدہ کے ماہرین کے ایک گروپ نے بی وائے سی کے رہنماؤں اور ارکان، بالخصوص ماہرنگ بلوچ، بیبو بلوچ، گلزادی بلوچ، بیبرگ بلوچ اور صبغت اللہ شاہ جی کی گرفتاری، بلا جواز حراست اور ناروا سلوک پر تشویش کا اظہار کیا۔

- اگست میں، اقوامِ متحدہ کے ماہرین نے مئی کے اوائل میں صحافی اور انسانی حقوق کے دفاع کار عبد اللطیف بلوچ اور ان کے بیٹے سیف بلوچ کے مبینہ ماورائے عدالت قتل کے ساتھ ساتھ عبدل لطیف بلوچ کے خاندان کے دیگر ارکان کو نشانہ بنانے اور جولائی میں ضلع کیچ، بلوچستان میں انسانی حقوق کے دفاع کار گلزار دوست کی گرفتاری پر تشویش کا اظہار کیا۔

- اکتوبر میں، اقوامِ متحدہ کے ماہرین نے افغان شہری خیر اللہ خلیق اور مرسل کی ان کے اہل خانہ سمیت ممکنہ بے دخلی، خاص طور پر 'غیر قانونی غیر ملکیوں کی واپسی کے منصوبے' کے تحت پاکستان سے افغان شہریوں کی جاری بڑے پیمانے پر واپسی کے تناظر میں، پر تشویش ظاہر کی۔ انہوں نے مشاہدہ کیا کہ ایسی بے دخلی انہیں ناقابل تلافی نقصان اور انسانی حقوق کی سنگین خلاف ورزیوں کے خطرے سے دوچار کر دے گی۔

- نومبر میں، انسانی حقوق کے لیے اقوامِ متحدہ کے ہائی کمشنر وولکر ترک نے کہا کہ پاکستان کی عجلت میں منظور کی گئی 27ویں آئینی ترمیم نے عدلیہ کی آزادی کو شدید نقصان پہنچایا ہے اور 'فوج کے احتساب اور قانون کی حکمرانی کے احترام کے بارے میں سنگین خدشات' پیدا کیے ہیں۔

- دسمبر میں، اقوامِ متحدہ کے ماہرین نے ریاست کی توجہ سابق وزیر اعظم عمران خان اور ان کی اہلیہ بشریٰ بی بی کے بارے میں موصول ہونے والی معلومات کی طرف مبذول کروائی، جس میں الزام لگایا گیا تھا کہ انہیں حراست کے ایسے حالات میں رکھا جا رہا ہے جو انسانی اور باوقار سلوک کے بین الاقوامی معیار پر پورا نہیں اترتے۔

دیگر پیش رفت

- اکتوبر میں، اقوامِ متحدہ کی جنرل اسمبلی نے پاکستان کو یکم جنوری 2026 سے شروع ہونے والی تین سالہ مدت کے لیے اقوامِ متحدہ کی انسانی حقوق کونسل کا رکن منتخب کیا۔ 2006 میں کونسل کے قیام کے بعد یہ چھٹا موقع ہے کہ پاکستان اس کا رکن منتخب ہوا ہے۔

تصاویر کے ذرائع

Screen grab/social media

https://www.pakistantoday.com.pk/2026/01/20/ihc-restores-bail-of-advocate-imaan-mazarihadi-chattha-in-controversial-tweets-case

https://dunyanews.tv/en/Pakistan/871382-85-passengers-offloaded-at-karachi-airport-93-pakistanis-deported-fro

https://voicepk.net/2026/01/amnesty-urges-pakistan-to-halt-unlawful-deportation-of-afghanrefugees/

https://www.dawn.com/news/1614391

https://www.brecorder.com/news/40386986/tlp-protest-disturbances-persist-in-twin-citiesfor-2nd-day

https://islamabadpost.com.pk/journalist-fraternity-opposition-protest-against-controversialpeca-amendments/

https://profit.pakistantoday.com.pk/2025/12/12/transport-unions-announce-nationwidewheel-jam-strike-on-december-19/

https://www.brecorder.com/news/40386986/tlp-protest-disturbances-persist-in-twin-citiesfor-2nd-day

https://tribune.com.pk/story/2528743/15-khwarij-killed-four-security-personalmartyred-in-kpk

https://dailytimes.com.pk/1335785/majority-in-kp-say-no-to-protests-want-peaceand-progress/

https://tribune.com.pk/story/814176/performance-reports-chitral-ranks-6th-ineducation-leaves-girls-behind

https://tribune.com.pk/story/32248/the-great-deluge

Isak Khan, CC BY 4.0.

https://www.dawn.com/news/1288817/seven-killed-20-injured-in-twin-bombattack-on-jaffar-express

https://www.24newshd.tv/02-May-2023/hinglaj-mata-temple-annual-festivalkicks-off-in-lasbela

https://www.dawn.com/news/1925781

https://www.geo.tv/latest/628952-security-officer-guarding-polio-team-shot-deadin-balochistan

https://www.dawn.com/news/1161809

https://www.dawn.com/news/1989289/dam-protest-paralyses-karakoramhighway

https://tribune.com.pk/story/360246/hrcp-expresses-alarm-over-sectarian-attacksin-gilgit-baltistan

https://www.facebook.com/pamirtimes/videos/korean-buddhist-pilgrimsperformed-religious-rituals-in-gilgit-baltistan-af-ter-c/467591020550760/

https://www.dailyindependent.com.pk/2025/08/15/gilgit-baltistan-flooddevastation-claims-10-lives/

https://dunyanews.tv/en/Pakistan/883262-13-civilians-killed-in-azad-kashmir-in-12-hours,-says-pakistani-disaster-authority

https://www.samaa.tv/2087327589-sco-launches-first-freelancing-hub-fordifferently-abled-persons-in-azad-kashmir

https://tribune.com.pk/story/2467835/design-for-six-daanish-schools-okayedhttps://www.dawn.com/news/1946082

https://www.nation.com.pk/20-Apr-2025/sindh-shuts-down-in-protest-againstindus-canal-project

https://www.thefridaytimes.com/05-Mar-2025/violent-clash-erupts-betweenstudents-and-police-in-jamshoro

https://english.aaj.tv/news/30340061/first-ever-transgender-festival-held-inkarachi

https://www.thenews.com.pk/latest/1352718-sindh-notifies-surrender-policy-fordacoits-of-larkana-and-sukkur-s-katcha-areas

https://dailytimes.com.pk/544440/sindh-reports-first-polio-case-of-2020-dailytimes/